

N-6101

توضیح حال و مزاج و احوال و حال و بیمه و حال و مزاج و احوال و حال و

جامع حقایق انساب بشری نوع انسانی و مرآت صورت نمای طالات شرفانی خاندانی یستی تایید

ایده اوده

مصنف مع الکلمات اشرف السادات علامه زمین جناب مولانا مولوی شاه سید محمد ابو الحسن

از طبع گرامی مستطیع نطاج حلائی تبارت یافت

مناقب الله لا يقوت إلا بالله

بترقی خداوندی و آداب سخن گفتن و نصاب مراتب صورت های احوال انساب یعنی تاریخ



به نام مایه نور محمد بن محمد و شرفان محمود و بیست یافته برادر بزرگوار مصطفی خان بهرور

مطهره ام آیت الله العظمی کاشانی
کتابخانه کاتبی و خطی مطبوعه

بہر سخن پر خدا کا نام لیا۔ میں نے یوں حمد کو تمام کیا۔ پاس بقیاس اوس خالق انس و جان کو کہ جس نے شاہان
 اولو العزم کو واسطے نظم و نسق جہان و عدالت بندگان کے فرمان روا فرمایا اور درود نامہ و دوا و صلہ سورہ کائنات
 کو کہ جسے قانون شرع تصفیہ معاملات کے واسطے بتایا اور است کو کیفیت طاعت و عبادت سے مزہ و نجات کا
 سنایا سبحان اللہ ایسا آئین متین کہ تا نفع صورت نظر نانی سے ترمیم او کی کسی کے حیر امکان میں نہیں اور جو عالم اولین
 و آخرین اوس شہنشاہ کو بارگاہ احدیت سے عطا ہوا کسی پیغمبر کے وہم و گمان میں نہیں بیتِ شمس کے نا کردہ
 قرآن درست۔ کتب خانہ چند ملت شہست۔ صلی اللہ علیہ خیر خلقہ محمد وآلہ و اصحابہ اجمعین بیتِ خدا یا از تو
 عشقِ مصطفیٰ را۔ محمد را تو می خواہم خدا را۔ بعد اسکے اس مشتِ خاکی جیسا قطرہ آبی نہاں ہے محمد ابو الحسن قطبی
 احساسی و پاکپوری وطنِ حقش مذہبِ انقشِ ہندی وقادی وحشی شکر کرنے حسب فرمایش اور خوشی خاطر خورشید منار
 جم جاہ عالم بناہ گردون بارگاہ کیوان حشمت فریدون شوکت سکندر صولت فرمان فرماے صوبہ اودھا نربل الراج
 ٹیوس صاحبِ حیف کشتہر ہار دیک اودھ کے یہ کتاب از ابتدای سلطنت راجہ کشن نازبان انترجاع سلطنت
 و امیرِ شاہ بادشاہ فرخزاد اودھ کے مقالہ کتب سیر و تاریخ معتبر مثل طبقات ناصر و شیب السیر و تاریخ فرشتہ و تذکرۃ السادات
 و طو۔ قطبی بر معطلہ و خلاصۃ التورخ و مختار اضافی و تاریخ محمدی و بسیار اضافی و مختار التورخ و منبع الانساب
 و مرآۃ الامم و مرآت مسعودی و اخبار الاخبار و طغی و طغی و رک و مختار السعادت و کربن نامہ و آئین بکری و تذکر
 جہانگیر و وقایع عالمگیری و جہان نامہ و بادشاہ نامہ و عمدۃ الطالب و بیہا ہار و تہذیب کردہ نسخہ و بعض فیضی و زین
 الراحۃ و مرقۃ الراحۃ و قمر الکریم و تاریخ القسطنطنیہ و بیہا ہار و راجہ ماند اسے تاریخ کے نام اور کیا

آئینہ آلودہ رکھا حتی الامکان دیکھی مطابقت رو صحت میں ہر تہ سے کوشش یعنی کامیاب ہونے کا بھروسہ رکھ کر
 مرکب من الخطا ورنہ نسیان سے اگر کہیں تو درودین میں غلطی ہوئی ہو تو ماطین صیو کھڑے ہو لکھو اگر گاہ فراموش کہہ دیا
 ترمیم اور سلی لیا جو سے اور اس کتاب کو چار مقالوں پر تقسیم کر کے خاتمہ لو پر خاندان سعادت خان برہان الملک
 کے کیا گیا سبب تالیف کی توضیح ماہ نومبر ۱۸۸۷ء عیسوی مطابق ماہ شعبان ۱۲۹۷ء ہجری میں جناب مستجل
 معلی القاب نواب انزل آراچ ڈیوس صاحب بہادر چیف کمشنر بنوبہ دورہ جلوہ افروز مقام مانگیر کے
 ہوئے مولف حسب الطلب صاحب محترم المیز کے بہادر کا ب حاضر تھا اب معینہ ولاحظہ مانگیر اور قلعہ مانگیر کے
 ارشاد فرمایا کہ اگرچہ حکام بندوبست تاریخ ضلع اودھ کی گفتے گئے ہیں لیکن وحالات وقائع سلاطین سے مطابق
 نہیں ہوئے اگر آپ مفصل حال میں عام کما مع واقعات متعلقات اس کے صحت کے ساتھ بتطبیق کتب تاریخ کے تحریر کریں
 باعث خوشنودی مزاج کا ہوگا اور اس کے سلسلے میں از دیا دراتب و مناصب کا کیا جا بگا ہر چند مولف کو عذر تھا اگر پابند
 ارشاد جناب محترم المیز کے کمرہت باندھ کر اتفاق کرنیل مسٹر ڈیلوای فارہس صاحب بہادر ترمیم بندوبست ضلع
 پرتا بگڈ کے تالیف کتاب ہذا میں متوجہ ہوا اور چند باب تالیف باسناد صاحب مغز المیز کے بعض مقامات ضلع
 فتحپور اور رائلا اور دیار گنہ کھیر آگڈ ضلع الہ آباد اور سکتیس گڈ ضلع مرزا پور سے ہم پونچایا اور کچھ کتابیں جناب مسٹر
 کالون صاحب بہادر سرکاری بلورڈر بنڈ آگڈ سے حاصل کیں اور نیز دیگر کتب خاندان رؤساء جوار سے دستیاب کر کے
 تالیف شروع کی خواہش تھی کہ یہ کتاب مفصل تحریر کی جائے مگر صاحب مہتمم بندوبست بہادر کو عجلت زیادہ تھی اس
 عدیم الفرستی کی وجہ سے جلد لکھتا تھا صاحب وصون کو لکھا دیتا تھا ۱۸۸۷ء عیسوی میں جب اہتمام تاریخ ضلع
 گونڈہ کا میرے متعلق ہوا اس وقت نظر ثانی کر کے باضافہ حالات متعلقہ اس کے ترتیباً حال سلاطین و فرمان روایان
 ہند و اودھ کا تحریر کیا گیا و فقہ ۱۔ آغاز کتاب جب امام بن نوح علیہ السلام حسب الارشاد اپنے باپ کے ملک
 شام سے جانب دکن آیا اس کے چھ پسر تولد ہوئے ہندو شدہ وافرین و جیش و ہرمز و بوتہ یہ ممالک تمام ہر ایک کے
 نام سے موسوم ہوئے مسمی ہند کہ اولاد ارشد تھا اس کے نام سے یہ ملک ہند موسوم ہوا ہند کے چار پسر پورب اونیک
 اور دکن اور ہندال جو جہان ساکن ہوا وہ ملک اس کے نام سے پکارا گیا پورب بن ہند کے بیالیس پسر پیدا ہوئے
 اونکی اولاد کی تھوڑے زمانے میں اس قدر کثرت ہوئی کہ بغرض انتظام ملکی اپنی قوم سے مسمی کشن کو سوار مقرر کیا ذکر
 حکومت کشن پہلے پہل جسے قدم مندر کرکھا اور راج کشن تہا نہایت مدعا قائل ہوا نہ اور نہ دھتار اور نہ ہندو
 غلام غنیمت ہوا کہ گھوڑا اس کی سواری کی طاقت نہ رکھتا تھا اپنی خوش تدبیری سے دہلی جنگلی ہینا کر رام کیا نیس ہل دہلی
 پر وہی سوار ہوا (و سے بعد میں ایک شخص برہمن نام لسنل ننگ بن ہند سے پیدا ہوا چونکہ یہ برہمن نہایت عاقل و
 فرہین تھا بعد کشن حاضر ہو کر اپنی کاروائی (سیا ظاہر کی کہ روئے دینا و نیز مقرر کیا تب اس کے رخصت ہونے سے

تجربہ تالیف کی توضیح

تجربہ تالیف کی توضیح

پیشہ کشی و روگری و لکھنؤ پر خاصا ہوا اور پہلے پہل جو دنیا پر کئی کئی گئی وہ پہلے پر وہ تھا روس کشن
اس شہر اودھ کو نہایت غومی و آراستگی سے آباد کر کے پانچ تخت حکومت قرار دیا چونکہ یہ شہر اوسکی وسط خطا ہے
اودھوں اودھ ملک کے واقع تھا اسلئے اودھ نام کا یہ راجہ بادشاہ مہورث دیو بند فرماں روا ایران کا ہمعصر تھا
مہر حکومت چار سو برس دو ہزار قریب اور قصبہ آباد کیے اور نیشیں سپر یادگار چھوڑے ذکر حکومت مہراج ولد
کشن جب باتفاق سرداران قوم اولیہ بھائیوں کے تحت حکومت پر بیٹھا آبادی شہر اور ملک اور رعایا پروری
کی طرف توجہ فرما اور اولاد پر اپنے ہم جد کو مارت و حکومت پر مامور کیا اودھ لوگ نسل بہمن سے تھے انکو بکار و بار
وزارت و نوشتہ اند و طبابت یعنی سیدک و نجوم پر مقرر کیا اور ہر ایک قوم کو زراعت اور محنت اور فروغی کے کام نصیب
کیا اور ایک ایک کو ہر قسم کے حرفوں اور پیشوں پر تعین کیے گئے اور بہت سے گاؤں اور قصبے آباد کر کے شہر بہار کو جواب
ضلع متعلقہ گورنمنٹی بنگال ہی آباد کیا اور اہل علم و فضل کو اطراف و اکناف سے طلب کر کے اوسین آباد کیا اور معاہدہ
مارس وہاں بہت سے بنائے اور حاصل وہاں کا طلبہ و مدرسوں کے لیے وقف کیا وجہ تسمیہ بہار زبان سنسکرت
بہار یعنی مدرسہ ہی اور فقیر ہندو جو لقب ستاسی وجوگی کے ہین وہین سے موسوم اس نام کے ساتھ ہوسے سلطنت
اوسکی بہت صد سال فریدون بادشاہ ایران کا معاشر تھا اور بہت سے قواعد سیاست بغرض رفاہ عام جاری کیے اور
ہر طرف کو نظر اتیار اوس قوم کے موسوم کیا جیسا کہ راکھوڑ و چوہان و پنوار وغیرہ اور شاہان ایران سے پہلے پہل طریقہ
اختصاص محبت کا اسی نے جاری کیا تھا لیکن کسی بات پختہ ہوا اسکا کبیدہ ہو کر بحضور فریدون چلا گیا لشکر کشی فرمیں
جانب ہندو دیگر حالات و کن منسیدون نے واسطے اوسکی مدد کے گریشپ بن اطرود کو بہت فوج کے
ساتھ روانہ کیا جب گریشپ بن اطرود فوج لیکر اس ملک میں آیا تو دس برس برابر فوج کھسٹ کر تارہا تب اہم
نکور نے بغرض دفع فتنہ کے اپنے برادر زادہ کو تھوڑا سا ملک دیکر رضی کر لیا اور بہت سا تھ لائق بادشاہ کے گریشپ
بن اطرود کو دیکر اپنے ملک سے اوس فوج کو واپس کیا آخر زمانہ سلطنت میں زمینداران سنگد پ و کرنا ملک نے
کچھ جمیٹ تھم پونچا کر شیودای حاکم دھن کو مار کر کمال دیا اور اوس ملک میں قبضہ کر لیا شیورامی نے بحضور مہاراج
بقام اودھ حاضر ہو کر استغاثہ کیا مہاراج نے اپنے بڑے بیٹے کو مع ایک بہت بڑی فوج کے بہمرا ہی شیورامی کے
جانب دھن روانہ کیا اور وہاں کے زمیندار متفق ہو کے سخت لڑائی لڑے اوس لڑائی میں مہاراج کا بیٹا مارا گیا
اور سپاہ ملکی مع شیورامی کے مال و اسباب چھوڑ کر بھاگی جب مہاراج کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت غم و غصے سے فوج
فوج روکے تھیلے کے لئے طیار کیا ہنوز فوت روانگی فوج کی نہ آئی تھی کہ خبر آئی کہ پنجاب میں مہارام و زمینان ایران
کی طرف سے تیرہ ملک ہند کے آگئے ہیں تب روس فوج کی روانگی دھن سے مانہ کھ کے یہیہ سالاری بالاج
پنجاب کو زور کیا یہاں تک کہ دونوں طرف کے لشکر مقابلہ میں آگئے اور لڑائی ہونے لگی آخر بال جھد ریدر نیو سے

جہاں کھنوا اور ابلہ اول تاریخ فرزند

دار حکومت ملتان

لشکر کشی فریدون

جہاں کھنوا جہاں کھنوا تاریخ فرزند

منعوب ہو گیا مجبوراً نہ بال چندنے بہت سارے جو رہا تھی روہ گھوڑے بوسا طت صفیوں نے نذر ویر ملک پنجاب
 اور تھویدیا اور خود اپنے راجہ کے پاس بلا آیا اور ملک پنجاب اس وقت سے شامل ملک ایران ہو گیا اور وہاں سے
 جاگیر میں پہلوانوں کے دیر یا گیا چنانچہ کر شپ اور اسکی اولاد زال و رستم وغیرہ ایک بعد دوسرے کے بشمول
 کابل و زابل و سندھ و نیمروز وغیرہ کے بطور جاگیر قابض رہے بال چند بعد صلح سرداران ایران کے جب راجہ کے
 پاس آیا وہاں سے حسب استجازات اس کے بلا تو مت دکن میں گیا اور ملک مالوہ کو اپنے نام سے اشتہار دیکر باغبان
 شگدپ و کرناٹک کو جو دکن میں قابض ہو گئے تھے گھیر کر مار ڈالا اور جا بجا تھانے اپنے بٹھائے اور گوالیار اور بٹانہ
 میں دو قلعہ سنگین بنائے اور ملک تنگ سے عمدہ عمدہ گویوں کو لا کر گوالیار میں آباد کیا اور عموماً لوگوں کو علم و تقویٰ
 کی تعلیم کرائی جب سے گانا بجانا اس شہر کا زبان زد خاص و عام ہوا اور اب تک اس نسل سے اس شہر
 میں گویے پائے جاتے ہیں مدت سلطنت راجہ مہاراج ہفت صد سال بعد از نذران چوڑا ذکر حکومت
 کیشوراج بن مہاراج یہ بڑا بیٹا تھا تخت سلطنت اودھ پر بیٹھ کر اپنے بھائیوں کو ہر طرف بھیج کر یا کم مقرر کیا اور خود
 براہ شہر کالپی جانب دکن کوچ کیا اور وہاں پہونچ کر تمام زمینداران دکن کو باج گذار کیا اور پیشکش لیتا ہوا حد
 شگدپ پر گیا جب وہاں سے مراجعت کی زمینداران دکن نے آپس میں اتفاق کر کے علم مخالفت کا بلند
 کیا اور روز بروز قوت اس قدر زیادہ ہوئی کہ کیشوراج سے اونکا زور اور لشکر زیادہ ہو گیا تب اس نے ناچار ہو کر
 اول سے صلح کر لی اور وہاں سے کوچ کر کے اپنے پای تخت اودھ کو واپس آیا و عرضہ مع پیشکش کے بحضور
 منوچہر بادشاہ ایران بھیج کر درخواست استمداد کی کی بادشاہ نے سام و نربیان کو بہرہا ہی لشکر کثیر کے راجہ کیشوراج
 کے پاس ہندوستان کو روانہ کیا کیشوراج تمام موضع جالندھر استقبال اونکا کر کے لوازم مہانداری و ضیافت
 کو بجا لایا اور سام و نربیان کو لیکر دکن پر چڑھ گیا زمینداران و رابان دکن جیت سپاہ ایران سے پریشان ہو کر آؤا
 وطن و مفور ہو گئے جب ملک دکن بلا کسی لڑائی کے راجہ کیشوراج کے قبضے میں آ گیا تب راجہ ہندوستان سام
 و نربیان کو بہت تحفہ تحائف دیکر ہمراہ اونکے سرحد پنجاب تک گیا وہاں سے بہت سا پیشکش شاہ ایران کو روانہ
 کیا اور اپنی دار السلطنت کو واپس آکر عایا پروری و نصفت گستری میں مصروف ہوا مدت سلطنت اسکی دو سو
 بیس برس ذکر حکومت فیروز راجے بن کیشوراج یہ راجہ علم شاستر ہندی یعنی کتب علمی سے ماہر
 تھا اس باعث سے اہل علم اس کے مصاحب ہوئے اور سپاہ کی طرف سے بے انتہائی ہوئی اور در پٹلیا و در درون کو
 اس قدر دیا کہ خزانہ روپیہ سے غالی ہو گیا اور دوبار شہر بہانہ میں جا کر خزاں شیشما کی زوشمہ منیر کو جو محل
 غلیہ آباد کیا ایک نالائق کا اس راجہ سے ایسا قحوج میں آیا کہ باعث بربادی سلطنت کا ہو جس کا
 نام تھا کہ اس نے سلطان ہندوستان کو یہ خبر دے کر کہ اس راجہ کی سلطنت کا جو جہاں

دکھن

م

مجاہد احمد اجماع اول تاریخ ہند

دکھن

خبر روزگار

ذکر راجہ سورج جواہر صفوا جلد اول تاریخ فرشتہ

جواہر صفوا جلد اول تاریخ فرشتہ

روقت فیروز سگد حق احسان سام و نیرمان و منوچہر بادشاہ ارسلان کو فرما کر ملک پنجاب پر چڑھ گیا اور ملک کو عمال زلزلین سام سے چھین کر اپنے قبضے میں کر لیا اور مقام صائبہ کو دارالملک پنجاب قرار دیا اور ایلچی کو مع تحفہ لائق پاس فرمایا کہ جسکو اپنے تئیں اوسکے ہوا خواہوں میں داخل کیا تا محمد کی قیاد بادشاہ ایران کے پنجاب بہ تصرف راجگان ہند کے راجہ رستم پہلوان پہلوانی میں مشہور ہوا تب با ستراد ملک پنجاب متوجہ ہندوستان ہوا فیروز راجہ باب صوبہ ہند کی نہ لا کر کوہستان تربت میں بہاگ کر پناہ گزین ہوا رستم دستان ملتان و پنجاب میں قبضہ کر کے طرک کوہستان تربت کے متوجہ ہوا جب فیروز اسے کو معلوم ہوا کہ پہلوان صفت لشکر بہان بھی آتا ہو وہاں سے نکل کر جانب کوہستان چارکنڈھہ کو گذارہ کے بہاگا اور اسی سرگردانی و پریشانی میں گیا مسطنت اسکی پانوںینیس برس شش تفویض ملکیت راجہ سورج جب خبر فوت راجہ فیروز اسے کی رستم کو پہنچی بوجہ مخالفت و بے امتثالی اسے مذکور کے ہمت پہلوان کی مقضی اسکے نہوئی کہ کوئی فرزند اسکا وراثت ہند ہو پس ایک سردار کو سرداران ہند سے مسمی سورج کو تخت سلطنت ہند پر بٹھلا کر خود طرف ایران کے مزار کی اسے سورج انتقال تمام پاگرا دشاہ عظیم الشان ہوا اور کنارے دریائے بنگالہ سے ناسرحد کھن جملہ کام تمام کیا اوسکے ہر جگہ میٹھے گئے اور زراعت و عمارت کی کثرت اوسکے وقت میں زیادہ ہوئی رواج بت پرستی و آفتاب پرستی اسکے عہد دولت میں ایک برہمن کچھ کوہستان چارکنڈھہ سے اگر بہ سلسلہ مصاحبت منتظر ہوا چونکہ وہ برہمن علم طلسم و سحر میں یتنامی عصر تھا مزاج راجہ سورج میں ایسا رونج حاصل کیا کہ راجہ بدرجہ اسکا مقصد ہو گیا تب اوسنے طریقہ بت پرستی اوسے تعلیم کیا کہتے ہیں کہ مسمی ہند نے جیسا کہ اپنے باپ حام بن توج علیہ السلام سے دیکھا اور ساتھ عبادت و طاعت خالق ہون کی کرتا تھا اور اس طرح ہر فرزند اوسکے بطن اور بعد بطن پر پوی اسکی کرتے رہے یہاں تک کہ عہد راجہ ہماراج میں ایک شخص ایران سے آیا اچھ پرستش آفتاب کا ہادی و رہبر ہوا اور وہ رواج تمام ہندوستان میں جاری ہو گیا بعضے اونہیں سے ستارہ پرست اور آتش پرست بھی ہو گئے تھے جب رسم و رواج بت پرستی کا برہمن کچھ نے جاری کیا یہ رواج آفتاب پرستی و آتش پرستی سے زیادہ ہو گیا تب برہمن نے راجہ سے یہ کہا کہ ہر ایک شخص تصویر اپنے بزرگ کی چاندی یا پونے او پتیل سے تیار کر کے پرستش کرے اور ان تصویروں سے صواب کی راہ ڈھونڈے اس باعث سے ہر چھوٹا بڑا شبیہ اپنے بزرگوں کی تیار کر کے پرستش کرنے لگا اوسوقت راجہ سورج نے بلکہ قنوج کو کنارے دریائے گنگ کے آباد کیا اور کنارے لنگاکے ایک بڑا خانہ بنا کر اوسمیں تصویریں بنوائی اور پتیل کی قیمتی قیمتی رکھیں اور پتیل سے پختہ ہوا اور تمام باشندگان ہندوستان بت پرستی راجہ سورج کی ویکند لہور خاصیت پرستی کرنے لگے چنانچہ رومیں سے نوے گروہ علمی و علوم کو لایا ایک طریقہ جداگانہ پرست پرستی کرنے لگا اور راجہ بدرجہ سکونت رودہ کی ترک کر کے ہندو قنوج کی پرستش

وزیر ویاور میلو اودہ برائے نام دارالسلطنت لکھا اور سہ قنوج کو بیان تک رسوخ ہوئی کہ روسی تعمیر عمارت چیس
 کوس تک ہوئی اور راجہ دوو کاس برس حکومت کر کے گریا یکہ نقاب و بادشاہ ریران کما ہر تہا ہمیشہ لوگو کو خراج بھیجا کرتا
 تھا اور سہ ہونے سے ہی سنگی رہا اور اپنی بیوی کی بیٹی کے ساتھ ستم کا لیا کر دیا تھا تو دیر و فرزندانی ہشت ہونے
 ذکر رہی بہراج جب یہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو اسنے دریائے گھاگرہ کے اوس پار ایک شہر بنام خود بہراج آباد
 کیا کہ جو بہراج ضلع ہو جو بہ تادی ایام و غلطی عوام حرف یا سے فناء و تمانہ امین اضافہ ہو گیا اور تمام شہر بنارس کا
 کیا اس واسطے کہ اوسکے باپ نے آخر عمر میں بنیاد اس شہر کی ڈالی تھی مگر فوت اختتام کی نہ ہو نہ بھی تھی اسکے ہاتھ سے
 عمارت بنارس مرتبہ تکمیل کو پہنچی اور اپنے بھائیوں کو مغزو و کرم رکھا اور ہر ایک کو فرخو و مال اوسکے جاگیرین عطا کیں
 اور مقبب بہ راجپوت کیا اور اس طرح پر ہر ایک فنے کے نام رکھے لیکن اوس سے یہ نادانی ہوئی کہ ضوا بطا و قوا
 راجہ بہراج کو کہ متضمن سیاست صلاح سلطنت تھے برہم کر دیا اس باعث سے انتظام ملکی میں ہرج مرج واقع ہوا
 اور ہر ایک زمیندار بطور خود خود سر ہو گیا چنانچہ کیدار برہمن کو ہستان سواک سے خروج کر کے اور راجہ سے
 لڑ کے ملک ہندوستان کا راجہ بن بیٹھا مدت سلطنت راجہ بہراج چھتیس سال سواک جج سیک کی ہونی سیک کے
 تخت عربی میں گندے ہوئے کے ہیں اور قبول حکما جی ہندو سواک نام ہوا وں ہاڑو کا جو تعداد میں ایک لاکھ چیس ہزار واقع ہیں اور ایک ہاڑو
 دوسرے ہاڑو سے ملا ہوا ہے اور بسبب ملحق اور درہم ہونے کے موسوم بہ سواک ہو اور یہ سواک بعد کوہ قاف کے جبل عظم ہر جبال کو
 زمین سے طول اسکا بدخشان اور گرگستان و افغانستان کے اور اوس طرف تک بہت دور چلا گیا ہے اور کشمیر و پنجاب کو احاطہ کیے ہوئے ہے
 اور ایک شاخ اوسکی جبال ہونگ داسام و سلٹ و بگا و اوڑیہ تک پہنچی اور داخل ہی کوہ عظیم الشان میں ہیں اور ایک شاخ اوسکی بدخشان
 تک لگتی ہے جو کہ حکومت کیدار برہمن کہتے ہیں کہ جب اسنے عروس ملک ہند کو گود میں لیا جو اسکے کہ قوا و عمارت
 سے خوب آگاہ تھا بادشاہ بزرگ ہوا اور ہمیشہ اطاعت اور فرمان برداری کیا کاؤس اور کچھسہ و فرمانروایان ایران کی کرتا
 رہا اور سخت و ہدایا بھیجتا رہا قلعہ کالنجریا کا بنوایا ہے قلعہ کالنجریا تحصیل بدوسہ ضلع باندہ میں ہے یہ دارالامارہ راجگان ہند
 تھا کہ جب کا ذکر مفصل و قائل سلاطین مابعد میں کیا جائیگا آخر عد سلطنت میں ایک سرکش شنگل نامے نواح کوخ سے خروج
 کر کے پہلے پہل ملک بنگالہ و بہار پر قابض ہوا (ناریچ ہفت اقلیم میں مسطور ہے کہ ملک کوخ مابین شرقی و شمال ملک بنگالہ کے واقع ہے
 اور برہمن و قافل کی وہاں پیدائش ہوتی ہے اور ناگھن بھی اوس ولایت میں ہوتا ہے اور اوس ملک میں ایک غار ہے کہ باغداد ساکنان اوس نواح
 کے مقام ایک دیو کا ہے کہ جسکا نام آبی ہے اور وہ لوگ اوسکے ساتھ اعتقاد کامل رکھتے ہیں اور ہر سال میں ایک دن عید کرتے ہیں اور اوس
 برہمن کے جانور جو اوس ملک میں ہوتے ہیں خج کبڑے ہیں اور ثواب اوسکا آبی کو چیتے ہیں اور اوس اطراف میں یک نعم ہونے
 سمجھ گمان ہے وہ لوگ اپنے کو نذر راہ کرتے ہیں اور چیتے ہیں کہ ہنکوڑے بلیا وہ لوگ اوس دنگل پہونگے
 ہیں اور جو چاہتے ہیں کہ تہہ میں اور نال ہمارے صحبت کرتے ہیں اور ایک سال روسی روز چید کو مارے جاتے ہیں اور

بحر اقصیٰ و اول بحر ہند و بحر ہند و بحر عرب

ذکر کیدار برہمن

ذکر شکل

بحوالہ صفحہ ۱۱ جلد اول تاریخ فرشتہ

وہ نے بہت فوج جمع کر کے کیدار پر بمیں پہلے آئے اور وہ متحدہ لڑائی میں کیدار کو پرستیا آیا اور اس کی سلطنت
ازوال میں آگئی مدت حکومت کیدار کی اویس برس ذکر سلطنت **شنگل** جب یہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو درم جا
و شمت و جہان داری میں بہت کوشش کرتا رہا اور شہر لکھنوتی کو آباد کیا اور یہ شہر و ہزار برس تک دار السلطنت
ملک بھگالہ کا رہا اور بعد سلطنت خانمان امیر تمور صاحب قران انار اسد برہانہ میں دیران ہو کر پھر جو آباد ہوا باہم
ملائے موسوم ہوا **شنگل** نے چار ہزار اتھی اور ایک لاکھ سوار جہاں اور چار لاکھ پیادہ بہم پہنچائے تھے اور کثرت لشکر اور
فروانی سامان جنگ پر مقرر تھا کہ اسی اثنا میں افراسیاب بادشاہ توران نے ایلچی باج و خراج کے لیے پاس اس کے
بھیجا اسے ایلچی کو نکلوا دیا افراسیاب کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تب پیران و سیہ اپنے سپہ سالار کے ہمراہ پچاس ہزار ترک
خونخوار واسطے تہیہ و تادیب **شنگل** مقرر کے جانب ہندوستان روانہ کیے اسنے بھی علم جہارت اور دلیری کا بھند کیا اور
لشکر عظیم سوار و پیادہ جمع کر کے فوج ترک سے کوچ میں نزدیک سرحد بنگالہ کے مقابلہ کیا اور دورات دن دونوں میں
برابر لڑائی ہوتی رہی آخر پچاس ہزار ہندو اور تیرہ ہزار ترک اس لڑائی میں مارے گئے لیکن سبب کثرت فوج **شنگل**
کے آثار ضعف لشکر افراسیاب پر پیدا ہوئے ناچار تیسرے روز وہ لشکر جنگ سے پہلو ہتی کر کے بھاگ گیا چونکہ ملک ان کا دور
لشکر مخالف غالب اور قوی تھا اس اطراف کے کوشٹاؤں میں سے کوئی جگہ مستحکم نہ ہوئے تھے کہ شب دروز جنگ نے بدل
میں مصروف ہوئے اور پیران و سیہ نے باتفاق سرداران فوج ایک عرصہ شغل حقیقت حال لکھ کر خدمت افراسیاب
میں بھیجا اور لشکر ہندو اطراف و جانب سے انہوہ انہوہ ہجوم کرتا تھا جنگ جانتان اور ناوک آہن گذار کو
سے پرانگندہ ہوتا تھا۔ بیان کرتے ہیں کہ اوس زمانے میں افراسیاب شہر گنگ ڈرین کہ در میان ختا و ختن
کے ہی اور شہر خان بالع سے فاصلہ کماہ راہ کا رکھتا ہی قیام پذیر تھا جب حال پر ملال پیران و سیہ سے گاہ
ہوا واسطے لگ کے مع لاکھ سوار جہاں بہت جلد ملک ہند میں پہنچا یہاں **شنگل** نے رایان و راجگان اطراف و
جانب سے مدد لی اور لشکر کثیر جمع کر کے پیران و سیہ کو نہایت تنگ اور پریشان کر رکھا تھا کہ افراسیاب نے یکبار
حاکم کیا فوج ہندو تابعدا فوج افراسیاب کی نہ لاسکی اور جمعیت اوکی متفرق ہو گئی اور اس سرسبکی سے
بھاگے کہ اسباب و سامان اونکا سب و بہن چھوٹ گیا پیران و سیہ بلا سے محاصرہ سے نجات پا کر شرفاب قدیم
افراسیاب کا ہوا افراسیاب اسوقت تعاقب **شنگل** میں روانہ ہوا اور جو شخص کہ نظر پڑا کشتہ تیغ و تبر ہوا **شنگل** گریبان
گریبان شہر لکھنوتی میں پہنچا اور سبب خوف افراسیاب کے زیادہ ایک ماہ سے مجال قیام نہ پا کر طرف کوشٹا
نہایت کے بھاگا لشکر ترک نے تمام ملک بھاگا کہ کو تاراج و غارت کیا اور نشان آبادی کا چھوڑا افراسیاب سراغ
نہیں لے سکا کہ کونسی جگہ مقیم تھا نہ تہیہ نہ تھا نہ کھانا نہ پانی نہ تھا پیران و سیہ نے کاروان کو افراسیاب کی خدمت
میں بھیجا کہ میری تقدیر غمناک و خطرناک پاؤں نہ رنہ و غم ضروری ہوں افراسیاب نے قبول کیا **شنگل**

پیران و سیہ

تین روز رخصت ہوتے ہیں بعد میں ہوا اور رخصت کیا کہ جب کو بیٹے ہم کو ملے تو میں جیتے چھ روز یا کو میرے حسن رعیت

وہ کلچند آیا حکومت و سلطنت اس کے بیٹے کو دیکر اس کو اپنے ہمراہ لیکر معاودت کی شکل نے خدمت افریاب میں کارہے نمایان کیے اور ہمیشہ عزیز ہا جنگ ہا واران میں کہ مابین لشکر افریاب اور لشکر خیر بادشاہ ایران کے واقع ہوئی رستم کے ہاتھ سے مارا گیا اور ذکر اس کا لا ابوالقاسم فردوسی طوسی نے بھی کیا ہے مگر شاہنامہ سے نزہت بیج جانا شکل کارستم کے ہاتھ سے دریافت ہوتا ہے ذکر حکومت برہت پشنگل یہ راجہ ماباد اور پارا اپنے دین کا تھا اور خوش خلق اور نیک تھا اس نے آمدنی ملک کی کہ گدھی سے مالوہ تک تھی تین حصے کے حصہ اول ایٹا راہ خدا حصہ دوم خچ شکل و بیشک افریاب حصہ سوم خمرج لشکر و دستور اس تقسیم سے لشکر بہت کم ہو گیا اور راجہ مانو نے کہ مطیع و سقا و اس کا تھا سرکشی کر کے قلعہ کو الیا کر لوٹنے قبضہ میں کر لیا اور اس کے اطاعت سے بالکل منحرف ہو گیا راجہ نے اس کی اس سرکشی پر کچھ اعتنا کر کے قلعہ رہتاس میں ایک بنخانہ عظیم بنا کر پرستش شروع کی اور اسی برس زندہ رہا اس جہان سے گذر گیا چونکہ کوئی اولاد پسری اس کی نہ تھی لہذا بعد اس کے ایک شخص مہراج نامے قوم کچھواہ سے خراج کر کے قلعہ کا راجہ بن گیا دفعہ ۲۔ ذکر داراے اقوام سورج منس و چند برس جب حال معاہضت مہراج کا اٹھوا کو پسریو شٹ منو نے سنا تب اپنی قوم کو جمع کر کے اس پر چڑھ گیا اور بعد مہراج کے اس کو پکڑ کے جان سے مار ڈالا اور قلعہ کو چھوڑ کر پاپہ تخت اچو دھیا یعنی اودھ میں پھر سرنوسے قائم کیا اس کی پسری اولاد سورج منس اور دختری چند منس کہلائی تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ اولاد پسری میں سے چھ بیس پشت کے بعد راجہ دسرت راجہ ہوئے او کی تین رانیان تھیں رانی کو نسل اسے راجہ راجندر پوجمن رانی لیکٹی سے بھرت جی رانی ستمتا سے سترنگ جی پیدا ہوئے راجہ راجندر نے ایک روز اپنے دوست کی کمان توڑ ڈالی او نے کہا کہ اگر ایسے ہی زور آور ہیں تو راجہ جنگ کی کمان توڑے راجہ راجندر سب نشان اور تپا و اس کا پونچھ کر شہر متھلا کو گئے اور اس سخت کمان کو توڑا وہ ان کے راجہ نے یہ شرط کی تھی کہ جو شخص اس کمان کو توڑے اس کے ساتھ دختر بیتا کی شادی کر دو مگر راجہ دسرت اس خبر کو سنکر نہایت خوش ہوا اور بڑے کروفر سے شہر متھلا میں جا کر راجہ راجندر کی شادی دختر بیتا جی کے ساتھ کر دی اور اپنے تینوں لڑکوں کی شادیاں بھی اور دختران راجہ جنگ سے کر دیں اور راجہ راجندر کو اپنا ولیعہد کیا ذکر بن و باس راجہ راجندر راجہ راجندر کے ولیعہد ہونے کی خوشی ہو ہی رہی تھی کہ رانی لیکٹی کو اس کی لونڈی نے ولیعہدی راجہ راجندر کی خبر پونچائی او نے راجہ دسرت سے دو قول یعنی پچھلے تھے اول یہ کہ راجہ راجندر چودہ برس چل نہیں بود و باس رکھیں اور بھرت پورا جی یعنی ولیعہد ہوں باس فوج کے خلاف راجہ راجندر کا ولیعہد ہونا باعث ناخوشی رانی لیکٹی کا ہوا اور دینی جلا وطنی راجہ راجندر کے نبی ذکر راجہ راجندر کا بن و باس مہراج رانی لیکٹی ہے راجہ دسرت کو بولکھا بن یا و ولایت یہ ولیعہد دسرت نے یہ قول

دربار بہت بڑا تھا اور اس کا حال و حال

نکارا اسے سورج و چند رانیان

دکار راجہ راجندر

جو رتی تکی سے کرچے ہے راجہ راجندر کو نہایت ملال آیا تہہ (اٹھ جی) راجہ راجندر رتھ دیا پاڑینے اور لازم کر کے راجہ کو برص بن ویاں لکھے اوکی راجہ ستیا جی اور راجہ ستیا جی چیمس جی سوسن و فوریت روکے

ساتھ ہوئے اوسوقت اوجو دھیا میں ایک ماتم عظیم پٹا تھا اس مغربین راجہ راجندر جہان جہان پھرے اور پھرے وہ مقام پرستش ہندون کا ہو گیا راجہ دسرت صدہ فراق پس سے ساتوین دن مر گئے بھرت جی نے راجہ سے انکار کیا بھائی کی تلاش میں گھر سے نکلے چکر کوٹ میں پایا باب کی وفات کا حال سنا کر واپسی اوجو دھیا کی استدعا کی راجہ راجندر نے جواب دیا کہ چودہ برس تک مجھے اوجو دھیا جانے کی قسم ہی ناچار بھرت جی نے بعد چودہ برس کے اوجو دھیا آنے اور راجہ کرنے کی مستحکم قسم لیکر مراجعت کی یہ تینوں جلاوطن ٹنڈک کے جنگلوں میں غیر وکی ایک منڈھی سے دوسری منڈھی میں پھرتے تھے غالباً یہ جنگل مالک توسطہ کے جنگل ہو گئے آخر کار گسنی منی نے راجہ کو کسان اور تہیار دیے کہ جیسے استدراج کی قدرت تھی اور نصیحت کی کہ ایام بقیہ جلا وطنی کو جستان میں گوداوری کے کنارے بسر کریں اور خون نے پنج دی میں جسکو اب نسک کہتے ہیں استقامت اختیار کی اوسوقت یہ جنگل راکھسوں اور بندروں سے بھرا تھا شاید پیر اکھشس اور بندر وہی ہوں جو ہندوستان کے اصلی متوطن تھے اور بندر اور پیر اکھشس سب سے کہہ دیا کہ وہ معاشرت اور تہذیب انسانی سے نا آشنا تھے راون کا سیتا جی کو پکڑ لیجا نا ایک راکھشس ہوسو سر وپ نکیا راجہ راجندر کو یاسن و جمال دیکھ کر عاشق ہو گئی گردہ متوجہ نہوئے اور راجہ چیمس نے غصہ کھا کر اوکی ناک کاٹ ڈالی اوسنے اپنے بھائی راون سے سیتا جی زوجہ راجندر کا کمال حسن و جمال بیان کیا وہ نادیدہ غالباً نہ عاشق ہو گیا اور بہ لباس فقیرانہ اوکی تلاش میں نکلا اور درگدائی کرتا ہوا ایسے وقت میں آیا کہ راجہ راجندر وچیمس جی وہاں نہ تھے رانی سیتا جی کو تنہا پا کر اوٹھا لیگا لٹکا پر حملہ جب راجہ راجندر کو خبر ہوئی جنوب کی راہ لی راجہ ملکر یون کے پاس بغرض استعانت گئے اوسنے بہ سپہ سالار می ہنومان کے ایک فوج جوار راجہ راجندر کے حملہ کردی سیت بندر یا مشور میں پل ان بندروں اور بوتائوں کی اعانت سے لٹکا اور ہندوستان کے در بیان میں باندھا گیا اوس سے عبور کر کے لٹکا پونچے اور راون سے لڑائی کی اور بعد کشت و خون بسیار کے اٹھارویں دن راجہ راون مارا گیا سیتا جی قید سے چھوٹ کر راجہ راجندر کے ہاتھ آئیں اوکی عفت اور عصمت کا امتحان انکے من میں ڈال کر کیا گیا اور وہاں کو صاف ہلاکسی خضر کے اوس آتشکد سے نکلیں تب وہاں سے خوشنوشی مع لشکر جو دھیا میں گھر راجہ راجندر کے کیفیت غائب ہو راجہ راجندر ریتا جی کی رس جہان سے راجہ راجندر کا معمول تھا کہ شب کو بغرض خضر درسی حال رعایا کے بائیں جہاندری روند و گشت کیا کرتے تھے ایک دن ایک دیہی اپنی جود کو بٹھا تھا کہ توجہ تمام رات باہر تھا اب میں بچو جو رو نہ بنا ڈھکیا تو مجھے راجہ راجندر سمجھا تب کہ جہہ نہیں سیتا جی راون کے پاس رہیں نہ راجہ راجندر نہ آئیں نہ راجہ راجندر کے چھوڑو

راجہ راجندر

راجہ راون و سیتا جی

راجہ راجندر

نہا لیا یہ بات سندر راہ را چنڈ سے سیتا جی کو روپے گھر کے نکال دیا اور وہ مدت تک بمقام سہو فیض کا بیٹا
پاس با ملک مرن کے رہیں جب راہ را چنڈ را جھنگ گیا تو اس کے ہوم میں گنوار چھوڑ گیا اور وہ پہرہ

نزدہ ہو کر باہر نکل آیا اور ملکون ملکون پھرنے لگا جب آتشکدہ اسید جگ بار جودہ گئی نہ گھوڑا تھا نا کلاہا نہ ہونہ نہ ہونہ
اوپر جس گھوڑوں کی آجاتی ہے گھوڑا موافق اوسی قاصد کے آتشکدہ ہوم میں کلا لگایا تھا سیماں لو وکس سپران راجہ راجہ
نے اوس گھوڑے کو پکڑ لیا اسپر باہم باپ بیٹوں کے معرکہ عظیم ہوا آخر کار باپ بیٹوں میں شناخت ہوئی راجہ راجہ
سیتا جی کے پیچھے دوڑے وہ مقام دیہی پاٹن متعلقہ تعلقہ راج تلسی پور ضلع گونڈہ میں اندر امتحان دیہی پاٹن کے
ایک بولخ ہو اوس میں ساگئیں پھرا دیکھا پتا نہ چلا اوس طال میں راجہ راجہ بھی کپتار گھاٹ واقع فیض آباد میں
دوب گئے دفعہ ۳ حقیقت استعان دیہی پاٹن بجوا کدھنہ نہ دیہی پران نہ کال نے قبلی خلیق مالم پیلانی صورت
پیشگی عورت ظاہر کر کے نام اپنا جگھوٹی رکھا اور بارادہ پیدائش اس جہان کے سوجوہ بن پانی کے اندر چلی گئیں اور
اوس مرکز پر قرار پکڑا جہان ایک درخت برگد کا تھا اور اپنی قدرت کا طے سے مقام مذکور پر نشن کو پیدا کیا اور زمین
دو تہوں برگد کے اوٹکو ڈھانپ دیا اور خود غائب ہو گئیں مدت تک نشن اوسی حالت میں پڑے سے بعد اسکے پھر جگھوٹی
مقام مذکور پہنچیں اور نشن کو تعلیم نثر کی کی ایک نسلے تک نشن و صیان اوسی مقرر کا کرتار ہا اور و صیان سے یہاں پیدا
ہوا کہ اوسکی نانت سے ایک درخت کیول کا اوگا وہاں تک بڑھا کہ پانی کے اوپر نکل آیا اور اوس میں ایک بھول
لگا اوس بھول سے برہما خود بخود پیدا ہو گیا ہنوز اوس بھول کیول سے برہما کو نوبت مس و حرکت کی نہ پہنچی
تھی کہ دفعہ اوٹکے بھر کوٹی سے ہمیش پیدا ہو گئے پھر تو برہما ہمیش دونوں باہم متفق ہو کر بندر لیمہ سورخ درخت کیول
کے نشن کے پاس پانی میں گئے وہاں تینوں شخص باہم اوسی درخت کیول کے دیسے سے باہر آئے اور اپنی اپنی
پیدائش سے یہ تینوں بڑے غور و جوب میں تھے اسی عرصے میں ایک رتھ سامنے آیا اور اون تینوں کو اپنے اوپر
سوار کر کے منڈپک نوک پر لگیا جہان مرکز دیہی کا تھا وہاں پر یہ تینوں بشکل عورت ہو گئے اور چندے اوس
صورت میں دیہی کے پاس رہے دیہی نے اوٹکو مرد بنایا اور اپنے بدن سے تین عورتیں پیدا کیں ایک سماء
دیکھی یہ نشن کو دی دوسری سماء تاوتری یہ برہما کو دی تیسری سماء گورایہ ہمیش کو دی اور حکم دیا کہ تم تینوں
انھیں تینوں عورتوں سے لڑکا لڑکی پیدا کرو تب وہ تینوں اپنی اپنی عورتیں لکھ کر امت لوک لینے اس دینیا

اُنے اور تمام بہادر ازمین میں بڑا اور تختیا میں بادشاہت بھی کرتے تھے بلکہ وقت تیشیا کے مہادیو نے ایسے
 انگریزوں کو روک دیا اور وقت گوارا میں جا کر تیشیا آئے لیکن جب رام تیشیا ان تینوں کے
 گزریکے اور وقت پر جانے لگے۔ ایسا پھر مہی تو مہین میں آیا اور کسی رائی کا نام دست رو پاتا
 اور اس کے وجہ پر حاجت ایک لڑکا پیدا ہوا اور اس نے اپنی دکان بہت بڑے لڑکیاں جنکی گنت ہزاروں

ہزاروں سے زائد ہی بیدار کن نمودار و نغمہ گوارہ ہمیشہ جوتیا کے واسطے بال کلی گئی تھیں و مہر جاپت کے نغمے بطور

اور ان کے پیدا ہونے اور موت ان کے باپ نے نام اور سکا ستی رکھا جب وجہ پر جاپت نے سب اپنے لڑکی ملکوں کی شادی کی وہی منجھ اور ان کے مسماہ ستی کو مہادیو کے ساتھ بیاہ دیا مگر بخلاف اور دامادوں کے مہادیو مطلق تغلیم و تکریم اپنے خسر کی نہ کرتے تھے اس باعث سے فیما بین مہادیو اور وجہ پر جاپت کے رنجش پیدا ہوئی ایک وقت وجہ پر جاپت نے جلسہ جگ گیا اوس میں مہادیو اور مسماہ ستی کو نہ بلایا لیکن ستی مہادیو کی خوشامد کر کے بلا طلب باپ کے شریک جلسہ جگ ہوئیں بوجہ رنجش مہادیو کے وجہ پر جاپت نے کچھ پرسش و مہانداری ستی کی نہ کی بے اتفاقی پر سے ستی ناراض ہو کر آنشکدہ ہوم میں کود پڑیں اور مرغین گرجم نہیں جلاہد ریافت اس حال کے مہادیو غصے میں آکر اوٹھ کھڑے ہوئے اور ایک بال اوسکی جٹا سے ٹوٹ پڑا اوس بال سے سسی بیر بھر ایک شخص نہایت قوی ہیکل جوان ہاتھ میں تلوار لیے پیدا ہو گیا اور وجہ پر جاپت کا سر کاٹ کر کسی لوک میں پھینک دیا کہ پھر اوسکا پتہ نہ اور بہت مرد عورتوں کو مار ڈالا جب اسکی خبر برہما کو پہنچی تو وہ مہادیو کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تو پیدائش دنیا کی کر رہے ہیں اور تم اوسکو تباہ کرتے ہو اور بہت سی خوشامد کر کے پھر اودن سے سب کو زندہ کر اگر معذرت کرائی گئی زندہ نہوئیں اونکی لاش مہادیو نے اوٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لی اور ملکوں ملکوں پھرنے لگے ہر چند کہ برہما و بشن اوسکے چھوڑ دینے کے لیے نصیحت کرتے گئے مگر سود مند نہوئی کججوری واسطے علیحدہ کرنے اوس لاش کے اودن دونوں نے حالت غفلت مہادیو میں لاش کا عضو عضو کاٹ کاٹ کر پھینکا شروع کیا اور جو عضو جس مقام پر گرا اوسی مقام پر بشن اور برہما اوسکو تپتے گئے تفصیل مقامات جہاں پر عضو گرے وہ نام دیی مہستان

لیفٹ بری پاٹن

نمبر شمار	نام مقام مہستان کا کہ جہاں جو عضو کاٹ کر کے گرا گیا اور مفت مقام تھا پا گیا	نام دیی	نام عضو	لیفٹ
۱	پنگ لاج	.	کاسے سر	یہ مقام خراسان میں ہے
۲	کوئی سر	ڈگری	آنکھ	بعض کہتے ہیں کہ متصل کوٹ کا گڑھا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ملک کچھ میں ہے
۳	گرودیس	انکا	ناک	گردیس ایک مقام ہے
۴	کشیر	دیسی مہا مایہ	کشتہ	یہ مقام کشمیر میں ہے
۵	جولا مکی	جولا مکی	تھان	یہ ایک مقام مشہور ہے
۶	بیجیا تہ	آریو رانی	سینہ	بشن صدر
۷	نساہ	سوجہ کالی	جانگھ	یہ مقام شیر پال میں ہے اور لوگ ان کے لیے جانتے

نام مقام	نام دیہی	نام موقوفہ	کیفیت
۸ مالوہ	دیہی چھانی	داهنا ہاتھ	مالوہ خاص میں یہ استخان ہر
۹ اودکل دیس	بھنیرسی	تاف	اس مقام کا پتہ نہیں لگتا کہ کس ملک میں ہر
۱۰ گند دیس	گندکالی	داهنا گال	
۱۱ بھور دیس	بھوشری	بایان ہاتھ	
۱۲ اوجین	سنگاپندی	بایان گال	شہر اوجین میں اسکا مندر ہر
۱۳ دیہی پاٹن	دیہی پال سری	داهنا سوڈا	دیہی پاٹن متصل لسی پور پر گنڈہ نوڑ متعلقہ راج برایم پور ضلع گونڈہ
۱۴ ترپورادیس	ترپوراندی	داهنا پیر کاتلا	
۱۵ ترسرا	بھرمی	بایان پیر کاتلا	
۱۶ کانورودیس	کانا کھیا	جون پتی قائم	اسکا مندر کانورودیس سنگلے میں ہر
۱۷ پرگ یعنی الہ آباد	دیہی اومان	جگر	کہ جواب ضلع الہ آباد ہر
۱۸ جینتی پوری	دیہی جینتی	بائین پیر کاتلا	جانب دکھن یہ مقام ہر
۱۹ کھیراگر یعنی دودھ کا مندر	مہا پھم	داهنا پیر کاتلا	اس مقام کانوی پتا بقاعدہ جغرافیہ حال کے نہیں لگتا
۲۰ شکل دیس	دیہی کالی	بایان پیر کاتلا	بشرح صدر
۲۱ بندا چل	بندیاستی	ہتیلی ہاتھ	یہ مقام ضلع مرزا پور میں ہر
۲۲ بھون دیس	دیہی پلا	کھٹینی کٹ	پتانین ہر
۲۳ بنارس	منوکانکا	کرن پھول	جواب ضلع و شہر بنارس ہر
۲۴ کوروچتر	نہا لکھی	پیر کاتلا	یہ مقام جانب پچھم ہر
۲۵ کانچی دیس	دیہی کالکا	بائین بھون	
۲۶ سودھ دیس	بھنیرسی	بائین جاگہ کاتلا	
۲۷ برج دیس	اومان	کیس یعنی بابا	
۲۸ مرٹھ دیس	نماینی	چھانی	شہر پڑودھ گا کیوار کے ملک میں محل مشہور ہے
۲۹ پنج ساگر دیس	براہی	پریٹ	

نمبر شمار	نام مقام دستاں کا کہ جو جہان غصہ کاٹ کر کے گرایا اور وہ مقام تھا لکھا گیا	نام دیہی	نام عضو	کیفیت
۳۰	بیشل دیس	براہی	ابین پتھری	یہ ملک فارس میں متصل ایران ہے
۳۱	سری برہ دیس	سری سندھ	ابین پتھری	
۳۲	کیانی دیس	ہماروپ	ساق	
۳۳	پرہاسکس چتر دیس	چندر بھاکا	باہین کوکھ	
۳۴	بادنت پوری نگر	بھرمی	کان	یہ ملک فارس میں متصل ایران ہے
۳۵	رتن پوری دیس	کوماری	دوسرا کان	
۳۶	گداوری لنگا کے کنارے	شوم منکا	آنکھ کا گویا	
۳۷	نخل پوری یعنی جنگ پور	اومان	بابان کا زحاح	
۳۸	لنگا	کاکا	تالو	کالنجری ضلع باندہ میں ہے
۳۹	کالنجری	درگا	سر	
۴۰	بان سرور	نندی	گردن	
۴۱	سور دیس یعنی مند سور	پیشری	مٹھوڑھی	
۴۲	اگ دیس	بھولیسری	نیچے کالب	یہ سرحد حیدر آباد ہے اور یہاں تحصیلدار رہتا ہے اور اسکے اہتمام میں اس کی بی بی کا مدد لاکھوں روپیہ کا پڑا ہوا ہے یہ سرحد خیال میں ہے
۴۳	نند پور	نندی	لنگے کا بار	
۴۴	لنگا مقام ثانی	اندرا کھی	پیر کا کڑا	
۴۵	پیر اٹھ دیس	امکا	پیر کی اورنگیان	
۴۶	نیم گار	لاتا	کاشن کی کھوریا	یہ سرحد حیدر آباد ہے اور یہاں تحصیلدار رہتا ہے اور اسکے اہتمام میں اس کی بی بی کا مدد لاکھوں روپیہ کا پڑا ہوا ہے یہ سرحد خیال میں ہے
۴۷	ریاست حیدر آباد دکن	تلجا پور	.	
۴۸	کوہ سواک	مالکا	.	

جب نام غصہ سستی کے مقامات مندرجہ بالا پر گئے اور نشین اور برہما ہر ایک عضو کو اس مقام پر تھاپتے گئے اور وقت بہت گزرتا ہے کہ اب ان تمام سکھ پرستوں کے واسطے کسی کو یہ سیدہ اکبرنا جائیے تب یہ سیدہ گورہ ناتھ کو اپنی جٹا سے پیداکر کے یہ کہا کہ غنے جوگ کیا ہے تم ان سب تماموں پر جہاں جہاں اعضاء سستی کے گئے ہیں استہان طیار لکڑا کر پرستش کرو ورنہ اپنی توابعین کے پیش کرنا

جہاں بوجہ کہنے مہاراجہ کو جہاں نے ہر ایک مقام پر مندر بنا کر پرستش دیں کی شروع کی اور مختلف

نام سے ان مقامات کو مشہور کیا اور بہت سے لوگوں کو اپنا چیلہ بنا کر ان کو پابند پرستش اور مقامات کا کیا چاہا۔ وہ اپنی عمر طبعی کو پونچا تیار بھوت پر مقام ترک کر کے آٹھ گور جہاں تھے بیکر تھیں گیا اور اس مقام پر اوسکاں رہا اور پرستش جوئی ہو جو اگر کثرت کا لی یہ ثابت ہوا کہ بعد گور جہاں تھے کے اوس کے بارہ چیلوں سے بارہ فرقہ ہوئے اور ان سے بارہ مقام مصرح ذیل گدی نشینی کے قرار پائے۔

نمبر شمار	نام چیلہ	نام مقام گدی
۱	ست نامتہ	دیس کو پختہ سابق راج گدی کبھل محل طلدی سرکار
۲	رام چندر	نامور متعلقہ راج بیکانیر لک باگڑ
۳	من نامتہ	تھان مھوئی متعلقہ راج بیکانیر
۴	آسی	شہر کھوٹا متعلقہ ہریانہ
۵	شبدری	گورکھ فلما ملک پنجاب
۶	لنگ نامتہ	پر جگہ شیر متعلقہ پنجاب
۷	بیراگ	وڈو داہ متعلقہ پنجاب
۸	راول	اجنا متعلقہ راج اودھ پور
۹	پاونامتہ	جے پور خاص
۱۰	دھرم نامتہ	کوٹ کلور لک نلگان
۱۱	کنٹر	کوٹ متعلقہ راج بھوج
۱۲	کیانی	سیوان متصل شہر کلکتہ

منجملہ ان بارہوں میں فرقوں کے پانچ فرقوں میں مقام استھان آئین گدی نشینی کا نہیں ہے تفصیل فرقہ مذکور یہ ہے رام چندر پاونامتہ راول آئی کنٹر وجہ تسمیہ استھان دیہی پائین یہ استھان دیہی پائین شیر جوان مقام مندرجہ فہرست ہذا ہے جو بان پر دہا ناموڈ حادی کا گرا اور اوسکو بڑ بان ہندی چھوٹا کہتے ہیں اور چھوٹی کو زبان سنسکرت پائین کہتے ہیں ہذا دیہی کی پائین کے نام سے یہ مقام موسوم کیا گیا یعنی دیہی پائین جو اڑمہا بارت راجہ کرن جو قوم کو روؤں سے تیار دے " (۱۲) ہر تسمیہ استھان مذکورہ کی اس کے بعد پھر کسی نے تعمیر نہیں کی ان گورنمنٹان فقیر وقتاً فوقتاً نکلتے تھے البتہ خود کرتے رہے ہیں ہندو ہون تاریخ ماہیت سے آخر ماہ مذکور میلاد استھان کا ہو کر رہا ہے اور میں نے

ایک خاص پہاڑی واسطے فروخت کے آتے ہیں علی الخصوص لاکھن بہ کثرت آتے ہیں ۱۱۔ تاریخ ۱۱۔
 کوئیوں بغرض تحقیقات امور تاریخی کے موقع پر گیا اور کئی روز وہاں قیام کر کے کتاب تاریخ ہندی وہاں
 کے جاے نشین سے منگوا کر اسکا ترجمہ کرایا اور پھر اس ترجمے اور بیان اشخاص معمر کے حالات مندرجہ
 بالا مندرج کتاب کے اور دروازہ چھٹ مندرجہ پانچ کا پتھر کا ہی اسکے بائیں چھٹ میں یہ عبارت بخط
 ہندی منقوش ہے + سری گوجھنا تھ + ۸۰۰ + اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ استھان بنا کر دو
 گوجھنا تھ ہی اور ہندسہ آٹھ سو کا سمت بکراجیت معلوم ہوتا ہے اس واسطے کہ ہندوؤں کے یہاں سوائے اس
 سمت کے اور کوئی سمت پہلے سے انہوں نے تاریخ ہندی مروج نہ تھا اس حساب سے آج تک کہ ملت ہی
 ایک ہزار ایک سو تیس برس کا یہ استھان معلوم ہوتا ہے جس سوراخ میں بیتاجی کا سنا جانا بیان کرتے ہیں وہ
 سوراخ اندر استھان کے بقدر دو ایک انگشت کے ہی اور اس پر ایک کپڑا سرخ پڑا ہوا تھا اور ارتفاع استھان
 بقدر دس فٹ کے ہی عمارت اسکی پتھر کی ہی وقت بنانے سوراخ کے ایسی صنعت رکھی گئی کہ جب قدر دو دو
 یا پانی اس سوراخ میں ڈالا جاتا ہے وہ نیچے نیچے چلا جاتا ہے ایام میلے میں استھان اور ایک چھوٹا سا تانا
 ہی اسکے منہ پر جاتوڑا یعنی جھینسہ اور بڑی بکرا تلوار سے دیسی کے نام پر مارا جاتا ہے اور قریب ایک ہزار روپے کے
 نقد مثل کوڑی و پیسہ و پارچہ و غلہ وغیرہ کے چڑھا دیا جاتا ہے بشمول حاصل موضع وہاں کا جانشین
 لیکر صرف استھان کر دیتا ہے لیکن محصول چونکی میلہ اور کیتھڑ حصہ چڑھائے میں سے اہلکاران سرکار عالی سری
 مہاراجہ صاحب والی ریاست بلرام پور و لٹشی پور بحق ملکیت لیلیا کرتے ہیں جہاں بہاں استھان اعضاء
 سستی مذکور کے ہیں وہاں بکرا اور جھینسہ چڑھتا ہے اور وہاں کی دیسی کو غیر بشنو کہتے ہیں اور جہاں یہ جانور نہیں
 چڑھتے وہاں استھان لکھی دساوتری کا ہے یہ دونوں زوجہ بشن اور برجا کی ہیں انکو بشنو کہتے ہیں وہاں
 بکرا اور یہ بھی قاعدہ ہے کہ جب ایک جاے نشین مرجاتا ہے اور وقت بارہون پتھ کے فقر جمع ہو کر استھان ہے
 فقر یا پنج پتھ کے جکا ذکر اوپر ہو چکا ہے منجملہ فقر اساتھ پتھ کے ایک شخص کو جو لائق دریا صنتی ہوتا ہے چاہے
 استھان کر دیتے ہیں وہ تاجات اپنے بطور لنگوٹ بندون کے رکھتا ہوا پوجا پاٹ و حاصل دہات و خرچ
 فقرے وارد صار کا کیا کرتا ہے مہا بھارت اور رامین سے تاریخی واقعات کہانٹیک پہاڑیہ ہوتے ہیں
 و فقہ ہم جو کہ تعداد زمانہ راجہ رام چندر حسب عقائد ہندوؤں کے ایسی ہے کہ کوئی ٹھیک تعداد سنہ کی معلوم
 نہیں کر سکتا لیکن تطبیق کتاب مہا بھارت اور رامین کے از بے عقل سلیم غور کرے تو اسقدر تعداد زمانہ کی جیسا
 بیان کیا گیا ہے سمجھ میں آئیں کہ کتنی اور دونوں کتابوں کی تطبیق سے بہت تھوڑا زمانہ پایا جاتا ہے اور
 ہندو متاخر فتح کرنے میں جو جہتوں کی آریا قوموں میں باہم ہوئے اور جہاں ایمان ان کے یہاں کی

اصلی باشند وہ کہ جہاں ہوں اور جہاں اس مہاجر میں لکھا ہو رامین میں لکھا ہے کہ آریا لوگوں نے بہت اپنی
 زمانے میں دکن اور لکناؤ پر چڑھائی کی اور فتح پائی اگرچہ ان فتوحات سے جو ملک حاصل ہوا وہ سکودہ مدت تک اپنے تحت
 و تصرف میں نہ رہا کہ جسے پتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لکھن میں پھر ششون کی ملازمت ہوئی یہ رکھشہ غالباً
 عمارت اور اصلی باشندوں سے ہوئی جو آریا کے مملوک نہیں ہوئے لکناؤ دوبارہ راجہ نے فتح کیا ہو ڈرو کی قوت پر
 اب بھی دکن میں ایک قوم کا لقب اکشوا کو یا اکا کو ہو غرض یہ باقی تو واقعات ہیں باقی حکایات اور افسانے اور شاعرانہ
 مبالغے ہیں کچھ اسکا پتا نہیں چلتا کہ یہ واقعات کس سن و سال میں واقع ہوئے مہاجر کی تصنیف رامین سے
 پیچھے کی معلوم ہوتی ہے مگر یہ بھی قاعدہ ہے کہ تاریخی واقعات جو کہانیوں میں جلوہ گر ہوتے ہیں ان کے زمانے کی قدامت نیز
 بھی مبالغے سے بھرے ہوں نادان قومیں اپنی قدامت کو بھی اپنا فخر سمجھتی ہیں اور ہر واقعے کے زمانے کو ایسا بڑھا کر
 کہتی ہیں کہ عقل میں کبھی نہ آئے غرض سنہ و سال واقعی کسی واقعے کا لکھنا ایک شاعرانہ مضمون قرار دے لیا کر
 جیسا کسی کی تعریف میں یہ کہنا ہو کہ جہاں تک رُفت اور جہاں آسمان شوکت ایسا ہی یہ کہنا ہے کہ زمانہ سلطنت
 ازل بیوند ہو اور ابد بیوند ہو گا اکثر نڈت بالاتفاق یہ کہتے ہیں کہ رامین مہاجر سے پہلے لکھی گئی ہو اور
 رامین کے واقعات بہت پہلے مہاجر کے وقوع میں آئے مگر مہاجر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس وقت میں
 قوم صرف لکناؤ کے جنگلوں کے درمیان آباد تھی اور حکومت رکھتی تھی مگر رامین سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ملک اودھ
 کی بالکل مالک تھی اور یہاں کے اصلی باشندوں کو دکن کی جانب بڑھاتی جاتی تھی اور ان کی جگہ اپنے قدم جاتی جاتی
 تھی یہ ایک دلیل مہاجر کے تقدیم کی رامین پر ہو مگر اور بہت سے وجوہات ایسے ہیں کہ جس سے رامین کو مقدم
 مہاجر سے سمجھتے ہیں اب مہاجر سے اس زمانے کی طور اور وضع اور آدمیوں کی خصلت اور عادت یہ
 پیدا ہوتی ہیں کہ اس زمانے میں ہندوستان شروع حال میں تھا گو تو ان اور خاندانوں میں لوگ بیٹے ہوئے تھے انہیں
 میں سے ایک بزرگ اپنے قبیلے کا راجہ ہوتا تھا سارا انتظام خانگی ہندوستان کے باشندوں کا اس زمانے میں ساڈ
 طور پر ہوتا تھا اور کوئی تحلف انہیں نہ تھا ان کتابوں میں جن شخصوں کو راجہ اور بادشاہ لکھا ہے ان کی سادگی کی
 کیفیت تھی کہ وہ مویشی چرانے تھے جنگلوں کو کاٹ کاٹ کر صاف کرتے تھے چنانچہ پاڈوں اور کوروں کے معدنوں نے
 لکناؤ کے کنارے کے جنگلوں کو کاٹ اور صاف کر کے شہر ستاپور آباد کیا پاڈوں کے شہر کا نام پست کو دیران کو کے
 اندر پست بسایا جوتا اور بونا اور بلغ لگانا اور کل کام دیہات کا اپنے ہاتھوں سے بلا امانت کسی کے انجام دیتے
 تھے اور سب آدمی ایک ہی جگہ تربیت اور تعلیم پاتے تھے اور پورا جب اور لازم تھا کہ وہ اپنے مال بساتب زراعت
 اور مویشیوں کے خاندانوں سے بچائیں اس واسطے یہ کثرت کی مشایق ان حسب تفصیل ذیل کیا کرتے تھے شست زنی کلائی
 پھیرنا تیلنا زنی سنگ اندازی کند لگانا اور اس زمانے کے مہاجرین کو چلانا چنانچہ مہاجریت کی لڑائی ہو

از) سب سبب اور کثرتوں متذکرہ بالا کا ذکر ہے کہ جب وہ بد وقتی اور اوقات میں جو تیار مروج ہیں اور کلا کوئی ذکر نہیں
ہو اس سے روکنا اور تدارک دینا اور ڈھیلہ پتھر مارنا سونے جیسا کہ مشائخ رانی کو اور اسے مامٹنا اچھا نہ ہو تا ہی لڑائی

میں کام آتے تھے پہلوؤں کی طرح کشتی بکری کے داؤں بیچ کر نانا اور اڑھٹھا کے دیار نانا اور بال پکڑنا اور منہ کھسٹ لینا
حالت سے ناک کاٹنا یا گلا کاٹنا یا انگڑ پھر سے مروج کرنا لفظ مارنا یہ کام لڑائی کا تھا اور کھانے میں یہ تکلف تھا کہ چلی
کو بھون کے کھانا اور شراب پینا تھا اور یہی سامان ضیافتوں میں کیا کرتے تھے نہیں تو بھوری بھون کے جاب بیا کرتے تھے
یاد دیا اچھا کہ کہا بیا کرتے تھے اس زمانے کی طرح کھانا پکانا نہ جانتے تھے یہ بات اس زمانے کی قابل یاد رکھنے کے ہے
کہ اس وقت ہندوؤں کا اوترا دھرم پچھ والوں سے ایسا رشتہ مضبوط ہوا تھا کہ گرو چتر کی بودھ میں افغانستان اور ایران
اور توران اور تبت اور تاتار وغیرہ سے لوگ آئے در بودین کی مانگدھاری اور چچی مادری تھی گندھارا اور قندھار
ایک ہی ہیں دروہس بھی غزنی اور غور کے درمیان میں ہی اس کے سبب سے اس کا نام مادری تھا اس لڑائی کی
بعض جھڑپوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک خوب آباد تھا دستور تھا کہ جس راجہ پر کوئی دوسرا راجہ فتح پاتا اس کی جو رو کو
اپنی جو رو د جاتا اب اگر کہیں ایسا ہو تو کیسی نفرت دل میں اس سے پیدا ہوتی ہے جب ایک آدمی دوسرے آدمی
کو لڑائی کے واسطے لے کے تو لڑنا واجب ہو جاتا تھا پھر ان دونوں میں تیسرا آدمی دخل نہ دیتا تھا غرت کے غلطے میں
موت کی کچھ حقیقت نہیں سمجھی جاتی تھی انتقام لینا تھوڑا بہت نیکو کاری میں داخل تھا اس اعتقاد کے سبب سے
جو کوئی جو انفر دم جائے تو اس کی رزم کو اپنی پیاری جو رو کے پاس ہونے سے چین و آرام ملتا تھا سستی ہو نیکی
سیم باری تھی چنانچہ جب کوئی مرجاتا تھا تو اس کی استری یعنی زوجہ سے یہ کہا جاتا تھا کہ تیرا پور کہ یعنی مرد تیرے انتظار
میں کھڑا ہی تو جلدی اس کے پاس چلی جا تو تیرے ساتھ ہوان میں بیٹھ کر سرگ کو جائے نہیں تو ہم کے دوت دیر کر کے
گھسیٹے ہوئے اس کو نہ کہہ میں لپکا لینگے مہا تجارت میں صرف ایک مثال رانی مادری کے سستی ہونے کی لکھی ہے اور کہیں ذکر
اس سیم کا اور کسی شہر وں اور ملکوں میں پایا نہیں جاتا یہ طریقہ سستی کا کبسا تعجب خیز اور بالکل دلائل عقلی اور نقلی
کے خلاف ہے اور اس زمانے میں ایک طریقہ یہ بھی مروج تھا کہ ایک عورت چند خاوند کرتی تھی چنانچہ دروہی
اس کی مثال ہے جس نے پانچ پانڈوں سے شادی کی قمار بازی کا رواج تو ایسا تھا کہ لوگ جو رو بیٹی تک ہار جاتے تھے
مہا تجارت اور رامین کے درمیان جو ایک زمانہ دراز سیکڑوں برسوں کا گذرا ہے ضرور اس عرصے میں آریا ہندوؤں
نے سارے ہندوستان کو فتح کر لیا ہو گا اور بالاستقلال حکومت کی ہو گی اس زمانے کا کچھ حال نہیں کھتا کہ کیا
گتھا اس کا مظلوم ہوتا ہے تو انھیں دو کتب مظلوم کی کتابوں اور شاندار سے مہا تجارت میں بہت سے قصے قصوں
کے انداز پر ہیں جو بالکل پہلے زمانے کے الحاق کیے ہوئے معلوم ہوتے ہیں یا شاید اسی زمانے میں بڑھائے
گئے ہوں اور نہیں یہ ذکر ہے کہ بہادر اور شجاع آریا کے کاپے رنگ کے آدمیوں سے جو تجارت یہاں کے اہل

باشندوں سے یہی لڑتے تھے ان کے تاج و تخت میں بیان کے اصلی باشندوں کا نام کسی نسبت یا کسی آئندہ اور اگر راجہ گنیش اور راجہ
آتا ہے جو اہل رامائن شہر جو دھیا کو وقت میں خوب آباد تھا بالیک کا بیان ہے کہ شکر اور گلیان سیدھی قریب رہا

تھیں اور پھر چڑھ کا دھوتا سنا بات نہایت پر فضا اور عمدہ محل کے دروازوں پر نو تین پچھتی تھیں مٹ اور کچھ بیان گنیش
میں جا بجا ناچنے پھرتے تھے گھوڑے گاڑی بیل تھو وغیرہ پر لوگ سوار ہوتے تھے ریشی کپڑے اور موتی اور چھاپا
کی کچھ کمی نہ تھی سوائے ان کے اور اباب جلاشرت بھی تھے ایک عورت کے خادمہ متعدد کرنے کا رواج مٹ گیا تھا مگر یہی
رواج اب تک نجو ٹو نہیں جاری ہو دفعہ ذکر دارائی اولاد راجہ اچند بعد غائب ہونے راجہ راجندر کے اور نکلا
پسر می کس راجہ ہوا اور مدت تک اس کی نسل سے لوگ فرما رہے اور وہ کے رہے اس زمانے میں برہمن چتر یوں
کے سپاہ پیشہ تھے جب تک ہنگامہ جنگ اور معرکہ بر بار بار برہمن چتر یوں کے مطیع رہے جب آریا قوموں نے سارا
ملک فتح کر لیا اور زمانہ امن کا ہو گیا اور خلقت نے آرام پکڑا اور وقت برہمنوں نے سرا دھایا اور چتر یوں کے
اختیارات میں داخل کرنے لگے آخر کار یہاں تک اس کی نوبت پہنچی کہ معاملہ بالکس ہو گیا یعنی اب چتر یوں مطیع اور برہمن
فرما رہے تھے بدل کہ برہمن ذمی اختیار اور چتر یوں اس کے حکم بردار ہون ایک مدت دراز میں ہوا جو گاگر ہندوؤں کے
قصے کہانی میں ایسا لکھا ہے کہ یہ انقلاب ایک بڑی لڑائی خنزیر میں ہو گیا اور وہ قصہ اس طرح پر لکھا گیا ہے کہ چتر یوں
نے ایک قوم چتر گنیش کو ناحق قتل کر ڈالا پھر سویر یا پسر رام نے اس کے عوض میں اکیس مرتبہ چتر یوں کا استیصال کیا تھا
یہ مبالغہ معلوم ہوتا ہے مگر غالباً اس کی اصل یہ معلوم ہوتی ہے کہ چتر یوں نے برہمنوں کی نظر و نسق میں غدر کیا لہذا
اس کی پاداش میں کہیں قتل ہوئے اور کہیں جلاوطن کیے گئے اور سیکڑوں بلاتین اور پراچین یہاں تک کہ اولاد
بھرت کی کیا یونین اور اولاد راجہ چچمن کی ملک دکن راج ریو اینین اور اولاد ستھرن کی کوہستان جانب شمالی
یعنی کوہ سواک میں اور اولاد کس کی دوار کا ملک دکن میں اور اولاد لوکی متھلا ضلع آریہ میں فرما رہے تھے
جو کہ اولاد راجہ ستھرن کی ملک راج دریا ست کوہ سواک کی تھی یہ بوجہ ہر سجدی اودھ کے آریہ دریا کے گھاڑی
پھر ملک راج دریا ست کی ہوئی چنانچہ راجہ شہوون اولاد راجہ ستھرن سے اس ملک کا راجہ تھا اور اس کی سلطنت
کا لنگا کی شمال میں کلستونا سے شہر تھا اودھ کیلستونا یہ مقام ہے جہاں اب قلعہ منہدم موسومہ سیٹھ سیٹھ پرگٹھ
برام پور ضلع گونڈو میں واقع ہے اودھ میں یہ شہر بہت پر رونق قابل تعریف کے تھا ذکر شیوع مذہب بدھ پاپو
تاوون برس پیشتر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسمی سدھارتھ مشہور شاکی مئی جسکو بدھ کہتے ہیں راجہ شہوون
کے صلب سے پیدا ہوا اس کی امان کا نام مایہ تھا اس کے چچمن میں وہ مگرئی اس کی مال گنئی نے پرورش کی بدھ
لو کہیں ہی سے خوبصورت دھو شیار تھا لکھا ہے کہ اس نے جو نسخہ دیا ان پڑھین اور میں یونانی لکھی پڑھانی
تھی دیوان داخل تھی آغاز عمر سے اس کے ہرک ال دنیا ہوئے کے آئندہ معلوم ہونے لگا اس کے باپ کو مذہب ہوا

نیک اور کارا اور پھر

درختی مذہب بدھ

کہ کہیں خدا کو استہزا ہو کر وہ ہم پر چڑھ کر جوگ لے لے لے سولہ برس کی عمر میں اوسکی شادی نہایت خوبصورت ملک کے
 بشوہرے کر دی اور اوسکی دلچسپی کے لیے برعایت فصلوں کے عمر و عمر مکان بنوا دیے غرض کہ جہاننگ اوسکے
 باپ کا اختیار تھا اوسکے لیے سامان میں عشرت کا جمع کر دیا کہ کی طرح بردل اوسکا دینا سے نہ اوشے مگر جس قدر
 سامان ہوتا گیا اوسبقدر دل اوسکا دینا سے متفر ہوتا گیا اور جیسا جیسا اوسکو سامان میں عشرت کا مینا کیا گیا
 ویسی ویسی اوسکی نظروں سے دنیا حقیر اور بے اعتبار ہوتی گئی یہاں تک کہ بارہ برس جیون تیون نہایت تلخی سے
 اوس ایام میں عشرت کو کاٹا اور بے ثباتی اس دنیا کی اوسکے دل پر چھا گئی اول اوسنے اپنی سر کی چوٹی کا
 ڈال جیوہند ویکے بیان بڑی متبرک اور ہندو ہونے کی نشانی ہو ایک دن یہ راجہ کا بیٹا اپنے محل سے سوار ہو کر جاتا تھا
 کہ اوسکی نگاہ ایک بوڑھی عورت پر جا پڑی اوسکا حال دیکھ کر افسوس کیا اور دل میں سوچا کہ یہ جوانی صرف چار روز
 کی چاندنی ہی ہے نہ آنکھوں میں بنائی اور نہ کانوں میں سنوائی غرض بڑھا پا عجیب مصیبت ہو دوسرے دن ایک پیار کے
 دیکھنے کی نوبت آئی اوسے دیکھ کر نہایت افسردہ خاطر ہوا اور سمجھ گیا کہ دنیا میں راحت خواب و خیال ہو اور مصیبت
 یقینی ہو سارے جسم کو داؤد رکھ کھا جاتا ہی تیسرے دن مردے پر نظر پڑی اوسوقت ایک آہ سرد بھری اور کہا
 کہ یہ جسم آخر کو یون خاک میں ملتا ہی غرض دنیا کچھ نہیں ہو کہ ایک شوے کی ٹپلی ہو کہ پانی میں گھل جاتی ہے آج تو بڑھا
 آیا کل پیاری ہوئی پرسون چلنے کی بیماری ہوئی یہ تینوں چیزیں دنیا میں بڑی مصیبت اور آفت کی ہیں ان باتوں
 کو دن میں دیکھ کر گھر آیا تھا کہ اوسی رات کو اوسکے یہاں لڑکا پیدا ہوا جس کی کیفیت دیکھ کر اوس رات کو دنیا سے
 متفر ہوا کچھ جتنے کا درد بھی اوسکو بڑھا پے اور بیماری اور موت سے کم نہ معلوم ہوا پھر شہر کے دروازے پر ایک
 فقیر سے ملاقات ہوئی اوسکے چھوٹی بے پردائی اور ہوا دھوس کا ترک کرنا عیش و آرام سے ہاتھ اوٹھالینا
 لالچ کا چھوڑ دینا دینا سے منہ موڑ لینا اوسکو پسند آیا میں برس کی عمر میں گھربا چھوڑ چھاڑ کر گھوڑے پر سوار
 ہو کر جنگل کو روانہ ہوا و شالی ہو کر لگا پارا و ترا راج کر میں جا کر بیک لگنے لگا اوسوقت راج کر میں بپ سارہ
 راجہ تھا وہ بدھ سے ملنے کو آیا ہر چند اوسے بدھ کی منت اور ساجت کی کہ آپ شہر کو چلیے مگر اوسنے انکار کیا
 اور کہا کہ اب میں نے دنیا کو چھوڑ دیا اوس سے کو سون بھاگتا ہوں بعد ازاں گیا میں پہاڑوں کے قریب برہمن کے
 پاس گیا رڈرک اور اڑم کلم سے چھوٹن شاستر یعنی ویدانتا سا نکھیامی مانسایا شومک جوگ پڑھا کر اوس سے
 بھی اوسکے دل کی تنہا پوری ہوئی تو اپنی ذات کے پانچ مال بعلو کو لیکر تپاشروع کی یہاں تک کہ بدن میں
 خطا پست و استخوان باقی رہ گیا پھر بستی میں جا کر بیک لگنے لگا اب اوسکے ساتھیوں نے ساتھ چھوڑ دیا اکیلا رہ گیا
 لیکن جنگل میں گیارہ رات کو درخت پل کے نیچے بیٹھا وہاں اوسے یقین ہو گیا کہ میں بدھ یعنی غافل کا ہو گیا اب
 مجھے گیان مل گیا میں گیانی ہو گیا پھر یہ گیت گایا جکا خلا صی ہو کہ سارے سنسار میں اس جسم انسانی کے بننے والے

تلاش میں عبث بھٹکتا رہا اب بیٹے اوس صانع کو پایا اب گناہ کے برتن بنیں شینگے کیونکہ آلات اوسکے چنانچہ کے ٹوٹ پھوٹ گئے روح نے او اگون سے نہات پائی اور جذبات اور شو تو کی سلطنت اور حکومت مٹائی اب یہ بدھ بن گئے اول بنارس میں آیا اور اپنے پہلے پانچ ساتھی بلائے اونکو اول اپنے بدھ ہونیکا فردہ سنایا پھر یہ نصیحت کی کہ بجائیو دھرم کرو دھرم کا سنگم بھونکو دھرم کی دند چاؤ امن سے خوب دلیلیں بیان کیں اور سچا کہنے گیان کٹ نہیں بلدان میں جانوروں کے گلا کاٹنے سے کبھی گیان نہیں ہوتا ساری برسات یہاں کاٹی بہت سے چلے اوسکے ہو گئے پھر وہ راجگڑھ میں بلوایا گیا اوسوقت یہ شہر مڑی رونق پر تھا کدھ کا دار الخلافت تھا مغان کا راجہ پیر سالادھ کا دلی دوست تھا یہ راجہ بھی اوسکا چیلہ ہو گیا لیکن راجہ کو اوسکی آجات شترؤ نے مار ڈالا بیٹا اوسکا بدھ کا جانی دشمن پیدا ہوا یہاں سے بدھ کو سل کی دار الخلافت شترؤ شت میں چلا گیا یہاں کا راجہ بھی اوسکا مقتد ہو گیا ایک دفعہ بدھ اپنے جنم بھوم یعنی مولہ شہر کیل ستو کو گیا اوسکے گھرنے کے سب لوگ اوسپر ایمان لائے آخر کار اوسکا دشمن جانی آجات بھی آشتی پر آ گیا بدھ کدھ میں واپس آیا اوسوقت پٹنہ ایک گانوں تھا وہاں سے ویشالی میں گیا وہاں کی رانی ایک دیش تھی اوسکے باغ میں جا کر مقیم ہوا وہ رتھ میں سوار ہو کر اوسکے درشن کو آئی دوسرے دن اوسکی دعوت کی پھر یہاں سے وہ شہر پراو کو گیا وہاں چندو ستانے سونے کی اموری میں اوسکو ٹھہرایا وہاں سے رخصت ہو کر کوشنی مار کو گیا چار سو ستر برس پیشتر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انسی برس کی عمر میں ایک درخت کے نیچے بائیں کروٹ اوسکا نزوان ہوا یعنی مر گیا کوشنی نار کے لوگ کپڑے اور روئی میں اوسکو لپیٹ کر تیل بھرے دھات کے برتن میں رکھ کر چندن کی چٹا میں یعنی صندل کی لکڑی کے انبار میں لا کر چھوک یعنی جلادیا بدھ مرنے بدھ کے دین اوسکا سولے بنارس و قنوج کے تمام ہندوستان اور کابل قندھار و چین سمیت میں جاری ہو گیا راجگان ٹھوکی عمارتی ہیک راجگان سیٹھیٹ اسی مذہب بدھ کے پابند رہے مشہور عوام یہ ہو کہ اس مذہب کے لوگ رات کو کھانا نہیں کھاتے تھے اخیال سے کہ کوئی جائز چیز ہمارے مذہب میں نہ آجائے نقل ہو کر ایک مرتبہ راجہ سیٹھ برادر کلان راجہ سیٹھ شکار کو گیا تھا جب پس آ یا آفتاب قریب شب کے تھا سیٹھ کی جڑ بہت حسین تھی اوسنے اپنی جو رو کو کوٹھے پر چڑھا دیا اوسکے حوالہ کی ایسی وشنی ہوئی کہ سیٹھ کو غروب آفتاب کا تیز نہوا اور بے گمان بن کے کھانا کھا لیا لیکن یہ معلوم ہوا کہ یہ سیٹھ سیٹھ کو چند نبی تھی یا سورج نبی گویا نام تر قریب ہی مقفی ہو کہ سورج جس تھی بعد انقضاے زما نہ سیٹھ سیٹھ کے اونکی اولاد بھی پابند اس مذہب کی تھی جب ہندوستان میں آئے بدھ مذہب کا ہوا اور برہمنو کا زور شور ہوا اور راجگان ہند پابند یہ نہا سترو نکے ہوئے تو بنہل راجگان ٹھوکی ایک راجہ سیٹھ سیٹھ پر چڑھا اوسکے خاندان کو نیست مٹا بدھ کا بیٹا راجہ قنوج چرخی پنا ہے ہوا اور یہ زمانہ سلطنت حجاج بن یوسف کا تھا جو عرب کا وفاقا میں تیار کیا ہوا تھا پہلے لکھ چکے ہیں کہ نادان لوگ جنگ و کتب تاریخ میں اچھی طرح مہارت نہیں ہو وہ احتداد ابا کثر پشتو کو اپنا مفر جانتے ہیں لہذا جہانک تعداد پشتون کی زیادہ ہو سکتی ہے اپنے اوپر ہونکو بہت سلارو پیہ دیکر

لکھو اپنے ہن بوالہ روایت ایسی کتابوں کے ذکر و اراک و اولاد دختر اراک کو اسکی
 لڑکی موسومہ ایلا تھی اسکی شادی ساتھ بدھ کے جو چندرکا بیٹا تھا ہوئی اسکے بطن سے ایک بچہ موسومہ
 چروا پیدا ہوا وہ پرستھان پور میں جبکو اب جھونسی کہتے ہیں اور گنگا کے کنارے مقابل اکہ باد کے ہی
 یہ چندرنبون سے پہلا راجہ ہوا اسی پرورد کے بیٹا یسویں پشت میں مہاراج جڈیشتر پیدا ہوا اور مہاراج عظیم
 مہاجلت جو کرستیز کے میدان میں واقع ہوا اوس میں اپنے چچا زاد بھائی جرجو دھن کو جو ہستنا پور کا راجہ تھا
 مار کر اور خود اندر پرست یعنی تخت دہلی کا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے ساتھ کوہستان ہالیہ میں چلا گیا اور
 پدم پھت جو پوتا اسکے بھائی ارجن کا تھا دہلی میں جا کر سند نشین حکومت ہوا راجہ پھت سے لیکر چھپیس
 پشت تک اوسی خاندان کے راجہ دہلی میں سلطنت کرتے رہے لیکن چھبیسویں پشت میں کیشنگ ایسا خاں
 اعدہ باقبال ہوا کہ اسکا وزیر اسکو قتل کر کے آپ جڈیشتر کی گدی پر بیٹھ گیا اور اندر پرست کا راجہ نیکیا بعد اسکے
 اوسکی نسل سے چودہ پشت تک سند آرائی حکومت رہی نان بعد وہ راج جسطور سے آیا تھا دوسروں کے ہاں
 اوس طرح چلا گیا سولہویں پشت میں قیسرے خاندان کے لوگ اس ملک کے مالک ہوئے لیکن جب اونکی بھی
 زمین پشت میں راجہ اجیپال نے غرور اور بد مزاجی سے رعیت کو تنگ کیا تب کیا یون کے راجہ سکھوت نے
 فوج کشی کر کے راجہ اجیپال کو قتل کیا اور اندر پرست یعنی دہلی کو اپنے قلمرو میں شامل کیا بعد ازاں مہاراج
 بکراوت فرما کر اسے اوجین نے اوس پہاڑی راجہ کو بھی گدی سے اتار کے سارے ملک میں اپنا سکھ جا
 کیا اور فوج وادوہ کو ضمیمہ اوجین کر لیا بعد بکراوت کے راجہ بھوج اسکا جاسے نشین ہوا یہ راجہ بھوج
 بڑا مشہور راجہ ہوا ہی اسکے عہد سلطنت میں عورت و مرد بخراندہ تھے اشاعت علم کی تدبیریں اسنے بہت
 مناسب کیں علی الخصوص تعلیم نسوان میں کوشش مبلغ کی پچاس برس کے بعد اسکی نسل سے راجہ بانڈ
 تخت نشین ہوا اسکے عہد میں دار السلطنت قنوج پھر قرار پایا جسکے ماتحت مقام مانگیو رتھایہ راجہ بڑا خوش
 اور منصف تھا اسکے وقت میں امور سلطنت نے بہت ترقی پائی اور بہ تربیل پرچہ پیام بوسا لٹ سفیر بہرام گور شاہ
 ایران سے روانت پیدا کی شاہ ایران حالات نصفت گسری راجہ کے سکریہ تبدیل وضع مسافرانہ وارد قنوج ہوا
 ایک ہاتھی راجہ کامت ہو گیا تھا اور جنگل جنگل پھر اکرنا تھا اور بہت سے آدمیوں کو مار چکا تھا کسی طرح پرکرائی
 نہ بتا تھا جس روز بہرام داخل قنوج ہوا اوسی روز ہاتھی محافظوں کی غفلت سے اند شہر کے گھس آیا اور بہت سے
 آدمیوں کو ہلاک کیا بہرام کو بدعتضاے دلیری اپنی اسکا مقابل ہوا اور تبر سے کہ از قسم تلوار ہی اسکو مجروح و بیکار کر دیا
 جب اسکو سامنے راجہ کے لیکن وہاں پرچہ سفیر کہ ایران جاتا تھا حاضر تھا اسنے پہچان لیا اور راجہ سے ظاہر کیا
 کہ یہ بہرام گور ہی راجہ نے اسکو اپنے برابر جگہ دی اور بہت سے تحفے تانے اور زرد و جاہر پیش کر کے اپنی بیٹی

کے ساتھ اودھ کا بیہ کر دیا اور بڑی عزت و حرمت سے ایران کو رخصت کیا بعد وفات اس راجہ کے اودھ کے دونوں بیٹوں میں باہم لڑائی ہوئی دونوں مارے گئے رام دیو جو اودھ کی تمام فوج کا سپہ سالار تھا وہ تخت نشین قنوج ہوا اور چھوٹے بھائی موسومہ مان دیکھو مقام انکپور کی جاگیر ملی ہوئی شہر آباد کر کے مان پور نام رکھا جب راجہ انکپور راجہ ہوا تب باضاد نکات تازی نام اودھ کا انکپور رکھا جو الانبیا ولی راجگان مانڈا راجہ جی چند و مانک چند اسی راجہ رام دیو کی نسل سے ہیں وجہ تسمیہ قنوج آبادی قنوج کی نسبت کتاب قلموس میں یہ عبارت لکھی ہے کہ قنوج کستور بلدہ فی الہند بناؤ قایل بن آدم علیہ السلام یعنی قنوج بوزن سنو ایک شہر ہو چہ ہند کے بنایا ہوا قایل کا جو بیٹے حضرت آدم علیہ السلام کے تھے اس سے معلوم آکر یہ شہر قدامت میں سب سے زیادہ ہو بروقت تحریر اس تاریخ کے دو پیسے پورے بہ حسن اتفاق زیر قلعہ انکپور و دیناب ہوئے ایک پر لفظ ہے چا ۱۲۰۰ سنہ بھلا ہندی صاف لکھا ہے اور دوسرے پر صرف لفظ مانک لکھا تھا اودھ سنہ ۱۲۰۰ سنہ ہوا اور بہت گھسا ہوا تھا یقیناً یہ دونوں پیسے عہد راجہ جی چند و مانک چند کے تھے اور کچھ عجیب نہیں کہ یہ دونوں پیسے ایک ٹکسالی کے ہوں اور عبارت جی چا سے جی چند سمجھنا چاہیے جو راجہ مانک چند کا بھائی تھا اور انکپور راجہ کرنا تھا انکپور میں اور ۱۲۰۰ سنہ کو نسبت بکراوت جانا چاہیے نقطہ صفر کا اور لفظوں کے ساتھ گھس گیا ہے اور عدد بارہ سو کو مطابق کیا تو ۱۲۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۰ سنہ عیسوی ہوئے اور لڑائی اٹاوان چند و اڑکی جو فیما بین سلطان شہاب الدین اور جی چند کے ہوئی یہ وہ ۱۲۰۰ سنہ ہجری مطابق ۱۶۵۰ سنہ عیسوی کے تھے ضرب سکے کی کتب میں پیرس پشیر اس لڑائی کے پائی گئی راجہ جی چند و مانک چند دونوں بے مات یا خالہ زاد بھائی تھے مگر قریرہ مقتضی اسکا ہے کہ خالہ زاد تھے اس واسطے کہ راجہ جی چند قوم راٹھور اور مانک چند گھروارا ٹھہر لکھے جاتے ہیں اگر بے مات ہوتے تو باعتبار نسب پدری کے راٹھور کہے جاتے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ دونوں قوم چندر خنس تھے پیرس پشیر کپتان ڈبلیو امی فارس صاحب بہادر جو تاریخ القسطن و دیگر تاریخ انگریزی کے یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انکپور بھی قنوج کے مانند ہند میں پرانی جگہ اور برہمنوں کے نام سے موسوم ہے اور وہ تینہ سین قبل از چڑھائی مسلمانوں کے دلی اور اجمیر اور سوم ناتھ اور شہر اور قنوج اور کالنجر کے برابر تھا اور جب یہاں طائف الملوکی ہوئی تو یہاں کے لوگ اکثر جلاوطن ہوئے دفعہ ۱۲ بجھے افسوس حالات قوم ہنود پر ہے کہ امور تاریخی اور مذہبی اور قصص اور کیا نیو نکو ایسا غلط سمجھ گیا ہے کہ جس سے کوئی مورخ حالات تاریخی و تمدنی کو علیحدہ نہیں کر سکتا اور جب قدر مضمون وید و شاستر کے بنائے گئے اوس میں اپنے ہی منافع مقدم کیے گئے چنانچہ بتائید اس کے خلاصہ مضمون برم پوران اور وید و بھگیاہ کی کہ نہ کمال نے اپنے آرام کے لیے سترہ بڑے دیوتا پہا کیے ان کے کام علیحدہ علیحدہ ہیں انہیں صفات انہی موجود ہیں اپنے وہ معبود ہیں پہلے برہما یعنی پیدا کرنے والے دوسرے شیو یعنی فنا کرنے والے تیسرے بشنو یعنی پانیوں والے چوتھے

راجہ جی چند و مانک چند

نسبت بھائی عالم ساقی بن ہنود

سستی یعنی زوہر پانچویں بجھی زوہر پانچ بجھے پارتی زوہر پانچویں اندر آسمان کا دیوتا اکھوتین ورن پانچکا
دیوتا نوین پون ہو کا دیوتا دسویں انکی آگ کا دیوتا گیارھویں ہم موت کا دیوتا بارھویں کوہیر دولت کا دیوتا تیرھویں
کارنگی لڑائی کا دیوتا چودھویں کام بخشش کا دیوتا پندرھویں سوچ کا دیوتا سولھویں سوم یعنی چاند کا دیوتا سترھویں
گنیش یعنی مشکل کشائی کا دیوتا لیکن ان سب دیوتاؤں میں اول و دوم و سوم تین بڑے دیوتا ہیں چنانچہ چیتن
بنی آدم کی نریمان کو منظور ہوئی تو حسب الحکم نریمان کے برہمانے اپنے انگ سے چار برہن پیدا کیے منہ سے
برہمن بھوجا سے چھتری جانگم سے ویش پانوں سے شدر اول و دوم و سوم کو دوج یعنی دوبارہ پیدا ہوا کہتے ہیں
منو کی قوانین کا بھی یہی مشابہتیں فریق کی غایت درجہ کی عزت اور حرمت اور چوتھے فرقے کی نہایت متبے کی فتن ہر
اول برہمن تمام خلقت سے برتر اور اعلیٰ اور ساری دنیا کا مالک اور اسکو تعلیم شتروں کی ایسی ہوئی کہ جس بڑے
راجہ کو چاہے ایک دم میں خاک میں ملا دے اور اسکی ہتک حرمت کا ایسا جرم ہے کہ پھر اسکا کوئی گستاخ نہین
اوسکے بڑے بڑے گناہوں کا چھوٹا چھوٹا کفارہ ہے دوم چھتری اسکو امور بھانڈاری کے لیے گئے ملک کی حفاظت کرنا
دشمن سے ملک کو بچانا مایا کی حمایت اور حفاظت کرنا اور برہمنوں کو متبرک سمجھ کر انکی خدمتگزاری کرنا سوم ویش اس
فرقے کی نہ بڑی عزت ہے نہ کچھ ذلت اسکو ہوم کرنے اور دید پڑھنے کا اختیار دیا گیا کہنتی سوداگری سود پر ورہ چلانا
دشکاری اوسکے لیے تجویز ہوئی چارم شدر اسکے معنی ذلیل کے ہیں کوئی ذلت و خواری باقی نہ رہی جو شدر کے واسطے
برہمانے تجویز نہ کی ہوتی ہون قوموں کے جقدر کام ہیں وہ سب متعلق اسکے کیے گئے اور اوس سے برہمن کا دان
لینا پاپ ٹھہرایا گیا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اگر شدر برہمن کے برابر بیٹھ جائے تو اسکے چوڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جائے
اگر برہمن کو دھرم کی بات بتلے تو اسکے کان لود منہ میں کھولتا پانی ڈال دیا جائے اگر اپنے برتر فرقے کو گالی دے
تو اسکی زبان کاٹ ڈالی جائے بعد اس تخلیق کے دارائی عالم کی چھتریوں کو اور پیشوا کاری برہمنوں کو دی گئی
تب سے یہ برہمن چھتریوں کے پیشوا ہو کر انکی جانب سے ملکوں میں لڑتے بٹرتے رہے جب آریا قوموں یعنی
ایلیزیوں نے ملک ہند کو فتح کیا اوس زمانے میں برہمنوں کی ہدایت سے سر پھیل پھانک کہ بلا مشورہ اونکے ایک
قوم پھر گیش کو ناحق قتل کیا یہ بات خلاف مرضی برہمنوں کے تھی اور صورت مناقشے کی بڑھی پھر تو پر سورام پار پر رام
نے اسکے عوض میں اکیس مرتبہ چھتریوں کا زنبس کیا اور سلطنت ہندوستان کی قوم برہمن پر قرار پائی پرورایا م جب چھ
مذہب والوں کا ہندوستان پر زور ہوا اور برہمن ذلیل و خوار ہوئے اوسوقت عربی گزرنے پر حملے فریاد کی کہ دیدیرو
کے نیچے روزے جاتے ہیں اونکی تعظیم و تکریم بالکل جاتی رہی اور ساری زمین پر اکشسوں یعنی بدھ کے مذہب
والوں نے علماری کر لی اوسپر برہمانے حکم دیا کہ چھتریوں کو دوبارہ پیدا کرو اب چھتریوں کے دوبارہ پیدا کرنے کے واسطے
یہ علاج کیا گیا کہ ایک اکن کنڈ بنا یا گیا اور وہ گنگا کے پانی سے پتر کیا گیا اور دیوتاؤں نے اگر چار مور تین ڈال دیں

تیس چار مور

اون مورخوں سے چار اگن کل کی چھتری یعنی پرمچہاں تو لنگی پتر بار پیدا ہوئے اونھوں نے سب راکھٹ سوکھو مارکر ملک سے باہر کر دیا اور ملک بدھ مذہب والوں سے خالی اور صاف ہو گیا جب بدھ وانو کی علمداری اہرز و دشوڑ ہوئی اس وقت سب برہمنوں نے قنوج میں جا کر پناہ لی صرف قنوج کا راجہ کنت وید کو ماننا تھا جیسی اہستہ اہو و سری صدی کے قریب معلوم ہوتی ہے پھر برہمنوں کو عروج ہوا بدستور سابق عزت و حرمت ہونے لگی مگر وہاں بامجبہ راجہ بھیج راجہ اوجین ہندوستان کا فرمانروا ہوا اور قنوج بھی اوسکی تخت حکومت میں آ گیا تب یہ چھوٹی ٹہری دھوم ہوئی اور جب راجہ بھوج کا زوال ہوا تو اس ہندوستان میں چھ سلطنتیں مختلف قوم چھتر لوکی قرار پائیں پنجاب دہلی قنوج میواڑ پٹن بجال کوئی خاص کتاب آسمانی اس قوم ہندو میں عقلا پائی تین جاتی اس واسطے کہ اگر عظیم آسمانی ہوتی تو ویدوں اور پورانوں میں اس قدر اختلاف نہ ہوتا اگرچہ قوم ہندو اٹھارہ پورانوں پر اپنا مذہب قائم کرتی ہے مگر یہ کہ کلام ربانی قرار دیکر اوسکی نہایت تعظیم و تکریم کرنی ہے مگر جو اس کے حالات پر غور کیا جاتا ہے تو وہ کلام ربانی پایا نہیں جاتا بلکہ ایک مقولہ چلانا ہے پورانوں کو ویدوں سے بنور خیال کرے تو کوئی نسبت نہیں ہے اور جو یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ہم نے رسم و رواج آباؤی اور کتاب مذہبی میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا لیکن رسم و رواج اور پوران اور وید و نہیں ایسے کچھ اختلافات ہیں پیدا ہو گئے ہیں کہ کوئی ہندو ویدوں کے موافق اپنا مذہب اختیار کرے تو وہ کس طرح پرہند و نہیں ہو سکتا ہے ان وجوہات سے تمام تر ثابت ہو کہ یہ قواعد عقائد مذہبی ایجاد کردہ غیر ہمنان ہیں جو اکثر ہندوؤں نے تہجیت اونکی اختیار کی ہے ان تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ تین دیوتاؤں براہمنو شیوہن جنکا مذکور رسم پہلے کہ چکے جن مسائل کی پابندی ویدوں میں مذکور ہے اور اوسکی تقلید کچھ نہیں ہوتی اس درجہ بڑھائی گئی ہے کہ کشتی والوں سے تطبیق نہیں ہو سکتی ہے اور اگرچہ کہا جائے کہ ہم کرتے ہیں تو صریح پرستش کو اکب ثابت و سیارہ کی مخالفت اس قول کے ہو دوسرے مخالفت توحید یہ بھی ہے کہ رام اور کرشن اور شیو کو اوتار نہر کمال کا بالیقین جاتا ہیں اور وہ ذات بچون وچہ اتھن مجوہر زمان و مکان اور طول سے منورہ اور میرا ہوا ایسی حالت میں کون ایسا مؤرخ ہو کہ از وی تاریخ مسلسل ان لوگوں کی سلطنت کا حال تحریر کر سکے واصلہ علم بالصواب دفعہ ۱۰ ہما حالات اون شان اولو الغرم کا تحریر کرتا ہوں جو براہ افغانستان ہندوستان میں اگر فتح باب ہوستون کہ کتھر برس قبل ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بادشاہ سکندر اعظم نے ایران کے بادشاہ عالی تباردارا کو شکست دیکر ہند میں اگر فتح ہو اوقاف بنگار ان سلطانی اہست پر شفق ہیں کہ سکندر ذوالقرنین قنوج میں مارا واپن کے مارا کو زیر و زبر کر کے فتح ہوا لیکن الفسٹن صاحب نے اپنی کتاب میں بحوالہ اخبار یونانیوں کے یہ لکھا ہے کہ وہ دریاے ستلج کے کنارے سے آگے نہیں بڑھا اس واسطے کہ جب سکندر ذوالقرنین ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے دریائے سندھ سے اوتراتوا نامی ریان وراجگان کو ہی و سندھی و دوآبی باعاعت بلا کسی مجاہد و مقابلہ کے پیش آئے

خطیب بہیمانہ اندر دین پروردگار

نیکی و نیکوئی

جب سکندر گیارہ ہزار سواروں سے دریائے جہلم کے پار اتر اوسوقت راجہ نور مجیت چار ہزار سوار تیس ہزار پیادوں کے ہتھی پر سوار ہو کر رزمخواہ ہوا تین پہر سنگسار کا رزار کا گرم رہا بالآخر فوج اوسکی فخذول ہو کر مغرور ہوئی لیکن راجہ اپنی شجاعت سے میدان کارزار میں ہتھی پر سوار کھڑا ہاذا القرنین نے اوسکی ثابت قدمی کیلئے خوشی ادا کیجا کہ اگر تم ہمارے پاس حاضر آؤ گے تو تمہاری جان بخشی کر کے عزت اور حرمت تمہاری برقرار رکھوں گا اس پیام پر راجہ بخون بخور سکندر حاضر ہوا سکندر نے کہا کہ اب میں تمہارے ساتھ کیا کروں جواب دیا کہ جسطرح بادشاہ بادشاہوں کے ساتھ کرتے ہیں یہ بات سکندر کے پسند آئی اور ملک اوسکا اوسیکو بخش دیا اور تھوڑا ملک مفتوحہ میں عطا کیا جب وہاں سے تلج کے کنارے پر آیا وہاں اوسکی فوج نے آگے بڑھنے سے انکار کیا اور سب انکار کا یہ ہوا تھا کہ اول متواتر کوچوں سے فوج ٹھک گئی تھی اور موسم بہار بھی آگیا تھا تب سکندر نے ناچار ہو کر وہیں سے مراجعت کی حضرت مولانا نظامی رحمہ اللہ مصنف سکندر نامہ کہ پہلے سرے کے مؤرخ محقق ہیں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ سکندر براہ غزنی ہندوستان میں آیا اور قاصد پانا کیدرا سے راجہ ہندوستان کے پاس بھیجا کہ اپنی شوکت اور صولت سے ہمکا یا راجہ نے بھی تبریل اپنے سفیروں کے سکندر کو یہ پیغام دیا کہ اگر آپ وعدہ کریں کہ پھر میرے ملک میں کچھ فرحت نہ تو بادشاہ کو چار خیرین ایسی دون کہ پانچویں خیرنشل اوسکے کسی سلطنت میں نہو ایک دختر نشل مہر ماہ کے دوسرا پالہ باقوت کہ اگر اوسین شربت بھوکے کتنے ہی لوگوں کو بلا یا جاوے وہ شربت اپنی مقدار سے کم نہو تیسرا منجم کہ حالات آئندہ بشمار کو اکب بہت صحیح بتلاوے چوتھا طیب حاذق کہ ہر مرض کا علاج کرے سکندر نے ان شرائط پر صلح کر لی راجہ کیدرا نے سوا سے ان چار خیرین کے اور بھی زر و جواہر و فیل کلاں ایشیا کو دیا وقت امتحان اون خیرین کے بیان راجہ کا ٹھیک اور صحیح پایا وہاں سے سکندر شہر قنوج میں آیا اور راجہ فوروالی قنوج کو خوب زیر و زبر کر کے ناخست و تاراج کیا پھر اپنی طرف سے تلج بخشی کر کے براہ تبت شمال چین کو چلا گیا دفعہ ۵ ذکر عہد خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ۳۰ سنہ ہجری مطابق ۳۰ سنہ عیسوی میں فوج عرب کی بسواری ہماز بحر عمان سے خلیج بنے میں آئی اس مہم کی اجازت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نہیں دی تھی عثمان بن غنی سفینی حاکم بحرین و عمان نے اپنے حکم سے فوج بھیجی تھی جب اس حال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ آگاہ ہوئے تو اوسکے نام خط لکھا کہ امیر برادر سفینی تو نے لکڑی میں کیڑا لگایا اس مہم میں جس قدر مسلمان مارے جاتے تو میں اوسقدر آدمی تیرے قبیلے میں سے از تابعدا اسکے حضرت ابو موسیٰ اشعری حاکم فارس کو لکھا کہ ہندوستان کا حال دریافت کر کے تحریر کر و حضرت ابو موسیٰ نے بعد تحقیقات کے جواب لکھا کہ بادشاہ ہندوستان کا قومی و منکر و خبیث الباطن و بت پرست ہی اس پر خلیفہ نے حکم دیا کہ ہندوستان پر جہاد کیا جائے اور جو بت سے ہتھی ہندوستان سے غنیمت میں آئے تھے اؤ کی نسبت حکم ہوا کہ اس ملک میں مان جائز نہ ہو

آدمیوں میں مسلمانان بعد از ان خلیفہ اوردہ

کام نہیں ہو اگر اوس ملک کے لوگ خرید کر بن تو بیچ ڈالے جائیں اور قیمت نہ پاویں تو تقسیم کر دی جائے یہ روایت
جیب السیر بعد فتح ایران کے کچھ فوج ہندوستان کی طرف بھی گئی تھی مگر اول ہی لڑائی میں اوس لشکر کے سردار
شہید ہوئے پھر حضرت عثمان غنیؓ النورین رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں بنام حاکم عراق یہ حکم بھیجا
کہ تم ہند کی سرحدوں کا حال دریافت کر کے اطلاع دو حاکم عراق نے حکیم بن حلیہ الابی کو اس کام کے لیے معین کیا
وہ بعد دریافت حالات مستفسر کے بحضور خلیفہ ثالث حاضر ہوا اور بیان کیا کہ سرزمین ہندوستان کی اچھی نہیں ہے
اور وہ خٹان سیوہ دار کم ہیں اور اکثر زمین خراب اور ویران ہے اور آدمی وہاں کے غدار اور سارق و کاذب و
بدعہد ہیں تھوڑی فوج سے اوس ملک میں کام نہ سکے گا اور اگر زیادہ فوج بھیجی جائے تو ملک غیر بین اتھام
رسد کا ہو سکے گا جب یہ حال حضرت کو معلوم ہوا تو پھر فوج بھیجے کا حکم نہیں دیا مگر بعد خلافت حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے حضرت حارث سرحد سندھ پر آئے تھے اور معرکہ مجاہدانہ کر کے تھوڑا سا ملک کنارے دریا سے
سندھ کے فتح کر کے لے لیا تھا مال غنیمت کثیر اور کچھ بندے ہاتھ آئے لیکن اوس عرصے میں جناب امیر بنگالہ
کو فہشید ہوئے یہ خبر سکر حارث ملک مفتوحہ و مقبوضہ چھوڑ کر بیان سے چلے گئے دفعہ ۹ پھر بعد سلطنت
ولید بن عقبہ کے جو بنی امیہ کا چھٹا خلیفہ تھا ۹۳ھ ہجری مطابق ۱۱۲۰ء عیسوی میں اوس نے حجاج بن یوسف
کو جسکی سفاکی تمام عالم میں مشہور ہے عہد وزارت سے تبدیل کر کے حاکم عراق کا کیا اوس نے محمد بن قاسم کو
بہت سی فوج عرب کا سردار بنا کر بغرض تسخیر ملک ہندوستان کو روانہ کیا محمد بن قاسم نے پنجاب پہونچ کر اکثر
راجگان کو زیر و زبر کر کے بعضوں کو مسلمان اور بعضوں کو مطیع الاسلام کیا جب وہاں سے اونکو اطمینان ہوا
تو ملک جو پور لینے کا ارادہ کیا اون دنوں جو پور کا راجہ مسمی داس تھا بغرض مقابلہ بہت سی فوج و ذخیرہ رسد
لیکر قلعہ راور میں جا کر پناہ گزین ہوا جب مسلمانوں کی فوج نے عرصے تک محاصرہ قلعے کا رکھا تو راجہ تنگ ہو کر
۹۴ھ ہجری مطابق ۱۱۲۱ء عیسوی میں قلعے سے نکل کر میدان میں رزم خواہ ہو کر اس لڑائی میں مسلمانوں
کے ہاتھ سے سفید ہاتھی پرارا گیا بجائے اوسکے اوسکا بیٹا جو سنگھ اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھا اوسسی سا گرجا و
باپ کا وزیر تھا اوسکو اپنا وزیر مقرر کیا وہ بہت عاقل و دور اندیش تھا اوسنے صلاح دی کہ قلعے میں محصور نہ
رہنا خلاف عقل ہے اوسکی صلاح سے فوج مسلمانوں سے خوف کھا کر جانب جو پور چلا گیا راجہ مقتول کی رانی
جو اوسکی مان تھی وہ اوسکے ساتھ نہ گئی قلعے میں بدستور رہ کر فوج مسلمانوں سے لڑی آخر جب اوسپر
انہار مغلوبی کے ظاہر ہو گئے تو بخون ہتک اپنے ننگ ناموس کے آگ میں بیٹھ کر جل گئی جب محمد قاسم کو اوسکے
مرنے کا حال معلوم ہوا تو دعا و اکبر کے قلعے کو لے لیا جو مقابل ہوئے وہ اسے گئے باقی تیس ہزار مرد و عورت
گرفتار ہوئے کوٹھسی غلام اہل اسلام کے ہوئے انہیں سے تیس لڑکیاں جیلہ ذرا بی عظام کے تھیں جنکو

خلافت خلیفہ ہمام

دراختی بعد خلافت ولید

تیس لڑکیوں کے ایک لڑکی مساترا سے ہمشیر و زادی راجہ داہر کی تھی اور سکی نسبت لکھا ہے کہ وہ نکاح میں عبدالرحمن
 ابن عباس کے آئی مگر اس سے کوئی اولاد نہیں ہوئی بعد اس فتح کے سسی۔ اگر نکور وزیر راجہ داہر طبع الاسلام
 ہوا اور اسکے مشورے سے محمد بن قاسم نے جی پورا اور برہمن آباد پر چڑھائی کر کے فتح کر لیا راجہ جرسنگھ مع اپنے برادر اور
 دو بہنوں کے مفور ہو کر پناہ گزین پاس راجہ کشمیر کے ہوا اور بعضوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ کشمیر جاتا تھا راستے
 میں مسلمانوں نے گرفتار کر کے محمد بن قاسم کو دیدیا اور انھیں کے پاس مر گیا محمد بن قاسم وہاں سے ملتان گئے
 اور اوکو بھی فتح کر کے بہت سی غنیمت حاصل کی جب اوکو اطمینان ہوا تو ابو حکیم کو دس ہزار فوج دیکر واسطے فتح
 قنوج کے روانہ کیا اور خود واسطے تسخیر ملک گجرات اور قلعہ چتور گڑھ کے گیا اور سو فوج کا راجہ سسی ہری چند
 راج پسر راجہ تھل رائے تھا لکھا ہے کہ اس کے پاس بہت سی فوج اور ہاتھی بے شمار تھے جب ابو حکیم قریب قنوج
 کے آیا تو اس نے زید بن عمر گلبی کو ایچی بنا کر بائیں ہایت راجہ کے پاس بھیجا کہ اول او سپردین اسلام عرض کیا
 جائے اگر وہ تسلیم کرے بلا تعرض واپس آؤ اور اگر انکار کرے تو مطیع الاسلام بن کر جزیرہ دے لکھا ہے کہ جب
 وکیل نے راجہ کے پاس پہونچ کر یہ پیام دیا تو راجہ نے غصے میں آ کر یہ جواب دیا کہ سولہ سو برس سے ہمارے
 بزرگوں کا اور ہمارا علی الاتصال اس ملک پر قبضہ چلا آتا ہے کسی بادشاہ کے سفیر نے ایسی گفتگو ہم سے نہیں
 کی ان ہمارے یہودہ خیالات کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہو اگر ایذا رسانی ایچی کی آئیں جہانگیر میں جائے ہوئی
 تو ضرور میں نکو مار ڈالتا زید بن عمر نے یہ جواب دیا کہ اسکا سنکر ابو حکیم سے آ کر بیان کیا ابو حکیم بعد مشورہ مسلمانوں کے
 اس تہیہ میں تھا کہ اس راجہ پر جہاد کروں کہ دفعہ یہ معلوم ہوا کہ محمد بن قاسم کی اونگھلی میں پھونسی طاعونی ٹھکی
 اس عارضے میں انتقال کیا بوقوع اس حادثے کے سراپہ ہو کر بغیر کسی لڑائی اور مقابلے کے قنوج سے بے
 نیل مرام واپس چلا گیا اور سو فوج تک جو کچھ ملک ہندوستان کا فتح ہوا تھا بہ حفاظت سپہ سالاری تیس کے رہا اور
 چھبیس برس تک کچھ یون ہی ضعیف سا قبضہ رہا جب خاندان بنی امیہ کی سلطنت میں زوال آیا تو یہ ملک مفتوحہ
 بھی ہاتھ سے جاتا رہا ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت مسلمانوں کو سوائے جہاد اور اشاعت دین
 اور لینے مال غنیمت کے ملک داری کی طرف اصلاً توجہ نہ تھی ورنہ ایسا عمدہ ملک زرخیز فتح کر کے بلاد و کسی حلف
 کے چھوڑ کر چلا جانا دلیل اور سچائی اور ان افعال اسلامیہ کی ہی دفعہ ۱۰۶۱ھ ہجری مطابق ۶۵۰ء عیسوی
 میں سلطان امون رشید بن ہارون رشید نے کہ جو عباسیوں کا چھٹا خلیفہ تھا بغرض تسخیر ملک ہندوستان کے بہت
 سال لشکر روانہ کیا اور وہ فوج چتور گڑھ تک آئی یہاں کا راجہ کھان سنگھ کہ جو پاپا کے پوتے کا لڑکا تھا ہوسر
 مقابلہ آیا اور جو میں لڑائی بان متواتر لڑا اور یہاں تک مسلمانوں کی فوج کو تنگ کیا کہ وہ مجبور ہو کر بے نیل مرام
 ہندوستان سے چلے گئے مگر کسی طرح کی کامیابی اونکو اس ملک میں حاصل نہ ہوئی بعد اسکے ایک سو ترٹھ

ذکر ابن عباس

برس تک پھر کوئی حملہ نہ کیا ہندوستان پر نہیں ہوا دفعہ ۱۱۵۹ء ہجری مطابق ۱۷۷۶ء عیسوی میں سلطان ناصر الدین بیکنگین بادشاہ کے وقت میں راجہ بیپال والی لاہور کے جسکے راج کی سرحد غزنی سے ملی ہوئی تھی بالکس بیان کے راجاؤں کے کہ ان پر چڑھائی پھم والوں کی ہمیشہ ہوتی تھی اب یہ راجہ اپنی اولاد عسری سے بہت سی فوج لیکر افغانستان پر چڑھ گیا لنگان کے میدان میں کہ جسکی وسعت پشاور سے کابل تک تھی وہیں بیکنگین کے لشکر سے مقابلہ ہوا قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو کہ طوفان باد و بارش کا سخت آگاہ فوج راجہ کی متحمل وہاں کی سردی کی نہ تھی اور آثار اضطراب فرار کے پیدا ہونے لگے اس وقت راجہ کو اپنی فوج کی بے ثباتی دیکھ کر مجبورانہ صلح کرنا پڑا اور راجہ پچاس ہاتھی اور بہت ساز و جوا ہر دینے کا وعدہ کر کے اپنے ملک کو واپس آیا جب بیکنگین کے آدمی بطلب و قضا آئے تب انکو راجہ نے قید کیا پھر بیکنگین نے فوج لیکر دریائے اہک کی طرف کوچ کیا اور ادھر راجہ بیپال نے یہ سامان کیا کہ امیر و کالج و قنوج کے راجاؤں کو ملک کے لیے بلایا چنانچہ ایک لاکھ سوار و پیادے پیشا لیکر لنگان کی جانب چلا اور وہاں بادشاہ سے مقابلہ ہوا لیکن اس میدان میں بھی اسنے شکست کھائی اور سلطان مظفر منصور ہوا مصنف طبقات ناصری بحوالہ امام ابو الفضل بہیقی کے یہ ترقیم فرماتے ہیں کہ نصر حاجی سوداگر نے بعد امارت عبدالملک نوح سامانی کے امیر ناصر الدین بیکنگین کو خرید کر کے بہت انگلیں فروخت کیا جو کہ آثار گیارہ ست و جلاوت او سکی پیشانی سے ظاہر تھے ساتویں اہ شعبان ۷۶۹ء ہجری مطابق ۱۷۷۶ء عیسوی بروز جمعہ قلعہ سے سامان خیر و لعل و عظم واسطے پڑھنے نماز جمعہ کے مسجد میں گیا اور سیدن بتغیر امارت اپنے تئیں بادشاہ قرار دیا جب سے شمار کا بادشاہ ہو نہیں گیا لکھا ہے کہ یہ بادشاہ عادل و باذل و شجاع و دیندار و نیک عہد و صادق القول و بے طمع اور شفیق بر حال مایا اور نصف مزاج مختار سلطنت میں برس چھپن برس کی عمر میں حدود پنج میں ایک گاؤں موسومہ برل مدو میں ۷۶۹ء ہجری مطابق ۱۷۷۶ء عیسوی میں انتقال کیا اسماعیل و نصر و محمود و حسین و حسن فیروز یہ پانچ پسر یاد گا چھوڑے دفعہ ۱۲ ذکر حکم سلطان محمود غزنوی جو کہ اس بادشاہ کو فتوحات عظیمہ اس ملک ہندوستان سے ہاتھ آئے لہذا پہلے اس بادشاہ کے حال ولادت باسعادت کا تحریر کر کے ذکر اس کے حلو کا جو اس ملک میں کیے تحریر کروں بحوالہ طبقات ناصری چند ساعت قبل ولادت سلطان محمود کے امیر بیکنگین اس کے باپ نے یہ خواہ دیکھا کہ اس کے آتشکد سے ایک درخت پیدا ہو کر ایسا جلدی جلدی بڑھا کہ تمام عالم کو اپنے سایے میں گھیر لیا یہ گھبرا کر چونک پڑا اور متحیر ہو کر تعبیر خواب کی سوچنے لگا کہ اوی ایشا میں ایک خواص دوڑی آئی اور بیکنگین کو فردہ ولادت فرزند باسعادت کا سنا یا اس خبر سے انتشار طبیعت کا اسکی بر طرف ہوا اور نام منو کو کا محمود دیکھا اور یہ خواب بیکنگین کا ایسا ٹھیک اور ترا کہ محمود کبہ اپنے باپ کے تحت سلطنت پر ٹھیک کر اکثر لوگوں نے بہت بڑی بری

ذکر امیر ناصر الدین بیکنگین

ذکر حکم سلطان محمود غزنوی

کو بلایا اور کشمیر کے گرد و پیش کے پہاڑوں کی گھاٹیوں سے کہ جہان سے عبور دریا و ہکا بلاشتی آسانی ممکن تھا عبور کیا یہاں تک کہ دریائے جمن سے بھی اوترا بعد اوس کے جنوب کی جانب متوجہ ہوا اور قنوج کی بڑی دارالسلطنت کے سامنے یکایک آٹھلاؤ ہکا راجہ کنور راے والی ملک تھا اوسکو سلطان کے آنے کی خبر مطلق تھی جب سلطان اس دھوم دھام سے قنوج پر آگیا راجہ کنور راے گھبرا گیا اور بیچارے اس سے کچھ نہ سکا کہ فی الفور اپنے ہاتھ اپنے روال سے باز رکھ کر مع اہل و عیال کے سلطان کی حضور میں حاضر ہوا چنانچہ سلطان نے مقتضائے ترحم خسروانہ ایسی عنایت فرمائی کہ جو اس کے خلاف حادث تھی یعنی بچہ دوسکی ماضی کے نسلی و تشفی کی اور قصور اوسکا معاف فرما کر تین روز تک اوسکا کمان رہا اور بہت سا پیشکش لیکر چھتے روز خیر وقت سے اپنے پایہ تخت غزنی کو معادوت فرمائی اوس زمانے میں اس قنوج کے و فوری رونق سے یہ حالت تھی اور کمال دولت و شہرت سے ایسی آبادی تھی کہ بعضے کہتے ہیں کہ اسکی شہر بناہ پندرہ کوس کے گرد میں تھی اور بعضے راوی ہیں کہ اوسمیں تیس ہزار قبولیوں کی دکانیں تھیں اگرچہ اس شہر کے آثار عمارت سے کما بتک جان طرف دور دور تک نظر آتے ہیں اور باب بصیرت عبرت پکڑتے ہیں لیکن اب تو اسکی آبادی برای خود مختصر ہو کر ایک قصبے کے برابر گھٹی ہوئی تھی جب قنوج سے سلطان محمود نے مراجعت کی تو شہر متھرا میں پہونچ کر تیس روز تک ٹھہرنے کا دیا اور تمام تجارتی توڑ کر مساکر دیے چنانچہ مقدار اس غنیمت کی مورخون سے اسطرح معلوم ہوئی ہو کہ سوا دسٹ بھرے ہوئے تقریبی توبہ کے اور پانچ بت طلائی تھے اور اونمیں سے ایک بت مطابق وزن حال کے چار من سے بھی زائد تھا سلطان کے ہاتھ لگے بعد اسکے مہابن میں پہونچ کر حکم قتل مام کا دیا اور وہاں کے راجہ نے اپنی حرمت بچانے کے واسطے تمام اپنے لڑکے بالوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر کے اپنا کام بھی تمام کیا اس دفعہ سلطان محمود پانچ ہزار اور تین سو آدمی لونڈی غلام ہندوستان سے غزنی کو بلایا چونکہ راجہ کنور راے والی قنوج سے سلطان محمود کی موافقت ہو گئی تھی اس بنیاد پر راجہ کالنجرا دس سے ایک قسم کی عداوت رکھنے لگا اسلئے گیارہ ٹھوین دفعہ اوس سلطان نے واسطے امداد راجہ کنور راے اور استیصال راجہ کالنجرا کے ہندوستان پر غزمت کی دفعہ ۱۴ بجوا الحیب السیر یہ مذکور ہے کہ راجہ کنور راے بحالت اضطراب جب پیش سلطان حاضر ہوا بخوف یا بخوشامد جیسا کہ ہوا ہو مطیع الاسلام ہوا یا مسلمان ہو گیا اور یہی باعث اوسکے بچاؤ کا قرین قیاس ہے کہ سلطان بلاضرر اوسکے ملک اور مال اور جان و مال کے اپنے ملک کو واپس گیا اس شہرت سے تمامی راے اور راجگان ہندوستان علی الخصوص راجہ ننڈا والی کالنجرا کہ ان سب میں اپنے مذہب کا متعصب تھا مخالف راجہ کنور راے ہوا اور تصدیق اوسکی اس گمان کا دوسرا سبب یہ ہوا کہ سالاران سید ساہو وید مسعود غازیان بغرض جہاد ہندوستان میں آئے تو اول شہر قنوج میں بطور خود یا بہدایت سلطان میاگانہ بطور دوستانہ

پلے آئے اور عرصے تک مہاؤن کے طور پر رہے اور جب ملک اودھ میں گھوسے اور مرکز اودھ کا قصبہ سترک کہ
لکھنؤ سے نو میل گوشہ اتر و دیکھ کے ہی قرار پایا اوسوقت سالاران محمودین نے مجاہدانہ یہاں کے ملک الوہنہ
دو سالہ شریع کیا تب یہاں کے راسے دراجگان نے متفق ہو کر ہر چار طرف سے انسداد و سد غلے کا کیا
لیکن راجہ کنور راسے والی قنوج نے بہت سی رسد بجا ست اپنی قنوج کے اونکے پاس بھیجی شروع کی راجہ نندا
والی کالنجہ طیش کھا کر اتفاق یہاں کے راسے دراجاؤن کے بہت سی قنوج لیکر قنوج پر چڑھ آیا اور عرصے
تک بازار کارزار کا دونوں طرف سے گرم رہا لیکن راجہ کنور راسے کو باوجود ایکماہوں تک راجگان ہندوستان کے
کچھ ہراس نہیں ہوا اور برابر لڑتا رہا جب نندا والی کالنجہ نے ایٹگان قنوج کو یہ یقین کر دیا کہ بوجہ بے رحم ہو گیا
تھارے راجہ کے اوسکا ہتھیال کلی کرنا ہوں اوسکے اس کہنے کو قنوج قنوج نے باور کر کے اوسکا ساتھ
چھوڑنا چاہا اوسوقت راجہ کنور راسے گھبرا کر سلطان محمود سے خواستگار عانت کا ہوا جو کہ غنی اور قنوج سے
ایک فاصلہ عظیم تھا جب تک وہاں سے مدد قنوج کی آوے آوے یہاں سرداران راجہ کنور راسے علمدہ ہو
تب راجہ نندائے راجہ کنور راسے کو پکڑ کر مع اوسکے بیٹوں کے مار ڈالا اس جگہ پر مورخین بننا ولی علامہ تاریخ
کنشت بجا الہ اپنی یادداشت ہندی کے منظر ہیں کہ بعد مارے جانے راجہ کنور راسے کے ہمارے مورخوں کو
بوجہ یکیدی ہو چکے سب ملے و راجگان نے متفق ہو کر جاے نشین و گدی نشین اوس راج ریاست کا گردانے سے
تازمان لڑائی چند وار فرما کر راسے راج ریاست قنوج کے رہے تجویز مسٹر ڈبلوای فاربس صاحب بہادر
بلا حلقہ تاریخ انگریزی فارسی کے یہ تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی سبب قطع نسل راجہ کنور راسے قرین قیاس نہیں ہے
اور جو راجگان کنشت نے اپنی نسا ولی سے نام ایسے راجہ عظیم الشان کا نکال ڈالا ہی تو باعث اوسکا یہ معلوم ہوتا ہے
کہ راجہ کنور راسے کو راجہ نندائے بوجہ قبول دین اسلام کے مار ڈالا تھا اگر اوسکا نام نسا ولی میں قائم رہتا تو انکی
توہین و تحقیر انکی برادری میں اب تک باقی رہتی حقیقت میں راجہ راتھور نسل راجہ کنور راسے سے ضرور متعلقہ
۵۔ جب محمود کو خبر قتل راجہ کنور راسے والی قنوج و قندہ متذکرہ بالائی پونچی تب بغرض تاویب راجہ نندا والی کالنجہ
گیارہویں مرتبہ لاہور سے جانب کالنجہ کے کوچ کیا پہلے شہر گوالیار میں پونچا اور وہاں کے قلعے کا محاصرہ کیا ہونہ
پار روز اس کے محاصرے کو گندڑے تھے کہ وہاں کے راجہ نے پینتیس ہاتھی پیشکش کیے اور پناہ چاہی سلطان وہاں
سے کوچ کر کے کالنجہ آیا راجہ نندا والی کالنجہ ہیبت سلطانی سے خوف کھا کر تین سو ہاتھی بلا فیضان بھیجا کہ ان
خواہ ہوا بادشاہ نے ترکون کو حکم دیا کہ ان ہاتھیوں کو پکڑو اور سواری کرو ترکون نے اون ہاتھیوں کو پکڑ کر خود
خطر مہربانیا راجہ بدلیری اوٹکی دیکھ کے گھبرا گیا اور چند کبت و ح سلطان کے ہندی بھاکا میں لکھ کر بھیج دیا جب
سلطان ترجمان کے سمجھانے سے اوسکے مضمون سے مطلع ہو کر سردور ہوا اور اوسکے وار و گیر سے مدد کر کے

تاریخ اربعہ و نواح
سلطان محمود غزنوی

اوس ملک کے پندرہ ملعون کا حاکم سفر کیا اس خوشی میں آج بے بہت ساز و جہا ہر دوا سبب بغیر شکست
بھنور سلطان بھیمد یا بعد اس فتوحات کے سلطان مع انبر غزنوی واپس گیا تاریخ سنہ ۴۰۵ ہجری سے ۴۰۶
ہجری مطابق ۱۰۱۹ء اور ۱۰۲۰ء عیسوی ترستہ برس کی عمر میں تیس برس سلطنت کے اس
جہان سے گزر گیا ہنگام وفات اس بادشاہ نے اپنا جواہر خانہ و خزانہ اپنے سامنے منگو کر دیکھا اور در و در و کر دینا
کی بے ثباتی پرست مسافت ہو کر ایسے کلمات کے کہ جس کا خلاصہ معنون یہ محاسبت و اسی نادانی بوقت مرگ
یہ ثابت ہوا کہ خراب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا انسانہ تھا اس بادشاہ کی فوج میں مردان ترکی و تاتاری غزنوی
و ایرانی و ہندی سب کے لوگ لازم تھے و بقائد میں عرب اپنی فوج کو لایا تھا اور وسیطجہ برونق کا زور کے کام لیتا تھا لاکھ ہزار
اسکی وقت میں دینی تصنیف کیا و تاتاریانی شہر کا کھڑا کیا و تاتاریانی شہر کے ایک پورے شہر کے حاکم ہوا و سونے و دھاتی علم میں
منزل کرتا تھا کہ ستھ ہزار روپیہ و سیکاس بیجا گیا جو بھلا لطف نہ لگی کے اوسے بیس ہزار لاکھ کے کو اور بیس ہزار جامی کو
اور بیس ہزار ہلانے والے کو دیرے اور اپنے گھر جا کر تیس ہزار شراد سکی ہجو میں لکھے و قانع بکار
سلطانی حالات خصال سلطان محمود کے بون تحریر کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ مردانہ و فرزاند و دلیر و
دوراندیش و دینی علم و عادل و جنگش و کریم النفس و العزم و فیروز مند و شاعر و عاشق مزاج تھا
بازن ہمہ کمالات کے اوس پر بھی اعتراض قائم کیا گیا جو کہ اوس میں اصلاح شاد و سخی و اشاعت دین کی نہ تھی بلکہ
لاکھی و حریف اور جمع کنندہ مال کا تھا جس قدر ہندوستان میں محاربات مجاہدانہ کے تھے تھے تھے اور ہندی
غلام بنائے یہ سب کچھ اظہار و بنداری کا اس لیے تھا کہ ہر لشکر کی اوس کا بخیال حصول فواید و جہاد و مل جان
سے لڑے گا اور اس جیل میں تمام مشہور شہر و ہندو فتح کر کے لا انتہاد و ملت حاصل کی اور ملک خراسان اور
خوارزم و طبرستان و عراق و بلخ و نیمروز و پارس و جبال و غور و طنجارستان و ترکستان کو برابر فتح کرنا چاہا
کسی تاریخ سے با اینہا کہ کبھی اشاعت دین کی مثل محمد بن قاسم کے کی ہو وے یا انکو مال غنیمت مجاہدون کو
بحکم شیخ شریف تقسیم کیا ہو وے صرف اپنی سلطنت و خزانہ کو بھانجا یا تھا اگر اوس میں اشاعت دین کی کچھ بھی
ہوتی تو حسن ہندی کے گھنے پرست سومات کو بچنے پر راضی ہوتا اور سید سعود سالار شہر زیادہ کو
کہ جسے اس الزام بت فردوسی سے بچا یا تو انکو پاس خاطر بایں خون یا بیا کچھ حسن ہندی وزیر کے جانب
ہندوستان روانہ کیا اور پھر ادن کا معین ہوا یا تاک کہ و مع اپنے باپ سالار سامو کے انتظار استمداد
فوج سلطان کے مت تک ترک بن قیوم سے آخر کو جیلو کی استمداد فوجی ہوئی و بقیہ ہم ہر ایک جا کر محاربات مجاہدانہ سن کر کہ
شہید ہوئے تفصیل سن جال کی یہ جو ذکر شہادت سید سعود غازی تھا و سیر الناصرین ص ۲۲۲ جلد اول طبع و مطبعہ کشتہ
ہر ایک شہر بہر حال دیا جاوے یروش و کشتاد و غماز و ان لالان و غازی ملک جب رانجا آسو از محمد و محمد و یا

خیر آبادی در عهد جلال الدین اکبر بادشاہ محمد حسن خان کہ یکے از روشناسان سلطان بود پرسید کہ سالار مسعود چطور کسے
 بود گفت کہ افغانے بود کہ شہید شدہ و عام مسلمانان و ہندوان بآنها اعتقاد دارند و از دور با تبریات آیند و علمہاے
 ملون بر سازند و انجمن ہا آرایند قول مستانکہ نخستین از اقرباے محمود غزنوی نقد زندگی بزرانگی سپرد و جاوید نام برگذاشت
 و سلطان فیروز مہذب از شاہان دہلی از آراستگی ظاہر نیکنامی اندوخت بچوالہ منتخب التاریخ ملا عبد القادر بدایونی قس
 احوال شیخ الدیال خیر آبادی مرید شیخ صفی ہم نوشتہ کہ روزے محمد حسن خان از شیخ پرسید کہ سالار مسعود کہ عوام ہندو را
 می پرستند چطور کسے بود فرمود کہ افغانے بود کہ شہید شدہ است بچوالہ مفتاح التواریخ سالار مسعود و غازی از شہدا
 عساکر غزنویہ است مزار او در شہر ہراچ واقع ست سلسلہ نسب ادبامام محمد حنیف بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تہی شود و صاحب
 ابو محمد حبشی رضی اللہ عنہ بودہ و مردم کہ از علم تاریخ خبر ندارند معاصر خواجہ معین الدین حبشی قدس سرہ میگویند لیکن ابن ہشام
 خلاف واقع ست سماء ستر علی خواہر سلطان محمود غزنوی بودہ از سالار مسعود نازی بوجہ آمدہ شاہ ولادت و
 وفات او این قطعہ است قطعہ محبوب خدا بود امیر مسعود بد در چار صد و پنج در آمد بوجہ تادیت لبست در
 جہاد شش افزودہ در چار صد و لبست و پنج رحلت فرمودہ بچوالہ امراۃ مسعودی ولادت یکم شعبان سنہ ۶۰۶ ہجری در یکشنبہ و
 وفات ہم امہ جب سنہ ۶۰۶ ہجری در یکشنبہ مزار مقدس حضرت سید سالار نہایت با عظمت و جلالت ہو ممکن نہیں کہ ہنگام
 حضوری زائر کے قلب پر کچھ ہیبت طاری نہو بمصدق اسکے بیت ہیبت حق ست این از خلق نیست بہ ہیبت
 این مرد صاحب دل نیست بہ اہل باطن انساب نور باطن سے مالا مال ہوتے ہیں چنانچہ بتایا سکے حضرت مولوی سید
 صاحب قدس سرہ ہراچی صفحہ ۱۰ کتاب ممولات مظہر یہ من تحریر فرمات ہیں کہ از مجاورت مزار حضرت سالار
 مسعود و غازی و شاہ عبد الرحیم لکھنوی کہ یہ پنجاب اشہور اند نیز فیض ہا برداشتہ لیکن بہ نسبت جناب عالی یعنی مرشد
 حضرت سلطان الشہد سالار مسعود و غازی از بیت تنہا بیت علویت کہ در میان مسعود و حضرت ماولق ست قطع نظر
 از حقوق اینکہ فقہ از باشندگان ولایت ایشان ست بیشتر مورد اہتمام و عنایات میباشند مصرع شاہان چہ عجب گر
 بنوازند گدراہ قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل اکیاء و لکن لا تشعرون
 بچوالہ تاریخ ملا محمد غزنوی و مرآت مسعودی نسب نامہ سید سالار مسعود و غازی کا
 یہ ہو کہ حضرت محمد حنیف رضی اللہ عنہ بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے دو پسر اول
 عبد المنان دوسرے عبد الفتاح اول کی صلب سے سید مسعود ہیں ہوسید مسعود بن
 سید سالار ساہو بن عطاء اللہ غازی بن سید طاہر غازی بن سید طیب غازی بن سید محمد غازی
 ابن سید عمر غازی بن سید آصف غازی بن سید بطلال غازی بن سید عبد المنان غازی بعضے نام مسعود و شہید
 ابن سلطان محمود غزنوی کا کتاب تاریخ میں دیکھ کر سید سالار مسعود و غازی تصور کرتے گئے حالانکہ یہ توارد

نام ہو دو مسعود شہید سپر کو چک سلطان محمود دہلی جنھوں نے بعد اپنے باپ کے تخت پر بیٹھ کر اپنے بڑے بھائی سلطان محمد کی آنکھ میں سلائی پھردائی یہ سید سالار مسعود مسماہ ستر سٹے خواہر سلطان محمود کے بطن طیبہ سے ہیں اور تھوڑے عرصے میں بہ تربیت صلحا و علما کے با کتساب علم ظاہر و باطن کے یکتاے عصر ہوئے غزیت جہاد جانب ہندوستان سالار مسعود قاری کی یہ توضیح ہے جب سلطان محمود نے ہندام تنجاہ سومات کے غزنی کو مراجعت فرمائی تو بجلہ اسباب مغرورہ کے دروازہ چربی اوس تنجانے کا اور خاص سومات کو کہ جسکو یہاں کے ہنود اپنا معبود برحق جانتے تھے اور ٹھاکر لگیا اس ملال میں یہاں بڑے بڑے راجاؤں نے بہت ساز و جواہر ایک جماعت سفارت کو دیکر بغرض بازیافت اوس بت کے غزنی بھیجا اوس جماعت نے اس کام کے انصرام کے لیے حسن میمندی وزیر کو اپنا یار بنایا اوسکو اوس عجمت کے ساتھ خصوصیت رشتہ داری تانہالی کی تھی کہتے ہیں کہ اگلے بادشاہوں کے وقت میں جو مسلمانوں نے ہندوستان میں جہاد کیا تھا اوسکی مان مسلمانوں کے ہندی بن پڑ گئی تھی اور حسن میمندی کے باپ کے نکاح میں آئی اوسکی سفارش سے معاوضہ کئی چند زر و جواہر ہون اوس بت کے واپس دینا اوس بت کا سلطان سے منظور کرالیا سید مسعود نے باختصاص ہمیشہ زادگی سلطان کو یہ سمجھا دیا کہ بت کے دینے میں بڑی بدنامی ہے بروزر جہاد منادی رب بجلیل بجائے بت شکن کے بت فروش کے نام سے آکھو پکار لگیا اس غیرت میں وہ بت مسعود کو دیدیگیا اوغنون نے اوسکا چونہ بنا کر پان میں سفارت ہندوستان کو کھلا دیا جب وہ لوگ اس سے مطلع ہوئے بعضوں نے صدہ رنج میں قہر کی اور کتنوں نے جان دی اس زک میں حسن میمندی درپہ آزار سالار مسعود کا ہوا سلطان نے قیام اوزکا غزنی میں مناسب نہ جانکر سپہ سالاری ایک لشکر جہاد کے باپ بیٹو کو روانہ ہندوستان کیا یا آنکھ خود سالاران مدد میں بطور خود مجاہدانہ عازم ہندوستان ہوئے دریائے لندہ سے تادہ ملی لڑتے پھرتے مسلمان کرتے ہوئے باسانی آئے جو کہ لکھنؤ کی سیم ستوران سلطان محمود سے راج دہلی کا خراب ہو چکا تھا اور کسی میں قوت مقاومت ایسے سالار کے ساتھ نہ تھی وہاں کوئی مزاحم نہیں ہوا بعد قیام چند سے وہاں سے قنوج میں آئے راجہ کنور رائے نے مراسم ہمانداری اونسے بوجہ خوشنودی سلطان یا بوجہ تبدیل مذہب کے بخوبی کیے اور بعد رنج کسل راہ کے سالاران مدد میں بغرض اشاعت دین مع اپنی فوج مجاہدین کے قنوج سے کوچ کیا اور بہ مقام ترک کہ جو شہر لکھنؤ سے زمیل گوتہ شمال و مغرب میں واقع ہے اگر خمیزن ہوئے اور جو یہاں کے راجا جلیل القدر تھے تبریل سفارت اسلام عرض کرایا گیا اسکا غلغلہ تمامی ملک اودھ میں یہ ہوا کہ ایک قوم لیچہ ترک اس جیلہ جاد میں واسطے غارتگری ملک و مال اربیدین کرنے یہاں کے آدمیوں کے آئی ہو اگر کسی کاروائی سے سردار اودھکا مارا جائے تو لشکر ترکوں کا خود بخود تباہ ہو جائیگا اس دورانہ نشی سے راجاں کوہ و انکھہ رنے لپک جہام دی ہوش کو باین ہایت لشکر ترکوں میں بھیجا کہ کسی فریب سے ناخن گیر نہ ہو کہود سے بروقت ناخن نہ لے

سید سعود کی زوجگی کو مخرج کر کے چنانچہ اس کا رروائی کی پوری کامیابی اور اس کا مکمل ہو گیا کہ جس کا گھر اور
 جراحان چاکدست گئے صحت بھی ہو گئی اور بر وقت تشدد و ستمانی کے اس جہاں نے اس فریب کا اقبال کیا
 اور سپر سالار سید سعید نے ایک لشکر جبار کو سپہ سالاری ملک قطب حیدر و ملک امام الدین کے کڑھ لکپور کو روانہ کیا
 سرداران مذکورین نے سترک سے ناٹ لکپور جب قدر قصابات و دیات لے جہاد کرتے ہوئے کڑھ لکپور آئے اور ایک جنگ
 کارزار فاجین راہان کڑھ لکپور اور سرداران سلیمانان کے بہت سخت واقعہ ہوا اور بہت سے آدمی فرتقین کے
 مارے گئے از انجملہ ملک قطب حیدر بھی شہید ہوئے اور میز فتح و شکست کی کسی کو نہ حاصل ہوئی اور دونوں لشکر اپنے
 اپنے مرکزون پر چلے گئے یہ لڑائی ایک جزوار راضی لکپورین ہوئی تھی کہ جواب موضع چو کا پور کے نام سے موسوم ہوا اور
 وہاں قبرین دونوں سرداروں کی ایک چھوٹے گنبد میں موجود ہیں تاریخ سے معلوم نہیں ہے تاکہ ملک امام الدین
 ہاتھ سے زندہ سترک کو واپس لگے پھر کیونکر اور ان کی ہاں قبر بنائی گئی یا نہ لگے روضہ پر شرح سال ماہ الحسنین
 میلہ تھا اور اس میلہ میں فریب پانچ چھ ہزار آدمی کے جمع ہوتے ہیں فردوں سے عورتوں کا زیادہ شمار ہوتا ہے خصوصاً
 یہ میلہ عورتوں ہی کا بولمبیدہ و دلچسپی اور ان کی قبر زیادہ چمکتا ہے بیان ثقات سے یہ تحقیق ہوا ہے کہ یہ تاریخ عرس
 سرداران شہیدین کی بھر گز غلطی عوام و نادری دایم سے زبان زد میلہ دختران ہو گیا ہوا اور مرآت سعودی سے
 یہ مستنبط ہے کہ وہ سید سالار ساہو غازی خود جانب کڑھ اور لکپور گئے اور وہاں کے راجاؤں کو بعد شکست ہونے
 کے زندہ گرفتار کیا اور دونوں شہر و ملک بھر تاخت و تاراج کیا اور ملک قطب حیدر کو ماکم لکپور اور ملک حیدر
 حاکم کڑھ مقرر کر کے سترک واپس آئے اس وقت کہ نام راجگان گرفتار شدگان کا مندرج کتاب نبدین ہو کسی تاریخ میں
 لڑائی کڑھ لکپور یا بٹرا لک کے اور کوئی لڑائی سید سعود کی مندرج نہیں ہے لیکن اکثر قبرین گنج تہیدان دیات و قصابات
 متعلقہ اضلاع رامے بریلی و سلطان پور و فیض آباد و پرتا گڑھ و اعظم گڑھ و جونپور و بنارس و غازی پور میں برابر باقی
 جاتی ہیں اور جہاں جہاں قبرین ہیں باوجود استقامت و دایم کے عام طور پر ہر کسی اختلاف کے یہ کہا جاتا ہے کہ یہاں
 معرکہ مجاہدانہ غازی میان سے ہوا اور یہاں انھیں کے ساتھیوں کی قبرین ہیں چنانچہ سلون خاص ضلع رامے بریلی میں ایک گڑھ
 موجود ہے پران پر و شمشیر تلخ کی بھو درانک زیارت گاہ و حاجت رُو کا خاص عام و مشکل کے وقت لوگ متبعین مانتے
 اور بھانے شیرینی کے نان پراٹھا اور مرغ بریان یا شور بادار پر فائز دیتے ہیں اور اہل باطن قبروں پر
 بیشک کتاب نسبت کا کرتے ہیں مشکل وہ گاہ کی یہ ہوا اول ایک احاطہ تختہ ہوا اسکے اندر دوسرا احاطہ
 عوادس میں ایک مسجد عوادس کے ایک جانب پچم کے ایک بڑا چبوترہ جس کا عرض طول بیش مشرف و ارتفاع
 اوسکا بارہ فٹ اور اس میں چند زیندا و پاک دروازہ لگا ہوا ہے اور وہ نہایت مضبوطی کے ساتھ چمن
 اور اینٹ اور پتھر سے بنا ہوا ہے اوسکے چبوترے میں قبرین اس طرح واقع ہیں کہ سردار کا جانب پچم اور پتھر پر

کے ہووے کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں شہید لڑتے ہوئے یہاں آئے گئے اور جان بحق تسلیم ہوئے اور حقیقت سے اسی مقام پر مدفون کر دیے گئے بعد ازاں لوگوں نے شمالاً اور جنوباً قبر بنائی تو آہستہ آہستہ پھر یورپ اور چین کو پہنچا اور کیا معلوم نہیں اسلام کا نامک اسکی صحت پر ایسے ہی بہت جگہ گنج شہیدان پر تفصیل اور اسکی باعث تطویل ہے ناظرین کتاب کو اسکا خیال رہے کہ مالک مغربی و شمالی اور دھرمین جہان جہان مقابر شہیدان ہمایوں غازی میان کہا جاوے اور سکواور کرنے میں نال نفرا یا جاوے ذکر شہادت سید سالار مسعود غازی جب سید سالار کو شدت یورش راجاں و راجگان آنرو سے گھاگرو دیافت ہوئی پہلے باسنداک کیت فوج مخالف ملک رجب کو بھیج کر خود بغیر من جہاد بہراج تشریف لائے جب تک کفار ان بہراج اور گورکھپور کو معلوم رہا کہ استمداد سلطانی انکی جانب ہوگی تب تک بجائے خود ساکن رہے جب معلوم ہو گیا کہ کوئی امداد غزنی سے نہ آوے گی تب مسیمان سائیٹ و ماٹ وراثے ارجن وراثے گلن وراثے بکھن وراثے کرن وراثے کیماں وراثے مردان وراثے نکر وراثے سکرو وراثے دھرم مل وراثے طہیپال وراثے موہن لال وراثے ہرشن وراثے دیونرائن وراثے نرکھ وراثے موہاٹے بو وراثے بھو دیو وراثے صاحب دیو وراثے مغلداران وراجگان گونڈہ و بہراج و بستی و گورکھپور منتقل ہو کر چڑھ آئے تب سید مسعود غازی نے بھی باتفاق مجاہدین گورکھپور و حوالی بنارس میں متعدد معرکے کیے بالآخر بمقام سورج کٹھ جانب او تر شہر بہراج پھر کٹھیم کر کے مع تاجی ہمایوں کے شہید ہو گئے چونکہ منجملہ مجاہدین کوئی زندہ باقی نہ رہا تھا بعض کھوسیان باناری نے ایک قبر میں سید مسعود غازی و ملک رجب کو اور ایک قبر میں جلد شہدا کو مدفون کر دیا بعد شہادت سید مسعود غازی کے پھر ایک سو تریسٹھ برس تک ہندوستان پر تہذیب انانگی نہیں ہوئی کیفیت تعمیر درگاہ اور مقابر شہدا بعد سلطنت سلطان فیروز شاہ کے عشر و عاخر یہ ہوگی دفعہ ۱۶ بعد معرکہ دہلی متذکرہ بالا کے اس ایک سو تریسٹھ برس کے زمانے میں ہندوستان کے فرازداد نکایہ حال ہو گیا تھا کہ اوجین اور پٹالی شہر کے لاج کو برباد ہوئے عرصہ گزر گیا تھا اور نئے نئے راجہ اس ملک ہندوستان کے ایک ایک ملک و زمین بطور طائفہ الملکی حکومت کرتے تھے اور اندر بہت دہلی کا یہ حال ہو گیا تھا کہ بعد راجہ بکراوت کے یہاں تخت کچھ کم و بیش پانچ سو برس سے خالی تھا کبھی ماتحت اجیرا کبھی راج فوج کے شامل ہوتا تھا جب قوم تو مڑوئی اقبال ہندی کا زمانہ آیا تو وہ یہاں کے راجہ ہو گئے اور میں پشت تک انکے خاندان میں علی الاتصال کیے بعد دیگرے فرما حوالی دہلی کی کرتے رہے اکیسویں پشت میں راجہ انگ پال راجہ ہوا اس سے قلع نسل سلطنت قوم تو مڑوئی ہوئی باعث اسکا یہ ہوا کہ سوائے دولوکھون کے کوئی اولاد پسری نہ تھی ایک لڑکی اور اسکی راجہ راٹھور کو کہ جو فوج کا بادشاہ تھا یہاں ہی آگئی دوسری وغیرہ اسے اجیر کے ساتھ منسوب ہوئی پہلی سے راجہ جی چند قوم راٹھور دوسری سے راجہ پتھور اور قوم چوہان پیدا ہونے لگے اسطرچہ میں یہ قوم گوہوت اور گجرات میں قوم سولنگی سلطنت کرتے تھے سوائے اسکے اور

بہت سے چھوٹے چھوٹے راجہ تعلقدار ہر ہر مقام میں فرمانروائی کرتے تھے اور ایک دوسرے کا کوئی ماتحت اور دستگیر
 نہ تھا ہر ایک اپنی اپنی جگہ پر بطور خود خود سر تھا ایسے طائفہ الملوک کے زمانے میں ایسی بہادر قوم ترکو نکا یکا یک ہندوستان
 میں آنا اور اپنے منظر اور منصور ہونا کوئی دشوار نہ تھا اور بسنے چھم سے ہندوستان آنے کے تین تھے ایک درہ بولان
 دوسرا درہ خیبر تیسرا گھاتی کشمیر ان تینوں میں سے درہ بولان کا راستہ بسبب رگستان اور نونے پانی کے دشوار سمجھا
 جاتا تھا اور مردار و سکا لٹا ہوا ہو کر ملک دکن تھا کہ جو پھاڑ نکا ملک کہا جاتا تھا اور یہ دور اسے درہ خیبر اور کشمیر کے
 آسان سمجھے جاتے تھے اور مرد و راجہ دونوں راہوں کا لاہور کی طرف سے دہلی اور قنوج تھا اسی باعث جس قدر
 بلائے لگد کوئی شہر ستوران غنیمت ترکون یا پارسیوں یا عرب کی جو نازل ہوئی ہو تو انھیں دو شہروں پر اول ہی دوسرے
 قنوج پر اور ان دونوں راجاؤں میں یعنی راسے پتھور چوہان اور راجہ جو چند راٹھور میں ایک عجیب طرح کی محنت
 واقع ہو گئی تھی کہ یکے بعد دیگرے خواہان جان اور آبرو ہو گئے تھے تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ بقلہ راج
 اجیر کے راج قنوج باعتبار وسعت رقبہ زراعت و کثرت آبادی و افزونی جمع کے اوس سے کہیں زیادہ تھا
 دوسرے راجہ جو چند بڑی لڑکی راجہ انگ پال کا بیٹا تھا ان دو وجہ سے بالیقین خیال کرتا تھا کہ جیسے نیز
 راجہ انگ پال کا میں ہو گا اور یہ راجہ دہلی شامل راج قنوج ہو جائیگا لیکن کسی حکمت علی سے خلاف گمان
 راجہ جو چند کے راسے پتھور والی اجیر راس نشین اپنے نانا انگ پال کا ہو گیا اور بعد فوت اوس کے ملک دہلی کا شامل
 راج اجیر ہوا اس مال میں علانیہ مخالفت ان دونوں راجاؤں کی ہو گئی تھی جو ان کے کتاب الفسٹن صاحب نے لکھا
 مؤرخین یہ ثابت ہوا ہے کہ اوس وقت میں قنوج ہندوستان سب شہروں میں سے ایسا آراستہ اور پیراستہ اور پر رونق
 تھا کہ اوس کے جاہ و حشم کی تعریف میں کیا ہندو کیا مسلمان مؤرخ ایک دوسرے پر سبقت کرتے ہیں اور یہ تحریر
 کرتے ہیں کہ بقلہ قنوج کے راج اجیر کو کوئی مناسبت نہ تھی جب راجہ انگ پال راجہ پتھور کو اپنا جانشین
 کر کے مر گیا تو راسے پتھور ابو جہا نے دوران کے ایسا مغرور اور بدست ہوا کہ بے باکانہ رانی مسماۃ بنو گناہ
 جو چند راٹھور کی لڑکی کے ساتھ درخواست خواستگاری کی کی اور یہ استدعا اوسکی باعث اشتعال طبع راجہ جو چند
 کی ہوئی و پروایت کتاب ظہور قطبی راجہ راٹھور نے درخواست راسے پتھور کو نا منظور کیا خلاصۃ التایخ میں
 لکھا ہے کہ راجہ راٹھور نے باظہار اپنی شان و شوکت کے بزم راجہ جوگ کا اپنے یہاں قرار دیکر عموماً راسے و راجگان
 ہند کو تبریل فردوید طلب فرمایا سب حاضر آئے الا راسے پتھور آباد ماسے ہسری نہ آیا اس سے ایک طرح کا دہن ہوا
 راٹھور کا ہوتا تھا و نیز جلسہ جنگ حسب قانون راجاؤں کے پورا نہیں ہوتا تھا جب تک کل راسے و راجگان جمع نہ ہوں اور
 اوس وقت میں راسے پتھور راجہ عظیم الشان میں سے شمار کیا جاتا تھا تب راجہ راٹھور نے اوسکی تصویر طلبائی بنوا کر
 واسطے پورے ہونے جلسہ جنگ کے اپنے دروازہ مکان پر نصب کرا دی راسے پتھور باستیاج اس خبر کے

فوج جوار لیکر قنوج پر چڑھ آیا اور راجہ راتھور کو شکست فاش دیکر اپنی تصویر اودھ لے گیا مسماہ سنجوگن اوسکی دختر پوادیہ بہادری راسے پتھور کے غالبانہ عاشق ہو گئی اس پر راجہ جی چند راتھور مسماہ سنجوگن سے یہاں تک کدہ ہوا کہ اوسکو اپنے مکان سے علحدہ اور دوسرے مکان میں نظر بند کر دیا اسکی جہر راسے پتھور کو دیکھ کر وہ نہایت غیظ و غضب میں آیا اور فوج کثیر لیکر قنوج پر چڑھ آیا اور چند محلے ایسے دلیرانہ کیے کہ راجہ راتھور کو اوسکی تاب مقاومت کی نہ ہوئی مجبوراً قلعہ قنوج میں پناہ گزین ہوا تب راسے پتھور اوس مکان میں کہ جہاں مسماہ سنجوگن نظر بند کی گئی تھی گیا اور اوسکے ساتھ موافق رسم راجاؤں کے ہونری کو کے اجمبر لے گیا تارنج ہندوؤں سے وزیر بیان راجہ لڈا سے یہ بات معلوم ہوئی کہ جواگلے زمانے میں راسے یا راجہ عظیم الشان ہوتے تھے وہ شادی اپنی دختران کی اوسیکے ساتھ کرتے تھے جو اونسے زبردست ہو اور شکست دیکر بیاہ لیا وے شاید یہ طریقہ بیاہ کا موافق مراسم مذہبی کے ہوا ہو اور کتاب معتبر مؤرخ یہ مذکور ہے کہ ۱۱۳۳ عیسوی مطابق ۱۷۸۹ء ہجری میں راجہ جی چند راتھور کو اپنے خالہ زاد بھائی پتھور کا انگ پان کے گھر تنہی ہونا اور دہلی اور اجمبر کا ایک راج ہو کر سلطنت عظیم ہو جانا نہایت شاق دنا گوار تھا نظر بران راجہ بیک اور اسی دختر کے سیر میں پتھور کو فرد نوید نہ بھی بلکہ اوسکے عوض اوسکی تصویر طلائی بنا کے دربار کی جگہ کھڑی کر دی یہ حال سنکر راجہ پتھور نہایت طیش میں آیا اور اپنے چیدہ چیدہ سرداروں کو ساتھ لیکر قنوج میں آیا اور بعد محاربہ عظیم کے مسماہ سنجوگن کو چھین لیا کر اپنے ساتھ شادی کر لی اس لڑائی میں منجوا ایک سو چونسٹھ سرداران راجہ پتھور کے چونسٹھ جان سے مار گئے اور یہی آپس کا بغض و عناد مسلمانوں کے غالب آنے کا اصل باعث ہوا ذکر حالات خاندانی راجہ جی چند راتھور و راجہ مانچند گھروار ایشھر مورخان ہندو دلی راجہ انڈا کا یہ بیان ہے کہ یہ دونوں بھائی ایک باپ دو ماں سے تھے لیکن مولف کو اس اختلاف میں شبہ ہے اگر ایک باپ سے دونوں ہوتے تو اختلاف قوم کا نہوتا اور ماں اول اس شبہ کو رفع نہیں کر سکتے ایک مجہول بیان اونکا یہ ہے کہ اگر وہ برادران علاقائی نہوتے تو دونوں کی راجگی اس اتحاد کے ساتھ قریب قریب نہوتی اور نہ سکتے دونوں راجاؤں کا ایک ہی شکل صورت اور یکساں اور سنہ کا پایا جانا کہ جسکا ذکر دفعہ ۵ متذکرہ بالا میں ہو چکا ہے قیاس اسکا بھی مقتضی ہے کہ راجہ مانچند کا نامناں قوم گھروار ایشھر کہ جو مالک راجگی مانکپور کی تھی ہوگا اور بوجہ ہونے اولاد پسری کے مثل راجہ پتھور کے کہ جیسے وہ اپنے ناناکا جائے نشین ہو گیا تھا یہ بھی جائے نشین اور تنہی ہوے ہوں ہم لوگ باعتبار بنوایا کے ذرا شبہ نہیں کرتے کہ راجہ جی چند و مانچند ایک باپ سے نہ تھے اگرچہ مانکپور راجگی قوم گھروار ایشھر کی ہے لیکن ہم اونسکے تین قوم راتھور جانتے ہیں دوسرے راجہ تالا دیو پسردومی راجہ مانچند تنہی و اس نشین اپنے چچا کے جی چند کا نہوتا اور اوسکی نسل اب تک مارواڑ بیکانیر میں راج کرتی ہے وہ ہمارے کچھ ہی ہیں اسے مولف انہیں کوئی شک نہیں ہے کہ اگر مانچند جی چند کا برادر علاقائی نہیں ہے تو خالہ زاد یا بھوپتی زاد ضرور ہے وجہ تسمیہ کہ انکے بعض

نہ یہ لکھا ہو کہ سوچ راج جو نسل راجہ کشن اول سے تھا اوسکا ہاتھ بوجہ دست درازی ایک عورت عاصمہ کے شل ہو کر
 سو گیا تھا ایک من جوگی کی دہایت سے ایک پتھر کا دس ہاتھ شل شدہ کو گرگا اور ملا اویسکے یمن اثر سے ہاتھ اوسکا اچھا
 ہو گیا جو کہ یہ واقعہ صحت زمین کرا میں ہوا تھا لہذا وہ مقام اس نام سے مشہور ہوا کہ کرا یا یعنی ہاتھ گیا ہوا پھر ملا کثرت
 استعمال عوام سے بھڑن یا سے کرا ہو گیا کہتے ہیں کہ وہ پتھر تک بھلے پتھروں عمارت دیوار سینکلا جی واقع گہری گھاٹ
 شہر کرا میں نصب ہو اور اوس پتھر میں کوئی نشان حضرت آدم علیہ السلام کا تھا اوسوقت یا اوسکے بعد جب اس
 زمین پر قلعہ اور شہر بنایا گیا وہ اوسی نام سے موسوم ہوا مانگپور کی نسبت یہ کہا جاتا ہو کہ سوچ راج کا دوسرا بیٹا
 مانگ راج تھا اوسنے دوسری طرف شہر اور قلعہ بنائے اپنے نام سے شہر دی کہ جسکا اب نام مانگپور ہے لیکن
 مسٹر ڈیلاوی فاریس صاحب مہتمم ندوبست پرتا بگڈھ اس بیان سے مخالف ہیں وہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر
 یہ واقعہ ہوتا تو مؤلف فرشتہ اس تذکرے کو بشمول وقائع سورج راج کے ضرور تحریر کرتا یہ وہی دونوں شخص
 ہیں جسکا نام جو چند اور مانگ چند تھا قنوج اور مانگپور سے ایک سو چھیس میل کا فاصلہ ہو اور یہ دونوں شہر کنارے
 دریائے گنگا کے آباد ہیں آثارات اوسکے اوپر جلوہ سلطنت سابقہ کے دال ہیں کہہ سکتا ہوں کہ یہ مانگپور عمدہ
 مقاموں سے کیسے حیرانموری ہیں کہ نہ تھا کیفیت علیحدگی راج مانگپور اور قنوج کہتے ہیں کہ جب باب
 راجہ جو چند کا اس دنیا سے گذر گیا تو اوسکا جو چند مہین پور سریر آرا سے راج قنوج ہوا تب اوسنے اپنے سوتیلے
 بھائی یا خالہ زاد یا پھوپھی زاد یا جو کچھ ہو راجہ مانگ چند کو چودہ محال کا راج حسب تفصیل ذیل دیکر اوسکو شل اپنے
 صاحب پرگنہ اور فرمانروا سے کیا والا مانگ کہ جواب اسم و ملو متعلق ضلع راسے بریلی ہی دروبست ایک پرگنہ راسے بری
 کہ جواب راسے بریلی کے نام سے موسوم ہو پرگنہ اور ضلع دونوں ہی دروبست ایک پرگنہ بھٹول کہ جواب
 تعلقہ کے نام سے موسوم ہو اور تحصیل اور پرگنہ ضلع پرتا بگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ تھوگینڈی کہ جو پٹیل پرگنہ
 تھا اب تعلق تحصیل گونا میں کچھ اور ضلع بریلی ہی دروبست ایک پرگنہ مانگپور کہ جواب پرگنہ تعلقہ ضلع پرتا بگڈھ
 دروبست ایک پرگنہ ارٹول کہ جواب پرتا بگڈھ کے نام سے موسوم ہو دروبست ایک پرگنہ بھٹول کہ جواب تحصیل
 دلپ پورٹی ضلع پرتا بگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ جائیس کہ جواب پرگنہ تعلقہ سلون ضلع راسے بریلی ہی دروبست
 ایک پرگنہ قصبہ سلون کہ جواب پرگنہ تحصیل تعلقہ ضلع راسے بریلی ہی دروبست ایک پرگنہ پھٹت کہ جواب ضلع
 پیرام پور تعلقہ تحصیل ٹپی دلپ پور ضلع پرتا بگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ کسوت کہ جواب اسکا کوئی نشان اور
 چہ نہیں لگتا مرزا پور چوہاری کہ جواب پرگنہ تعلقہ تحصیل شہرام ضلع آگہ باد ہی دروبست ایک پرگنہ سٹے پور
 یہ ایک موضع تعلقہ ملا قند ہنگرش ضلع پرتا بگڈھ ہی دروبست ایک پرگنہ جھواری اسکا کوئی چہ نہیں ہو کہ
 اسکا زمانہ بہت گذرا اب صحیح طور پر بطور وقائع اور نہ زبانی معلوم ہو سکتا ہو کہ حد و اس راج کے کہاں سے

کھانیک تھے اور محاصل آمدنی کی کسی مقدار تک تھی اگرچہ نقات راج کثرت بہت بہانے کے ساتھ کہتے ہیں کہ حدود اس راج کے دکھن دریائے گنگا اور اتر دریائے گوتمی اور پورب ندی کرنا سہ کہ جواب حد کو نپٹنی جنگ لڑے اور پچھم لکھنؤ اور آمدنی ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ بتاتے ہیں اور صاحب مکہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے کہ اوسکا مکہ خاص بروقت تحقیقات جناب سٹہ فارس صاحب بہادر کے قلعہ سے ہاتھ آیا کہ اوسکو جینے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جسکا ذکر پہلے لکھ چکا ہوں اور نامی حالات سے یہ خوب ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں راجاؤں میں اتحاد باہمی اس مرتبہ تھا کہ بروقت لڑائی سلطان شہاب الدین محمد سام اور سید قطب الدین دہلی کے ایک دوسرے کے ایسے معین تھے کہ دونوں کی لڑائی ایک ہی لڑائی سمجھی گئی دو سری یہ بھی ہے کہ اگر ان دونوں میں اتحاد نہ ہوتا تو ایسے قریب قریب اور شہر یعنی کڑا اور مانکیوہر مقام راجہ دہلی کے نہ قرار پاتے باقی خدا جانے کہ کیا معاملہ تھا تیسری دلیل اونکے اتحاد کی یہ ہے کہ راجہ تالادپور دی راجہ کچن کا راجہ جی چند کا شہنشاہ اور جے نشین تھا بلانے اب قبائل فرماؤ دائی قوم ہنوں کا انقطع ہوا ہے لہذا مسلسل حالات سلطنت اہل اسلام کے تحریر کرتا ہوں اور جب تک کہ کسی قوم میں نفاق نہیں ہے تو دوسری قوم اوسپر غالب نہیں ہوتی اسوقت میں ہندوستان کے راجاؤں میں بغض و عناد باخود ہوا سخت ہو گیا تھا لہذا بہت آسانی سے سلطان شہاب الدین محمد سام غالب آیا تاکہ سلطنت سلطان شہاب الدین محمد سام غوری دفعہ ۷ اغور ایک شہر ہی جو قندھار سے سات آٹھ منزل کے فاصلے پر ہے حکام وہاں کے ہمیشہ سے خود سر تھے جب سلطان محمود تخت نشین غزنی ہوا تو اوسنے اپنا مطیع و نفاذ کر لیا اور آپس میں وصلت اور مصاہرت بھی دونوں خاندانوں میں جاری ہو گئی چنانچہ سلطان محمود کی اولاد میں سلطان بہرام شاہ نے اپنی دختر کی شادی قطب الدین محمد حاکم غور کے ساتھ کر دی لیکن باوجود اس قربت کے تکرار باہمی کی یہاں تک نوبت نہ پہنچی کہ بہرام شاہ نے اپنے داماد قطب الدین محمد کو مروا ڈالا اور اس کے بھائی سیف الدین کا منہ کالا کر کے بسواری فیل تمام شہر میں تشہیر کیا اور سرکاٹ کے بادشاہ ایران کے پاس روانہ کر دیا بغیر انتقام اوسکے تیسرے بھائی علاء الدین غوری نے جسکا لقب جانسوز ہے فوج لیکر غزنی پر چڑھائی کی اور نہایت مروا لگی سے غزنی کو فتح کر کے سات روز تک شہر لوٹا اور آگ لگا کر خاک سیاہ کر ڈالا اور جو زندہ گرفتار ہوا اوسکو غور میں لایا آخر اودن سبکو فوج کر کے اونکے خون سے اپنی عمارت کے لیے لگاڑا طیار کر لیا اور بہرام شاہ کا پوتا خسر و ملک جو سلطان محمود غزنوی کے خاندان کا آخری بادشاہ تھا اسی علاء الدین غوری کے بھتیجے سلطان مغز الدین محمد سام المعروف شہاب الدین کے قید میں رکھ کر گیا اسبطر جسے غزنی کی سلطنت غور میں داخل ہو گئی ہندوستان میں اگر سلطان شہاب الدین کو بانی بانی سلطنت اہل اسلام کیسے تو کہا ہو اساطر کہ سلطان عیسوی میں اوچھ پر دخل کر کے دو برس کے بعد گجرات پر چڑھائی کی اور تھوڑے دنوں کے بعد ہند

دیکھو یہ سلطنت شہاب الدین غوری جانب ہندوستان اور شکست کھاتا اور اسکا

کو لوہا اور ۵۵ ہجری مطابق ۹۱۱ عیسوی میں غزنی سے فوج کشی لکھنؤ آیا اور وہاں سے بھٹنور
 قلعہ خاندہ کے دوزاری یا دیر قلعہ اوس نامہ میں نہایت مستحکم اور متبرک راجگان دہلی سے شمار کیا جاتا تھا تھوڑی سی مڑائی
 میں نصرت حکامان اسے چھوڑا سے نکال کر فاضل الدین کو قلعہ دار مقرر کیا بائند ساک اس خبر کے راسے پتھر راس پنے
 برادر زادہ کاندھی راسے حاکم دہلی کھنیز پور راجگان وراجپوتان ہندوستان جمعیت دو لاکھ سوار و تین ہزار ہاتھی بھٹنور
 و استرو قلعہ مذکورہ جا کر سلطان سے مقابل ہوا ملاوڑنی کے میدان میں کٹارے میں سو بستی جو میدان تھا نصیر
 کھنال کے واقع ہو دو فوج لشکروں میں محارب عظیم ہوا میں ہنگامہ گزار میں کھنیز میں راسے کھنیز سے سلطان کے بازو پر
 ایسا زخم کاری پہونچا کہ قریب تھا سلطان بیاب ہو کر گھوٹے سے گرے و پائال سم ستوران ہو جا سے ایک غلجی پچ غلام
 اوسکا ہر دین ہو کر میدان کارزار سے لے بھاگا اور شکست فاش عاید حال لشکر سلطان کی ہوئی اور تمام فوج تباہ ہو کر
 مغرور ہو گئی بعد مغروری سلطان کے راسے چھوڑا سے تھوڑے عرصے کے محاصرہ میں قلعہ خاندہ و بھٹنور لیا دفعہ ۹۱۲ او بارہ
 سلطان کا ہندوستان پر چڑھنا اور لوروی فتح مانا ہندوستان سے جلنے کے بعد تھوڑے عرصے تک سلطان رہا
 نادم و شرمندہ ہوا کہ لبر آرام پر نہ لیٹا نہ افسران فوجی کو بار بار بھجوا کر برابر باسجمل ملوانان ترک و بھیکٹھان
 متوجہ رہا اور اوسکی وادیاں نہایت زرق و برق ملبار کر ایں کہ جنہیں اکثر خدیوین نزع اور زرہ و کبوتر عطا اور مذہب سے
 اس شان و شوکت سے ۹۱۳ ہجری مطابق ۹۲۰ عیسوی میں بہت سی فتح لیا کہ پتھر آیا اور بیان راجہ
 پتھورائے بھی تین لاکھ سوار اور تین ہزار ہاتھی اور پیادہ ہزار اور فوجی و سوار ایاں اور ہندوستان بہت سی فتح کر کے
 نہایت دھوم و دھام سے پیشوائی کر کے مقابل سلطان ہوا لیکن راجہ چونہ چندہ و خور و لکھنؤ فتح کر کے اوسے اسی ملک
 میں دہلویاں وہ خود معین راجہ پتھوراکا ہوا بلکہ راجہ پتھوراکو تا ستر سو جہر کش متذکرہ دفعہ ۹۱۳ یہ امان تھا کہ وہ
 وہ معین سلطان کا ہو گا ہنگامہ کارزار میں سلطان شہاب الدین پیش قدمی و مغرور آردنی میں نہایت احتیاط راہنما
 جیسے دودھ کا جلا شہا چھونک چھونک کر پیا ہو اور سنبھل سنبھل کر نہم رکھنا تھا اور کمال ہوشیار ہی سے رہتا تھا
 چنانچہ عین گرمی کارزار میں دھوکہ دینے کے لیے بقاعدہ قراولی عرب کی بارگی اپنے لشکر کی باگ پیچھے کو پھیر دی
 ہندو سمجھے کہ مسلمان بھاگ گئے اس خیال خام سے بلا پس و پیش بر بھی تمام جدھر چاہا مسلمانوں کا قاقب کرتے
 چلے گئے شہاب الدین نے جب دیکھا کہ فوج راسے پتھوراکے منتشر ہو گئی ایک بارگی باوہ ہزار منتخب و زرہ پوش
 سوار لیکر طر آدھو اور راسے پتھوراکو گھیر لیا اور وقت بڑے بڑے سوار و سادنت مع راجہ پتھوراکے
 اوس میدان میں جان سے مارے گئے اور راسے پتھوراکے ہوا کٹارے دریا سے سرستی مقید سلطانی
 ہو کر اوسکے گلے پر چھری پھیری گئی اور فتح عظیم مسلمانوں کو اور شکست فاش ہندوؤں کو نصیب ہوئی
 ہر چند فوج سلطان شہاب الدین کی بمقابلہ فوج راسے پتھوراکے بہت کم تھی مگر فتح اور شکست نہ جانب خدا ہو

اس خراج کی لڑائیوں کا حال چند بھاٹوں نے اپنی ہندی کتاب میں بڑی مدوشہ سے منظم میں تحریر کیا ہے بعد
 اس نسخہ کبریٰ کے سلطان شہاب الدین نے اجمیر میں داخل ہو کر قتل عام کیا اور ہندو ہمارے دھرم کو لوٹھری
 غلام بنایا اور کولار اسے پسر راجہ پتھوراکو کسی مصلحت سے باقرار ادا سی خراج کثیرہ حاکم اجمیر قرار کے قطب الدین
 ایک اپنے غلام کو ہندوستان میں چھوڑا اور خود دار السلطنت غزنی کو مراجعت فرمائی بعد چلے جانے سلطان
 کے قطب الدین ایک نے کولار اسے حکومت اجمیر سے موزوں کر کے نکال دیا نقل یہ کہ سلطان شہاب الدین
 کاراجہ پتھوراکو فتحیاب ہونا تھا کہ ایک سوار سپہ پوش میں چلت لڑائی میں ظاہر ہوا اور راجہ پتھوراکو کپڑے کے حوالہ ہوا
 سلطان کے کر کے غائب ہو گیا بعد فتح کے جب سلطان بخجور خواجہ معین الدین سجری قدس سرہ حاضر ہوا
 تب خواجہ صاحب نے فرمایا کہ جس سوا سے راجہ پتھوراکو گرفتار کیا تھا وہ میں تھا یہ آپ کی ادب سے گراست ہے
 تفصیل اس اجال کی صاحب اخبار الایضار یہ ارقام فرماتے ہیں کہ خواجہ معین الدین جستی اسجری
 سر حلقہ مشائخ کبار و امام سلسلہ چشتیہ صاحب ولایت تمام ہندوستان کے ہیں پشت نامہ آپکا تذکرہ السادات
 میں ابن عبارت مرقوم ہے خواجہ معین الدین سجری بن سید غیاث الدین بن سید سراج الدین بن سید عبد اللہ
 بن سید عبد الکریم بن سید عبدالرحمان بن سید اکبر بن سید ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام تاملی حضرت
 کریم اہمد و جہیزان سلطنت راجہ پتھوراکو حضرت خواجہ صاحب مدوح اجمیر میں تشریف لائے اور عبارت
 انکی مشغول ہوئے راجہ مذکور اوسوقت اجمیر میں تھا ایک روز اوسنے ایک مرید خواجہ کو ستایا وہ مرید
 حضرت سے سستیٹ ہوا خواجہ بزرگ نے شکایت اوس کی راجہ سے کہلا بھیجی راجہ مذکور نے سفارش
 کچھ انتقام کے بحال سودا دینی یہ کہا کہ یہ مرد بان آیا ہو اور بیٹھا ہو اور بائیں غیب کی کتاب ہے بقیات
 خواجہ نے سنی فرمایا کہ راجہ پتھوراکو زندہ پکڑا اور اوسکو دیدیا پتھوراکو زندہ گھڑا تھا کہ سلطان شہاب الدین
 بغرض تشریف ہندوستان پر چڑھا آیا راجہ پتھوراکو اوس سے مقابل ہو کر زخمی ہوا عین ہنگامہ کارزار
 میں فوج بادشاہی کے ہاتھ زندہ اسیر ہو گیا جب بادشاہ کے سامنے حاضر کیا گیا بادشاہ نے اوسکو
 چھری سے حلال کر دیا اوسوقت سے ہندوستان دارالاسلام میں شمار کیا گیا تاریخ وفات
 خواجہ صاحب ششم رجب ۶۳۲ھ ہجری مطابق ۱۲۳۱ھ عیسوی بعد انتقال کے
 آپ کی پیشانی پر یہ مکتوب تھا کہ حبیب اللہ انت فی حب اللہ عرس آپکا اسی تاریخ
 ہو کر تا ہو اور اجمیر میں کہ موضع اقامت آپکا تھا مدفون ہوئے پھر خواجہ صاحب جستی تھی بعد از ان ایک ہندو جنگی
 نیار کے اوسکا اور رکھا گیا اور قبر کو دستور سابق نکھال دیا قبر کی دو ہندوؤں نے کیمے و اول تعمیر ہوئی خواجہ معین
 نور نے کی جو زمان بعد دروازہ و خانقاہ بعض سلاطین ہندو نے تعمیر کی وجہ تھی کہ اجمیر روایت اخبار الایضار تاریخ ہندو میں آجنام

راجہ منہدر راجگان عظیم الشان ہندوستان سے تھا وناحد غرنی ملک اوسکے قبضے میں تھا اوسیکا یہ شہر آباد کیا ہوا ہے
وجہ اضافہ لفظ میر کی یہ ہے کہ میر زبان ہندی بھارت کو کہتے ہیں جو کہ پہلے دیوار اس شہر کی بالائے کو تعمیر کی گئی اور
یہی بنیاد ابتدائی اس شہر کی ہے جب یہ شہر آباد ہوا تب راجہ و پھارڈو نوٹ کے نام سے موسوم کیا گیا یعنی اجمیر اور
پہلے جو حوض میں ملک ہندوستان میں کھود دیا گیا مقام بجھر ہی جا جمیر سے چار کوس ہی اور قوم ہندو اوسکی
پرستش کرتی ہی اور ہر سال چھ روز وقت تحویل آفتاب برج عقرب میں جمع ہوتے ہیں اور نہاتے ہیں حکما
قوم ہندو جو قائل قیامت ہیں یہ کہتے ہیں کہ قیامت اسی حوض سے شروع ہوگی تمام راجگان ہند میں راجہ
آجا مقدم و راجہ پتھور شاخہ ہی وجہ تسمیہ ناگور یہ شہر آباد کردہ راجہ پتھور کا ہی میر آخر اوسکا وزیر تھا اوسکو یہ
حکم دیا گیا کہ ایک اصلیل گھوڑا اوس زمین میں بنایا جائے کہ جہاں کی آب و ہوا گھوڑوں کی تندرستی کے
لیے مناسب ہو تب میل حکم میر آخر وزیر اس زمین کی تلاش میں نکلا جہاں ناگور آباد ہے جب وہاں پہنچا
کیا دیکھتا ہے کہ مادہ بڑے بچہ جی ہی اور بھڑیا او سپر حملہ کرتا ہے وہ مادہ بڑا اوس بچے کو اپنے پیچھے کر کے اوسکے
حملے کو دفع کرتی ہی وزیر نے یہ کہا کہ قوت نامیہ اس زمین کی مردانی ہی اور گھاس بکثرت ہی بصواب دید
اراکین دولت اوس مقام پر شہر آباد کر کے نو اگر تمام رکھا جب لشکر سلطان شہاب الدین اوس مقام پر
بند فوج کہے اوس شہر میں پہنچا اور نام اوسکا دریافت کیا بجائے نو اگر کے ترکوں کی زبان پر ناگور جاری
ہو واجب سے یہ شہر نو اگر کا ناگور ہو گیا ذکر درگاہ و اعقاب خواجہ بزرگ جاہ و احتشام خانقاہ و درگاہ
شریف نہایت عالی ہے اور بہت سے دیہات قدیم سے اوسکے صرف کے لیے معاف و مرفوع القلم ہیں
جبکی آمدنی سالانہ تخمیناً آنتی ہزار ہوگی علاوہ اسکے رؤسائے ذی مختار چہ ہندو چہ مسلمان بحسن عقیدت
اپنے اپنے ہزار ہار و پڑ کے مذکور فرار شریف پر بھیجتے ہیں منجملہ اون دیہات معافی کے چند دیہات صاحب
سجادہ نے اپنے اہل خاندان جو اولاد حضرت میں ہیں گدک میں پاتے ہیں پہلے اسکے کل حاصل معافی کے صاحب سجادہ متولی و متعم
مگر جب فیما بین خدام درگاہ شریف و سجادہ نشینوں کے دربارہ مصارف و منازعت واقع ہوئی تو سرکار انگلشیہ نے بدینے گدائے سجادہ
نشینوں کے تولیت درگاہ شریف اور معافی کی متعلق خدام درگاہ کردی جیسے آج تک یہی انتظام جاری و ساری ہے صاحب سجادہ مال
کے دادا قاضی سید مہدی علیخان صاحب ہشتاد و عشریہ متعم و منسوب کئے گئے تھے گریسید سراج الدین خلف الرشیدوں کے نے جو بعد اُنکے
سجادہ نشین ہوئے اہتمام مذہب نامیہ سے اپنے تئیں صاف کیا اُنکے بھائی سید منیر الدین نے بوجہ قطع ہو جانے
سلسلہ بیعت خاندانی کے تو سہ شریف جا کر شاہ العیش صاحب نبیرہ شاہ سلیمان صاحب قدس سرہ سے
بیعت کی سید سراج الدین مرحوم علیہ السلام عیسوی میں اور سید منیر الدین علیہ السلام عیسوی میں خانقاہ مانکیپور
میں کئی روز تک محال رہے اور اس مؤلف سے کئی روز تک سید منیر الدین صاحب سے یکجا رہے

بکلیج اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ موصوف تھے ذکر اعقاب اسے پتھور اور بھوار اور برادر زادہ اور سکا
جب سلطان قطب الدین نے حسب تصریح بالا کو لاراسے کو اجیر سے نکال دیا اور سوقت اور سکو اور اسکے اہل
خاندان کو بدر سو ججا بھاگ گئے کو لاراسے مدت تک باویہ پیاسے دشت غربت رکھ کر مر گیا مگر برادر زادہ علائی
اور سکا جو بطن مسماہ سنجوگنا دختر راجہ جی چند سے تھا بمقام مین پوری جواب ضلع ہوا کر قیم ہوا اہل راجگان بٹنوری
اور سکی نسل سے ہیں اور بھوار اور برادر زادہ اسے پتھور کہہ اور سوقت چور گڑھ مین تھا وہاں سے بھاگ کر کوہ
سوالک اور مین بھایت راجہ جملہ والی نیپال کے پناہ گزین ہوا اور یہاں راجہ نیپال علاقہ دانگ سوالک
مین کچھ علاقہ اپنے قبضے مین کر لیا اور بوجہ قیام یہاں کے وصلت و مصاہرت راجگان کو ہی سے جاری
کی تفصیل علاقہ مقبوضہ اسے بھوار اور اندر دانگ سوالک دیو کھر دانگ و بٹھال دانگ و ستاوی کوٹ
و جھیلی دانگ و فرمانگ جب بھوار اور مراٹھوں کے بیٹے تحت راؤ نے بھنور شاہ دہلی حاضر ہو کر سند علاقہ مذکور مع
برگنہ تلشی پور متعلقہ ضلع گونڈہ کی حاصل کی لیکن بوجہ پناہ وہی راجہ نیپال کے باوصف عطاے سند شاہی
وہ اپنے تین تخت راجہ نیپال کا سمجھتا رہا چونکہ علاقہ تلشی پور زیر دامن کوہ سوالک تھا اور یہاں کے زمیندار
و پٹہ دار قوم تھار و بھڑھی بہ پیشوائی اونس کے بعد قطع جنگل و افزونی زراعت و آبادی مین کوشش کرتا رہا اور
کچھ محصول افسران سلطانی کو دقتا فوقتا حسب تجویز اونس کے دیتا تھا جب وہ بھی مر گیا تو اسکا بیٹا پرتھار اور
اور سکا جائے نشین ہوا اونس کے وقت مین شخص ثالث قوم چھتری اولاد راجہ جملہ والی نیپال و دیگر راجگان
کو ہی پر اپنی قوت سے غالب آیا بعد قتل راجہ نیپال و دیگر راجگان کو ہی کو اونس کے راج مقبوضہ موروثی سے
محروم کر کے تھوڑا تھوڑا علاقہ بطور گزارے کے مقرر کر دیا اور انجملہ پرتھی راج کا بھی تمام علاقہ ضبط ہو کر شاہ
راج نیپال ہو گیا کچھ تھوڑا سا جہمین بسر اوقات کیسٹر چر منکن تھی چھوڑ دیا تب اسے پرتھی راج کو بغرض بسر
اوقات ضرور ہوا کہ علاقہ تلشی پور مین اپنی ہمت کو مصروف کرے اور باز دیا آبادی و افزونی جمع کے اس کے
مخاض سے اپنا قوت لایوت ہم پونچائے لہذا آمد و شد اس علاقہ کی شہرت کی گیتھل قیام دومی کا ہوا
سبب یہ تھا کہ مادی قیام ملک سر د کا تھا اور علاقہ تلشی پور مین با یام گرا گرمی زیادہ ہوتی تھی نظر بران سردی
جھڑنشی پور و برسات دومی بھر پڑ پڑ رہتا تھا یہی طریقہ اسے پرتھی راج سے تارا جہ تیج سنگھ بیانگی آمد و شد
کا جاری و ساری رہا جب راجہ نویسنک تیرھوان جاے نشین ہوا تو اسے بوجہ اعتماد و اتحاد ہمدردی قومی راجہ
نول سنگھ والی لہرام پور کے کہ جنگی کیفیت ذیل مین تحریر ہوئی کہ سکونت پہاڑ کے دائمی بود و باش تلشی پور کی
اختیار کی اور سوقت سے تارا جہ درگزر مین سنگھ کہ جس سے انقطاع ریاست ہو گئی تا انتراع سلطنت و اچھلٹیا
جمع مشخصہ ناظران گونڈہ و بہرائچ کو ادا کرتے ہے جب عکدار می گورنمنٹ انگلشیہ ہوئی تو باوجود اجراسے

اشتمارات متواتر کے بحضور صاحب ضلع کوئٹہ نہ خود حاضر آئے اور نہ کسی کارندہ مجاز کو بھیجا اس میں اون پر بغاوت کا شبہ ہوا اور علاقہ خام تحصیل ہو گیا پھر جو حاضر آئے تو عرصے تک بحضور حاکم ضلع بطور نظر مندوں کے رہے۔
 ۱۵۵۷ء عیسوی میں جب ہندوستان میں بغاوت پھیلی تو راجہ مذکور لکھنؤ میں بحضور صاحب چیف کمشنر بھیجے گئے۔
 جب باغیوں نے لکھنؤ کو گھیرا تو پہلے بلی گارڈ میں پھر عالم بلغ میں رہے ہنوز بلوہ رفع نہیں ہوا تھا کہ باتلا کے بیماری شدید ہوئی مر گئے بعد رفع بلوہ جب اشتہار عام معافی قصورات نواب گورنر خیرل و سیرامی ہند کا جاری ہوا۔
 یہاں اون کی رانی بحضور صاحب ضلع حاضر ہوئی تب یہ علاقہ تلتشی پور ضبط ہو کر بشمول علاقہ بانگی و فارشت اوڈ۔
 راجہ جنگ بہادر وزیر نیال کو اور علاقہ تلتشی پور مہاراجہ کے ایس آئی دیگجے سنگھ بہادر کو بیکہ دی خیر خواہی عطا ہوئی۔
 شجرہ نسب راجہ تلتشی پور یہ ہے راجہ دگنتر بن سنگھ بن راجہ درگراج سنگھ بن راجہ بہادر سنگھ بن راجہ دیل سنگھ بن راجہ نول سنگھ بن راجہ تیج سنگھ بن راجہ اودوت سنگھ بن راجہ انوپ سنگھ بن راجہ دیو سنگھ بن راجہ بہادر سنگھ بن راجہ میگھ راج بن راجہ سکندر ساسے بن راجہ سیونی بن راجہ سکھی ساسے بن راجہ پریتھاراد بن راجہ محبت راو بن راجہ۔
 بہادر اور برادر زادہ حقیقی راجہ راجگان ساسے پتھور بادشاہ ملی کیفیت خاندانی کے ایس آئی مہاراجہ۔
 دیگجے سنگھ بہادر والی ریاست بلرام پور چنبان مہاراجہ مدوح آمد اوکے بزرگوں کی بعد سلطان غیاث الدین بلگرامی معلوم ہوئی لیکن کسی کتب تواریخ سے تطبیق اوسکی نہ ہو سکی ورنہ تذکرہ اذکار اوسی محل پر کیا جاتا اس جگہ بشمول حالات راجہ تلتشی پور اس واسطے تحریر کرنا اون کے حال کا مناسب معلوم ہوا کہ بموجب عطا سے گورنمنٹ انگلشیہ اوس علاقہ پر بجائے اوس کے قابض و ذیل ہیں بجوالہ فسادلی مہاراجہ دیگجے سنگھ بہادر راجہ تیسکھ دیو مورث اعلیٰ مہاراجہ صاحب بہادر قوم چھتری جنوار چندر منس یعنی سوم منس تھے اور دارالریاست اون کی سرکار چانپاکہ عرف باوا گڈھ متصل چھاؤنی پنج قلعہ بون گڈھ تھی اون کے چھ فرزند متولہ ہوئے چندر سین اور ستر ساسے اور دیو برہمہ اور بھوپ برہمہ اور کرشن ساسے اور بریار ساسے ان چھوں کو کہو نہیں سجات جیات پدربابت امور ریاست کے ایسی کچھ نزاع واقع ہوئی کہ پانچون بھائیوں میں اپنے باپ کے متفق الیاسے ہو کر کچھ شرم بریار ساسے کو ستمبر ۱۳۲۵ء بکراوت مطابق ۶۶۷ھ ہجری میں بحضور سلطان غیاث الدین بلبن قید کر دیا اور وہ اتنی مدت تک قید رہے کہ غیاث الدین بلبن ۶۸۵ھ ہجری میں مر گیا اور بعد اوس کے اوسکا نبیرہ مغز الدین کی قیاد میں قراخان قریب نین برس کے بادشاہ رہا جب ستمبر ۱۳۲۵ء بکراوت مطابق ۶۸۷ھ ہجری میں جلال الدین المللق فیروز شاہ خلجی بادشاہ ہوا تو اوس نے بمقتضایہ جلی طبیعت کے کہ بدرجہہ ریم تھا بنگال ہجری راجہ بریار ساسے کو قید سے رہائی بخشی راجہ بریار ساسے بوجہ مخالفت اپنے بھائیوں کے پھر وطن گئے اور جب الارشا دایک ہندو فقیر صاحب باطن کے مقام دھرسوان متعلقہ علاقہ لراج ایکو نہ ضلع بہرائچ میں مع اپنے ہمراہیان

کے اکثر کن گزین ہوسے یہاں پر از روے اولو العزمی جلی قومی کے تھوڑے عرصے میں بعد قلع و قمع قوم تھا
 و بہرون کے اکثر اس جگہ کے زمیندار تھے ملکیت چند بہات قرب راج ایکونہ کی حاصل کی جب فی الجملہ اڈو بلوینا
 اور جمیت حاصل ہوئی تب قطع عرضداشت متضمن سرنگی و شورہ پستی و خود سری قوم بہر و تھارو کی و آوارہ وطنی
 اپنی بوجہ مخالفت اپنے بھائیوں کے متصل حضور بادشاہ اسیال کی بلا جھادوس عرضداشت کے بادشاہ نے بلحاظ
 سمو مرتبی راجہ صاحب ممدوح کے حکم اخراج اقوام مذکور بنام راجہ مذکور صادر فرما کر فرمان زمینداری راج ایکونہ
 کا باضافہ عطائے خلعت کے مرحمت فرمایا بعد حصول اس ریاست کے راجہ بریار ساسے نے مقام ایکونہ میں جاگدیا
 اپنی قائم کی اور مدت تک زندہ رہا اس جہان سے گزر گئے بعد ان کے راجہ اچل دیو و راجہ دھیر ساسے درجہ
 رام ساسے و راجہ شن ساسے و راجہ گنگا سنگھ پانچ جانشین ایک بعد دوسرے کے مالک راج ایکونہ کے ہوئے
 اوسوقت سرحد راج ایکونہ کی حسب تفصیل ذیل تھی پورب راج بانسی اور پچم ریواری اور دکن نالہ سبوی اور
 اوتر دکن کوہ سوا لک سمبلا ۱۲۹۶ اکراوت میں جب راجہ مادھو سنگھ چھٹے جانشین اس ریاست کے ہوئے
 تو ان کے وقت میں مسیحی کھنچو دھری و روگر جو پہلے سے منجاب راجگان مذکورین تعلقہ راگڈھ گوری کا اینک
 یعنی کارندہ تھا منحرف ہو کر بطور خود مالک بن بیٹھتا راجہ موصوف نے اپنے چھوٹے بھائی گنیش سنگھ کو راج ایکونہ
 میں چھوڑ کر اس کے استیصال کے واسطے موضع دھواہ متعلقہ تعلقہ نڈا میں آئے اور بعد قلع و قمع اس کے اپنے
 راج کے دو ٹکڑے کیے بڑا ٹکڑا راگڈھ گوری کا کہ جو اب بلرام پور کے نام سے موسوم ہے اپنے قبضے میں رکھا
 اور دوسرا ٹکڑا راج ایکونہ کا گنیش سنگھ اپنے چھوٹے بھائی کو عطا کیا اوسوقت سے تا عملداری گورنٹ راجہ مادھو
 اور ان کے قائم مقام جمع شخصہ ناظمان بابت تعلقہ راگڈھ گوری کے جسکو اب بلرامپور کہتے ہیں عالان شاہی کو ادا کر
 رہے چونکہ شجرہ انساب میں بہت سی شاخیں ہیں لہذا صرف شجرہ جانشینان ریاست تحریر کیا جاتا ہی ملتا راجہ
 دیگبے سنگھ و راجہ جیزا بن سنگھ ابنان راجہ ارجن سنگھ بن راجہ نول سنگھ بن گولت سنگھ و جانشین راجہ پتی ہا سنگھ
 بن راجہ نراین سنگھ بن راجہ چتر سنگھ بن راجہ مہن سنگھ بن راجہ تیج ساسے بن راجہ پران چند بن راجہ کلیان ساسے
 بن راجہ مادھو سنگھ بن راجہ گنگا سنگھ بن راجہ شن ساسے بن راجہ رام ساسے بن راجہ دھیر ساسے بن راجہ
 اچل دیو بن راجہ بریار ساسے مورث اعلیٰ اگرچہ اسوقت میں یہ تعلقہ بلرامپور و تلشی پور باشتناے علاقہ بہر پچم
 و لکھنؤ کے تمام ملک دھرمین بنار و مست قصبہ و جمع مندرجہ ذیل قصبے کہ راجہ مہن سنگھ جمع ہوئے تھے و حسن انتظام
 اور غور و جاہ میں ضرب اشل ہی لیکن بحوالہ آئین اکبری راجہ ٹوڈر مل وزیر اکبر اول کے عہد میں جمع ادا سے لگڈھ
 اس تعلقہ راگڈھ گوری کی صحت سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت میں جنگ زیادہ تھا اور نام اسکا اوسی
 کتاب میں راگڈھ گوری لکھا ہی لیکن جب سے بلرام پور آباد کیا گیا اور یہی مقام راجگدی کا قرار دیا گیا تو اسی

بلراپور کے نام سے دفتر شاہی میں انکداری قائم کی گئی اور باخراج نام راگڑھ گوری کے بلراپور کے نام سے یہ پرگنہ موسوم ہو گیا دفعہ ۹ ذکر محاربہ سلطان باراجہ جی چند والی قنوج دودرتبہ سلطان شہاب الدین ہندوستان میں آیا اور راجہ تھپوراکو قلع و قمع کر کے تمام اس کے ملک کو لوٹا اور بھوکا راجہ جی چند راٹھور بہت خوشی سے تماشا دیکھتا رہا یہ نہ سمجھا کہ میرے واسطے بھی یہی دن ایک روز نصیب ہوگا آخر اس ٹھوٹ کا یہی پہل تھا کہ وہ بھی مثل راجہ تھپوراکے غارت اور تباہ ہو جب سلطان قطب الدین ایک کا نظم و نسق دہلی و اجمیر میں بخوبی ہو گیا تب سلطان قطب الدین ایک نے تبریل عرائضات بحضور سلطان شہاب الدین یہ استدعا کی کہ اس مرتبہ کی غزبت میں یکدم فتح ہندوستان کی بہت آسانی سے نصیب ملا زمان سلطان کی ہو جائیگی ۹۱۰ھ ہجری مطابق ۱۵۰۴ء میں سلطان شہاب الدین بخوبی دھوم دھام سے بہت سی فوج لیکر واسطے استیصال راجہ قنوج کے غزنی سے کوچ کیا اور براہ درہ خیبر پہلے لاہور میں اور وہاں سے دریائے ستلج اور ترکر متوجہ قنوج ہوا اور کوئل سے کہ جو اب ضلع علیگڑھ ہی ملک قطب الدین ایک استقبالا چل کر شامل اردوے سلطان شہاب الدین کے ہو گیا اور سوا سب تازی بازمین مرصع اور ایک زنجیر فیل مع ہودہ طلائی اور ایک زنجیر فیل مع ہودہ نقرئی پیشکش سلطان کے کیا اور حضور سلطان سے بہ خلعت فاخرہ سرفراز ہو کر ہر اول کل لشکر کا مقرر ہوا اور کوچ در کوچ کرتا ہوا متصل اٹاواہ کہ جو اب ضلع ہریچم سردقات سلطانی ہوئے اور ادھر سے راجہ جی چند راٹھور والی قنوج جوق جوق قنوج اور تین سو فیلان جنگی لیکر بڑی شان و شوکت سے واسطے مقابلے کے چلا بقام چند واڑاٹاواہ کے شمال جہنا کے کنارے دونوں لشکر کا مقابلہ ہوا اور تیرد فنگ سے جواب و سوال شروع ہو گئے عین ہنگامہ کارزار میں سلطان قطب الدین ایک کا تیرہ قد خیم راجہ راٹھور چکا کر ایسا کاری لگا کہ اس کے صدمے سے راجہ بتیاب ہو کر ہاتھی سے زمین پر آیا اور تمام فوج اس کی اس کے گرنے سے ایسی بدحواس ہوئی کہ پھر کبھی یارے استقامت باقی نہ رہا جس کا منہ جھٹکا اور بڑھا بھاگ نکلا بجوالہ طبقات ناصری منجلاہ اسکی فوج کے کبکو اس کے مارے جانے کی اصلا خبر نہ ہوئی کہ وہ زندہ کس طرف بھاگ گیا یا مارا گیا بعد فتح کے جب مسلمانوں کا لشکر درمیان کشتگان فوج غنیم کے گھسا تو اس وقت لاش اسکی درمیان کشتگان فوج کے مصنوعی دانتوں کی علامت سے کہ سونے کے تار سے بندھے ہوئے تھے پہچانی گئی پھر تو مسلمانوں کا پورا قبضہ اور تصرف قنوج اور اضلاع بنارس پر بخوبی ہو گیا اور یہ فتح ایسی پوری ہوئی کہ ہندوستان کی بہت بڑی سلطنت تباہ اور برباد ہوئی اور مسلمانوں کی حکومت پہاڑ کے نیچے تک یعنی لاٹھر نیپال پونچلی اور ملک بنگالہ کا راستہ کھل گیا اور یہ فتح بڑی فخر اور عزت اور نہایت شان و شوکت کے ساتھ حاصل ہوئی اس میں بہت سے خزانے اور شہر سلطان کے ہاتھ آئے اور بیشمار بت اور بتخانے ہر جگہ توڑے گئے اور بجوالہ تاریخ الفسطن صاحب وہ بھورا ہاتھی پکڑا گیا جس پر لاش راجہ راٹھور کی تھی اور مصنوعی دانتوں پہچانی گئی

اور قوم رائے پور نے اپنا ملک چھوڑ کر ملک مارواڑ میں جا کر طرح اقامت ریاست کی ڈالی کہ جو آج انگریزوں کے قبضے
 گئے جاتے ہیں اور سلطان نے اس ملک کو سپر سلطان قطب الدین ایک کر کے مراجعت غری فرمائی کہتے ہیں کہ
 جو قبلاں منضبطہ راجہ قنوج کے دربار عام میں بنظر خجستہ اثر سلطان شہاب الدین کے گذرانے کے تھے تمام ہاتھی باغیہ
 قبلاؤں کے بادشاہ کے سلامی ہوئے مگر فیل سفید سلامی نہیں ہوا ہر چند قبلاں نے آنگن مارا مگر قابو میں نہ آیا بلکہ شدت
 شوخی سے قریب تھا کہ قبلاں کو گراوے بعد اسکے چند منزل ہمارا سلطان کے وہ ہاتھی گیا مگر بادشاہ نے اس
 ہاتھی کو مع فرمان خطاب فرزدی کے سلطان قطب الدین ایک کو عطا کیا اور وہ ہاتھی تاجیات سلطان قطب الدین
 ایک کے زندہ رہا اور تحقیق ہوا ہی کہ اسے اسے اس ہاتھی کے پھر کسی سلطان کو سفید ہاتھی میسر نہیں ہوا دفعہ ۲
 بمعاینہ ان تمام حالات کے جہانک میں خیال کرتا ہوں و قانع نگاران سلطانی لڑائی جہادی کو قلم انداز کرتے
 ہیں خصوصاً محمد قاسم مؤلف فرشتہ نے پابندی اور نہیں موزوں کے معرکہ ہمارا نہ قنوج کو خدا جانے عمداً یا سہوایا جیسا
 کچھ ہوا اس جگہ پر چھوڑ دیا ہی صرف مجاہدہ چند واز کو بطو اجمال کے لکھا ہے اور مارا جانا راجہ و پندراٹھو ایک
 راجہ عظیم الشان کا ایک ایسے بیان مجمل پر جوالہ کر دیا ہے کہ شناخت اسکی لاش کی مصنوعی دانتوں سے
 لگائی اور اسکی فوج کو اس کے مارے جانے کی اصلاً خبر نہ تھی اور ایسی ہی جدال مجاہدانہ سید سالار سعد و غازی
 کو کہ شہرہ آفاق ہی اپنی تمام کتاب میں کچھ ذکر نہیں کیا علاوہ اسکے تذکرہ لڑائی قنوج و کراٹا و مانگیرہ کا تذکرہ یا بہت
 کچھ نہیں لکھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ قانع مجاہدانہ کو خدا لکھنا چھوڑ دیا ہے تو ایسی صورت میں مؤلف
 کو ضرور نہیں ہے کہ موزین معتبرین مثل تذکرۃ السادات و عمدة المطالب و ملفوظ امیر کبیر سید قطب الدین و دیگر
 نفع کو بیچ سمجھکر میں بھی اسکی تقلید کرنے لگوں اور ایسے قانع جدال عظیم الشان مجاہدانہ کو محل سمجھ کے تحریر نہ کر دوں
 خوب تحقیق ہوا ہے کہ امیر کبیر سید قطب الدین مدنی نے حسب اجازت سلطان بغرض حصول ثواب جہاد کی
 فوج سے ملوہ ہو کر قنوج اور کراٹا و مانگیرہ میں ساتھ راجہ جی چند و مانگیرہ کے لڑائی کی اور سلطان قطب الدین
 ایک بسہ سالاری فوج سلطان کے بمقام چند و اڑاٹا و راجہ تالاد یو پسر خواندہ راجہ جی چند سے لڑا جسکا ذکر
 دفعہ ۱۹ میں ہو چکا ہے اور قطب الدین ایک حسب روایت تذکرۃ السادات مرید و معتقد امیر صاحب موصوف
 کا ساتھ اڈا جدال قنوج خاص سے کنارہ کر کے آپ پر جوالہ کیا اور بروقت فتح قلعہ کراٹا کے اودھ سے اگر شہر
 فتح کراٹا کا ہوا اور امیر صاحب مدوح اپنے ملفوظ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بروقت غریب جہاد ہندوستان اس
 فقیر کے سلطان نے ہنگی و تہامی اپنی ہمت کو طرف اسکے مصروف کیا تھا کہ فوج سلطانی شریک ہو گئے مدد
 معاون جہاد کی ہو گروہی امیر نظام الدین نے کہا کہ اگر سلطان شریک ہمارے جہاد کا ہو تو بجا سلطان کے
 ہمارا نام فتح و شکست میں نہوگا اس واسطے فقیر نے مع اپنے ہمراہیان مجاہدین کے ملوہ ہندوستان میں آج

مجاہد کیا وقت ۲۴ ذکرہ مجاہد مجاہدانہ امیر کبیر سید قطب الدین محمد مدنی ترجمہ کیا دواشت محفوظ امیر کبیر سید قطب الدین
 مدنی کہ جو عربی میں ہی اور وہ کتب خانہ اولاد فیضی امیر کو سائین محلہ بارہ درہی منکلات صوبہ بہار سے ملا تھا مختصر اسکا
 یہ کہ بعد وفات سید رشید الدین احمد دلاویچ کے وطن لوفہ سے برخاستہ خاطر ہوا اول بادلی مناسک حج مدینہ منورہ سے
 اہرام باندھ کر مکہ معظمہ زاد ہوا امیر شرفا و علیا آیا اور بعد اسے حج و عمرہ کے بنظر تفریح طبع ہندوستان کہ اقصائے
 بلاد ہی حازم خلیج جبدہ کا ہوا اور انیسویں کے جہاز پر سوار ہو کر تھوڑے دنوں میں بندر علیج بنگالہ میں اتر آیا اور بلاؤ
 ہوا کہ براہ شکی منزل بمنزل افغانستان اور بنیاد ہوتا ہوا اپنے وطن مدینہ منورہ کو جاؤں اب وہاں سے فقیر
 کوچ مقام کرنا کچھ کو جلاہر خند بعض بعض مقاموں کی آب و ہوا پسند مزاج ہوتی تھی لیکن باشندہ وہاں کے کہین
 ٹھہرنے مذیتے تھے کہ سب کمال راہ گردن یہاں تک رفتہ رفتہ کرے آیا سوا وہاں کا نہایت خوش معلوم ہوا اور یہ
 خواہش ہوئی کہ اگر یہاں کے باشندے فقیر کو کمال فقیر چھوڑ دیں تو چندے مقیم ہو کر عبادت الہی مصروف ہوں
 کہ ایک ہندو نے پاس آکر پوچھا کہ کون اور کہاں سے آئے ہو میں نے بزبان عربی کہا کہ میں مسلمان مسافر ہوں
 کلام تو میرا وہ نہ سمجھا مگر لفظ مسلمانی پر تمام رات مع اپنی قوم کے مجھے سنت تکلیف دی اور ہندی زبان میں فقیر
 کو بار بار پوچھ کتا تھا اور انکی ایذا رسانی پر میں چاہتا تھا ان سے لڑ کر مر جاؤں مگر اسمین زبان اپنا سمجھ کر آ
 سخت اور درشت عربی میں اونکو دیتا تھا اور بوجہ نا آشنائی غیر زبان کے اتنی طاقت نہ تھی کہ بزبان ہندی
 اونے کچھ کہتا عرض کہ صبح کو روانہ جانب مغرب ہوا جسوقت کہ بازار شہر گڑا سے گذرا تانت قلندنگین کہ کہ گڑا
 دریا سے لگا ہی ملاحظہ کیا وہ رفعت بین پھاڑ تھا اور آبادی شہر کی جنو باشا لائین کو س سے زیادہ تھی غر ب خدا جانے
 شرفا دریا سے لگا تھی وہاں سے با چشم گریان دل بیان روانہ مدینہ طیبہ ہوا اور بعد طر منازل زیارت روحہ مطہر حضور نبی
 اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی با آہ سرد دل پر درد حال کی اور وہیں ایک ہفتہ تک ساکن رہا کہ اسمین روایے
 صادقہ جمال بالکمال خیر البشر سے مشرف ہوا اسوقت زبان قصا جریان سے یہ ارشاد ہوا کہ بادشاہ غزنوی کے
 پاس جاؤ بامانت اوسکے ملک ہند پر قابض ہو گے اور قیام اپنا وہیں رکھنا و باجر اسے دین محمدی ساعی رہنا
 اور ولایت دہانگی ٹکود بجاتی ہی فقیر کو اس بشارت سے نہایت بتاشت ہوئی جو کہ اہل خانہ فقیر کی مر چکی تھی
 اپنے بیٹوں کو لیکر روانہ دار السلطنت غزنوی ہوا اسمین اکثر مرید میرے اور میرے باپ کے میرے ساتھ ہوئے
 جب غزنوی پونہا سلطان سے ملاقات کی اور سلطان کو بھی عالم مثال میں میری امانت کے لیے حکم ہو چکا تھا پاپا
 اس کے سلطان نے اپنی دختر تک انکو سبھا لے کلا ح دلہی سید نظام الدین کے دیہ با اور تھوڑے دنوں کے
 بعد فقیر حسب اجازت سلطان مجاہدانہ جمعیت اٹھارہ ہزار سوار و پیادہ بیلہ و سامان رسد کے مع سرداران سپہ
 فخر الدین وقاضی شیخ احمد متب عثمانی و سید احمد و سید حسن و سید محمد و حاجی جمال و شجاع الدین سالاران

و غیر دو چند و محمد و بازید و غیرہ و قوم افغانہ سکنا ہے نوح کا بل شروع جاڑے میں غزنی سے عالم
دہلی ہوا جو کہ راجگان قرب و جوار لاہور لکھنؤ کو بی شمع خندان سلطان سے پس پا ہو چکے تھے کوئی اونہیں سے
خارج و سد راہ نہوا کہ اسمین مع انجیر فقیر داخل دہلی ہوا اور قیصر جاد راہ راٹھور والی قنوج کے جاسوسان عیاں
باستمال کیفیت قنوج راٹھور کو رکے قنوج بھیجا تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ یہ خبر آئی کہ راہ راٹھور شرب دہم بہت
ہو کر ہمیشہ قمار بازی و ناچ رنگ میں مصروف ہو اور اگلے کار پر ہندو کی حالت دیکھ کے اپنے کاموں میں نہایت غافل
ہیں اور بہان قنوج بجا کہ جسکامین امیر تھا بآئین شائستہ اس انتظام سے تھی کہ ہر شرمایہ محتاج سے روزہ ہر تفسیر
کے ساتھ سخی اور بآئین عرب ایک ٹلٹ لشکر ہر وقت مسلح اور عیاں رہتا تھا اور کوچ مقام میں مینہ اور میسرہ اور
قلب اور جنگ کی نہایت پابندی تھی واقعہ جو دھوین ماہ شعبان یوم جمعہ بعد ادا سے نماز فجر فقیر نے تہامی قنوج
سے جانب قنوج کے کوچ کیا چوتھے روز یوم دو شنبہ کو وہاں پہنچا کہ جہان سے قنوج پندرہ کوس تھا جاسوسان
نے خبر دی کہ مثل مورد ملے کے جوق جوق قنوج راٹھور کی اس تھا شے کے ساتھ آتی ہو کہ انتظار راٹھور اب تو پناہ کا
کہ ہنوز قنوج سے نہیں نکالا گیا تھا نکلیا جتنے کہ درمیان دونوں لشکر کے سات کوس کا فاصلہ رہ گیا کہ رات
ہو گئی لشکر اسلام نے بقاعدہ قراولی میں شب تار میں قنوج راہ پر پنجون مارا اور اس اندھیر میں ایسی تلوار چلی کہ
موافق اور مخالف کا تیز نہا جو کہ تائید غیبی شامل حال اہل اسلام کے تھی ہندو کے لشکر کے پٹے ہوئے جوڑو
بیکے دہ بھاگ نکلے اور اہل اسلام مظفر اور منصور ہو کر مال قیمت سے مالا مال ہوئے روز ثانی راہ جو خیل لشکر
گران لیکر قنوج اسلام سے رزم خواہ ہوا فقیر نے بھی بقاعدہ عرب بصفوف آرائی مشغول ہو کر قلب و جنگ مینہ
و میسرہ کو اس طرح ترتیب دیا کہ سرداری و لدا اکبر امیر سید نظام الدین کے سید احسن ولد سید محمد و شیخ منہاج الدین
سرداران لشکر کو بہ ہر ادلی پیادگان تیر انداز کے مقرر کیا و بسر کردگی امیر قیام الدین و لدا وسط کے سید و صف
قتال و سید محمد غوث عرف گوسائین و سید بڑا کو مینہ پر مقرر کیا اور بافسری امیر تاج الدین و لدا صفر کے شیخ ماما
جمال و شیخ ضیاء الدین مفسر و شیخ حسام الدین غوری سرخیلان کو میسرہ پر مقرر کیا اور شیخ شہاب الدین عمری
و شیخ بڑا و شیخ بہادر الدین سالاران کو پشت لشکر پر روانہ کیا اور قاضی ملک قیام الدین سرگردان کو قراولی
پر بھیجا اور فقیر مع قاضی احمد محتسب و شیخ چندن و شیخ فخر الدین امیران کے قلب سپاہ میں رہا اور باہرنگی
تمام مستعد و آمادہ کار گزار ہوا راہ جو پھر نادانی و نا تجربہ کاری بلالما آئے تو پناہ کے بزم کثرت قنوج کے کوڑو
مخ سے زیادہ تھی ہاتھی پر سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا شیخ ضیاء الدین ترک و قاضی ملک قیام الدین
نے کہ قراولی پر مامور تھے پیش قدمی کر کے لڑائی شروع کر دی لیکن گھوڑے انکے ہاتھیوں سے نا آشنا تھے
بھڑکنے لگے لیکن قراولوں نے بضابطہ قراولی مقابلہ قنوج ادا سے عداوت پیچھے کو گھوڑے بھگائے تب

فوج راجہ رائٹھور سمجھی کہ یہ لوگ شکست کھا کے بھاگتے ہیں ہر چار طرف سے بے محابا دوڑ پڑی راجہ ہتھی پر سوار میدان خویس لوہٹے ساتھ رہ گیا فقیر بچہ دوڑنے فوج راجہ کے دست بقبضہ کمان اور تیر کے لیگیا اور شل اولو کے تیر مرسانا شروع کیے کہ اسمین رائٹھور مع اپنی فوج کے روگردان ہوا اوس بھاگنے میں بہت فوج راجہ کی مار گئی اور شکست فاش راجہ رائٹھور کو اور فتح عظیم نصیب لشکر اسلام کو ہوئی اور لشکریان فوج فقیر سے بھی کچھ لوگ درجہ شہادت کو پہنچے اور بہت سے بچوں جان مسلمان ہوئے اور ہزار ہا ہندو قیدی لوٹ دی غلام بنے اور راجہ قلعہ قنوج کو چھوڑ کر نرین ماہ شعبان کو جانب شہر کڑا مفرور ہوا تب اشتہار امان نسبت سکناے شہر قنوج کے جاری ہوا اور جو لوگ کہ طاقت فرار کی نہ رکھتے تھے بچیاں امان خانان پاس فقیر کے حاضر ہو کر مسلمان ذمی ہوئے الا بعض متعصبین مذہب بلحاظ تنگ ناموس اپنے اپنے مکانوں سے نکل کر مستعد جدال ہوئے اور پانچ روزے اعمال کے پہنچے بعد قتل و غارتگری قنوج کے لشکر اسلام تاریخ ۲۲ ماہ شعبان کو عازم خطہ کڑا ہوا اور وقت روانگی کڑا کے سرداران فوج سے یہ مشورہ کیا گیا کہ قلعہ کڑا سنگین اور متین ہی اور اوسکو میں اپنی آنکھ سے دیکھ چکا ہوں بغیر بڑی توپوں کے فتح دشوار ہی اور جو توپخانہ راجہ کا رہ گیا ہو اوسکو ساتھ لے چلنا چاہیے تب وہ توپخانہ ہمراہ لیا گیا اور قیدیان کفار جو لشکر اسلام میں تھے واسطے کھینچنے اون توپوں کے مقرر کیے گئے پانچویں ماہ رمضان کو نواح خطہ کڑا میں داخل ہوا اور یہاں راجہ مذکور نے سکنا ہی نہ کو قبل نزول لشکر اسلام کے بھگا دیا تھا اور جو لو قابل لڑائی کے تھے اونکو اپنے ساتھ قلعہ میں داخل کر لیا تھا ولدی امیر نظام الدین نے مع توپخانہ شہر کڑا میں پہونچکر محاصرہ قلعہ کا کیا اور ابست لڑائی کی توپوں سے شروع ہوئی سرداران حاجی جمال و شیخ منہاج الدین نے شریک امیر نظام الدین کے ہو کر گولہ باری و تیر اندازی محصوران قلعہ کو تنگ کیا باشندگان شہر کڑا تاب اشتفات کی شہر میں مذکور لشکر اسلام میں آئے اور بوساطت حاجی جمال و شیخ منہاج الدین بجنو فقیر حاضر ہو کر خواہان امان ہوئے بمقتضائے مصلحت اونکو امان دیکر یہ ہدایت ہوئی کہ تافع قلعہ وہ باہر شہر کے رہیں اور بعد عید ویشاق خیر خواہی کے اونکی نگرانی کے لیے کچھ لوگ لشکر اسلام سے مامور کیے گئے اور نظر خرم کچھ لوگ اسلام اونپر اس واسطے مقرر کیے گئے کہ خوب نگران اونکے حال کے رہیں کہ کسی طرح خفیہ رسد رسانی و خبر رسانی قلعہ میں نہ پادین آخر کو وہی لوگ بطور جاسوسی خبر قلعہ کی لشکر اسلام میں نہ لگے بعد اس انتظام کے بیلداران و نجاران مزدور اطراف دیہات کڑا کو ہم پونچا کر مورچہ حوالی قلعہ کھدوانا شروع کر دیا بعد طیارسی مورچہ اونہیں مقاموں سے لڑائی ہونے لگی اور توپیں کلان ادن ٹیلو نیپر سے جو محاذی قلعہ تھے نصب کر کے رد و بدل گولہ کا طریقہ سے ہونے لگا ہر چند کہ قوم فرنگی دہلی میں جانب بادشاہ کے متعین لشکر فقیر کی تھی نہایت چابکدستی سے گولہ انداز کرتی تھی لیکن رفعت قلعہ و عمق خندق سے نہ گولہ کی دیوار قلعہ میں کارگر نہ ہوتی تھی جب اسمین عرصہ گزرا

تب سلطان حاجی جمال و شجاع الدین و فیروز و شیخ منہاج الدین و سید احمد و شیخ بہار الدین و شیخ چندن کی
 رائے قیام پائی کہ خندق قلعہ پاٹ کر کے حاوا کیا جائے اور سوقت جو قیدی ہنود مورچہ کھودتے تھے او کو یہ باور
 کرایا گیا کہ اگر جلدی سے خندق قلعہ کو پڑ کر دے تو پھر نکو امان نہ ملے گی وہ لوگ بخون جان چھوٹے پڑے کیا صورت
 کیا مروتفق ہو کر ایسی محنت کرتے گئے کہ تا آخر ماہ رمضان خندق بقدر راستہ دھاکے کے قابل کر دیا اور شہر کے
 مکان کو کھود کے خندق کو پاٹ دیا جب مسلمانوں کو سب سامان حاکے کا ہو گیا تو بعد نماز عید الفطر بسم اللہ کر کے ایک
 فوج اسلام نے قلعہ میں حاوا کیا کہ اس پہلے میں اکثر مردان فوج اسلام سے شہید ہوئے اور بعد اچلتی سکاڑھی
 اثنائیں میں مشہور ہوا کہ سلطان قطب الدین ایک واسطے مدد مجاہدین کے آتا ہی جب اسکی خبر راجہ راٹھور کو ہوئی تو
 سراپہ ہو کر اپنے زنان و فرزند ان کو قلعہ مانکپور میں بھیجا خود بھی بلا مشورہ اپنے سردار دکنے سواری کشتی مفرد ہوا
 اور یہاں اگرچہ فوج اسلام پہلے سے بھصول اجازت اس فقیر کے مستعد آدہ ہلے قلعہ تھی کہ اس مابین میں
 یہ مجرمی جاسوسان تحقیق ہوا کہ قلعہ لڑا سے راجہ راٹھور مع اہل و عیال کے قلعہ مانکپور میں بھاگ گیا تب شیخ منہاج الدین
 و سنا راجا حاجی جمال دریافت مفردی راجہ مذکور کے فقیر سے آکر مستدعی ہوئے کہ بوجہ تادی ایام و شہادت بجز
 اہل اسلام کے اب ہم سے صبر نہیں ہو سکتا کہ حاوا انکرین متوکل علی اللہ کا کرتے ہیں اگرچہ ذخیہ سدہر
 قسم کے قلعہ میں واقف تھے تاہم راجہ مانک چند بطور اختا استدرا رسد کرتا جاتا تھا با این ہمہ راجہ راٹھور محل قیام
 قلعہ لڑا کا نہوا اور نہ معلوم کب اور کیونکر نکل کر مانکپور یا بنارس چلا گیا پھر تو مورچوں سے برابر گولہ اندازی
 اس شدت سے ہوئی کہ گیارہویں ماہ ذیقعدہ کو اہل اسلام مورچوں سے نکل کر زبردیوار قلعہ پہنچ گئے
 اوس پہلے میں سالار شجاع الدین مع دیگر سردار مسلمانوں کے ضرب گولہ سے درجہ شہادت کو پہنچے لیکن مسلمانوں
 نے انکی شہادت سے اعتنا نہ کیا کیونکہ یہ گمشدہ پچھم اور دکن کے جا کر لگا دین اور سالار فیروز مع جن مسلمانوں
 کے براہ سیرھی فصیل قلعہ پر چڑھ گئے اور دوسری طرف سے شیخ منہاج الدین و سالار حاجی جمال و سید
 قتال نے دروازہ قلعہ جنوب میں داخل ہو کر دروازہ قلعہ کا کھول دیا اور سوقت ولدی امیر نظام الدین نہایت
 دلیری سے ایک جماعت لیکر داخل قلعہ ہو گیا اور کبیر اللہ اکبر بلند کی اور سوقت فقیر بھی اپنی جگہ سے اٹھ کر ایک
 جماعت مسلمانوں کے قریب قلعہ پہنچ گیا اور قبل دھاکے قلعہ کے ولدی امیر قیام الدین کو جمعیت تین ہزار
 و پیادہ حوالی کر لیں یہ خیال سے مانور کر دیا تھا کہ قنار دیار ہنگام عداوت لشکر پشخون مار بن و نیز خرم نہا
 لگ راجہ مانک چند ولدی امیر تاج الدین کو دو ہزار سوار و پیادہ دیکر عبور دیا بھیج دیا تھا کہ وہاں جا کر
 محاصرہ قلعہ مانک پور کا کریں بعد اس انتظام کے مصوران قلعہ لڑا کا یہ حال ہوا کہ بہ نیروی مجاہدان
 شہادت جی کے فتح عظیم نصیب ولباے دولت قاہرہ مسلمانوں کے ہوئی اور علیگان طعمہ تیغ خون آشام اسلام کے

ہوے اور جو زندہ بچے وہ لڑائی غلام بنے لیکن اوس بچے میں سالار حاجی جال شہید ہوئے اور حسب وصیت اولیٰ
اندھ صحن قلعہ کے مدفون ہوئے اور ولدی امیر نظام الدین مدینے پتھر سے مجروح ہوا بعد اس فتح علیہ کے قلعہ گھوڑے
ندہ و جاہر بے شمار غنیمت میں آئے از انجملہ بعض اشیائے نفیسہ سلطان زمان کو محبوب ولدی امیر نظام الدین کے
کہ وہ نسبت فرزند کی ساتھ سلطان کے رکھتا تھا بھی لکھن اور باقی قیمت مجاہدین کو علی السوئے تقسیم ہوئی
کیفیت فتح قلعہ مانپور ولدی تاج الدین مانپور میں جا کر شل قلعہ کرائے نہایت ہویشاری سے محاصرہ کیا
ہنوز نوبت دھاوے کی نہیں آئی تھی کہ راجہ مانک چند سراہم ہو کر اسی رات کو شل گیا جس قلعہ کرائے ہو یا بعد
کو معلوم ہوا کہ وہ بھی پاس راجہ جی چند بمقام بنارس چلا گیا پھر تو مسلمانوں نے نہت آسانی سے قلعہ میں دھاوہ
کر کے جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹا اور تمام شہر مانپور میں قبضہ مسلمانوں کا ہو گیا بجز ازلہ بعض مخضین مرقوم ہیں
کہ بعض فتح قلعہ امیر کبیر سید قطب الدین مدنی نے بنیال دور اندیشی سپہ سالاری ایک فوج کے سید علا الدین
اور ان کے ہمیشہ زاد سید قاسم کو بایں ہایت آگے کو روانہ فرمایا کہ اطراف و جانب لنگا جتنا دیکھتے بھالتے اور
چھوٹی چھوٹی گڑھی و کوٹ قلعہ قمع کرتے آگے چلین کہ ہنگام درود لشکر اسلام کے کوئی اٹھائے راہ میں منام
نہو چنانچہ تعمیل اس حکم کے دونوں سردار دو تین منزل آگے آگے جاتے تھے جب قریب قصبہ ہسواہ کہ جانب
ضلع فتح پور سے جانب پورب تین کوس ہی پونچھے معلوم ہوا کہ یہاں کا فرار و بطور خود سر راجہ ہنس یکے از اقربا
راجہ راتھور ہی اور یہ قصبہ آباد کردہ اسی راجہ کا ہی اور اپنے نام سے موسوم کیا ہو کمال رعوت و خود داری
بسر کرتا ہی وہ راجہ بہت سی فوج لیکر کئی کوس پیشتر ہسواہ سے آکر رزم خواہ ہوا یہاں تک معرکہ ہوا کہ دونوں
لڑتے مرنے ہوئے ہسواہ پونچھے آخر راجہ ہنس سید علا الدین کے تلوار چلی ہو ان کے ہاتھ سے مارا گیا اور اس کے ہاتھ سے شہید ہو
اور کئی قدم تن بے سر کے چل کر جاسے مدفون پر گر کر شہید ہوئے اور سید قاسم اوسکی فوج سے لڑتے ہوئے تا مقام
تھن پور گئے کہ جو ہسواہ سے ایک کوس جانب پورب ہی وہیں جان بحق تسلیم ہوئے سید علا الدین کا مزار
ایک بلندی ٹیکر کہ جو اب باسم درگاہ مشہور ہی ایک گنبد میں ہی اور اوسکے اوتر مسجد ہی بجایہ اوسن ہیئت
کذا کی کے صاف یقین ہوتا ہی کہ یہ مقام قلعہ راجہ ہنس کا تھا اور اب بقضہ مولوی سید عبدالسلام و سید عبدالغنی
کہ جکا ذکر آگے آو گیا ہی اور یہ دونوں فرار ایک حاجت رواے خلق ہیں اور اہل باطن اکتساب نسبت کلی
کرتے ہیں بجز اہل کتاب تذکرۃ السادات لکھا ہی کہ بعض فتح قلعہ جب ختم سداقات امیر کبیر سید قطب الدین
مع لشکر بمقام کٹرہ سادات کہ جو ہسواہ سے دو کوس جانب پورب ہی ہوا سواد اوسکا مطبوع و پسند خاطر
افس اسقدر ہوا کہ واسطے تعمیر چاہ و مسجد کے کہ کراست ضرب عصا کے پانی نکلا تھا حکم صادر فرمایا اور اوس
مسجد میں پانچ انیلین جو کہ مغلیہ سے ہمراہ آئی تھیں تیار و تہہ کا نصب کی گئیں اور اب زمزم منظر کرتے

چاہ میں ڈالا گیا اور کچھ احتیاط متعلقان و بیازان لشکر کو چھڑک کر مارتے ہوئے اور نسبت اوس خاک پاک کے دے دیا
خیر فرمائی بعض مؤرخین مثل سید لال محمد کے مع کرہ سادات میں یہ تحریر فرماتے ہیں نظم مقام دہلی پر خوش گئے
سوار و دلکش جنت نائے میان کافران وار گونہ زکند مدینہ شد نمونہ زہے مالی مقامے پر سادات کہ آئینا
شاہ کردہ استقامت تہہ چاہے کہ آب فیض ہر دم بہمن آید از چون چاو زمرم ہر آن مومن کہ آئین
خورد بیکار شد و مخوف از نار جہنم اس جگہ پرچہ حضرت کو تاریخ دانی میں تبحر کامل نہیں ہو وہ لڑائی چند وار
اور قنوج اور کرمان پور میں شہسکتے ہیں اور ان لڑائیوں کو ایک زمانے میں قرار نہیں دیتے اور جو لوگ ایک
ہی زمانے کی لڑائی کے مقرر ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ دو جہت سے ایک مالک راج قنوج اور دوسرا
مالک راج کرمان اور قنوج کا جی چند راٹھور کو بطور راجہ کے جانتے ہیں حالانکہ یہ شہد و محکمات قیاسی ہر کوئی
ثبوت تاریخی ان کے پاس نہیں ہے دفعہ ۲۲ کو مقرروری راجہ جی چند و مانک چند یادداشت ہندی اور
ہنسوری راجہ راٹھور موجودہ کتب خانہ راجہ مانک سے دریافت ہوا کہ ہنگام مقرروری راجگان جی چند و مانک چند
جس قدر نقد و جس از قسم زرد جو اہر اپنے ہمراہ لیا اسکے لگنے باقی کرکھا آٹھنی میں رکھ کے جاے مخوف قلعہ مانک میں
دفن کر کے چلے گئے کہ وہ مال اب تک یقیناً اندرون قلعہ موجود ہے چنانچہ اکثر حکام پیشین اوسکے تجسس میں ہر
جا بجا کھدواتے رہے لیکن کیونکہ نصیب نہواہ جنوری ششہ عیسوی کو حسب الحکم انریل آلیج ڈیویر صاحب
بہادر چیف کشر لکھنؤ مقام مشتبہ اندرون قلعہ مانک پور باہتمام و بلیو ای فارسی صاحب بہادر کئی مہینے تک
کھودا گیا مگر سوائے آثار عمارت کتبہ کے اور کوئی شے برآمد نہیں ہوئی چند فلوس کہنے برآمد ہوئے کہ جنگاؤں کے پچھلے ہو چکا ہے اور بہت
نہایت کے ہر دور راجگان مانک پور سے مقرر ہو کر بنارس گئے جب وہاں بھی فوج مسلمانوں کی پہونچ گئی تب
راجہ جی چند پخت مسلمانوں کے زہم کھا کر مر گیا لیکن راجہ انکچند نے اپنے متعلقان کے بمقام ملاقات راج کنت جا
مسکن گزین ہوا یہ علاقہ کنت جانب جنوب الہ آباد زیر دانگ کوہ بند چل جسکی سرحد راج دیوان سے ملتی ہے اور
اب بالخاصہ اضلاع الہ آباد و مرزا پور پر منقسم ہے طرح راج ریاست کی ڈالی اور جھل تراشی کر کے بدور ایام ایک
ملک زرخیز ہو گیا دفعہ ۲۲ ذکر اعقاب راجہ مانک چند راجہ مانک چند کے چار پسر صلی اول راجہ تالا دیو جو
راس نشین راجہ جی چند اپنے چچا کا تھا اس بمقام چند وار متصل اٹاودہ جنما کے کنارے پر سلطان شہاب الدین قطب الدین
ایک سے لڑکر شکست کھائی اور جانب مارواڑ و بیکانیر مقرر ہوا وہیں طرح اقامت کی ڈال کر بنیاد راج
ریاست کی قائم کی اور اب تک اوس ملک کے راجہ خود مختار ہیں اور گورنمنٹ کے دوست شمار کیے جاتے ہیں
دوسرا الہ دیو جسکی نسل میں راجگان مانداوڈا وغیرہ متعلقہ ہو گئے کھیر گڑھ ضلع الہ آباد میں اور دس روپی سکیر گڑھ
کھیر گڑھ سے جسکا سالانہ قیمتیں ہزار روپی سے کچھ زائد ہے نقد گورنمنٹ انکشاف سے نامکار پاتے ہیں علاوہ اسکے

چالیس پچاس ہزار روپے کے زمینداروں کا گھڑا ہین تیسرا چھپن دیو جسکی اولاد میں راجہ سکتیس گڈھ دیجے پور ضلع
مرزا پور میں یہ بھی مثل راجگان کبیرا گڈھ کے مالک دے گئے تھے ہین اور سرکار سے نانکار پاتے ہین چوتھا چیمپ
بھنور سلطان علاء الدین محمد سام بھام غزنی جا کر مسلمان ہو گیا وہاں سے علاقہ کھیرا منگرو متعلقہ ضلع بنارس بطور
تخت کے معاف پایادت تک وہ ریاست اوس خاندان میں رہی آخر کو سبب کثرت اولاد کے وہ راج تقسیم ہو ہو کر
بطور زمینداران مفرد کے ہو گیا ہنوز اولاد اوسکی مسلمان ہو چکے راجگان علاقہ کثرت میں بزم تہنیت و تعزیت
کی ہوتی ہو تب وہ لوگ بھی برادرانہ اگر شریک ہوتے ہین باقی حال بہمد سلطنت سلطان سکندر لودی مشر و جا
محمود ہو گا دفعہ ۲۶ بجوالہ تذکرہ السادات امیر کبیر سید قطب الدین نے قلعہ کڑوا ناکیپور کا سخت محاصرہ کیا ہنوز
فتح قلعہ کی نہ پونہمی تھی کہ اوس اثنا میں سلطان قطب الدین ایک کہ مرید و معتقد امیر مدوح کا تھا اور بطور
مہم اودھ کے مصروف تھا باصناف اس خبر کے سبب تمام اگر شریک جنگ قلعہ کڑوا ناکیپور کا ہوا اور چند روز
میں قلعہ کوہ تمثال کو ساتھ ملا دلاوران فیروزی لوہا کے برباد و سمار کر کے مفتوح کیا اور جو اتان ظفر توہان
سادت خوی شہادت جوئی کو کہ شربت شہادت چکھتے گئے تھے دفن کیا اور حکومت اوس دیار کی ساتھ جہا
لازمان قطب الاقطاب امیر کبیر کے تفویض کر کے خود بطرف بنگالہ کوچ کر گیا اور العسٹن صاحب بھی بتایا
اسکے اپنی کتاب تاریخ ہندوستان صفحہ ۵۶۵ میں یہ فرماتے ہین کہ جو مشکین بے جورد ریاسے گنگ پیش تھیں
وہ بہت دنوں سے رخ ہو گئی تھیں اوس زمانے میں محمد بختیار خلجی بھی قطب الدین کی خدمت میں حاضر ہوا
اودھ اور بہار کے کچھ شمالی حصوں کو فتح کر چکا تھا جب بہان سے اپنی فوج کو واپس گیا تو بہار کے باقی
حصوں اور بنگالہ کو فتح کیا جب فوج فتح لکھنؤ کی قلعہ بکھڑا کر کی پونہمی تو تمام بنگالے پر قبضہ و سکا ہو گیا انتہی کلا
ہنوز مہم کڑوا ناکیپور اودھ و بہار کی سرزمین ہوئی تھی کہ بادشاہ خوارزم شہ جو قیونکی حکومت کو خاک میں ملا کر
درمیان ایشیا کے سلطنت قائم کر چکا تھا اور اپنی شان و شوکت کو بڑھا رہا تھا اور سلاطین غوریونکا ہمسر حسین
بن بیتھاتھا بائندراک اسکے سلطان شہاب الدین بہت سی فوج لیکر اوسپر چڑھ گیا جب نواح ملک طوس
وسیرا میں پونہما وہان پر خبر وفات سلطان غیاث الدین اپنے بھائی کی سند فوراً بامید تخت نشینی غزنی کو
مراجعت فرمائی ۵۹۹ھ ہجری مطابق ۱۲۰۷ء عیسوی میں غزنی پہونچا بجائے اپنے بھائی کے تخت نشین
ہوا ذکر وفات سلطان شہاب الدین دفعہ ۲۵ بعد تخت نشینی کے بادشاہ نے مغربی صوبوں کی جانب پہ
کوچ کیا اور واسطے لڑائی بادشاہ خوارزم کے دوبارہ اہتمام پھاری فوج کا کر رہا تھا اوسی اہتمام میں بھٹانیکا
کنارے دریاے اہم نرمل دائرہ اجلال ہوا ایک روز نظر تفرج طبع کنارے دریاے اہم کے خیرہ کھڑا کر کے
شب باش ہوا نصرت شب کو چند اوباش جنگے عزیز و اقارب بیکم بادشاہ قتل ہوئے تھے دریا تیر کے نیچے میں

ذکر وفات سلطان شہاب الدین

شہنشاہ کے اور تلواروں سے بادشاہ کو شہید کیا تاریخ وفات بجا الہ طبقات ناصری جلد دوم صفحہ ۱۲۲۔
 غوث شہنشاہ شہنشاہی سلطان ۱۲۔ اربع شہنشاہ صیوسی ذکر اعقاب سلطان شہاب الدین اس
 بادشاہ کے بہت سے غلام تھے بجز ان کے سلطان قطب الدین ایک و سلطان تلج الدین پدزد و سلطان
 ناصر الدین قباہ و سلطان شمس الدین التمش چاروں مرتبہ سلطنت کو پہنچے دفعہ ۲۶ بجا الہ صفحہ ۹۰ تاریخ التمش
 جس قدر فتوحات ہندوستان میں شہاب الدین کو حاصل ہوئے وہ سلطان محمود کے فتوحات سے بہت زیادہ
 ہیں اگر وہ چندے اور زندہ رہتا تو فتوحات اس کے ملک ایران میں مثل ہندوستان کے ہو جاتے اگرچہ
 شہاب الدین نہایت مردانہ تھا لیکن اوس میں اور محمود دین اس قدر فرق تھا کہ مثل محمود کے یاقوت و ہشتنگ
 نہ لکھتا تھا اس لیے کہ محمود جیسا بہادر اور فیروز مند تھا دیسا ہی تماش و جسب س کا پورا تھا اور جس قدر کہ انکس
 فوج کشی و فتوحات پر تھا دیسا ہی فضل و ہنر کی ترقی پر بھی اہل تھا اس باعث سے آج تک محمود ایشیا میں
 مشہور ہے اور شہاب الدین سے وہیں تک لوگ واقف ہوئے جہاننگ اسکی حکومت ہوئی دفعہ ۲
 ذکر سلطنت سلطان قطب الدین ایک بجا الہ طبقات ناصری جلد دوم صفحہ ۱۳ الفایت ۴۱ یہ بادشاہ
 کریم و رحیم و مردانہ و فزیرا دیسا تھا کہ اپنا نامی آپ ہی تھا چنانچہ اسکی رح میں بہار الدین اوشی یہ فرماتے ہیں
 رباعی امی بخشش تو لکھ بھان آوردہ کا نرا کف تو کار بجان آوردہ کا نرا شک کف تو خن گرفتہ دل کان
 بس لعل بہانہ در میان آوردہ کا نقل ہے کہ سلطان قطب الدین کو ترکستان سے پہلے خیابور میں لائے
 قاضی القضاۃ فی الدین عبدالعزیز نسل امام ابو حنیفہ کو فی وہلکے حاکم تھے انھوں نے خریدا بعد تعلیم قرآن و سوانح
 و تیر اندازی کے سودا گروں کے ہاتھ بیچ ڈالا اونسے سلطان شہاب الدین سام نے خریدا اگرچہ قطب الدین باجہا
 حمیدہ و آغا گزیدہ موصوف تھا لیکن بظاہر شکیل و حسین تھا اور چمکلا اس کے ہاتھ کے شکستہ تھے اس واسطے اسکو
 نیربان ترکی ایک بینی مثل تھے نقل ہے کہ ایک شہب کو سلطان نے بزم نشاط کی ترتیب دیکر ہر ایک غلام کو
 از قسم نقد و جنس انعام عطا فرمایا جب قطب الدین بعد برخواست کے باہر آیا تمام انعام عطیہ سلطانی کو ترکان
 پردہ و دلاان و فراشان و دیگر کارداران کو بخش دیا کوئی شیخیل یا کثیر اپنے واسطے نہیں رکھی جب اسکی خبر بادشاہ
 کو ہوئی تب سے زیادہ اوروں سے مورد عنایت و خصوصیت سلطانی ہو کے بعد ہر شہنشاہی امور جو انھوں سے
 عرصے میں امیر آخر کا ہو گیا چمکہ سردار پایگاہ غلجی کا تھا اکیروز باہتمام گھانس باہر گیا ناگاہ بہت سواران
 سلطان غزنی گرفتار ہو کر مقید ہوا جب فیما بین سلاطین غور و غزنی کے لڑائی ہوئی اور سلطان غزنی منہم ہوا
 اوسوقت قطب الدین کو بندگان سلطانی بمشیت قیدی سے تھخہ بند آہنی اونٹ پر بٹھلا کے بجز سلطان شہاب الدین
 لائے بادشاہ اسکو مورد عنایات خسروانی فرما کے اپنے ہمراہ غزنی لایا اور حکومت کہرام کی اس کے سپرد کی

بعد اسکے جب ہندوستان فتح ہوا تو میرٹھ کا حاکم کیا سنہ ۹۳۵ ہجری مطابق ۱۵۲۳ء عیسوی میں ہر اول لشکر
 سلطان غازی کا ہو کر باستان سالار غازی الدین حسین خرمیل بمقام چند وارث پسر راجہ جو چند کو شکست دی اور ۵۹۱
 ہجری مطابق ۱۱۹۳ء عیسوی میں نروالہ گیا اور راسے بہیم دیو کو مار کر انتقام سلطان کا اوس طائفے سے لیا
 اور نیز دیگر ملکہ ہندوستان کو تاسر حد ملک چین کے فتح کیا جب سلطان شہاب الدین شہید ہوا بجائے اسکے
 اوسکا برادر زادہ سلطان غیاث الدین محمود بادشاہ ہوا تو اوسنے قطب الدین کو چتر عطا فرما کے لقب سلطانی دیا
 ۶۰۲ ہجری مطابق ۱۲۰۵ء عیسوی میں دہلی سے لاہور گیا اور بروز شنبہ اٹھارویں ماہ ذیقعدہ ۶۰۲
 ہجری مطابق ۱۲۰۵ء عیسوی میں تخت سلطنت لاہور پر جلوس فرمایا کہ اس میں سلطان تاج الدین یلدر سے
 بابت سلطنت لاہور کے لڑائی ہوئی لیکن سلطان قطب الدین مظفر و منصور و تاج الدین یلدر منہزم ہوا بعد اسکے
 قطب الدین نے غزنی پر بھی قبضہ کیا اور چالیس روز وہاں کی فرازدائی کی کہ کسے طرف ہندوستان کے منصرف ہوا
 ایک روز سواری گھوڑا چوگان بازی کر رہا تھا کہ گھوڑا اوسکا الف ہو کر اڑا گیا کابوس نہیں اُسکے سینہ مبارک پر گیا کہ
 اس میں جان بحق تسلیم ہوا تاریخ وفات سنہ ۶۰۲ ہجری مطابق ۱۲۱۱ء عیسوی ہی آیام امارت فتح دہلی سے
 تا آغا ز وقت سریر آرائے سلطنت سولہ برس و آیام سلطنت عطاے چتر و اجراء سکھ و خطبہ سے تا وقت رحلت
 کچھ کم چار برس تمام حوال خیر آل امیر کبیر سید قطب الدین مدنی بجا الہافوظ سید حامد بخاری السندھی قسیدہ
 عم زادہ حضرت غوث الثقلین یکے از خلفائے شیخ نجیب الدین سہروردی و بقولے از خلفائے نجم الدین کبریٰ
 باسند عامے سلطان قطب الدین ایک کہ یکے از مریدان ایشان بود بطرف دہلی آمدہ در جہاد کفار ان ممد و
 معاون ابو بدہ سہی و کوشش بسیار می نمود و بر قتل کفار ان و رونق اسلام سعی بلیغ میکرد و در آیام سلطنت سلطان
 ناصر الدین بن شمس الدین التمش مدبدہ ذکر اوفات یافت زیارت گاہ اودا و لادش در ہونجاست قبرش حاجت روا
 خلق و اولادش صاحب حال و دلق ست نم کلامہ عبارت عربی بجا کہ کتاب بحر الانساب السید قطب الدین
 محمد لا محسن احمینی سید کبیر عالم متبحر بر فقیہ ولی فائق فی وقتہ نامہ تجتہد فی الخیرات الطاعات مجاہد فی سبیل اللہ و عا و السلام
 و یعاون الصالحین و کان فی النفری مع والدہ السید الاجل الذی کان ابا ما و عالمًا و صالحا مہدی تجتہد فی الخیرات
 و النصائح صحبہ العارفون و الکاملون و العالمون السید رشید الدین احمد العلومی احمینی برداشت
 مضبیہ ولد فی سنہ ثمان و عشرين و خمس مائہ و مضی فی ثمان ہست مائہ و ہاش ثمانین ستہ و کان فی رفاقتہ ثمان
 و عشرين و سب مائہ رجال کلم عالمون و الزابہ و ن و استشهد فی واقعة المنفل ہواستشهد منہم الرفقاء مع ثمان و عشرين
 رجال فی الوقعة المذكورة فان قتل السید کبیر قطب الدین محمد احمینی الہ ہندہ جا فی الدہلی مع جماعة و تزوج
 ہناک ولد منہ ثلثہ بنین السید نظام الدین و السید قوام الدین محمود و السید تاج الدین

وكان سلطان قطب الدين ايبك في وقته وكان الشيخ جلال الدين التبريزي شيخ قطب الدين بن اختيار الحكاكي بموافقة السيد
 الكبير قطب الدين محمد الغزنوي وكانوا مصاحبين في الدبلي فاستقر الشيخ البخاري في الدبلي وزيارته هناك وانتقل
 الشيخ التبريزي الى الكسوتى وانتقل السيد قطب الدين محمد الى خبطة كراي افواج واولاده ونسايه وعترته ۱۰ سنة
 الاوسط قوام الدين وابنه الاصغر تاج الدين فان قوام الدين قدس الله سره ما اقام هناك ورجع الى الدبلي فزار
 هناك كما سيأتي ذكره انشا الله السيد تاج الدين اخذ منصب قضاء خبطة بدايون وسكن فيه وزيارته هناك مشهور
 بسراج السديد وساراه الله الاية قطب الدين محمد الحسيني رحمه الله في الكراي استقر وافيه واشتهر في العم والزمه
 وقتلو الكفرة وتزليو الناس الفرو الضلالة واخذوا سواد خبطة كراي قدرة تصرفه وجاهه من السيد قطب الدين محمد الحسيني الاثري
 ولد في سنة احدى ثمانين وخمسماية ومانش سنة وتسعين سنة وفات بها في سنة ثمانين وخمسماية في تاريخ الثالث
 من شهر رمضان المبارك في بلدة كراي وقدره مشهور هناك واليد قوام الدين بن محمد وابنه الاوسط الذي اقام في
 الدبلي وهو امام عالم عال متدين قطب السادات في قضاة السادات والسادات سيد علماء الدين الحلي بوري لما نقل السيد قطب الدين
 من الدبلي الى خبطة كراي جماعة استقر السيد قوام الدين بن محمد وابنه الاوسط في الدبلي اقام فيه كانت ابنته السلطان شمس الدين تمش ساهة بفترة
 بفترة وقته وخدمته ومن تلاميذه السيد كراي الدين بن سيد نظام الدين بن قطب الدين محمد الحسيني كان سيد السادات علماء الدين الحلي بوري ترك به
 وايضا كان السيد قوام الدين بن سيد قطب الدين بن محمد الحسيني في سنة سبع وعشرين سنة من ثمانين سنة
 ثلاثا وثمانين سنة ومضى في عشرين سنة واصل علم بالاصواب ذكر انساب بوري بحواله كتاب تذكرة السادات
 هو شيخ قطب الدين محمد الحسيني بن سيد رشيد الدين احمد غزنوي بن سيد يوسف بن سيد عيسى بن الحسن بن الحسين بن الحسين
 بن ابو جعفر بن قاسم بن عبد الله بن الحسن بن سيد كوفه بن محمد الاصغر الثاني بن عبد الله الاشتهر كابل بن محمد الحنف
 الكري بن عبد الله الحنف بن الحسن الثاني بن امام الحسن السبط محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم بانك وصحت نسب قطب
 العارفين ورئيس الواصلين سيد قطب الدين محمد الحسيني والحسيني از تاريخ ثقات تواتر بوسه چنانچه مقرب حضرت
 رباني مير سيد علي هماني قدس الله سره الغريز در عمدة الطالب ميگويد که دوازده سادات صحيح النسب اند که از
 ولايت هند آمده اند و هو مير سيد غاد الدين بنغداوي ومير سيد جلال الدين كراي ومير سيد محمد بنعلي ومير سيد قطب الدين
 كراوي ومير سيد غزير الدين بلاسي ومير سيد علاء الدين جوي بوري ومير سيد مبارک غزنوي ومير سيد سالار جيتي ومير سيد
 چا ساكن دلي ومير سيد محمد ساكن خاص حوض ومير سيد محمد بهرامجي ومير سيد علي ساكن ملتان تم كلامه بحواله كتاب
 فتح الانساب مير سيد قطب الدين هم جبر جنت غوث الثقلين قطب رباني اند پرايشان مير سيد احمد و حضرت
 غوث الاعظم عمزاده جيتي اند هميشه و حضرت محبوب سبحاني بمات به مير سيد احمد منسوب بودند از ايشان مير
 سيد قطب الدين ماني پيداشدند و ايشان از ادني براسه اين ميگويند که حضرت مير سيد احمد مع قليل و نسايه

حج بیت المقدس رفتہ ہوئے بعد ادا سے مناسک حج بطرف مدینہ رفتہ برای زیارت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم والدہ
ایشان حاملہ ہوئے وقتیکہ میر سید احمد در مدینہ رسیدند بعد از دو چار روز ولادت حضرت قطب الدین ستار سبک
آن مدنی یگویند و ایشان مرید شیخ نجم الدین کبریٰ بودند اول بار ولادت و عقیدت بخدمت محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ
آمد مرید شد نزدیک صاحب از حضرت محبوب سبحانی مانند حضرت محبوب سبحانی بار بار بقاریہند و ایشان چند مدت در صحبت شیخ
ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی بودند آخر الام تسکین اتم از حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ فردوسی حاصل کردند
خرقہ خلافت فردوس و سہروردی ایشان حاصل کردند بعضی یگویند کہ بعد رحلت حضرت محبوب سبحانی در خدمت
میر سید عبدالرزاق کہ پسر حضرت غوث الاعظم بودند تربیت یافتہ بسیار صاحب کمال و عارف با خدا بودند چنانچہ
قبر ایشان محکم است اولاد ایشان در کرا و نواحی کراہستند سادات نجیب حسنی ایشانی برای ابن یگویند کہ جد
ایشان عبدالصمد المحض از بطن فاطمہ صغریہ بنت امام حسین علیہ السلام بودند و حضرت فاطمہ صغریہ محسن شنی بن امام
حسن علیہ السلام منسوب بودند نقل است کہ ہر کہہ در گاہ ایشان بارادت و عقیدت رود بطلب خود درسد و دیگر
کراستہاے ایشان بسیار اند تا بیخ ولادت و وفات امیر کبیر سید قطب الدین ولادت ششم ہجری
مطابق ۶۵۰ شمسی تاریخ وفات ۳-۱۰۰۰ رمضان المبارک ششم ہجری مطابق ۱۲۰۰ شمسی بہمد سلطنت
آرام شاہ بن سلطان قطب الدین ایک سجوا الہجرا لانساب تاریخ ولادت ششم ہجری مطابق ۱۲۰۰ شمسی
تاریخ وفات سوم ۱۰۰۰ رمضان المبارک ۶۵۰ شمسی ہجری مطابق ۱۲۰۰ شمسی بہمد سلطنت سلطان ناصر الدین محمود
بن شمس الدین التمش مزار شریف جانب چہم قبر سید نظام الدین ولد اکبر کی زیر چہتری سنگین ایک احاطہ خیمہ بین
واقع ہوا و وہ اراضی در گاہ موصوف کہ حلقہ موضع سلطان پور ہم سنو انہ سدا و قصبہ کرا خاص کی ہوا علاوہ
عس کے ایک میلہ عورات عقیقہ کا چیت میں چند جہرات تک سالانہ ہوا کرتا ہوا جس عورت کے کپڑے پر پھل
بھیڑ کا جو در گاہ میں واقع ہوا خود گزرتا ہوا تو بیکرت اوس پھل کے بانجھ عورت صاحب اولاد ہوتی ہوا و یہ
درخت بھیڑ کا اوسی بھیڑے کی اصل سے ہوا کہ جس بھیڑے کے کھانے سے بکراست امیر صاحب مدوح کے
جھگی گنگا بارگہ راجہ جو چند خود حامل ہوا تھا اور بعد انقضای ایام نومینے کے جب پیٹ اوسکا چاک کیا گیا تو
فرزند زینہ زندہ پیدا ہوا اور جگی مذکور بعد قبول دین اسلام اوسے صدے سے مر گیا قبر اوسکی حسب روایت
اوسکے زیر تابان در گاہ شریف ہو و غصہ ۲۸ ذکر عقاب ہمراہیان امیر کبیر سید قطب الدین ہونے
قلم کرا نامک پور و تسلط قرار دہی کی امیر صاحب مدوح نے ہر ایک ہمراہیان مجاہدین کو طلب کر کے یہ
ارشاد فرمایا کہ فقیر کی حیات و ممات دونوں حسب حکم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کرا گیا گی
تم لوگوں کو اجازت انصاف و امن کی بخوشی دیتا ہوں سبحان نے الناس کیا کہ ہماری بھی حیات و ممات وابستہ

دامن دولت حضور ہر ایک کو حسب خواہش اسکے جائے مقول واسطے قیام کے عطا ہوئی فکر سید
 احسن ہر اول لشکر بن سید محمد بن سید فخر الدین بن سید محسن بن سید محمد بن سید احمد بن سید صدر الدین بن سید
 نظام الدین بن سید ابو الفتح بن سید ابو القاسم بن سید جمال الدین بن سید حسین بن حضرت امام موسیٰ علیٰ رضا
 علیہ السلام ساکن ہانس کہ منجھو قریات خراسان سے جو ہنگام عزیمت امیر کبیر سید قطب الدین بزمردہ اراکھند
 ہر اول لشکر ہوئی بعد فتح موضع قلندر پور بھی ساکن ٹپسہ لکھے دوپہر اول سید حسن دوم سید ابو المعروف سید چانم
 جب کثرت اولاد و دون بھائی ہوئی تو یہ سید قطب ہانس چاند موسوم ہوئے سید حسن کے بیٹے سید مرتضیٰ
 اسکے سید محسن اسکے سید علاء الدین اسکے سید حسن ثانی اسکے دوپہر سید فیض الدین سید فضل الدین سید فیض الدین
 اپنے نصیب کی یاد دہی سے بزمردہ امرا یان دارا شہدہ مہین پر شاہجہان کے درآئے اسوقت موضع چودپور
 ملحق کر اخذ کر کے بنام خود گنج آباد کیا اس عرصہ میں راجہ پرتاپ گھڑا راجہ جاب ضلع ہوا شاہ سے باغی ہوا یہ سید
 بغرض اتصال اسکے منہ بن ہوئے ہنگام محاصرہ شلہ ہجری میں ضرب گولی سے شہید ہوئے اسکے چلے
 زادہ محمد نے لاش اوکھی فیض آباد میں دفن کر کے ایک چھوٹا سا مقبرہ بنوایا بعد اسکے اسکے برادر خرد سید فضل الدین
 بجائے اسکے تھہر ہوئے اور مغلوں نے برادر خرد خندوی شہزادہ دارا شکوہ بہ تبدیل اسم فیض آباد نام گنج کا
 دارا گھر لکھا اس مسئلہ میں انکو یہ موضع معاف ہوا اسکے پسر دینی بن اسکے سید اجی اسکے سید جمال علی عرف
 بکان یہ براہ تفریقہ اسے برادری کے مالک آتھ آنے کے تھے جب ہاتھ ماری سے سلخ ماہ دوم شلہ ہجری میں
 بعد نواب آصف الدولہ بہادر بیگانہ مارے گئے اسکے عوض میں نصف موضع دارا گرضبط کر کے سید بند علی
 اسکے پسر کو منجانب نواب مروجہ ذکر خریدنا میں دیا گیا اسکے سید فضل علی یہ شلہ ہجری میں بیمار تھہر ہیضہ
 اس جہان سے گذر کر بقلم ضلع صاحب گنج مدفون ہوئے اسکے اولاد حسب تفصیل ذیل ہو تیرہ جعفر علی مفقود
 میر باقر علی موجود تیرہ رضامن علی تیرہ فضل الدین تیرہ صابر علی تیرہ ساجد علی تیرہ دایلی پسران مسعود دولت
 مسعود نجیب النساء دختران اولاد سید چاند سے بہ کو میان مانگپور و سید نواب علی و سید عابد علی وغیرہ باز پور
 و رسو پور میں ہیں تفصیل اوکھی باعث تطویل ہو ذکر سید یوسف قتال موضع اور نبی پرگنہ کرا مقیم ہوئے اب تک
 اولاد پسر و دختر و کئی ان موجود ہیں اولاد پسر سے میر بیخ علی ہیں ذکر سید محمد غوث عرف گوسا میں موضع
 موسیٰ پرگنہ مکاری ضلع الہ آباد میں طرح اقامت کی ڈالی میر تصور علی وغیرہ اوکھی اولاد میں اب موجود ہیں ذکر
 محمد دوم شیخ منہاج الدین موضع کشتوا عرف تیرگاؤں پرگنہ کرا میں ساکن ہوئے سلسلہ نسب او کا حضرت
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تک منتهی ہوتا ہے صحت نسب میں اسکے کوئی شک نہیں ہو عابقا و صلت مصاہرت
 اسکے خاندان اما جد جواسی رہے بالفعل مملکت کو اسکی تصدیق نسبت ہر ایک کے نہیں ہو ذکر سید فخر الدین

نائب ملک ضلع الہ آباد

امیر ضلع الہ آباد

موسیٰ فیض الہ آباد

جد مولانا محمد و مضاہ الدین ہوض کساری پر گئے کراست اذانت ہوئے چونکہ مولانا مضاہ الدین بے سلاطین
امیر کبیر سید قطب الدین کے خلیفہ و مرید تھے بوجہ رشد و ارشاد و تنظیم او کو شیخ کہنے لگے اب او کی اولاد میں غلام
مصطفیٰ ولد میان عبدالرزاق جی قائم ہیں مگر موضع کساری بھلت قرضہ غلام ہو گیا اور موتی لعل نے خرید کیا ذکر
سالار حاجی جمال موضع دولت پور کسار پر گئے مگر امین مسکن گزین ہوئے بہت سے گھر او کی اولاد کے وہاں
موجود ہیں وصلت و مصاہرت او کی زمینداران موضع بری پر گئے بہار ضلع پرتا گڑھ سے ہو کر شیخ چندان
قوم افغان حملہ کاغذیان نملات کڑا خاص بن آباد ہوئے جو او کی اعقاب اس محلہ میں رہتے ہیں بلقب
کاغذی اور جو بھلا قاضی ٹولہ اند بازار کڑا ساکن ہوئے وہ بلقب کنگری مشہور ہوئے اور اس وقت تک یہ
دونوں پیشواؤں کی اولاد میں جاری و ساری ہیں غلام رسول خان و مورخان او کے پیشوا کنگری کرتے رہے
و نظیر محمد عرف جہود منو خان سے اپنی قوم کے ایک کاغذ بنا کر بچا کرتے ہیں جو الہ ظہور قطبی شیخ چندان افغان
تیر اندازی میں ضرب اشل تھے تیر و کمان بوجہ شوق ایسے عمدہ بٹاتے تھے کہ اکثر اس عصر کے لوگ بفرمایش
دوستانہ بنوایا کرتے تھے آخر کو یہ پیشواؤں کا موروثی ہو گیا اور وصلت و مصاہرت سابقاً ساکنان موضع دولت پور
کسار سے زیادہ ہوتے رہے مگر کسی کتاب میں سلسلہ انساب او نکا نہیں ملا کتاب ظہور قطبی میں قریباً او کی
قوم افغان سکناے حوالی کابل مندرج ہو اور بندوبست حال سے قوم کاغذیان کو ذکر کی اراضی تمام کاغذی محلہ
کی بہستحاق ملکیت و قبضہ داری کی حاصل ہوئی ذکر محمد و مضاہ قاضی شیخ شہاب الدین عمری اول
ساکن کڑا رہے مگر بعد موضع کنار کہ جواب بلقب ہاشم پور کنار پر گئے پچا ل میں ہو بود باش اختیار کی شیخ
کبیر و بالفعل اس وقت سے وہاں موجود ہیں و شیخ رفیع الدین ہوض عمری متصل موضع کھیتوہ پر گئے پچا ل
اوسی نسل سے ایک موجود ہیں ذکر سید احمد و الدماجد مولانا خواجگی صاحب اول ساکن کڑا حاضر
نئے آخر آخر کو اولاد او کی نے موضع ملسوب ہنسی پر گئے کراری میں طح زمینداری و اقامت کی ڈالی مولانا
شمس الدین المعروف مولانا خواجگی صاحب خلف الرشید سید احمد صاحب موصوف بڑے عالم و زاہد
متقی اہل باطن و صاحب ارشاد اس خاندان میں پیدا ہوئے بہ تصدیق اسکے بعینہ عبارت کتاب
نیج الانساب کی یہ ہو کہ حضرت میر سید محمد و مولانا خواجگی صاحب کہ قبوا در کراست بسیار بزرگ صاحب
کمال از خلفائے سید علاء الدین جہپوری اند حضرت ابو جعفر امیر باد بہراچی و حضرت محمد مذکور ہم تاش خواجہ
یزد و دواہن ہر دو بزرگان خلیفہ کمال حضرت میر سید علاء الدین جہپوری اند حضرت محمد و مولانا خواجگی
صاحب بد صبح النسب اند چنانچہ ہرگز کو اسایشان میر سید شمس الدین عریض کہ قبوا در لغتان است بلکہ
پر صحبت میر سید شمس الدین حضرت محمد سید شہان جو نوی بودند و میر سید علاء الدین جہپوری خلیفہ و

کساری ضلع الزباد

محلہ کاغذیان نملات کڑا ضلع الزباد

موضع ہاشم پور کنار ضلع الزباد

مرید سید قوام الدین بن سید امیر قطب الدین اندو تم کلام فرار و در گاہ لب دریا سے گنگ ایک بلند ٹیکرے پر واقع کبرے گھاٹ اندرون سواد قصبہ کرازیارنگہ حنائی ہو اور اوپر فرار شریف کے یہ قطعہ طبع زاد مولانا صاحب ممدوح مرقوم ہو قطعہ برائے خدائے عزیزان من و نوید برگزین من بن سخن کہ چون خواجگی درت خاک شد و نگوشد کہ خس کم جهان پاک شد و مشہور فقرا یہ ہو کہ جو کوئی اہل نسبت او کی زیارت کو جاتا ہو نسبت انکے چالیس قدم آگے زائیکے پیٹوالی کرتے ہی اونکی اولاد میں میرا آئی بخش عرف بکان بیان وغیرہ ساکنان بہادر پر مع اپنی قوم کے اہل اعتبار سے ہر خاندان سید محمد غوث الملقب سید جو کا از دی حسب نسب کے مثل آفتاب کے روشن ہو سید محمد غوث الملقب سید محمد بن سید فتح محمد بن سید عبد الغنی بن سید محمد زائد بن سید محمد اسحاق بندگی بن سید ابراہیم بن سید بھیک بن سید محمد محمد بن سید الدین بن سید احمد بن سید شمس الدین متانی بن سید صلاح الدین بن سید اسلام الدین عریضی بن سید مومن شاہ بن سید خالد بن سید محمد الدین بن سید محمد بن سید محمد بن سید احمد ہادی بن سید مختصر تصدیق بن سید عبد الباقی بن سید خالد بن سید غالب الدین بن سید احمد مختصر اسماعیل ثانی بن سید امام الدین بن سید محمد بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام بن امام باقر علیہ السلام بن امام زین العابدین علیہ السلام بن امام حسین علیہ السلام بن امام علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اولاد پیری اونکی سید منظر حسام بن سید فتح الدین میر سید جو نواسہ شاہ سید منظر علی بن قلی بن مہمولات کرا اولاد و ختمی سید جو شاہ ابوالقاسم و مولوی سید سراج الدین کہ ان دونوں کے پسر مولوی سید عبد السلام و سید عبد الغفری ساکنان درگاہ منعمات قصبہ ہسود ضلع فتح پور میں کہ چکاتذکرہ نسب پیری آگے بیان ہو گا اور اولاد پیری مولانا ہو گی صاحب قس سرہ کی موضع بہادر پر گئے کرا میں ہوا زانجام سید شاہ رکن الدین ساکن و میر غصبا نہ منعمات کرا ہیں کہ باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ مرید و خلیفہ تابعین جو اپنے باپ دادا کے ہیں شجرہ انساب لانا خواجگی مؤلف کو دینا کما تھا مگر پھر موقع اونسے لینے کا نکلا اور میرا آئی بخش عرف بکان بیان ساکن و میں مسئلہ باراد شہر کرا کی نہایت تقویٰ کے ساتھ ہیں درگاہ مولانا خواجگی صاحب کی بسبب تادی ایام اکثر جایا سے شکستہ ہو گئی تھی او سکی شکست و ریخت سید شاہ رکن الدین احمد نے بہت خوبی کے ساتھ کرا دی اصل مرکز ان سب حضرات کا موضع بہادر پور ہو ذکر مخدوم شیخ ضیاء الدین زائد و مفسر اولاد اونکی موضع لکھنؤ پر گئے کرا ضلع فتح پور میں ساکن ہوئے اونہیں سے دہری میان سابق میں زندہ تھے اب معلوم ہوا کہ وہ بھی مر گئے تحقیق نہیں ہو کہ اونکے فرزند و ہمین کوئی ہی یا نہیں ذکر مخدوم شیخ حسام الدین غوری متصل بغیرہ امیر کبر قبر اونکی ہو شیخ زادگان موضع نرور عباس پر گئے بہا بل انہیں کی نسل سے ہیں اور اس وقت تک وصلت و مصاہرت خاندان مابعد سے کرتے ہیں ذکر مخدوم شیخ بڑا انصاری کٹے خاص میں آباد

تاریخ تحصیل لکھنؤ و ضلع آٹارہ
تاریخ تحصیل لکھنؤ و ضلع آٹارہ

ہوے اور وہ محلہ باسم انصاری مشہور اب او نہیں سے کوئی نہیں ہو ذکر مخدوم شیخ بہاء الدین سالار
 یہ شیخ عثمانی بن موضع مید سرادان پر گنہ چایل ضلع الہ آباد میں طرح اقامت کی ڈالی اب او کی اعتبار میں
 مولوی شیخ شیر علی وکیل و مخدوم شیخ عماد الدین ولد امام علی و شیخ منور علی ولد دانش علی شیخ محمد الدین حسین
 بن غلام محی الدین و شیخ ہدایت علی ولد فرخ علی و مولوی فتح الدین ولد علی بخش و ان موجود ہیں گریہ لوگ
 اپنے حال سے ایسے خبر تھے کہ او کو اپنی اصلیت نہ معلوم تھی مولف نے تحقیقات کر کے ہسا او کے دج
 کیے گرافسوس پشت نامہ او کا خلاطہارت نسب میں او کے کچھ شک نہیں ہو ذکر قاضی احمد محاسب یہ بھی
 شیخ عثمانی بن فرزندان او کے و قفا و قفا منصب احتساب پر مامور رہے اور آخر آخر کو منصب دار عہدہ
 فضا کے ہوئے اور بہت کچھ او کو اقتدار دینا وی حاصل ہوا خصوصاً بہد سلطنت خاندان طیموریہ کے
 بڑے بڑے منصب حاصل کیے اور بہت سے دیہات مسافری بطور جاگیر اور التعمد کے شاہان دہلی سے
 پائے پناہ پر شیخ صدر جہان و شیخ بدر جہان عرف بہور افسران قاضی شاہ محمد ابن قاضی شمس الدین اس
 خاندان میں علم فضل میں شاہیر روزگار سے ہوئے اور بنام خاندان مخدوم شاہ حسام الدین انکی پوری
 قدس سرہ کے نامی اس خاندان نے سلسلہ نبوت حاصل کیا اور بنظر حسن حقیقت موضع انہاسے بزرگ کوڑا
 بہ سابق میں رہے وہ موضع بہیر تہستان اچھوند صاحب پیرا وہ کرنا کے تھا اور انھوں نے بشمون اور دیہات
 کے اسکو اپنے نام مساف کرایا او سکود واسطے مرست درگاہ و مصارف عرس حضرت مخدوم شاہ حسام الدین
 کی نذر کیا لیکن جس خاندان میں یہ لوگ مرید تھے او کی اولاد دختر میمن صاحبان پانی گلی تھی وہ لوگ
 قابض ہوئے سلسلہ عیسوی میں یہ موضع ضبط ہو کر خالصہ ہو گیا اور دالان جانب پچھ درگاہ شریف کا
 بنوایا ہوا انھیں قاضی شمس الدین مدوح الذکر کا ہوا اور اولاد قاضی صاحب سے بالفعل شیخ محمد حسن
 عرف کلن بیان اور حافظ علی حسن و شیخ ابوالحسن و شیخ الہی بخش و سراج الدین وغیرہ وغیرہ برادران عزیز
 نہایت غلت و عزت سے ہیں اور انکی طہارت نسب میں اب تک کوئی شک و شبہ نہیں ہوا اور صلت مصاف
 ان لوگوں کے ساتھ خاندان جوار کے ہوا کرتی ہوا اور دوسری تفریق میں شیخ فتح الدین ہیں لیکن اب
 وہ مسافیات خالصہ ہو کر تفریق داری ہو گئی ہو اور کچھ اولاد شیخ احمد محاسب کی موضع مذکور پر گنہ لاری سکون ہیں
 تھے چنانچہ او نہیں سے شیخ احسن الدین و شیخ محمد و شیخ ظہور الدین تامل اللہ ہجری اوس موضع میں تھے
 مگر عرصہ سے وہ ان سے منتقل ہو کر بعضے شہر لڑا و موضع رشید میمن میں مثل شیخ محمد علی و مسکن بیان وغیرہ
 کے مسکن گزین ہیں باقی اسامیان ہما بیان نے اعتقاد کا ذکر بوجہ تطویل کتاب نہیں لکھا گیا دفعہ ۲۹
 ذکر قوم دام غایان ماکہ پر دام خان مضافات ملک غور میں ایک شہر ہے جو البعبارت صفحہ ۲۹

ذکر اولاد قاضی احمد محاسب صاحب ضلع الہ آباد

ذکر غایان ماکہ پر دام خان

تاریخ الغزنویہ میں اوس ملک کے قوم افغان ہیں اور جو الکتاب بلقات ناصر الدین غیاث الدین تاراں اور
 بعد انتقال وہاں کے ہندوستان میں اولاد بعض اشخاص کے جو نسب ہم سے ساتھ قوم شیخ کی یہ جو
 فضل و سزاؤں لوگوں کے ہو کہ اکثر انہیں سے بسلسلہ بیعت مشایخ کبار داخل ہو کر کجادات شامہ تفسیری و
 ہوتے گئے جب سلاطین سنہامانی نے نشوونما پکڑا اوس کے ساتھ یہ قوم دام غانی وقتاً فوقتاً اکثر سرکوبین
 جا بنامی کرتے گئے اس باعث سے باز دیا و مراتب و مناصب ممتاز ہوتے رہے جب سلطان
 شہاب الدین سام نے ملک ہند کو فتح کیا تو یہ قوم بھی ہندوستان میں آکر اور بعد از خراج راجگان رائٹوں کے
 علاقہ مانگیو کی جاگیر و نکلوی بمرو ایام ترقی اس قوم کی یہاں تک ہوئی کہ تمام علاقہ مانگیو میں پھیل گئی
 اور بطائے منصب تنخواہ جاگیر و معافی کی حضور شاہان دہلی سے وقتاً فوقتاً سرفراز و ممتاز ہوتے رہے
 بعد انقصائے ایام سلطنت غلاموں کے دوسرے بادشاہوں کو التفات و نیکی جانب کم ہوا اس
 باعث سے اس قوم کے لوگ تبرک منصب سلطانی بطور جاگیر دار و زمینداران کے ہو گئے بھارت
 اس قوم کے مانگیو میں بہت سی عمارات شاہانہ طیار ہوئی اور آخر آفرین و انہیں سے نوسو اسی
 پاکی نشین ہوئے اب حصہ مانگیو رحبین یہ قوم دام غانی آباد تھی موضع چوکا پار پور پر گئے مانگیو رہی
 آثار عمارت کے عمدہ موجود ہیں اور قبریں اس قوم کی بہت سی موجود ہیں اور اکثر انہیں سے صاف ہو کر کھیت گئے تھی اول
 زوال و انکسار بعد سلطنت خواجہ جہان سلطان الشرق کے مقالہ دوم میں تحریر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ
 دفعہ ۳ ذکر سلطنت آرام شاہ بعد انتقال سلطان قطب الدین ایبک کے بانفاق امرا و ملک
 دہلی کے آرام شاہ نے جو مہین پور اوسکا تھا بغرض تسکین فتنہ و آرام رعایا و مہمانان لشکر تحت سلطنت پر
 جلوس فرمایا چونکہ اوسکو قابلیت سلطنت کی تھی سلطان ناصر الدین قباچہ ہنوی اوسکا ملک نشان اوچہ
 پر اور سلاطین خلجی اقطاع گھنوتی پر قبضہ کر کے حاکم خود ہو گیا تب اراکین سلطنت نے سلطان شمس الدین
 التمش پسر خاوند سلطان قطب الدین ایبک کو کہ حاکم بدایون و ہار کا پتھالپ کر کے تحت سلطنت پر
 بٹھلایا دت سلطنت آرام شاہ کچھ کم ایک برس دفعہ ۴ ذکر سلطان شمس الدین التمش یہ بادشاہ
 ترکی نژاد ہی باپ اسکائیلم خان سرخیل اوس ملک کا تھا اوس کے چند پسر تھے بنو سیموئے شمس الدین شہر
 و صورت و کیاست میں بے مثل تھا لہذا مثل یوسف کے محمود و برادران ہوا ایک و زاون لوگوں نے بیلہ
 تاشائے گلہ اپان شہر سے باہر لیا کر ایک سوداگر کے ہاتھ بیچ ڈالا اور بعض مورخ یہ تحریر کرتے ہیں
 کہ وہ برادران عماد سے تھے اوس سوداگر نے شہر بخارا لیا کر بہت عزیزان صدر جہان حاکم بخارا کے
 فروخت کیا اور وہاں پر اسکی تربیت و تعلیم بہت عمدہ ہوئی اوسنے حاجی بخاری سوداگر نے خرید لیا

ذکر سلطنت آرام شاہ غلام

ذکر شمس الدین شمس غلام

بعد اوسکے جلال الدین چغتایا اوس سے مول لیکر غزنی میں لایا سلطان شہاب الدین نے بوجہ گرائی قیمت کے خرید لیا اور حکم دیا کہ اس غلام کو کوئی خرید نہ کرے جب سلطان قطب الدین ایک بعد فتح نہروال کے بعد بادشاہ دارالسلطنت غزنی میں حاضر ہوا اوس نے یہ قصہ سنا تب حسب اجازت بادشاہ کے بمقام دہلی پہنچا ہزار جیتل کو جسکا ایک ہزار روپیہ ہوتا ہی دیکر خرید کیا شمس الدین التمش مختلف وقتوں میں اپنے نصیب کی یاد دہانی ترقی پاتا رہا یہاں تک کہ پھر خواذہ و دادا سلطان قطب الدین ایک کا ہوا ۷۰۰ ہجری مطابق ۱۳۰۰ عیسوی میں تخت سلطنت دہلی پر بیٹھ کر بادشاہ ہوا نسا بان ہند نے اوسکو زمرہ سادات صبیح النسب میں داخل کیا ہوا نقل ہو کہ جب اوس نے آرام شاہ سے تخت دہلی کا لیا اوس وقت وہ بہار کا صوبہ دار تھا اسے بادشاہ کے وقت میں مغلوں کے بادشاہ چنگیز خان نے ہیشمار فوج لیکر تاتار سے خروج کر کے مالک آنروزی دریائے سندھ میں ایک قیامت برپا کی مشہور ہو کہ مغلوں کی تباہی اور بربادی ایسی آج تک کبھی کیسی ہاتھ سے نہیں ہوئے جبکہ چنگیز خان کے ہاتھ سے ہوئے یہ ظالم جان جاتا تھا وہاں قتل عام اور ڈوبانی و جلانے لڑنے دو ہونے کو بہتر جانتا تھا جب خوارزم کا بادشاہ جلال الدین اپنی حفاظت جان کے لئے گھوڑا تیرا کر دریائے سندھ کے اس پار بھاگ آیا تب مغلوں کی فوج اوسکا تعاقب کرتی ہوئی ملتان اور سندھ تک داخل ہوئی لیکن شمس الدین التمش نہایت ہوشیار اور سمجدار تھا جب جلال الدین نے اس ملک میں کچھ روز قیام کا ارادہ کیا فوراً اوس نے جلال الدین کو کھلا بھیجا کہ آب و ہوا یہاں کئی آپ کے مزاج کے موافق نہ آوے گی جلال الدین یہ بات سنکر مطلب سمجھ گیا اور سندھ سے ایران کی طرف روانہ ہوا تب ان مغلوں کی فوج بھی دہلی پہنچ گئی لیکن انہوں نے اپنے ظلم کا اتنے ہی عرصے میں دکھا گئے کہ دس ہزار ہندو غلام بنانے کو قید کر کے لینگے اور جب انکے لشکر میں رسد کی قلت ہوئی بے تکلف ان سب غلاموں کے سر کاٹ ڈالے چنگیز خان اوسانکے ساتھی اہل اسلام نہ تھے بلکہ مشرک تھے بعد مفروضی مغلوں کے اس بادشاہ کا رعب تمام ہندوستان میں چھا گیا سندھ اور بنگالہ اوسکے ہاتھوں سے فتح ہوا قلعہ رندھورا اور ماندو سر کیا اوجین کا ایک بڑا تختانہ موسومہ مہاکال جبکی رفعت سو گز سے زیادہ تھی اسکے عہد سلطنت میں توڑا گیا قلعہ گوالیار فتح کر کے اوس ملک پر دوبارہ قبضہ کیا بغداد کے خلیفہ سے بادشاہت کا خطاب حاصل کیا دہلی میں ایک بڑی مسجد کی بنیاد ڈالی گرا ایک ہی بناؤا سکھتے پایا جسکو اب دہلی کے لوگ قطب صاحب کی لکھتے ہیں جب تمام فتوحات ہند سے فارغ ہو کر بیماری سفر نشان کی کی اسی اثنائیں بستم شہان اعظم ۷۳۲ ہجری مطابق ۱۳۳۰ عیسوی مازم ملک بچا ہوا مدت سلطنت اوسکی کچھ کم چھبیس برس قطعہ تاریخ وفات چوتھ صدی و سہ از سال ہجری ۷۴۰ گزشتہ بستم روز ازاد شہان ۷۵۰ سلطان شمس الدین التمش

ہوئی جنت المادہ خرامان ۶ بجو المہلقات ناصری جلد دوم صفحہ ۱۶۷ تا صفحہ ۱۶۹ یہ سلطان مصنف مزاج کریم
 حلیم جاہد عابد خلق پرورد صل گستر سید عالی خاندان حاتم دوران تھا اس صفت کا بادشاہ دو سر بیابان نشین
 ہوا ہوزبانی بادشاہ کی یہ نقل ہو کہ جب سوداگر نے منجھہ بہت اترے صدر جان حاکم بنار کے بیچ ڈالا تو
 نے ایک قراضہ واسطے خریدا مگر کے دیگر بازار بہجا اٹلے راہ میں وہ قراضہ مجھے گر گیا تب مجھ پر جو صغیر سن و
 خوں باز پرس آفا کے گریہ و زاری طاری ہوئی بہت دراک اسکے ایک فقیر نے انکو اپنے پاس سے خرید لیا
 اور مجھے وعدہ لیا کہ جب تو مرتبہ سلطنت کو پہنچو اپنے اس حال کو مت بولیو اور اعزاز و اکرام بخشش تمام مستحق
 ہو کر یو جب سے مجھے ملنا چاہیے لوگوں کا زبانی رہا کہ تو ہی اس بادشاہ نے خود مل نام و سادات کرام و شیعہ عظام و امراء
 ملک اطراف گیتی سے اتفاق کیے تھے دلی اور اسکے اطراف میں اس قدر جمع کیا کہ پھر کسی سلاطین مابعد کے عہد دولت
 میں ایسا اجتماع نہیں ہوا اور ہر ایک کے علی قدر مراتب ہزار روپیہ سے لاکھ روپیہ تک وظیفہ و جاگیر و معانی و مناجات
 حستہ رکھے تفصیل ہر ایک کی اس جگہ باعث تطویل کتاب ہو اور مولف کو اس وقت بقیہ حالات سابقہ و کیفیت
 کردہ مانگیو رکھنا مقصود ہی لہذا جو لوگ یہاں تشریف لائے تشریح اسکی یہ ہی دفعہ ۲۳ بجو الہ کتابچہ بالقلب
 دیار المہجوب بعد شہادت جناب سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے حکم نذیر علیہ البیتہ ولید بن عقبہ ہر اول
 لشکر ہو کر مدینہ منورہ پر چڑھ گیا اور قتل عام کیا اور مدت تک مدینہ طیبہ ویران رہا اس فتنے میں حضرت حسن بن حضرت
 عبداللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے منتقل ہو کر شہر مدین میں متوطن ہوئے و بسی جمیلہ وہ اور ادنیٰ
 اولاد با جب راہ تعلیم شریعہ دین محمدی مصروف رہے با انقلاب سلطنت خلفائے عباسیہ مولانا اسماعیل اٹھویں
 جانشین بنون فتنہ قیام اپنا وہاں مناسب نہ جانکر فارس آئے وہاں سے بطور خود یا با سند مائے سلطان شمس الدین
 التمش کے دہلی پہنچے لیکن بوجہ عار و بابت ہوئے کسی خدمت سلطانی کو پسند نہ ہوئے کہ حکم باطن توطن مانگیو رہتا
 کیا تب حضور بادشاہ سے ساتھ بگڑا رضی مانگیو ر خاص میں جواب لقب یہ خانقاہ ہو نیز من تعمیر مسجد و خانقاہ و دیگر
 اور کائنات سکونہ کے دیگئی بعد تعمیر عمارت متذکرہ بالا کے تعلیم علم ظاہر و باطن متوجہ ہو کر ایک عالم کو اپنے نور
 سے منور فرمایا سلسلہ الساب پوری مولانا صاحب یہ ہی ہو مولانا اسماعیل فاروقی بن حضرت جلال الدین بن حضرت
 برہان الدین بن حضرت جمال الدین بن حضرت نظام الدین بن حضرت بہا الدین بن حضرت تلج الدین بن
 حضرت علی الدین بن حضرت امیر حسن بن حضرت عبداللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم مزار شریف اوکا ایک جزو
 اراضی چوکا پار پور تحصیل شاہ گاہ ملک امام الدین کے واقع ہو اور اولاد امجاد انکے وقتاً فوقتاً ایک بعد دوسرے
 کے ایک محی سنو با عین جد کے ہو کر اپنے نور باطن سے جہان کو منور فرماتے آئے تذکرہ ہر ایک کا دفعہ ۲۴
 بقید سلطنت آئندہ تحریر ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ دفعہ ۲۴ اس طرح پر سید شہاب الدین و سید شمس الدین گردیزی

ذکر مولانا اسماعیل صاحب مزار شریف خانقاہ اٹھویں

ذکر سادات گردیزی

برادریان حقیقی بن سید زین العابدین بن سید عیسیٰ باقر بن سید نظام الدین بن سید ابو طالب حنفی بن سید جعفر بن سید
امام علی نقی رضی اللہ عنہ تاملی مکتبہ کرم اللہ وجہہ الکریم اقیامی زمانہ سے تھی اسی عرصے میں شہر گروہ مضائقہ تھا
سے دہلی آئے سید شمس الدین ساکن سیوات ہو کر وہیں مدفون ہوئے اولاد امجاد او کی اسی فلاح میں موضع
مفضلہ ذیل بلول بہادر پور بھوگر مورانہ ہی تھو الہ تذکرۃ السادات سید شہاب الدین بکرم باطن ساکن بائیکپور
بروایت بعض ثقات گروہی سید صاحب موصوف منصب دارسلطانی ہو کر جاگیر دار ملک پور کیسے گئے بروہ
ابام ایسے کثیر الاولاد ہوئے کہ بہت سے مواضع او کی اولاد سے آباد ہوئے اور بعد سلطنت سلاطین جوہور
بہت کچھ اقتدار اس قوم کو حاصل ہوا کہ جسکی تفصیل منہات مابعد میں مشروحا تحریر ہوگی سچ تو یہ ہو کہ ایسا اقتدار
ظاہری و باطنی دوسرے سادات کو حاصل نہیں ہوا پہلے مزار سید صاحب قدس سرہ کالب دریا متعجب وہ
مقام دیار بد ہونے لگتا اب او کی اولاد نے متواتر خواب دیکھا کہ نقل نش مبارک کے دوسرے مقام پر مدفون
کرنا چاہیے آخر خوف دیار او کی نشوونما لکرا رضی شہاب الدین آباد میں دفن کیا مشہور ہو کہ نقل و کفن چنبہ
نکھانہ کہیں بوسیدہ نہ تھا ایک روضہ سنگین حصین اب قبر قائم ہو دفعہ ۳۴ ہجرا الذکرۃ السادات و فیج الالباب
سید السادات مالی درجات صاحب وفاد سید حنفی بن سید حامد بن سید ابو بکر بن سید جعفر بن سید زید بن سید زید
بن سید ابو الفتح عربی بن سید حسن ناہ بن سید یحییٰ و جد بن سید یحییٰ بن سید حسین ذوالنعمہ بن سید زید الشہید بن
امام زین العابدین رضی اللہ عنہ غشی الملک سلطان روم و سرخیل لاکھ سوار کے تھے ایک شب کو بروہاے صادقہ چل
بالکمال حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے ارشاد ہوا کہ امی فرزند اسقدر خزانہ و مال و سپاہ تو نے جمع
کیا ہو یہ تجیز جاد و کفار ان سہی کرب بیدار ہوئے کیفیت خواب سے بادشاہ کو مطلع کر کے حازم ہندوستان ہوئے
ہر چند بادشاہ مانع رہا قبول فرمایا بعد اسکے اپنے لشکر یان و نوابان و خویشاں و فرزندان سے یہ ارشاد کیا
کہ میں نے جان و مال و اطفال براہ مولاکل و مباح کیا جسکو جانا بازی منظور نظر ہو میرے ساتھ ہندوستان چلے
وینہ ترک سمیت کرے چنانچہ تیس ہزار سوار دن سے حسین اکثر ذاد و عابد عالم و حافظ تھے رگراے ہندوستان
ہوئے جب مخیم مراوقات سید السادات شہر سرہند ہوا ایک مسجد بلقب حامد حمزہ طیار کر کے نماز پڑھی باندہ رک
لے سکے سلطان شمس الدین بغرض پیشوائی حاضر ہو کے بائے مراسم تعظیم و تسلیم عرضہ پرداز ہوا کہ یہ سخت و تاج نذر
جہاد حضور ہو آپ خود تخت سلطنت پر جلوس فرما کر فرمانروائی کیجیے ارشاد ہوا کہ مجھکو سلطنت و درکار نہیں مقصود
جہاد ہی استدر چاہتا ہوں کہ جاے محفوظ بغرض قیام فرزندان خرد سال و لشکر یان بیمار کی مٹھاوے
بادشاہ نے تمام علاقہ کو تری گنگ جواب بلقب پر گئے کوٹیا کو میٹر تحصیل کیا پور ضلع فتح پور ہی نشان و باسید صاحب
نے اوس مقام پر اگر ایک شہر آباد فرمایا جواب موسومہ حاجی پور گنگ ہو و ان بعض قبائل اپنے دیوار

ذکر سید شہاب الدین گروہی بائیکپور

ذکر سید حنفی بن سید حامد

نظر کر چور کر طرف نگاہ کے کہ جس کو اب لکھتے ہیں براہ گلی منتہی فرما ہوئے جب خلیج بنگالہ پر پہنچے وہاں سے
 سواری جاز ملک سنگھ پٹنہ لکھنا میں جا کر دہان کے راجہ سے جنگ عا ہانہ کے شہید ہوئے فرار اور کاسا سنگھ
 میں ہو اور بسنے کتے ہیں کہ سپر کلان اد کے اوس ملک کے بادشاہ ہو گئے تھے اور بعض بعض اولاد اولی انیک
 وہاں موجود ہی اب تھے اسکا بعد سلطنت محمد شاہ متعلق ساتھ حالات فتح پر داری نظام میں کے مفصل تحریر ہو گا
 انشاء اللہ تعالیٰ دفعہ ۳ ذکر اعقاب سلطان شمس الدین شمس بھوالہ کتاب طور قطبی سادات موضع کاہی
 وسوہنی ایشو اینٹ گاؤن تحصیل کہا کا ضلع فقوراسی بادشاہ کی نسل سے ہیں لیکن یہ لوگ اپنے تین سادات
 سبزواری کتے ہیں شجرہ انساب وکامولف کو نہیں ملا کہ درج کتاب کرتا لیکن شجاعت و سخاوت و اخلاق جو خاصہ
 و لازمہ قوم سادات ہر وہ اوصاف حمیدہ و خصال پسندیدہ اور نہیں پائے جاتے ہیں لہذا جو گردش فکی علم و افتدار
 ظاہری انہیں سے جا تا رہی بیان تک نوبت آئی کہ موضع مذکور جو سابق میں معانی و بعد زمینداری تھی بھلاری
 سرکار انگلشیہ بسبب نیگینی جمع بیلام ہو گئی اور ادون دون گاؤن کی زمینداری از مرے خریداری سے سلطانی
 کے اعقاب لالہ بھوانی پر شاد کی ہی بھلا اوس نسل سادات سے منشی میر ثابت علی و میر عبد الحکیم وکیل کا بنو رہے
 کچھ وجاہت ظاہری حاصل کی ہو لیکن بسبب نہونے زمینداری کے جیسی کچھ اصلاح چاہی اونسے قبضہ افتدار
 میں نہیں ہو اور میر ثابت علی نے برہشتہ مصاہرت موضع بلند میں سکونت اختیار کی ہی تم کلاہ دفعہ ۳ ذکر
 سلطنت سلطان رکن الدین بن شمس الدین شمس بھوالہ اصفاۃ انا صفاۃ ۱۰ جلد و طبقات ناصریہ
 شانہ زادہ با تفاق امر و ملوک سلطنت تخت سلطنت پر بیٹھا افعال بدستی و شہوت پرستی کی کرنے لگا ایک دفعہ بھوانی
 اوپر ستراد و ستراد و اودا و اودا نہ ہو کے تمام خزاہن سلطانی مردمان غیر مستحقین ارباب نشاط پر تقسیم کرنا شروع
 کیے جب کہ بھونظر تفرج طبع سوار ہوتا تھا تو ہاتھی پر سے روپیہ لوٹا جاتا تھا آخر اپنی تماشہ بینی و بیاشنی سے ایسا
 خود رفتہ ہوا کہ بالکل امور عظیمہ سلطنت سے غافل ہو گیا تب ملکہ جہان اوسکی مان نے حل و عقد امور مملکت اپنے
 ہاتھ میں لے لیے لیکن اوسنے بھی وہ طریقہ اختیار کیا کہ جس سے سب لوگ منفر ہوئے از انجملہ دیگر مملات سلطان عوم
 سے کہ بوجہ خوی جلی نوان اوسکو رشک و حسد تھا کتنوں کو قتل اور کتنوں کو قید کیا آخر تیرہ اسکایہ ہوا کہ رتا
 جینے کے بعد شہزادہ رکن الدین تخت سلطنت سے اوتا کر چلا نہ سلاطین میں بھیجا گیا ذکر سلطنت رضیہ بیگم
 ۱۱۳۳ ہجری مطابق ۱۷۲۰ء عیسوی میں سلطان رضیہ بیگم ہمشیرہ رکن الدین تخت سلطنت پر بٹھلائی گئی یہ بیگم
 نہایت عقیدہ و فیہ امور جانداری سے ایسی واقف تھی کہ جب سلطان مرحوم دہلی سے مالوہ جانے لگا اوسکو
 اپنے تمام بیٹوں میں فوق دیگر اپنی نیابت پر چھوڑ گیا تھا اکثر اوقات بادشاہ کا یہ قول تھا کہ اگرچہ رضیہ بیگم بصورت
 زنان ہو لیکن عقل اوسکی امور سلطنت میں مردوں سے بہتر ہو نقل ہے کہ سلطان رضیہ بیگم سولے قرآن مجید

ذکر موضع نیٹ گاؤن

ذکر سلطنت رکن الدین غلام

ذکر سلطنت رضیہ بیگم غلام

کے ایک چھ پرچی نہ تھی اور سولے اس نقصان کے کہ وہ عورت تھی باقی سب خوبان جو چھپے چھپے بادشاہوں کو
 لائق ہیں اوسین موجود تھیں اور بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھ کر دربار کرتی تھی اور بہت عدل و انصاف سے
 لوگوں کی نالیش منکر و آدرسی کرتی تھی با اینہم تمام خوبیوں کے ایک خطا اوس سے ایسی ہو گئی کہ جو اس کی عقل
 اور عزت کی بالکل خلاف تھی یعنی جلال الدین باتوت جیسی امیر اور کومینصیب امیر لا مرائی متنازع کیا اور وہ
 ایسا متنازع ہو گیا کہ ہمیشہ اس کی بغل میں ہاتھ دیکھ کر گھوڑے پر سوار کرتا تھا اس لیے نام اراکین سلطنت کا دل اس
 سے برگشتہ ہو گیا اور یہ نوبت پہنچی کہ بیگم اور جیسی دونوں جان سے مار گئے اور بادشاہت اس کے بیٹے
 مغز الدین کے ہاتھ آئی مدت سلطنت اس کی ساڑھے تین برس ذکر ملک قمر الدین قیران قمر خان بعد وہ
 سنان رضیہ بیگم قمر الدین قیران حاکم کر وہ دما بک پور کا تھا چنانچہ بتا بیٹے کے مصنف طبقات ناصری جو
 صفحہ ۲۴۷ و ۲۴۸ جلد سوم یہ ارقام فرماتے ہیں کہ یہ غلام ترکی نژاد سلطان شمس الدین نے اسد الدین سوداگر
 سے بغیعت مبلغ یک ہزار روپیہ خرید کیا و زمان مختلف ترقی پانا رہا بعد سلطنت اس بیگم کے پہلے حاکم فوج ہوا
 بعد اس کے جب ملک کا لیوار دوا لوہہ پر فوج کشی کر کے فتح کیا اس حسن خدمت میں تابقاے سلطنت حاکم
 کر وہ : بالکپور رہا جب نصیر الدین حاکم اودھ مر گیا تب اودھ بھی شامل ولایت کر وہ دما بک پور کے کیا گیا دفعہ
 ذکر سلطنت بہرام شاہ بن شمس الدین آتش جوالہ صفحہ ۱۹۱ لغایت ۱۹۷ جلد دو طبقات ناصری روز دوشنبہ
 ۲۷ ماہ رمضان سن ۷۳۱ ہجری مطابق سن ۱۳۳۰ عیسوی سلطان رضیہ بیگم قمر ترہندہ میں قید کی گئی اور چودہ روز تک
 فیما بین امرا و ملوک باستقرار امور عظیمہ سلطنت بحث رہی بالآخر روز یکشنبہ ۱۱ ماہ شوال کو بیت عام سلطنت ہاتھ
 شہزادہ بہرام شاہ پر اس شرط سے ہوئی کہ ملک اختیار الدین ابٹلین عہدہ وزارت پر بدستور بحال رہے یہ بات
 باوصاف حمیدہ و اخلاق برگزیدہ تھا لیکن ساتھ اس کے بتار و تبار و خوزیر و درجہ تھا لہذا بعد اجراء خطبہ سکے
 کے ہمت اس کی اسپر مصروف ہوئے کہ جنگی استعانت و دستکاری سے تخت پر بیٹھا ہوں اور کو کسی جلد و فریب
 سے قتل کروں ہنوز اسی تہیہ میں تھا کہ دفعہ فوج منلو کی بہ تسخیر ملک ہند لاہور پہنچ گئی اور جو لشکر شاہی
 پہلے سے بغرض مقابلہ اس کے بھیجا گیا تھا اون افسروں میں بوجہ نفسانیت باخود ایسی بھڑ بڑی کہ عافیت بادشاہ
 میں سخت فوری واقع ہوا ناگزیر بادشاہ نے اپنے مدعیوں سے مہانت کر کے شیخ الاسلام حضرت قطب الدین غیاث الدینی
 قدس سرہ العزیز کو بغرض رفع فتنہ پاس امرا و ملوک فتنہ پردازان کے بھیجا چونکہ اہل فساد و منہاج بادشاہ ظلم
 نہ تھی لہذا جانا حضرت قدس سرہ کا سود مند ہوا انجام اس کا یہ ہوا کہ دو برس ایک مہینہ پندرہ روز بادشاہت
 کے گرفتار ہوا اور قید خانے میں جان بحق تسلیم ہوا اسکے عہد سلطنت میں جوالہ صفحہ ۲۷۷ جلد تین طبقات ناصری
 ارکلی داد بک سیف الدین شمس عجی تاجی سلطنت اس بادشاہ کے حاکم کر وہ دما بک پور کا رہا بر حاکم علیہ عدل

ذکر سلطنت بہرام شاہ غلام

دیباست و کیاست و اتباع سنن میں نہایت آراستہ و پیراستہ تھا اسکی اہل قیاق کی ہر خواہش منمٹس الدین عجمی
 ملک التجار نے ہشت ٹمس الدین کے فروخت کیا تھا دفعہ ۳۴ ذکر سلطنت علاء الدین مسعود بن کر الدین
 بہ شہزادہ بعد قتل بہرام شاہ اپنے چچا کے تخت سلطنت پر بیٹھا اسکے عہد دولت میں اسکی عیاشیوں کی سبب سے
 بہت کچھ خرابیاں پیدا ہوئیں کہ جسکی تفصیل قاضی منہاج الدین مصنف طبقات ناصری جواز صفحہ ۱۹۹ ص ۱۹۹
 ۲۰۱ جلد میں یہ واقع چشم دیدار قلم فرماتے ہیں کہ جب سلطان معز الدین بہرام شاہ سے تخت دہلی کا خالی
 ہو گیا با اتفاق تمام امرا و ملوک ناصر الدین و جلال الدین و علاء الدین قیون شہزادے قید خانے سے نکالے گئے
 اور بہت عظیم ہی کہ بھلا ان قیون کے کون بادشاہ ہو بعد نکالیش تمام دہلی پر سلطنت علاء الدین کے سب متفق
 ہوئے اور تخت جہانگیری پر بیٹھا کر بیعت عام اس کے ہاتھ پر واقع ہوئی بعد اسکے نظام الملک مہذب وزیر اور ملک
 قراقس امیر حاجب و ملک عز الدین بلبن صوبہ دار ناگور و مندو و اجمیر و ملک تاج الدین خجھر قلعہ صوبہ دار اقطاع
 جلیون مقرر ہوا اور چھ مہینے اوس خلفشار میں چار روز پیشتر عہدہ قضا سے مستعفی ہو چکا تھا جہاں سے
 قاضی عداد الدین محمد چارم ماہ ذی الحجہ کو امور ہوئے نظام الملک نے مہذب اقطاع کو یل پر متصرف ہو کر اپنے
 دروازہ پر ہتھی و نوبت قائم کی یہ فعل اوسکا امر لے ترک کو ایسا ناگوار ہوا کہ روز چار شنبہ دوم جمادی الاول ۷۸۱ھ
 ہجری میں باعث شہادت وزیر الملک کا ہوا بعد اس مہر کے مصنف روز جمعہ نهم ماہ یسب نہ مذکور کو دہلی سے
 روانہ ہو کر جلیون آیا دہلی کا حاکم تاج الدین میرے ساتھ مراحم جہانگیری و ضیافت نے بہت اچھی طرح بجالایا
 بحصول دستور حاکم مدوح کے اودھ میں حاضر ہو کر مورداطاعت قمر الدین خان قیران صوبہ دار کا ہوا اسی
 اشنا میں معلوم کیا کہ طغیاخان عز الدین طغرل صوبہ دار کھنوی بہواری کشتی کرہ مانگپور آئو الاسٹیکہ قتل قتل
 دائرہ دوات صوبہ دار کے خیف کرہ مانگپور میں پونچھا ہنگام رونق افروزی اونکی بار باب ہارست ہوا اولیے
 اہل و عیال کو کرہ مانگ پور میں چھوڑ کر بوقت انصراف صوبہ دار ہمراہ اوسکے کھنوی آیا اور دو سال تک علی نصیحت
 مقیم کھنوی رہا اس مابین میں اکثر خیمہ سردقات سلطانی اقطاع فتح رہا اور بجائے ملک نظام الملک مہذب
 شہید کے ملک بخر الدین ابوبکر وزیر الملک مقرر ہوا یوم یکشنبہ ۱۱۔ ماہ ربیع الثانی ۷۸۱ھ ہجری مصوب مولانا
 جلال الدین کاشانی قاضی اودھ بادشاہ نے خلعت چتر لعل کا صوبہ دار کھنوی کو روانہ فرمایا دہم ماہ ذی الحجہ
 سنہ مذکور کو ہر دو چچا سلطان کے بشاعت امرا و ملوک بطلے خلعت متنازع ہو کر جلال الدین بامارت فتح
 و ناصر الدین ایالت بہر لکچ پر روانہ کیے گئے دونوں کے حسن نظام سے نظم و نسق ادن دونوں ملا تونکا
 قابل تحسین و آفرین ہوا واقع ماہ شوال ۷۸۱ھ ہجری چکیز خان مثل بقصد تسخیر اقطاع کھنوی براہ تبت نیال
 بگلار میں آیا دہلی سے جلالت قمر خان قیران و طغیاخان طغرل خائب و خاسر ہو کر اپنے ملک کو ہٹ گیا غرہ

ذیقعدہ کو فیما بین ہر دو سرداران ہستقار حکومت دیار کھنوتی مناقشہ پیدا ہوا روز چار شنبہ سوم ماہ مذکور و فرسخ
منجر بصلح ہوئی قمرخان ایران کھنوتی میں رہا اور طغخان طغرل عازم دہلی ہوا روز دو شنبہ ماہ صفر ۸۵۳
کو خیف بہ صیت طغخان داخل دار السلطنت دہلی ہو کر باریاب سلطانی ہوا اسی روز خیف مورد عنایات سلطان
ہوئے بعدہ تولیت اوقات و قصائے کلیر و تذکرات جامع مسجد کے مقرر کیا گیا باور جب باصفائے خبر آمد لشکر کفایت
مثل بمقام اوچھ بادشاہ بذات خود بغرض استیصال اس کے روانہ ہوا ہنگام نزول دائرہ دولت سلطانی کنہ
دریائے زیاد کفار مثل پر ایسا رعب سلطانی طاری ہوا کہ بلا کسی مقابلہ کے وہاں سے واپس گئے اسی سفر
میں چند اشخاص بد وضع نے مزاج سلطان میں دخیل ہو کر اسکو جانب لمو و لب و عیاشی کے متوجہ کر دیا آخر
آخر کو طبیعت بادشاہ جانب قتل امر و ملک کے مائل ہوئے ان حرکات کا آخر یہ نتیجہ ہوا کہ کل باراکین سلطنت
بادشاہ سے باغی ہو کر اسکو تخت سے اتار کر جان سے مروا ڈالا مدت سلطنت دو برس کی دن بعد
اس بادشاہ کے ملک عزالدین طغرل طغخان حاکم کرٹہ و مانیکپور کا رہا یہ حاکم ترکی پڑاؤ ملک خطایہ تھا
سلطان شمس الدین التمش کا غلام تھا دفعہ ۳ ذکر سلطنت ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش
سوم ماہ محرم ۸۵۳ ہجری مطابق ۱۴۵۳ عیسوی میں با اتفاق ملوک و امرا و صد و دو کبر و اسادات و علما
تخت دہلی پر جلوس کیا اور اسکے ہاتھ پر پت عام ہوئی غیاث الدین بلبن ترکی تڑاؤ جو اسکے باپ کا غلام
اور داماد تھا بطائے خطاب اعظم الخ خان بعدہ وزارت مامور ہوا و قلع بھراچ و کرٹہ و مانیکپور رسال جلوس
بادشاہ با اتفاق ملکہ جهان اپنی والدہ کے ولایت بھراچ میں آکر بعد قلع وقع متروان و نظم نسق اس میں لاییت
روز شنبہ دوم ماہ محرم ۸۵۳ ہجری مطابق ۱۴۵۳ عیسوی کو دار الملک دہلی میں داخل ہوا اور چھوٹے تہنہ
انقصائے ایام برسات مقیم رہا پنج ماہ جادی الثانی کو جانب پانی پت کے نہضت فرمائی وہاں سے ماہ شعبان
سنہ مذکور بمقام ملکہ متصل قلعہ کے آیا دریافت ہوا کہ موضع مذکور میں ایک قلعہ نہایت متین ہوا اور اس میں اکثر
زمیندار مترو متحصن ہیں اور اسکا استیصال کلی مناسب جانکر محاصرہ کیا اور بعد فتح قلعہ و قتل عام کفالت متروان کے روز
دو شنبہ بارہویں ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور کو نیم سہر اوقات سلطانی مقام شہر کرٹہ ہوا یہاں دریافت ترموی و سرنگی بابا
و گلی و گلی کے مزاج بادشاہ کا برہم ہوا اور معلوم کیا کہ یہ راجا ان کرٹہ سے جانب دکن حالی دریائے جمن ایک بھاؤ
ساکن ہیں اور فرج اور ملک اور مال وافر رکھتے ہیں بہالت خلفتار سلطنت نشان بادشاہی اوٹھائے اور
کا لہجہ و کرٹہ و مانیکپور و مالوہ پر قبضہ مخالفانہ کر لیا اور آپ بھی بادشاہ سے باغی ہیں تب باء شاد نے الخ خان مظہر
کو بھراہی لشکر گران کے باستیصال متروان مستعین فرمایا چنانچہ وزیر الما کٹے بعد قطع جنگل و سرنگی راہ کے
وہاں پہونچکر محاصرہ ان کے قلعہ کا کیا اور چند روز میں بھلاؤ لادراں فیروزی لوائے کے قلعہ فتح کیا اور تمام زنان و

ذکر سلطنت ناصر الدین محمود غلام

فرزندان اوتھے کسیر مردمان سلطانی ہوئے اور غنیمت بے انتہا لائے کہ آنی بھلا اوتھے بندہ موٹھوٹے تھے یہ سب
 قیمت لیکر وزیر الممالک بقام کڑہ بحضور بادشاہ حاضر ہوا ورنہ پیش نہ کیا رھوین ماہ ذی قعدہ مذکور کو بادشاہ
 کو دھسے کچ کر کے فوج گیا حاکم فوج برادر بادشاہ حاضر ہو کر باریاب ملازمت ہوا وہاں سے بادشاہ نہضت
 فرمے دار الممالک دہلی ہوا اور تھانہ پھری بھین نظام وزیر الممالک کے کوئی فتور سلطنت میں واقع نہیں ہوا ^{۱۵۸۱}
 ہجری مطابق ۱۵۸۲ء عیسوی میں بہ غازی امام الدین عیار عیث الدین بلین تبخیر عمدہ وزارت امارت اسی
 حصار پر روانہ کیا گیا اور یہاں سے اسکے خود امام الدین مذکور امور ہوا اوسنے کل متوسلین بلین کو موقوف کے
 اپنے آوڑہ بھجھ دیے چنانچہ اطلاع کڑہ و مانگپور پر کپل خان صوبہ دار و عزیز الدین کسلو خان کو امیر صاحب کرایا
 بوجہ ماموری امر لے نا تخریب کاروں کے فتور کلی مملکت ہند میں واقع ہوا اور ابواب ختمہ کو فنا کے عمل گئے بوقت
 ان خرابیوں کے امر اولوک نے بحضور حضرت قطب الدین اوشی و قاضی شمس الدین بہر لہجی حاضر ہو کر یہ ہند عالی
 کہ اگر بکرت انفاں آپ لوگوں کے وزیر سابق پھر مامور ہو جاوے تو باعث اسن خلافتی ہی چنانچہ توجہ یک ان
 دونوں بزرگواروں کے وزیر مجدد موقوف و وزیر سابق بحال ہوا اور قبل موقوفی وزیر مجدد کے چٹاٹ الدین
 حسب تحریر امر اولوک کے ہانسی سے دہلی آگیا تھا ^{۱۵۸۵} ہجری مطابق ۱۵۸۵ء عیسوی میں جب امام الدین
 موقوف ہوا تو بہت سی فتنہ پردازیاں کین بھلا اوتھے ایک عزیز سلطان کو ایسا ستم کیا کہ اوسکی مافیت میں فتنہ
 واقع ہونوالا تھا کہ بھجھو اسے چا دکنندہ را چاہ دپیش عند الدربافت وہ عزیز بری ہوا اور امام الدین جان سے مارا
 گیا اوس شخصہ دین راجہ سنو و عالم سندہ بھی شریک تھا ^{۱۵۸۵} ہجری مطابق ۱۵۸۵ء عیسوی میں بادشاہ
 باستیصال مغلوں کے پنجاب گیا اور وہاں سے نصرت الدین ارسلان خان بنجو و قلیج خان صوبہ داران کو دیکھو
 کو بغرض استداد اوس ہم کے طلب فرمایا یہ دونوں حاضر ہوئے بلکہ علم مخالفت کا بند کر کے بغاوت انیتا رکی
 بادشاہ بعد سر اوس ہم کے بغرض سزا دی صوبہ داران کے جانب کڑہ و مانگپور توجہ ہوا جب خیم سداقات سلطانی
 نواح کڑہ ہوا صوبہ داران مذکورین پر جلالت و صولت خسروانی ایسی غالب ہوئی کہ ہلا کسی لڑائی کے بحضور بادشاہ
 یہ عرضداشت کی کہ بشرط عفو تقصیرات ہر دو قلمہ پر قبضہ سلطانی کر دیا جائے بادشاہ نے درخواست اوسکی منظور
 فرمے کہ بلا مزاحمت عنان غنیمت جانب دہلی کے سطوت فرمائی و ارسلان خان ہاتھ اپنے رومال میں باندھ کر بحضور
 بادشاہ حاضر ہو کر مورد مراح خسروانی ہوا دبر لے چدے بہ تغیر حکومت کڑہ و مانگپور سے لکھنوتی بھیجا گیا آخر کو پھر
 اصلی حکومت کڑہ مانگپور پر مامور ہوا اور قلیج خان بایالت کو واپس جوشیوک کے بہار و زمین ہی بھیجا گیا بحوالہ بلین
 بلغات ناصری یہ نصرت الدین ارسلان خان بنجو غلام بادشاہی ہی لیکن مردانہ و فرزاندہ تھا اصل اسکی خوارزم ہر
 ابو بکر جشی نے مصر عدن سے لاکر بہت سلطان شمس الدین کے فروخت کیا تھا تدارک و جستہ تھالی بادشاہ

بادشاہ نے قوت اپنی اور اپنے بیگم گہدے کتاب قرآن مجید پر مقرر کی تھی اور اپنے زوجہ کے ہاتھ سے کھانا پکوا کر کھاتا تھا۔
نقل ہے کہ ایک لڑائی میں بہت سے لڑائی غلام بندے ہو آئی اور کسی زوجہ نے عرض کیا کہ کھانا پکانے سے
مجھے بدرجہ تکلیف ہو اگر نہ ہو لگے ایک کنیز کے مجھے ملی تو بدرجہ شکر بادشاہ کے ہونگے اس التماس پر بادشاہ
بہت رویا اور یہ کہا کہ تم سے عدالت ہونگی موانہ عتبہ دشوار ہو نقل ہے کہ جب حضرت قطب الدین بختیار خاں
قدس سرہ نے اس جہان سے رحلت فرمائی اور جنازہ حضرت بغرض باداے نماز جنازہ پیش ہوا کئی ہزار
علماء و صلحا حاضر تھے خادم نے مذاکر دی کہ لائق امامت اس جنازے کے وہ شخص ہے کہ جسکی مدت العمر سنت
قبل عصر ستر وک ہوئی ہو اور ساتھ تحریہ امام کے ہمیشہ شریک جماعت ہو اور گاہے مرگب زمانہ ہو اور ہسٹا
اس مذاکے ہر ایک بجائے خود ساکت و سرنگون رہا مگر بادشاہ ابدیدہ ہوا اور اظہار ان صفات کا نسبت اپنے
کر کے نماز پڑھائی نقل ہے کہ ایک روز بادشاہ تلاوت قرآن مجید مصروف تھا ایک امیر نے ۱۰ فیہ ایک جگہ قرآن
بادشاہ میں دیکھ کر اپنی لاعلمی و نادانی سے ایک فیہ کو غلط قرار دیا بادشاہ نے ایک فیہ کے اوپر حلقہ پھیر دیا
جب وہ رخصت ہو گیا تو ظم تراش لیکر اس حلقہ کو چیلنا شروع کیا دوسرے منصاب نے عرض کی کہ پہلے
اپنے اس امیر کے کئے پر اس فیہ کو غلط سمجھ کر حلقہ پھیرا اب پھر اسکو آپ چیلئے ہیں جواب دیا کہ یہ ۱۰ فیہ
فیہ صحیح ہیں اگر میں اس کے اعتراض و مفہوم کو غلط کرتا تو وہ میرے رو برو بدرجہ مجوب ہوتا چیلنا حلقہ فیہ
کا آسان تھا اور رفع مذمت امیر کی غیر ممکن تھی یہ بادشاہ نہایت نیک ذات عالی صفات تھا کل امور جہان کی
اپنے ہنوی وزیر غیاث الدین بلبن کے اعتماد پر چھوڑ کر عبادت الہی مشغول رہتا تھا اور غیاث الدین بلبن بھی
ایسا خوش تدبیر تھا کہ جسے جو خرابیاں سلطنت مابقی میں واقع ہوئی تھیں سب کو بہت آسانی سے رفع کیا غزنی
دو بار فتح کیا کالپی کے مفدین کو گوشمالی دیکر بخوبی نظم و نسق کر لیا زور کا قلعہ فتح کر کے چندیری پر بخوبی قبضہ
کیا جب وکیل یعنی کیشن ہلا کو خان نبیر و چگین خان کا ہندوستان میں آیا تو دو ہزار باقی اور پچاس ہزار ہوا
دو لاکھ پیادہ اپنے ساتھ لیکر اسکے استقبال کو گیا اسکے وکیل پر یہ جلالت فوجی دیکھ کر ایسا عجب اور داب
سایا کہ پھر اس کے عہد سلطنت میں مغلوں نے ہندوستان آنے کا ارادہ نہیں کیا میں برس سلطنت کر کے آٹھ
ہجری مطابق ۸۱۰ھ صیہی میں اس جہان سے گذر گیا کہتے ہیں کہ یہ بادشاہ نہایت نیک خصال عابد و زاہد
و خیر اندیش رعایا دخی و شجاع بامروت خوش خلق تھا کچھ توڑیے اسکی نیک صفاتی و کریم نفسی اسکے حالات
سلطنت میں تحریر ہو چکی ہیں اسی پر اسکے تمام حالات قیاس کرنا چاہیے میری یہ رائے ہو کہ اس سے بہتر
ہندوستان میں اس اوصاف حمیدہ کے ساتھ کوئی بادشاہ نہیں ہوا اور ایک بہت بڑا سبب اسکی خوبی سلطنت
کا یہ بھی تھا کہ اسکے عہد سلطنت میں علماء و فقرا اور صلحا ایسے گذرے ہیں کہ جو آج تک ہر علم اور فن میں امام اور

ذکر حضرت قطب الدین بختیار خاں راشی شیخ فرید شکر گنج قدس سرہا

مقتدا قرار دیے جاتے ہیں از انجملہ یہ حضرات بابرکات کہ جنکا ذکر باعث برکت کتاب ہی یہ ہو ذکر قطب الما قطب
 حضرت قطب الدین بختیار راشی قدس سرہ العزیز کا تذکرہ ضمن حالات و قانع سلطانی میں ہو چکا ہے
 کہ جنکا شعر و انساب فہرست سادات میں نہایت روشنی سے مندرج ہے جسکو تفصیل اسکی منظور ہو ملاحظہ فرمادے
 کتاب تذکرۃ السادات و بحر الانساب حمۃ الطالب و انجار الاخیار کو مولف کی کیا حقیقت ہے کہ حضرت کے فضائل
 و عروج کے اونکے خلیفہ بے شمار ہیں از انجملہ جو اونکے بعد بھی طریقہ حضرت چشت کے ہوئے وہ حضرت فرید الدین
 شیخ فرید الدین شکر گنج بن جلال الدین سیماں و لاؤ شاہ فرخ کابلی سے ہیں قاضی شعیب جبرزگوارانکے نے
 بعد چنگیز خان شہر لاہور میں اگر قصبہ تصور میں اقامت فرمائے سلطان پٹن نے آنا انکا غنیمت جانکر نہایت عزت
 و حرمت کے شیخ فرید اپنے باپ دادا کے قصبہ اجدہن میں گئے وہاں تحصیل علوم ظاہر مصروف ہوئے ایک دن
 حضرت قطب الدین بختیار راشی سے ملاقات ہو گئی حضرت نے تحصیل علوم سہمی سے منع فرما کر تزلزلہ باطن کی
 ترغیب دی بابا فرید اسوقت سے متوجہ کسب صفای باطن ہو کر تہوڑے دنوں میں منظر کرامات ہو گئے بعد
 رحلت خواجه قطب الدین بختیار راشی کے صاحب خرقہ و ارشاد ہوئے لقب شکر گنج کے بسے میں مختلف پتہ
 ہیں بعضہ کہتے ہیں کہ ایک سوداگر شکر لادے ہوئے جاتا تھا خواجہ نے اوس سے شکر مانگی اوسنے جواب دیا
 اہمیش کر نہیں ہر تک ہے فرمایا کہ اگر تک رہے گا جب سوداگر نے اسکو واسطے فروخت کے کھولا نام شکر
 موافق فرمائے آپ کے تک تھی پریشان خاطر آپکی خدمت میں حاضر ہو کر عفو تصور چاہا اپنے فرمایا کہ اگر شکر ہو تو
 سہمی و دب بار شکر ہو گئی تب سے آپکو گنج شکر کہنے لگے اور بعضوں کا قول ہے کہ آپکی تاثیر نگاہ سے تو وہ خاک
 شکر ہو جاتی تھی خانخانان محمد بزم خان نے مضمون اول کو نظم کیا ہی ایک شعر اوسکا درج ہوتا ہے شعر کا یہ
 جہاں شکر شیخ مجرور ہے آن کو شکر تک کند و دزد تک شکرہ اور کتاب سیر العارفین میں مرقوم ہے کہ شیخ اشباح شیخ
 سعد الدین جو یہ اور سیف الدین ماجرائے اور شیخ بہار الدین زکریا اور شیخ فرید الدین ہمہ تر تھے پہلے سجد الدین جو پہلے
 انتقال کیا بعد تین برس کے شیخ سیف الدین نے رحلت فرمائی تیسرے سال اونکے وفات کے شیخ بہار الدین
 جان بحق تسلیم ہوئے بعد تین سال کے رحلت شیخ فرید الدین کے ہوئی تاریخ وفات سنہ ہجری پنجم محرم ۷۵۰
 مقبرہ آپکا پاک پٹن واقع ملک پنجاب میں ہے اور بعض کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ولادت آپکی سنہ ہجری میں ہوئی
 اور اوائل میں نام آپکا شیخ مسعود تھا عمر پچائے سال چنانچہ اس شعر سے یہ سب حالات ظاہر ہیں شعر
 فرما شد تولد عابد آناد و عمر شد فرید اسیہ سال رحلت مسعود عصرہ اور لفظ فرید عصر سے بھی تاریخ وفات ہوا
 بقولے سال وفات سنہ ہجری چنانچہ ان دونوں تاریخوں سے واضح ہوتا ہے اہل اقتدار زمان فرمیں شیخ دینا و فرید الدین
 بیکان پنجم محرم بودہ کہ فرید از زمانہ نقل نمودہ کرتو پسی ز سال صحت نمودہ از جان شد فرید آہ گویہ تاریخ دوم

سید الدین کہ او گنج شکر بودہ چو در ذات خداوند مطلق بہ بظہر گفت ہفت سال نقاشی فرید الدین
ولی واصل حق بہ اور اعقاب حضرت کے مقام پاک پٹن مین ہر گز پریشہ اونہیں سے ایک شخص سہارہ نشین ہوتا ہو
ہر کہ پاک پٹن متعلقہ ملک پنجاب ہی اور وہاں کی تحقیقات مولف کے تعلق نہیں کی گئی تھی اسلئے اجمالاً تفصیلاً
لکھنا مناسب نہ جانا ذکر خاندان مولوی عبدالغنی فریدی مانگپوری کا غذات خاندانی انکے ایک ایسے
صاحب کے پاس تھے کہ بوجہ عناد خاندان مولوی صاحب یا بھل مولف کو نے انکے تھوڑے کا غذات و
فرمان شاہی مجھے ملے جسکا مختص یہ ہو کہ شاہ غلام جعفر مودت اعلیٰ مولوی صاحب پاک پٹن سے تفریق پاکتہا
علم ہر و باطن اول دہلی آئے جب اپنی ریاضات دینی و مجاہدات نفسی سے شہرہ آفاق ہوئے تب اردنک بنی
مالگیر بادشاہ دہلی نے بوجہ عسکری خاندانی او کی یاد کے کمال کے جیسا کہچہ ہو توجہ فرمان سلسلہ جلوس
مطابق سلسلہ ہجری کے اراضیات مفصلہ ذیل موضع چوکا پور بسرام چک علاول چک میدھوا چک نگا دھ
چک بنی متعلقہ بہار چک جو بنی متعلقہ کوتہی چک علی آباد معاف فرمائے چونکہ وہ دیہات حوالی مانگپور تھے
ناگزیر شاہ صاحب نے بوجہ عطیہ معافی سکونت متعل اپنی مانگپور مین قرار دی شجرہ اعقاب کا یہ ہو

ذکر خاندان مولوی عبدالغنی فریدی مانگپوری



مولوی عبدالغنی و مولوی عبدالصمد کے باپ اولے صغیر مین انتقال کر گئے تھے لہذا تصبیہ بھلی شہر ضلع چنپور
مین تخصیص شدہ داری وہاں جا کر تربیت پائی جب سن بلوغ کو پہنچے یہ سفارش اونہیں حضرات کے کہ بٹے
یمان تعلیم گئے تھے مولوی عبدالغنی منصف گو رکھپور و مولوی عبدالصمد تحصیلدار محلہ گڈھ مقرر کیے گئے اور باعث
ضبطی معافی کا یہ ہوا جب نواب سادات علیخان فرما کر لے اودھ ہوئے اونہوں نے بہ شمول اور معافیوں کے
اسکو بھی ضبط کر لیا مدت تک خالصہ رہا جب جو رد ظلم علان شاہی زیادہ ہونے لگا تو یہ دیہات معافی کا جو فائدہ
رہ گئی تھی غلام سرور کے ہاتھ جاتی رہی اب کہ حصہ موضع انہاں سے بزرگ پر گئے کہ گڑھ درجہ و اراضی مولوی میراجی
منحلات شہر مانگ پور کے او گئے قبضہ مین ہی مولوی عبدالکریم صدر قانو گوسے ضلع فیض آباد محمد ظہر روبرہ کار

کورٹ ضلع کے پہنچنے کے ہین مولوی عبدالکریم باوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ۔ ایسے لائق و فاضل
 و تازک خیال ہیں جو دوسرے عہدہ جو خدمت گورنمنٹی کی اونکے تعلق کھائے بہت حسن خوبی سے انجام دیئے اور
 وصلت و مصاہرت اس خاندان کی ساتھ صاحبان باٹی گئی کی ہو چنانچہ مولوی عبدالکریم نواسہ شاہ عبدالعزیز
 صاحب کے ہین اور ہین باٹی گئی پر اسی رشتہ نامانی سے سکونت پذیر ہین دفعہ ۱۰۴۰ م ذکر سلطنت غیاث الدین
 بلبن جو کہ پہلے سے حل عقد امور عظیمہ جہا زاری اس بادشاہ کے قبضہ اقتدار میں تھا بعد فوت اپنے
 سائے کے اسکو بادشاہ ہونے میں چند ان وقت مولیٰ لہذا باتفاق امر او ملوک ۷۷۹ھ سہری مطابق ۱۲۸۶ھ
 عیسوی میں اوپر اریکہ فرماندہی کے بیٹھ کر خطبہ سکھ اپنے نام کا جاری کیا ۱۰ ضرب سکھ و درخت ثلث عبارت طرف
 اول السلطان الاعظم غیاث الدین ابوالخضر بلبن السلطان عبارت طرف ثانی الامام المستعصر
 امیر المومنین ضرب ہذا بغضہ بھرت دہلی ۱۰ و قلع سلطنت چنے ہی سال جلوس میں قوم سیوا تیون نے
 بود کیا اوس بغادت میں میں لاکھ جان سے مار گئے ۷۷۹ھ سہری مطابق ۱۲۸۶ھ عیسوی میں غیاث
 طفل حاکم بنگالہ باغی ہوا اوسکے ہنصال کے لیے ایک لشکر گزرت باغی ایک امیر کے بھیجا گیا لیکن وہ
 افسر ہنگام ہر دھماکہ بنگالہ سے منہم ہو کر واپس دہلی آیا جو و مغروری وہ سردار اس وجہ سے جان سے مارا گیا
 کہ یہ بادشاہ اپنے تین خلیفہ ساتھ جانتا تھا اور نغا خان کو باغی جانکر اسکو بھیجا تھا جب وہ افسروان سے
 بھاگا تو وہ بموجب فتوے علما بھاد سے بھاگنے والا کا فر ہو اس تصور پر اسکو یہ سزا دی گئی تب خود بادشاہ
 صین ایام برساتی کہ طغیانی بارش کی تھی بنگالہ گیا اور وہاں لڑائی حاکم باغی سے نہایت بہادری سے لڑا
 آخر متواتر لڑائیوں سے وہ عاجز و ناتوان ہو کر واپس دہلی آیا لاکھ اسلحہ بادشاہ کی صولت اور سطوت
 ہر ایک صوبہ دار ہندوستان پر زیادہ ہوئی اس بادشاہ باغی کا مولف نے سکھ اپنی آنکھ سے دیکھا ہو معلوم
 ہوتا ہو کہ اوس تھوڑے سے ایام بغاوت میں اسنے سکھ اپنے نام کا جاری کر دیا تھا نقل ہو کہ اسکے عہد دولت
 میں دہلی کے و نور آبادی سے یہ کیفیت تھی کہ چالیس شہزادہ و بادشاہ ولایت سمرقند و کاشغر و خطا و روم وغیرہ
 و خواہزم وغیرہ کے بچہ و بچہ مغل مقرر ہو کر دہلی میں پناہ گزین تھے اور بادشاہ نے کمال بہادری اوکی
 اور عہد ثانی سلطنت اوین شانہ واد و بادشاہ ہونو موافق اونکے و تہ اور عزت کے ایک ایک علو واد
 جائزین اور نصب مقرر فرمایا تھا اور وہ ہر ایک ایک ایک محکمہ میں آباد کرانے لگے تھے کہ وہ محلا و محضیر نامی
 سے شہر میں مشہور تھا کہتے ہیں کہ جب یہ بادشاہ تخت سلطنت پر جنوس لڑتا تو ہر ایک وہ ہی بادشاہ و شاہزادہ
 موافق اپنے اپنے مرتبے کے اوسکے تخت کے سامنے کمرے ہوتے تھے یہ بادشاہ جیسی کوشش رعب و داب
 و اظہار شان و شوکت میں کرتا تھا و یہاں ہی عدل انصاف میں ہر دم مستعد و سرگرم رہتا تھا چنانچہ بہت خاں و خواں

اور وہ نے شراب کے نشہ میں ایک غریب آدمی کو مار ڈالا تھا جب اس کی بی بی مستغیث ہوئی بادشاہ نے اس پر
جرم میں ہیبت خان مذکور کو پانچ سو کوڑے لائے اور اپنے غلامی سے نکال کر اس کی غلامی میں یہ یاد اور فرمایا کہ یہ مجرم آج تک میرا غلام تھا اب
تیرا غلام ہو تب ہیبت خان نے نہایت سعی و سفارش و منت و سماجت سے بیس ہزار روپیہ دیکر اس عورت کی
غلامی سے آزاد دی پائی یہ بادشاہ بادشاہت سے پہلے کبھی کبھو شراب پیتا تھا جس روز سے تخت سلطنت پر
بیٹھا ایک دم سے شراب پینا چھوڑ کر توبہ کی اور ایسی نفرت ہو گئی کہ جس پر حرم شراب خواری کا نہایت ہوتا اس کو قراقرم
نزد قراقرم مقید صوم و حلوتہ و قیغ سنن کا ایسا تھا کہ کبھو ترک جمعہ و جماعت کرتا تھا اور ہر وقت با وضو رہتا تھا اور بغیر
سوزے اور ٹوپی کے کبھی کسی خدمتگار نے نہیں دیکھا اور شادی وغنی میں امیروں کے مکان پر جا کر اٹلے مرا تہنیت
و تعزیت کرتا اور اکثر علما و فقرا و محدثین کے مکان پر جا کر تانا تھا اگرچہ سواری اس کی اس شان و تجل سے
نکلتی تھی کہ پانچ سو سوار برہنہ شمشیر اس کی اردلی میں ساتھ چلتے تھے جس پر بھی اگر رہتے میں کہیں سنتا کہ وعظ و در
کا مجمع ہے تب تکلف اور ترپڑتا اور وعظ سکر رونے لگتا با این ہمہ مجرم کو بلا لحاظ سالہ نقد کے سزائے سخت دیتا اس
بادشاہ نے محمد خان مہین پور کو تمام ملک پنجاب پر اور بھرا خان پسرودی کو ملک بنگالہ کا صوبہ دار مقرر کیا اگر محمد
مہین پور نہایت لائق و شایستہ و مردانہ و فرزانه تھا کہ تاحی سکنا سے دہلی دلاہور و اہلیان لشکر اس کے عاشق تھے
بادشاہ نے اس کو اپنا ولیعہد کیا اور حضرت امیر خسرو ملک الشعرا ہی شانہ راہ کے مصاحبت میں تھے و مخدوم
شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ کو بھی بغرض تلذذ طلب کیا تھا ذکر افصح الفصحی سعدی شیرازی علیہ الرحمہ
نام انکا شیخ مصلح الدین ہو بعد سلطنت سعد بن زنگی تخلص سعدی موسوم ہوئے فضل و کمال میں کوئی ہمسر نہیں
گذا والا دماجد انکے عہد لازم سلطان اتابک کے تھے اور بجائی انکے روبرو بارگاہ اتابک کے دوکان بقالی
کی رکھتے تھے شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے اوائل میں مدرسہ نظامیہ بغداد میں شیخ الشیوخ ابو الفتح بن جوزی سے بیس
برس تک تحصیل علوم ظاہری کی اور بیس برس تک سیاحت دیار دیار کی کرتے رہے اور باقی عمر گوشہ نشینی
میں بسر کی اور بقولے بیت القدس میں مدت تک سقائی کرتے تھے اور لوگوں کو بلا خداج سے پانی پلایا یہاں تک
کہ ایک دن جناب خضر علیہ السلام سے ملائی ہوئے اونھوں نے زبان مبارک اپنی انکے منہ میں رکھی اس کی برکت
سے زلال فصاحت و بلاغت و شرب معرفت و حقیقت سے سیراب ہوئے چودہ بار پیادہ پانچ بیت الحرام سے
مشرق ہوئے اور اپنے پیر ارادت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ہمراہ سفر با میں سے جیسا کہ باب دوم گلستان
میں بر اشارہ مندرج ہیں ابیات مرا شیخ دانامے مرشد شہاب * دو اندرز فرمود بر روے آب * یکے
انکہ برخویش خود بین مباش * دگر آنکہ در غیر بہ بین مباش * واسطے جہاد کے روم و ہند گئے اور تمام انکا
عالم کی سیر کر کے ہر جگہ کے آدمیوں کو نظر امتحان دیکھا لیکن زمانہ ابتداء طہور شیخ کا عہد اتابک سعد بن کو

حرم
سعدی شیرازی

نشا اور حصول کمال بعد ایک ابو بکر بن سعد زندگی ہو چنانچہ کتاب بوستان سے مستفاد ہو ششہ ہجری میں
 بوستان اور ششہ ہجری میں گلستان کو ختم کیا اور کلیات النکا قریب میں ہزار شعر کے ہو اور لکے دیوان کو گلستان
 شعر لکے ہیں تصدیق اسکے ملا جامی کا ایک قطع لکھا جاتا ہو قطع در شعر کہس پیمبر اندہ تو لیست کہ جلگی بر نہ
 فردوسی و اتوری و سعدی ہر چند کہ لابی بھدی ہ اور تاریخ شعرا میں مذکور ہو کہ سلطان محمد خان حاکم لٹان
 پسر بزرگ غیاث الدین بلبن بادشاہ دہلی نے اپنے زمان حکومت میں دوبار لٹان سے قاصد مع زاد راہ و
 طلب شیخ سعدی کے شیراز کو روانہ کیا مگر شیخ بسبب ضعف پیری کے تحمل صعوبات سفر کے نہ سکے اور دونوں
 مرتبہ دیوان اور قصائد وغیرہ اپنے بھیج کر سفارش ایسے خسرو دہلوی کے بدرجہ اتم کے وفات انکی ششہ ہجری میں
 اور عمر انکی صیح ایک سو بیس کی ہوئی تاریخ وفات از کتاب مخبر الواصلین شیخ سعدی کے عارف حق بودہ راز دان
 وجود مطلق بودہ یکصد و بست سال عمر ش بودہ کان زمان رحلت از جهان فرمودہ بشب جمعہ پنج شوال
 شہد فرمودہ س آن ستودہ خصال ہ چون ز خاصان حق تاملے بودہ خاص تاریخ اولک فرمودہ ذکر شہادت
 شہزادہ محمد خان و وفات بادشاہ عجب اتفاق ہوا کہ فوج منلو نکی ترکستان سے بغرض تسخیر ملک ہندوستان
 بڑے زور و شور سے پنجاب آئی شہزادہ محمد خان اپنی فوج کو آراستہ کر کے کمال شجاعت با استقبال اٹکے گیا
 اور داد مردانگی کی دیکر عین ہنگامہ کارزار میں شہید ہو گیا اسکی شہادت کھربا و پیر و یاعلی انخصوص بادشاہ
 اس کے صدر مفارقت سے ایسا ضعیف و ناتوان ہو گیا کہ آنا و ضعیفی کے اوپر بہت جلد غاہر ہو گئے اور
 اپنی زندگی سے ایوس ہو گیا اور واسطہ ولیعہدی کے بغیر خان پسر دوم حاکم لکھنؤ کی کو طلب کیا بغیر اٹان
 حسب الطلب بادشاہ کے حاضر ہوا لیکن اپنی نادانی سے بلا اجازت و رخصت بادشاہ کے اپنے دار الحکومت
 لکھنؤ کی کو واپس گیا بادشاہ اسکی اس حرکت ناشائستہ سے بدرجہ ناراض ہو کر شہزادہ کبیر و پسر محمد خان
 شہید کو ولیعہد کر کے مر گیا تاریخ وفات ششہ ہجری مطابق ششہ عیسوی اسکے عہد سلطنت میں کوئی وقائع کرہ مانگپور
 کا کسی کتاب میں پایا نہیں گیا اسقدر البتہ معلوم ہوا کہ جب بادشاہ باستیصال طفل خان بنگالہ کو گیا تو آمد
 شد میں نزول دارہ دولت کرہ مانگ پور میں ہوا اور یہاں سے بوجہ ہمسرحی ملک بنگالہ کے بمقتضائے وقت
 کے استمداد رسد کی ہوئی دفعہ اہم ذکر سلطنت مغرا الدین کی قیاد بعد فوت بادشاہ کے تاملی امرا و ملوک
 بہ کٹکایش تمام یہ خیال کرتے گئے کہ اگر کبیر و بادشاہ کیا گیا تو ضرور بغیر خان بادشاہے سلطنت کینہ خواہ ہوگا
 لہذا یہ صلاح قرار پائی کہ بغرض رفع فتنہ آئندہ کی قیاد پسر بغیر خان بادشاہ اور کبیر و بدستور بجائے اپنے باپ کے
 حاکم لٹان رہے چنانچہ ششہ ہجری مطابق ششہ عیسوی میں شہزادہ کی قیاد کو کہ بھراٹھارہ سال متاع سلطنت
 پر بٹھلا کر بیعت عام کرتے گئے اور کبیر و حاکم لٹان مقرر ہوا کی قیاد نے تخت پر بیٹھے ہی امور چانداری سے غافل

طرف الملطان الاعظم مغر الدین ابوالمنظر بن السلطان بوز شاہ عبارت طرف ثانی فی حمد الامام المستنصر
 امیر المومنین ضرب ثانی اول طرف الملطان الاعظم مغر الدین ابوالمنظر کیتباد الملطان طرف ثانی
 الامام المستنصر امیر المومنین بلا منتہی بخت و دہلی ۵۸۰ھ عیسوی میں جب مولف بتقریب دورہ پر سیور ضلع گونڈہ میں
 مقیم تھا عند المعانیہ کوٹ یعنی گڑھی راجہ پر سیور بنیا دگڑھی میں کہ اسی عرصے میں نجد ملازمان راجہ سے مکان بنا تھا
 چند سکڑا کبریٰ کھجے منجھاد کے ایک سکڑا اوس سے لے لیا اب تلاش سکونکی مولف کو ہوئی اسی ہنگام میں ہنگام
 دورہ ضلع اوناؤ سکڑا ضرب ثانی اس بادشاہ کا ایک مہاجن ساکن صنفی پورے جاہل کیا یہ دونوں سکڑے جناب کپتان
 دینیسے فارسیں صاحب باماد دہلی کشنر گونڈہ کو دیے دفعہ ۲ ہم ذکر سلطنت جلال الدین فیروز شاہ
 خلجی یہ بادشاہ نسل قلی خان سے ہو قلی خان ایک بڑا قبیلہ دار مردانہ و فرزاندہ تھا شادی اسکی دختر چنگیز خان نسل
 سے ہوئی یہ دختر غجولے المولد سرلابیہ کے ایسی تند مزاج و جنگجو تھی کہ قلی خان اسکی باتوں کا تحمل نہیں ہوا
 ایک مرتبہ اسکی بد مزاجی سے تنگ ہو کر اسکو تنبیہ کی وہ زود ہوا اسکی درہنی رخاں ہوئی قلی خان ڈرا کہ بامداد
 اسکا چنگیز خان اسکے پاداش میں کہیں قتل ہو کرے لہذا ایک روز خفیس مع تھامی اپنی قبیلہ قریب میں ہزار آدمیوں کے
 وطن سے مغرور ہو کر کوہستان غور و کرستان میں جا چھا بامرد ایام وہ اور اسکی قوم کے لوگ بفرقہ پاد سلاطین
 کے لازم ہو کر بقلب جلی مشہور ہوئے آخر کو غلطی عوام سے حوت قاف ساتھ خنے کے تبدیل ہو کر غلطی ہو گیا جب
 سلطان شہاب الدین سام بعد فتح راجہ رائے پور کے مستقل بادشاہ ہندوستان کا ہوا تو اس جلال الدین کا دادا ہندوستان
 میں اگر پہلے بزمہ سواروں کے نوکر ہوا اپنی کار دانی اور نصیب کی یادری سے و متافو قاترتی پاتا رہا آخر افسر
 فوج ہو گیا جب وہ مر گیا تو اسکا بیٹا جہاں اس کے مامور ہو جاں اس جلال الدین کی نوبت سلطنت کی آئی تو اس
 عہد سے ترقی کر کے الی کام میں مقرر ہوا غیاث الدین بلبن کے عہد میں نائب ناظم سانی کا مقرر ہوا جو کہ خلیفہ نے اسکی
 تقدیر میں سلطنت گھسی تھی اس ریاست سانیہ یہ ایسا شہر و آفاق ہوا کہ تمام اراکین سلطنت کے ذہن میں اسکی ریاست
 ایسی جاگزین ہوئی کہ بعد مرنے غیاث الدین کے اسے لوگوں نے واسطے بادشاہت کے تجویز کیا اگرچہ ملک چھوٹا
 کسل خان برادر عم زاد کیتباد معی سلطنت تھا لیکن اسکو کیطرح چر لائق بادشاہت تصور نہ کیا کل اراکین سلطنت
 کسی روز تک کیٹی اسکی کرتے رہے کہ بخلا و دون کے کون معج ہر آخر بعد ککائیش تمام یہ قرار پایا کہ جلال الدین
 بادشاہ اور ملک چھو حاکم کر دیا گیا کہیے جائیں شہسپہر جرمی مطابق مسئلہ عیسوی کو باعت سید سلطان جلال الدین
 کو کہ اسوقت میں عمراو اسکی شہر بس کی تھی تخت سلطنت پر بٹھلا کر نام اسکا فیروز شاہ رکھا اور خطبہ اور سکڑا اس کے نام کا
 تمام ہندوستان میں جاری ہوا چھ کہ یہ بادشاہ سمراند قبح شریعت تھا لہذا چتر شامی کو کہ جو ہمیشہ سے بزرگ سرخ
 تھا اسکو تبدیل کر کے سفید کیا اور پہنے برادر کو منصب عرض مالک و خطاب عروغی خانی و اختیار الدین حسین پور کو

ذکر سلطنت جلال الدین فیروز شاہ خلجی

باسم خان خانی و ارکلی خان پسر نامی کو نقب قد رسانی و علاء الدین و الماس بیگ برادر زادگان کو بنام الفخانی
 سرفراز و ممتاز کیا اور امیر علی میرزا کو غالب بہ حاتم خان کر کے صوبہ دار اور دھکے اسطرح ہر ایک را کہیں دولت
 باز و مراتب و مناصب ترقی پاتے گئے آخر سنہ جلوس میں اپنے دونوں لڑکیوں کی شادی ایک علاء الدین الفخانی
 دوسری الماس بیگ کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کی دفعہ ۳۴ ذکر بغاوت حاکم کرہ و مانگیو رو دھکے
 سال جلوس میں امیر علی حاتم خان صوبہ دار اور دھکے کل امرائے بلوچی کہ جو جاگیر دار صوبہ کرہ و مانگیو رو دھکے تھے
 جلال الدین بادشاہ سے باغی ہوئے اور بعد کنگا بکش تمام ملک چھو کہ جو حاکم کرہ و مانگیو تھا اسکو بادشاہ قرار دیکر
 بمقام کرہ تخت سلطنت پر جلوس کرایا اور نام اسکا سلطان مغیث الدین رکھا گیا اور بہت سی فوج نئی نوکر رکھ کے
 سب کے سب بڑی دھوم دھام سے بغرض تیسرے شہر دہلی کے کرہ سے روانہ ہوئے اور یہاں سلطان جلال الدین
 فیروز شاہ نے بھی باغی ارکلی خان شہزادہ کے بہت سی فوج کو واسطے قلع و قمع ملک چھو کے روانہ کیا اور بعد اسکو
 خود بھی بغرض اعانت ارکلی خان بارہ کوس کے فاصلے سے آہستہ آہستہ چلا بمقام قنوج و دونوں لشکروں سے
 محاربہ ہوا آخر کار کھلی خان مظفر و منصور و ملک چھو و غنول و مغرور ہوا اور امیر علی حاتم خان مع دیگر امیران بلوچی کے
 زندہ گرفتار ہوا اور ارکلی خان شہزادہ نے نہایت ذلت اور خواری سے تمام قیدیوں کی گردنوں میں دو شاخہ ڈال
 شتران بے کادہ پر بادشاہ کے پاس بیجا بایں بہت کڈائی وہ قیدی بادشاہ کے پاس آئے جو کہ یہ بادشاہ
 ہرجہ رحیم تھا متعلیٰ دیکھنے اس عذاب کا نہو کر بے اختیار رونے لگا اور آنکھ اپنی نہ کر لی اور چلا کہ خدا را ان قیدیوں کو
 اس عذاب سے جلدی نجات دو بعد اسکے انکو حاکم کرایا اور بہ تبدیل پوشاک فاخرہ مورد الطاف سردار نہ لہر لیک
 کو علی قدر مراتب کیا اور یہ شعر زبان پر لایا شعر بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مرگ حسن الی من اسامہ بعد اسکے
 ملک چھو بھی کہ مکان ایک زمیندار میں تھی دستور تھا گرفتار آیا بادشاہ نے ان کو سکوا باغ و اکرام و سواری و محافظ
 اہل و عیال قلعہ متان کو روانہ کر کے وہاں کے حاکم کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو نظر بند کر کے تمام اسباب اکل و شراب
 و عیش و عشرت اور جو لائق سلاطین ہوتا ہی ہمیشہ مبارکھے اور انکی خاطر جوئی و رضامندی میں کوئی امر متروک
 نہ کیا جائے بواوید اس حسن سلوکی بادشاہ کے ملک احمد حبیب و دیگر اعلیٰ سلطانی معترض بھی ہوئے مگر بادشاہ
 نے کچھ خیال نہ کیا دستور سلوک رہا دفعہ ۳۴ بعد اس ہنگامے کے سنہ ہجری مطابق ۱۰۹۲ عیسوی میں ملک
 علاء الدین برادر زادہ و داماد بادشاہ حاکم کرہ و مانگیو مقرر ہوا اگرچہ علاء الدین بالکل پڑھا لکھا نہ تھا لیکن اپنی
 دلیری کی وجہ سے بے سوچے و سمجھے بڑے بڑے زمینداران متروان سے بخون و خطر لڑایا ان لڑاکوں میں
 سے یقین تھا کہ اسکے انتقام صوبہ دادی میں تخلل واقع ہوگا چنانکہ سلطنت اسکی تقدیر میں تھی لہذا ہر جگہ منصور
 و مظفر ہا اور متروئے عرصے میں تمامی علائقہ کرہ و مانگیو پر اسارعب و داب بیٹھ گیا کہ بلاترودا گزاری اسکو

خزائن میں داخل ہونے لگی اب بہت اوسکی برتنیں مالک نے نہ گننے والوہ توجہ ہوئے اور بھول جازت شاہی ملک
 مالوہ و بوندیکھنڈ میں بڑے بڑے راجاؤں پر گیا اور ان کے قلعہ کو مسار کر کے غنیمت بے انتہا حاصل کی بوقوع
 ان فتوحات عظیمہ کے بادشاہ نے حکومت اودھ کی بھی اوسکو عطا فرمائی اوسوقت بھینال اور اندیشی بادشاہ بہمن خاندان
 ملاتی ملار الدین معترض ہوئے کہ اشتغال ملک اودھ با ولایت کرہ مانگپور بموجب از و یاد قوت بنادت علا الدین
 ہو لیکن بادشاہ نے اوسکے اعتراض کو محمول بر حسد کر کے کچھ التفات نہ فرمایا بعد اسکے علا الدین نے اکثر امرے
 بلینی کچھ شجاعت و بہادری میں موصوف تھے اپنی سرکار میں ملازم کر کے رفیق بنایا دس لاکھ پوری ملایک مسعودی
 میں علا الدین نے دکن کا ارادہ کیا جو شاہان اسلام کے دھاوے سے اوسوقت تک محفوظ تھا چنانچہ اپنی اراکھست
 سے آٹھ ہزار سوار آرمودہ کار اپنے ہمراہ لیے اور ایسے بڑے بڑے جنگوں و شوار گزار سے گذر گیا جو در بیان کرہ و
 نامک پور و ضلع برار کے واقع تھے اور جواہر و زمیندار درمیانی ان دونوں ملکوں کے ملنے لگے اونسے یہ کہتا گیا کہ بادشاہ
 کی ناخوشی سے میں نے جلا وطنی اختیار کی ہو پھاڑوں پھاڑوں اور جنگوں جنگوں اپنی جان بچانے کے لئے بھاگا
 پھر تارہوں اس شہر میں کوئی بوسای کھن مزارم حال اوسکے ہنوا ہانک کہ براہ مالوہ و برار اچھو ر تک جو ریاست
 بعد آباد دکن کا وسط ہی پہنچ گیا اور وہاں سے جانب پچم چلایا ہانک کہ مقام دیو گدھ میں اچانک پہنچ گیا (دیو گدھ)
 ایک مقام ہو کہ جواب و دولت آباد کے نام سے موسوم ہو (اوسوقت وہاں کا والی راجہ رام دیو تھا اور یہ راجہ
 وہاں کے بڑے راجاؤں میں بڑا گنا جاتا اور لقب ہمارا جہ موسوم تھا اور تمام مرہٹوں کے ملک کا مالک شمار کیا جاتا
 تھا اکثر راجگان ہند حسب عادت جلی اپنی ہر وقت جنگ و جدال پر آمادہ و طیار رہتے تھے اور ایک دوسرے پر اچانک
 دھاوا کرنے کو امر اہم جانتے تھے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ طریقہ راجپوتوں کا ایسا مرج تھا کہ اس موقع پر راجہ
 رام دیو بھی دشمن کے دھاویے بالکل بخوف تھا اور اسدن اوسکے پاس فوج بھی نہ تھی اور اڑکے بالے ایک مندر
 میں بغرض پوجائے گئے تھے اور مندر اس شہر سے قریب تھا جبکہ علا الدین شہر کے قریب پہنچ گیا دفعتاً غلط آمد
 فوج مسلمانوں کا ہوا راجہ مذکور باصفا اس خبر کے گھبرا گیا تاہم اپنے ہوش کجا کر کے تین چار ہزار آدمی بہزار
 دشواری فراہم کیے اور بیرون شہر اگر مقابل حریف ہوا لیکن تھوڑی لمبائی میں اوسکے پاؤں اوکھڑے اور
 متصل شہر ایک قطعہ میں جو بالاسے پہاڑ واقع تھا مفرد ہو کر محصور ہوا اور ہنگام مفردی اپنے جھنڈے پر ہاتھ نہ
 سمجھ کے ہمراہ لے گیا وہ بورہ بالکل معمولی تھا علا الدین نے باطینان تمام داخل شہر ہو کر چھانک لوٹ مکان شہر کو
 خوب لوٹا اور سوداگران و مہاجران شہر کو بغرض نشانہ ہی بننے و دینے کے سخت تکلیفیں دیکر دولت بے انتہا حاصل
 کی اور چالیس زنجیر فیل اور کئی ہزار گھوڑے مع دیگر اثاثے غرہ آزان راجہ ضلی میں آئے ابعد اسکے محصوران قلعہ
 رٹائی کر کے یہ مشہور کر دیا کہ یہ فوج بطور ہراول کے ہو لشکر کشیر بادشاہی پیچھے سے آتا ہو دریافت اسکے راجہ سر سید ہو کر

خاشاکہ صلح کا ہوا تب علاء الدین نے صلح و انصراف اپنا مقوق اور پکٹی سومن سوتی و چاندی و پارچہ لٹھی کے
 کیا راجہ ٹٹ مال دینے پر رضامند ہوا ہنوز نوبت تحریر رتب صلح کی نہ آئی تھی کہ اس مابین میں راجہ کا بیٹا جو مصوران
 قلعہ سے نہ تھا باہر فوج ایکجا کر کے علاء الدین پر آیا قریب تھا کہ فوج اہل اسلام بالکل منہزم ہو جاوے مگر نیراقبال
 علاء الدین کا ترقی پر تھا نہایت دلیری و مردانگی سے محاصرہ قلعہ کا بدستور قائم رکھ کے کیسے قدر فوج سے مقابل ہوا اور
 ایسی بہادری و ہوشیاری سے لڑائی کی کہ خود مظفر و منصور اور ضمیمہ خائب و خاسر ہو کر منہزم و مغرور ہوا اس وقت راجہ کو
 گمان ہوا کہ جس فوج کی آمد کا قلعہ پہلے سے ہو رہا تھا اسی فوج نے ہندوستان سے آکر میرے بیٹے کو شکست
 دی اور جو اسکو امید اعانت و دوسای جو اسے تھے وہ بالکل منقطع ہو گئی اس لیے موافق مرضی علاء الدین کے ساتھ
 من سونا اور سات سومن مردارید اور دوسن جو ہزار قسم نعل و یا قوت و زمرہ اور ہزار من چاندی باوزان و کھنجر
 چار ہزار چادر ریشمی و دیگر شیشے نفیسہ و تمام محاصل ملک الیچورج متعلقات اس کے دیکر صلح کی تب ملک علاء الدین
 اس قدر مال لیکر محاصرہ قلعہ سے دست بردار و عثمان عزیمت جانب کر لیا انکھور مطہر فرمائی سائے مسطر فارسیں
 صاحب بہادر جو الہ عبارت صفحہ ۳۰ تاریخ الفضل صاحب کڑھ مانگ پچھ سے دیو گڑھ سات سو تیل ہی علاء الدین
 کے سفر کا بڑا حصہ بند یا چل کے پہاڑوں اور جنگوں سے ہوا تھا جہاں سے خاص ہندوستان کی حد دکن سے
 جہاں راستوں کی تنگی اور ہر شے کی کمیابی اور پہاڑوں کی تیر و افشانی میں ایسے دشوار گزار خاردار و زرخون خود رو
 میں سے اتنی تھوڑی فوج لیکر جانا نہایت دشوار تھا دکن کے ایسے چوڑے پگلے اور بستے رستے ملک میں بیٹھ
 ہزار سوار لیکر جانا کچھ دلاوری کی بات نہیں پائی جاتی بلکہ ایک اندر سے کے موافق بے سبھے ہوئے کنوین میں
 گزرتا تھا خطرات مذکورہ بالا سے محفوظ اور اسون رہنا اور ایک نئے طریقے سے کام نکالنا اور بعد اس کے اسکی
 راہ سے ہزار دقت و دشواری واپس آنا علاء الدین کی دلیری و دلاوری کا بڑا اثر لوگوں کے دلوں پر پیدا ہو گیا
 مگر اس فقرے سے جو اس نے مشہور کیا کہ میں راج مندے کے راجہ کی نوکری کرنے جاتا ہوں اس سے صاف
 واضح ہے کہ بخلاف ابتدائے سلطنت مسلمانوں کے چندان حرارت مذہبی قوم ہنود میں باقی نہیں تھی۔ چونکہ یہ
 غزیمت بلا اجازت و اطلاع بادشاہ کے تھی لہذا تا ایام سفر کوئی کتابت علاء الدین کی بحضور بادشاہ لکھی مگر
 نائب اسکا کڑھ مانگ پور سے بغرض رخ بگمانی بادشاہ کے یہ عرضداشت کرتا رہا کہ علاء الدین بائیس سال
 راجہ چندیری کے مصروف ہی بیان تک کہ اس میں چھ مہینے گزر گئے اور شہر او سکی بناوت کا تمام اکتان و اوقات
 دہلی میں ہو گیا اور ملک جہاں بادشاہ کی بیگم ہر وقت علاء الدین کی طرف سے بادشاہ کو بگمان کرتی جاتی تھی لیکن
 بادشاہ بوجہ محبت فرزند می او سکی باتوں پر لحاظ نہیں کرتا تھا ہنگام محبت علاء الدین خیمہ سردقات سلطانی
 مقام گویا رہا تھا کہ دفعتاً مشہور ہوا کہ علاء الدین دیو گڑھ سے مظفر و منصور اور زرد و جاہر سے محمود دار الحکومت

کر کہ وہ اس آقا پر باستماع اس خردہ فوج بخش کے بادشاہ مسرور ہوا اور از دیاد مال و مثال ایسے کو باعث نعمت اور
 خست اپنے کا سمجھا ایک روز ملک احمد جیسے مندا تہ کرہ الماس کیا کہ کثرت فوج و جمعیت مال علاء الدین کے باعث سرخی
 ہوئی و سکناے کرے و ملک پور کہ قدیم سے مفرد و متقی ہیں یہی لوگ باعث بغاوت ملک چیمو کے تھے اسکے کبہ نوی
 بغاوت نہونگے بمقتضائے دورانہ نشی مصلحت یہ ہو کہ بادشاہ بمقام چندیری کہ مرور راہ دیو گڈھ ہو سداہ ہو فوج علاء الدین
 کہ بالفصل کو فتنہ و خستہ ہو خورے دباؤ میں کل مال پیشکش حضور کر گئی بادشاہ کو یہ سلسلہ پسند نہ آئی اور فرمایا کہ تو علاء الدین
 سے مجھے بدگمان کرنا ہی مینے اس کو شل فرزندوں کے پالا ہو بناید اسکے ملک فخر الدین نے عرض کیا کہ ہنوز عرضہ
 بھی ملک علاء الدین کی نہیں آئی ہو اور نہ خبر تحقیق ہو کہ مرور اس کا خواہی خواہی چندیری سے ہو گا اور ایام برسات
 بھی قریب آگئے جا نا مناسب نہیں ہو اور بر تقدیر یہ سب کیا جائے اور علاء الدین مطلع ہو کر دوسری راہ سے
 چلا جائے تو اس میں کسی قدر قناعت واقع ہوگی بقولے بے آب موزہ کشیدن ہو کہ لو فرضا اگر باغی بھی ہو جائے
 تو ایک حملہ فوج سلطانی میں کام اس کا نام کر دیا جائیگا ملک احمد یہ بات سنکر بہ مزہ ہوا اور یہ شعر پڑھتا ہوا اٹھ گیا
 شعر چو تیرہ شود مردار روزگار ہماں میکند کش نیاید بکار اور بادشاہ کو ایسا سے کج کر کے دہلی میں داخل ہوا
 اس عرصے میں علاء الدین اپنے دارالحکومت میں ہو چکا کہ باستماع اسباب سرکشی سرگرم ہوا اور ظفر خان کو بایں فائز
 کھنوتی کو روانہ کیا کہ کشتیان گذر دریا پر بغرض عبور فوج ہر وقت طیار کے اور بحضور بادشاہ بایں مضمون عرضداشت
 روانہ کی کہ اکتیس زنجیر فیل اور گھوڑے و دیگر نقد و جنس جو دیو گڈھ سے لایا ہوں وہ تمامہ از آن بادشاہی ہو
 لیکن بوجہ مسافت بعیدہ نوبت ترسیل عراقات کی نہیں آئی مبادا ترک ترسیل عراقات باعث غبار خاطر اقدس
 ہوا ہو لہذا امید دار ہوں کہ شفق و تخیل خاص بعفو تقصیرات بنام دولتخواہ و انصران فوج کے صدور پاس کے حاضر حضور
 ہو کر سعادت دارین حاصل کر دن بوصول اس عرضی کے بادشاہ نے مخلص ہو کر قطع فرمان مشخون نوادش
 و اطمینان تحریر کر کے مصوب و کس مقرران سلطانی کے دارالحکومت کو روانہ فرمایا چنانچہ بغیر پہنچنے ان کے کے
 علاء الدین نے ان کو قید کیا اور الماس بیگ برادر علاء الدین نے بادشاہ سے عرض کیا کہ علاء الدین نہایت محبوب
 و مخوف ہو اور کہتا ہو کہ عزیت دیو گڈھ میں گئی ہے فیض میرا بحضور بادشاہ نہیں پہنچا اس باعث سے میں بدرجہ منفل
 ہوں اور حقوق حضرت شاہنشاہی مجھ پر نہیں ہیں کہ میں ان کو بھول جاؤں بادشاہ میرے ولی نعمت مجھ پر
 مجازی ہیں بوقرآنہ اندک بخش خاطر بادشاہ کے زندگی میری تلخ ہو اگر واقعی بادشاہ کو مجھے بخش ہو تو مجھ کو اطلاق دے
 کہ اپنے تئیں نہر سے ہلاک کر دن باجلاد میں اختیار کر دن تصدیق اسکے تحریر علاء الدین اسی خود ملاحظہ کرائی و
 کمال گریہ و فزاری متوسل ہوا کہ اگر حضور اقدس جریہ و نظر استال علاء الدین تاکرہ ملک پور قدم رنجہ فرمادیں تو علاء الدین
 بے تکلف حضور میں حاضر ہو کر کل مال و اسباب حاضر حضور کرے گا ورنہ وہ ہلاک یا آوارا وطن ہوگا اور حضرت کو بجز

انفسوس کہ کچھ حاصل نہ ہو گا، اس سادہ لوح نے کلام الماس بیگ کو باد کر کے ارشاد کیا کہ تو پہلے سے علاء الدین کے پاس جا کر فہمائش کر کہ اقدام قتل نفس کا کرے اور میں متعاقب تیرے بغیر نص نسکین اس کے جریدہ کر دے تاکہ پور میں آتا ہو لیکن پہلے سے اگر علاء الدین کو اس حال سے خوش حال کیا اور کہا کہ اب قصد جانے کھنوتی کا ست کر بادشاہ طبع مال و اسباب عین شروع ماہ برسات میں جریدہ آتا ہو جب وہاں آئے کام ادسکا تمام کر اور جب تک ارکلی خان تخت سلطنت پر جلسہ کرے تب تک مالک جو بنہور و کھنوتی و بنگالہ پر قبضہ کر کے ارکلی خان کو بھی مستاصل کر علاء الدین اپنی فوج لیکر گئے دہلی اور ترکے مانچور میں بانتخار بادشاہ کے ٹھہرا اور اپنے بھائی الماس بیگ کو بغرض استقبال بادشاہ روانہ کر کے فہمائش کی کہ جہانگیر ہو سکے بادشاہ کو جریدہ میرے پاس لانا سترہویں ماہ رمضان المبارک کو چتر سلطانی کشتی پر دور سے نمایاں ہوا اور علاء الدین ہر دو طرف دریائے گنگ کے فوج لیکر بقصد لڑائی و بظاہر بغرض مینوائی کھڑا ہوا اور وقت الماس بیگ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اگر ایک روز قبل علاء الدین کے پاس نہ پہنچتا تو وہ بخوف حضور ضرور آوارہ وطن ہو جاتا اور اب بھی اس کے دل پر وہی خوف سلطانی طاری ہو اگر عقد جمیت قلیل بھی جو بہادر بندگان والا ہی دیکھے گا تو بخوف اس کے بھاگ جائیگا لہذا امید دار ہوں کہ بھرہ کشتی حضور کا وہاں تک پہنچے بادشاہ ہمت و سماجت اس کے مع چند خواصوں کے لبواری روزہ رکھے ہوئے اور قرآن پڑھتے ہوئے کشتی اس کی مانچور کو چلی ملک نرم مصاحب بادشاہ ہوا و یہ صفوں آرائی ملک علاء الدین کے الماس بیگ سے معترض ہوا گر مہانگیر اس نے لطائف اجل میں رکھا کہ قرب نماز عصر کنا سے دریائے گنگ بنیام مانچور بادشاہ نے نزول اجلال فرمایا اور علاء الدین چند قدم بڑھ کے قدموں ہوا بادشاہ نے پنجہ شفت کا اس کی پیٹھ پر کھڑکھڑایا کہ محبت تیری تمام عزیزوں سے مستزاد ایسی دلپہرا تیرے ہی کہ تیرے حق میں کوئی بدی مجھ سے ممکن نہیں ہر ہنوز تیرے پیشاب کی بو میرے کپڑوں سے نائل نہیں ہوئی اور ہاتھ کپڑے اپنے ساتھ جانب کھنوتی کے لچلا محمود بن سام ساکن سمانہ نے باشارہ علاء الدین کے بادشاہ مقتول کو تلوار سے مجروح کیا اور اختیار الدین نے زمین پر گرا کر سرا دسکا کا لکڑی علاء الدین کے سامنے کیا یہ سانحہ ۱۰۱۰-۱۰۱۱ ماہ رمضان المبارک ۹۹۹ھ ہجری مطابق ۱۰۱۰-۱۰۱۱ عیسوی قریب غروب آفتاب وقت مغرب کے واقع ہوا علاء الدین نے سر بادشاہ کا نیزے پر رکھوا کر مانچور میں ساتھ اس مذاکے گشت کرایا کہ طمع کرنے والے مال دنیا کی یہی سزا ہے یہ بادشاہ سادہ لوح نہایت مہم دل تھا اپنے ملاقاتیوں سے بحالت سلطنت وہی برتاؤ رکھا جیسا بھدارت رکھتا تھا مگر یہ جو خون ناحق سید مولائی کہ ایک اکابران دین سے تھے مورد وبال نکال کا ہو کر اس فلت و رسوائی سے مار گیا مدت سلطنت سات برس سکھ اس بادشاہ کا مدور بن خط ثلث مضروب سنہ ۹۹۹ھ ہجری اس شکل کا بھجا عمارت طرف اول السلطان الاعظم جلال الدینا و الدین ابوالنظر فیروز شاہ عمارت طرف ثانی الامام ہستمر

امیر المومنین بھنرت الدہلی فی شہر تیسین و ستائیس سکہ ثانی ۹۳ سنہ ہجری میں اس قدر عبارت اضافہ ہوئی کہ ضرب کا
 بھنرت فی شہر ثلاث و تیسین و ستائیس سکہ ثالث ۹۵ سنہ ہجری ضرب ہذا بھنرت بھنرت الدہلی فی شہر خمس و تیسین سکہ
 روایت ثانی بحوالہ تاریخ فرشتہ و مہو قطبی و مہو ناخواجہ گرگ کے یہ معلوم ہوا کہ جب علاء الدین مظفر منصور ہو کر سفر
 دیوگند سے دارالامارت کرٹھ مانک پور میں واپس آیا تب بخون مواخذہ سلطان کی اکثر بغرض استعانت بحضور خواجہ گرگ
 مجذوب صاحب ولایت کرٹھ کے حاضر ہوا کرتا تھا ایک روز بہالت جذب خواجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے میرا
 لے بادشاہ دہلوی کہ گشت مغلوب تر خیم قوی کہ من ترا دادم سریر و سلطنت کہ برزدم بر خاک تاج و شمنت کہ ہر گاہ
 بر سر جنگ کہ تن در کشتی سر در گنگ کہ جو کہ خواجہ سے سیکڑوں خرق عادت آئی ہو کرتی تھے اور تمام سکاؤٹنگے
 مقصد و غیر علاء الدین بھی اونکے ارادہ مند نہیں تھا جب یہ شعر خواجہ صاحب نے اونکے نسبت فرمایا ہوا ہے سلطنت
 ہند اونکے دل پر ایسی جاگزیں خاطر ہوئی کہ اسی وقت سے باجماع اسباب ملک وادی متوجہ ہوا جب سلطان جلال الدین
 فیروز شاہ سواری کشتی مانک پور پہنچا اور علاء الدین بھی بغرض اٹلے مراسم استقبال سواری کشتی بار بار بلاوت
 ہوا بادشاہ نے اشارہ اونکی قتل کا کیا علاء الدین نہایت سراپہ ہو کر خواجہ گرگ اس سے استعانت خواہ ہو واپس
 علاء الدین شکل ہوا بصورت جلال الدین کے اور جلال الدین متمثل ہوا بشکل علاء الدین کے سر جنگوں سے
 جلال الدین کو علاء الدین معلوم کر کے تلوار اونکی گردن پر ماری کہ سراوسکا کلکا اندرون دریاے گنگ جانا
 اور تن حسب مصداق شعر خواجہ صاحب اندر کشتی کے رہا ہے ہر کہ آید بر سر جنگ کہ تن در کشتی سر در گنگ کہ او
 و سر بہتا ہوا بمقام گمسرہ گم ہو گیا اس باعث سے نام اوس مقام کا گمسرہ ہوا مگر بوجہ تہادی ایام و غلطی عوام کے
 اب گمسرہ مشہور ہو اور مانک پور سے بقاصدہ دو میل زمینداری میں راجی سید تیشق حسین صاحب کے ہی اور تاج نہا
 کو ملا حن نے اوس پار گنگا کے کپڑا اور حضور میں علاء الدین کے لائے بجلد دی اونکے بادشاہ نے اراضی اوس
 پار کے ملا حن کی معافی میں دیدی اسوجہ سے وہ اراضی باسم تاج ملاحہ موسوم ہو اور طولانی اونکی مانک پور سے
 تا کرہ ہی قبر بادشاہ گمسرہ قریب مسجد ایک شبی تھی بوجہ انہدام دیوار مسجد زبردوار مسجد آگئی ہو نقل ہو کہ بعد سنوج
 اس سانحہ کے علاء الدین نے زرد جو اہر و اطعمہ لذیذ بطور زندہ بحضور خواجہ صاحب گذرانا مگر خواجہ صاحب نے اس پر
 کچھ التفات نفرما کے یہ باعی ارشاد فرمائی برہماعی قانع شدہ ام بہ خشک نانی و ترہہ یہ سلم بنو دیوسے بریان و
 برہہ دہلی و سمرقند و بخارا و عراق کہ این چار ترایہ و ہا با درگاہ ذکر خواجہ گرگ اسدولی اسر مجذوبے صاحب
 ولایت کرٹھ ہیں حالات انکے بہت طول و طویل ہیں اجالا یہ ہو بہالت طفولیت والدین آپکے انتقال کر گئے جب
 بلغ ہوا لے مشرکہ پوری تہا من مرشد کامل صرن فقرا کرتے تھے ایک روز ہراہ کاروان موضع بہرولی پر گئے جابل ضلع
 الہ آباد میں شب بانش ہوئے ہنگام خواب وہ قافلہ آبلو چھوڑ کر آگے چلا گیا جب بیدار ہوئے اپنی تنہائی پر بہت روئے

اسی میں ہم قہمی سے بشر ہوئے کہ اندرون آبادی جا کر مولانا اسماعیل قریشی کے ملازمت حاصل کر اور حسب ارشاد دوسرے کاربند ہو جب ان کے حضور میں حاضر ہوئی اور کو پہلے سے اپنا منظر پایا بعد اسے مراسم سلام مولانا نے فرمایا کہ دس بیس سے تیرا انتظار کرتا ہوں یہ خطاے اور اس پہاڑ پر جہان روشنی ہو چلا چلا پھر دینے خطا کے خواجہ کو ذوق و شوق پیدا ہوا جب زیر دامن کوہ پونچھے ایک چشمہ عظیم پانی کا دیکھ کر غسل کیا اور تھوڑا سا پانی پیکر پہاڑ پر چڑھ گئے دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام مشغول نماز ہیں بعد ختم نماز وہ خطا ان کے سامنے رکھ دیا ارشاد ہوا کہ تو بر تیرا بدالی باور ہوا شراب کو گلاب بنا کے پیا کر بعد اعلاے خلعت ابدالی بھنور مولانا واپس آئے اور شراب مانگی ارشاد ہوا کہ وہ شراب دین ہو بیان نہیں ہو خواجہ صاحب نے نشان مجرہ مولانا صاحب کا دیا فرمایا کہ اگر یہاں ہو تو لیٹے عند تجسب شراب مجھے میں ملی پیکر مست ہوئے خرق عادت خواجہ صاحب کے پیشا رہن جسکو شوق ہو ملاحظہ کیے ان کے ملفوظات کو خواجہ صاحب مقلوب احوال ایسے تھے کہ سولے سے نوشی کے دوسرا کام نہ تھا ہمیشہ بیٹی شراب کی روشن رہتی تھی جو کوئی جو شکر نہ دیتا تھا اسکو فوراً بیٹی میں ڈال دیتے تھے اور جس کیک وہ فعل کر وہ خاطر ہوا بلا ضرر اس چیز کو بیٹی آگ سے نکال کر واپس دیتے تھے چنانچہ بتایا اسکے بوالہفتان التواریخ یہ نقل ہو کہ خواجہ قطب الدین بختیار اوشی قدس سرہ الغریب نے واسطے آپ کے خرقہ پہنچائے اسکو آگ میں ڈال دیا جو خام خرقہ لایا تھا وہ بھنور قطب صاحب شکایت لیگیا ارشاد ہوا کہ پھر جا اور اس خرقہ کو آگ میں ڈال دیا جو خام خرقہ لایا تھا وہ بھنور قطب صاحب آکر طالب خرقہ ہوا آپ نے کہا کہ اندر بیٹی کے گھسکر اپنا خرقہ نکال لے جب وہ اندر اس کے تلاش خرقہ گیا تو بہت سے خرقہ کو آگ میں رکھا ہوا پا کر شرمسار ہوا مشہور ہو کہ آپ ہمیشہ برہنہ رہتے تھے مگر قاضی سید امیر رکن الدین فیروزہ قطب الدین کو دیکھ کر کہلاہن لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایک آدمی ہو اسکو دیکھ کر مجھے شرم آتی ہو اور قاضی صاحب مدوح بھی انکا بدرجہ ادب کرتے تھے سب اسکا یہ تھا کہ امیر کبیر قطب الدین مدنی نے بروے مکاشفہ خبر دی تھی کہ میرے بیان ایک فقیر مجذوب باسم گرگ اسد ہو گا لافار کھنا اور خواجہ صاحب بھی قاضی امیر رکن الدین کو بہت چاہتے تھے اور فرماتے تھے کہ تو سردار ہو تیری اولاد بھی سردار ہوگی تیرے فرزند میں میرے فرزند ہیں جو کوئی اونکو اپنا پونچا و بگا اسکے حق میں اچھا نہوگا ذکر وفات خواجہ صاحب ہنگام وفات ایک ارادت مند حسب معمول بھنور خواجہ صاحب شراب لایا فرمایا کہ آج اسکو زمین پر پہنچا دے بیٹے تو بہ کی اب شراب بخت اتنی سے محمود ہوں اس کے بعد مسجد میں جا بیٹھے اور آنکھیں سرخ ہو گئیں اور یہ آیت پڑھی اذاجار ابلہم لاینا خرون حاجہ ولایستغزون فرماتے تھے کہ آج وہ روز ہو کہ گرگ کو تیسے جدا کرتے ہیں ۱۳ یار و ملکو فراموش نہ کرنا جب تک کہ کردہ آباد ہو حق تھلے اس شہر کو بلا سے محفوظ رکھیا بعد اس کے نعرہ کرتے تھے اور درختے تھے اور سورہ احکام پڑھا پڑھتے تھے یہاں تک کہ دسے مبارک زندہ ہو گیا اور بکیت پڑھی کل من علیہا فان وبقی وجہ بہت بکمال لایا

سالار نامی خادم نے عرض کیا کہ آپ کیون روئے ہیں فرمایا کہ ہیبت و عظمت اللہ سے نہیں معلوم کہ کیا معاملہ پیش آویگا
 بعد ختم اس کلام کے جانب طین سدھاری تاریخ سوم جب المرجب روز جمعہ ۱۰ شنبہ ہجری مطابق ۱۳ شنبہ عیسوی
 اور چوتھے ۱۰ شنبہ ہجری مطابق ۱۳ شنبہ عیسوی کا جمعیہ تاریخ قول ثانی رباعی کردہ ملت عالم قانی رفت درخت دیار امید دروشت
 از خار فراق لا جرم باد وصال چشید بعد انتقال خواجہ صاحب کے بوجہ ان کے جلال کے کسیکو ایسی جسارت نہ ہوئی
 کہ قریب لاش جاوے مگر قاضی امیر رکن الدین مدوح الذکر حاضر ہو کر شہزادہ تکفین و تدفین مصروف ہوئے و باقیہ
 صلوا و علما ناز جنازے کی پڑھائی نقل ہوئی کہ ملک الشان شیخ ضیاء الدین زاہد نے قریب لاش مبارک جا کر کسا
 السلام علیک یا خواجہ ابدال نامی کنگ قطب زادہ کلال یو اب اس کے خواجہ صاحب نے فرمایا و علیکم السلام بجا المجلد
 اول خط و قبلی جو لوگ دعوائے فرزند نسبت خواجہ صاحب یا او کی بہن کے کرتے ہیں کسی کتاب نسب سے ثابت نہیں
 کیونکہ خواجہ صاحب کو محض تجربہ تھی اور پدر و پیر و خواہر و زن و فرزند و غلام و جاریہ و خانہ کچہ نہ تھا فرار شریف خواجہ صاحب
 زیر چتری سنگین اندرون دو حصاروں کے موضع سلطانپور دیہ معانی میں واقع ہو اور وہ موضع ہمسرہ سواد قصبہ
 گڑھی دیہات و چلوک بہت صرت درگاہ حسب ذیل معانی ہیں سلطانپور خواجہ گرگ روپ نواب لکھنویوں چنگاں پر
 چاک تلوک پر اب بند و بست حال میں اس کے اہل جمع کجائی جو زہر کر معانی ہو گرجو لوگ منقسم معانی ہیں صرت
 اس کا حسب فضائے اہب نہیں کرتے اور نہ اوپر نہ سب اور ملت خواجہ صاحب کے ہیں نقل ہوئی کہ خواجہ صاحب ہرقا
 کو بی بی کا سر کہتے تھے یعنی بی بی کا اسیر بی بی مراد دینا سے ہی یعنی دینا دار چونکہ استاد ارادت خواجہ صاحب کے
 مولانا اسماعیل مدح الذکر ہیں لہذا ضرور ہوا کہ ان کا بھی بی بی مراد دینا دار چاہئے۔ یہ فرزند ان مخدوم بہار الدین مذکور
 ملتان سے ہیں بھک باطن اپنے وطن اصلی سے قتل ہو کر مسکن گزین موضع بہرولی پر گئے چاہل ضلع الہ آباد ہوئے
 اور اپنے نور باطن سے نام ذلح بہرولی کو منور فرمایا حالات ان کے کمالات کے بے انتہا ہیں درگاہ ان کی متصل آبادی
 جانب اتر بہرولی ہی بعد ان کے شیخ شہاب الدین خلف الرشید سجادہ نشین ہوئے بالفعل ان کی اولاد سے عبدالمجید
 پسر سچہ پیش و کمال الدین و جمال الدین پسران افضل حسین و شمس الدین پسر حاجی منہاج الدین موجود ہیں بوجہ
 نزاع خاندانی قبل بلوہ آٹھ حصہ زمینداری شیخ اسماعیل و شیخ امام بخش کا بعلت قرضہ نیلام ہو گیا نصف باقی غلط
 ثانی مولانا اسماعیل کے شیخ منہاج ناما صاحب فرار خواجہ صاحب ذوق و شوق تھے جھکا فرار صد آباد و فرار چوکا پور
 میں ہی مشہور ہے کہ جو شخص برادر شہنشاہ بعد نماز صبح فرار خواجہ صاحب پر فاتحہ پڑھے بہرولی جائے اور مولانا اسماعیل
 قریشی کی زیارت کر کے مقام کسور منہاج ناما کے فرار پر فاتحہ پڑھے وہاں سے تانناز مغرب پھر درگاہ خواجہ صاحب پر
 حاضر ہوا انشاء اللہ تعالیٰ ملاقات جسمانی خواجہ صاحب سے مشرب ہوگا۔ مخدوم شیخ تقی احمد دتتی گل تبتی رہے
 و علیہ شیخ منہاج ناما کے ہیں جو الکتاب منہاج الانساب معلوم ہوا کہ شیخ تقی قوم مذہب سے ہیں لیکن صاحب ذوق و شوق

شیخ منہاج ناما صاحب فرار خواجہ صاحب پر فاتحہ پڑھے بہرولی جائے اور مولانا اسماعیل

کثرت سے ہوئی ہیں اور سب کے سب تاخیر پر اس کتاب کے خفی المذہب اہل سنت سے ہیں اور اکثر مصوم و ملوث
 کے مفید ہیں بالفعل بخلاف پہلے کے کبھی قدر زمانہ ان سے ناموافق ہوا اور باعث اقتدار اس قوم کا زمینداری
 تھا اس عداوتی سرکار اگر زہادین بسبب افترا پردازی بعض مفیدوں کے اور انکی زمینداری میں نقصان کیا
 اور آخر کو جن لوگوں نے او کو فریب دیکر زمینداری حاصل کی تھی وہ لوگ بھی تباہ و برباد ہو گئے و دفعہ
 ذکر سلطنت سلطان علاء الدین خلجی بعد شہادت جلال الدین فیروز شاہ کے مہران و افسران فوج
 نے علاء الدین کو یہ مشورہ دیا کہ ملک ہریر الدین بافسری تھوڑی فوج کے بلا انقصایہ ایام ہارنش کے بتغیر
 و ضبط ولایت گھنٹی و بیگا لہ کے بھیجا جاوے اور یہاں خود بدولت باستجماع اسباب خود داری کے مستعد
 و سرگرم ہوں ہنوز ملک ہریر الدین جانب گھنٹی روانہ ہوا تھا کہ ملک حبیب جو بادشاہ شہید کی طرف سے لشکر لے
 کر آیا تھا باصنافا خبر شہادت منصور دہلی ہوا وہاں ملک جہان بیگم بادشاہ نے اس خبر کو سکر یہ نادانی کی کہ شہزادہ
 قدر خان اپنی کم عمری کے کو جو اسکی بطن سے تھا غورائے کر کے باتفاق بعض امراء و لوگ کے تخت سلطنت پر
 جلوس کر کے بلقب رکن الدین ابراہیم شاہ موسوم کیا ارکلی خان مہین پور حاکم مٹان جو ہر طرح بدلائق و ذلالت
 سلطنت تھا باصنافا اس خبر کے دہلی نہ آیا چونکہ علاء الدین کو بادشاہ شہید سے زیادہ خوف ارکلی خان کا
 تھا جو نوبت سلطنت کی او سکے نہ پہنچی بلا تردد مقام کرلو میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور الماس بیگ کو
 پنجاب لغ خان و ملک ہریر الدین کو بلقب ظفر خانی و ملک نصرت کو باسم نصرت خانی اور خسرو پور کو بیدہ دین مجلس مغزو
 ممتاز فرمایا اور علاء الملک کو جھکوت کرہ مانک پور مقرر کر کے حین طغیان بارش میں بقصد تسخیر تخت دہلی عازم
 دہلی ہوا اور ہر ایک کو بھٹاے خلعت زرد و جواہر علی قدر مراتب سرفراز فرماتا ہوا بدایوں پونچا اور اس کثرت
 سے گمداشت فوج کی کی کہ ایک عالم اسکی پاس جمع ہو گیا یا تنک کہ بوادید اسکی جمادی کی اکثر امراء و لوگ اپنے
 جو دہلی میں تھے بوجہ نالیا تھی رکن الدین ابراہیم شاہ کے فرادغز اور دہلی سے اگر شریک اردوے سلطان علاء الدین
 کے ہونے لگی جب علاء الدین دہلی کے قریب آیا تب ملک جہان مادر ابراہیم شاہ نے ارکلی خان مہین پور کو بغیر
 استدائمان سے طلب کیا اسنے جواب دیا کہ کام ہاتھ سے جاتا رہا امراء و لوگ میں نفاق واقع ہو گیا اب مجھے
 کچھ ہو سکے گا علاء الدین نے جب یہ خبر سنی باستعمال تمام کچھ در کچھ کے اگر حاضرہ دہلی کا کیا سلطان رکن الدین
 ابراہیم شاہ دہلی سے نکل کر تھوڑی سی لڑائی میں مع اپنی والدہ ملک جہان و ملک رجب و ملک قطب الدین علی
 و اسمہ و میر جلال کے جانب مٹان مقرر ہوا اس نابالغ کی سلطنت برائے نام سلطنت نہیں تھی اور
 علاء الدین نے دہلی میں داخل ہو کر بائچ مینے کئی دن بعد شہادت جلال الدین ۱۲۹۹ء میں پھر یہی مطالب
 حبسوی میں کر تخت سلطنت دہلی پر جلوس فرمایا اور خطبہ اور سکھانے نام کا اس عمارت سے جاری کیا سکھہ و درجہ

ثلث تجارت طرف اول السلطان الاعظم علاء الدین و الدین ابو مظفر محمد شاہ عمارت طرف ثانی
 سکندر الما دل امین الخلاف ناصر امیر المومنین دہلی سکندر ثانی السکندر ہجری سکندر الما دل امین الخلاف
 ناصر امیر المومنین ضرب دہلی غنیمت بھنگا دہلی سنہ اسی عشر و سبعاۃ سکندر ثالث السکندر ہجری سنہ عشر و سبعاۃ
 سکندر رابع السکندر ہجری اربعہ عشر و سبعاۃ سکندر خامس السکندر ہجری خمس عشر و سبعاۃ اور ملک علاء الملک
 حاکم کرڈ کو کو تو ال دہلی دیپاے او کے نصرت خان کو حاکم کرڈ مقرر کیا اور دیگر امرا و ملک کو بھلاے خلعت
 و جاگیر کے ایسا مسرور و مفلوظ کیا کہ جلال الدین کی قتل کو بھول گئے اور بخشش وجود عام او کی اس نظر
 سے تھی کہ الزام قتل چاکا او سکے ذمے باقی نہ رہی باوصف اس جو د و عطا کے بوجہ سفاکی و بیباکی ہر دل
 عزیز ہوا اور ہمیشہ ہر ایک او سن سے خائف و ترسان رہا گو سلطنت او کی نہایت زور و شور سے قائم رہی مگر
 مفید و ملکی مفید و پروازی و بغاوت سے او کی سلطنت میں چندی امن نہوا پہلے ہمت علاء الدین کی اس بات پر
 مصروف ہوئی کہ بادشاہ شہید کے بیٹوں کا کام تمام کرے لہذا لغ خان و ظفر خان بافسری چالیس ہزار فوج کے
 ساتھ بھی گئی وہ دونوں ملتان میں جا کر دو تین مہینے تک لڑتے رہے جب جلال الدین کی لڑائی اور امر میں
 لڑکوں کے محاصرے تک آئے تب باطمینان پناہ دہلی حاضر ہوئے پہلے اون لوگوں سے تمام مال و اسباب جبراً
 چھینا گیا بعد اسکے دہلی میں حاضر کیے گئے اور حکم بادشاہ آنکھیں نکالی گئیں اور پھر جان سے مارے گئے ابراہیم
 پسران ارکلی خان بھی بری حالت سے قتل کیے گئے ایک لڑکا بادشاہ شہید کا زندہ رکھا گیا کہ وہ قلعہ ہنسی میں
 قید ہوا اور تمام مال منضبطہ او کا خزانہ شاہی میں داخل ہوا مفلوظ کیا حملہ بعد اس ہنگامے کے مغلون نے دریائے
 سندھ سے اتر کر ہندوستان پر حملہ کیا لغ خان و ظفر خان حسب احکام شاہی اون کے مقابلے پر جا کر رزخوار ہوئے
 متصل جاندھر بعد کشت و خون بسیار مظفر و منصور ہوئے اور بہت سے مغل مجوس و مقتول ہوئے ملتان کی
 فتح اور قتل عقاب جلال الدین سے علاء الدین کی سلطنت کو ایک طرح کا استحکام پیدا ہو چکا تھا اب مفلوظی
 شکست سے زیادہ او کی سلطنت کو قوت پیدا ہوئی کجرات کی فتح اور سپاہ کی بغاوت تیسرے سنہ جلدر
 کے شروع میں لغ خان و نصرت خان نے بہت سی فوج لیا کر کجرات کو فتح کیا اور پھر نہروال پر قابض ہوئے
 کجرات کا راجہ کرن سلاے راجہ رام دیو والی دیو گڑھ کے پاس عافیت خواہ ہوا او کی راہبان اور لڑکیاں
 و خزانہ و ہاتھی بادشاہی لوگوں کے ہاتھ آئی سوم ناتھ کا تھانہ جسکو محمود غزنوی نے توڑا تھا اور اس سوم ناتھ
 کے مندر میں ہندوؤں نے پھر ایک بت لکھایا تھا اس مرتبہ پھر توڑا گیا اور وہ بت دہلی کو بھیجا گیا وہاں سے نصرت خان
 ملک کنیات کو گیا توڑی سی لڑائی و دباؤ میں وہاں کے لوگ مطیع و منقاد ہوئے مالدار راجاؤں سے بہت
 کچھ جواہرات نفیسہ بقیست ارزان خریدی ہوا ایک غلام موسومہ کافور جو اپنے چین و جہال میں بے اختیار

ایکے ارد گرد کو خرید کیا گیا لعل خان و نصرت خان مظفر و منصور دہلی میں بھنور بادشاہ حاضر آئے چونکہ کافر و برہمن
 حسین و طبع تھا لہذا منظور نظر بادشاہ ہو کر زمرہ خواجہ سرا بیان داخل ہوا عند الانصراف دہلی کی فوج سے مطالبہ
 خمس غنیمت کا کیا گیا لوگوں نے اس کے دینے سے انکسار کیا یہاں تک سختی کی گئی کہ اکثر فوج کے لوگ باغی ہوئے
 بھنور بادشاہ کے مغل نو مسلم زیادہ تھے آخر کو نوبت مقاتلہ و مجاہدہ کی آئی وزیر کا پوجائی اور بادشاہ کا ہتھیار
 یہ دونوں باغیوں کے ہاتھ سے آگئے اور فوج باغی بھی بہت سی ہلاک ہوئی جو باقی ہے وہ بھاگ کر اچانک
 دہلی سے پناہ گزین ہوئے جب بادشاہ کو اودھ مغلون کے سرکشی کی خبر ہوئی تو اس کے زلفیہ کو جو
 دہلی میں تھی قید کیا اور محض قید پر قناعت کر کے عورتوں کو قوم اہلان پر چل و بھل کیا اور طفلان خرد سال
 اپنی مادر و نکی چھاپو بہر فوج کیے گئے اس پیرحمی و سفاکی بادشاہ سے تمام الیلان دہلی مثل بید کے بجائے
 خود لرزان تھے اسی سال میں ظفر خان نے سوستان کو فتح کیا اور اس فتح میں اس سے وہ کارنامہ پایا
 ہوئے کہ علاء الدین کو بھی اوپر رشک آیا یہاں تک کہ دروازے کے اتصال کا ہوا مغلوں کا دوسرا واپس آخر
 سال میں مغلون کے سردار قلق خان نے بہت سی سپاہ جمع کر کے ہندوستان پر حملہ کیا اور لہنہ سے چکر دہلی
 سندھ سے عبور کیا اور یہاں تک کہ قریب دہلی کے پہنچ گیا چونکہ اس حملہ سے مغلون کے غرض فتح دہلی سے تھی لہذا
 انشاءے راہ میں اور مغلون سے مزاحم ہو کر سخت تاراج نہیں کیا ان کے حملہ کے خون سے قریب ہزار کے لوگ دہلی
 میں بھاگ کر عافیت جو ہوئے اور تمام دہلی اون لوگوں سے معمور ہو گئی یہاں تک کہ شہر میں آدمی کی گنجائش
 باقی نہ رہی اور ادھر علاء الدین بھی اپنی سپاہ طیار کر کے شہر سے باہر نکلا اور مغلون کے مقابلہ پر طیار ہوا
 کہتے ہیں کہ اس قدر فوج دہلی کے سامنے قبل اسکے جمع نہیں ہوئی اس امر کہ عظیم میں ظفر خان کی جانفشانی اور شجاعت
 اور دلیری سے علاء الدین مظفر و منصور ہوا ظفر خان کے دلیرانہ کاموں پر لعل خان اور علاء الدین دونوں رشک
 کرتے تھے مغل اس کی جو افرودی کے ایسے معترف تھے کہ جب کوئی جانور پانی نہ پیتا تھا تو وہ کہتے تھے کہ کیا تجھ کو ظفر خان
 دکھائی دیتا ہو اس حسد سے لعل خان نے وقت بھر اس کی امداد کی ایسے وقت میں کہ جب وہ تھوڑے آدمیوں
 سے مغلون کے پیچھے لڑنا چلا جاتا تھا جب مغلون نے اس کو بے بارود و گار دیکھا تو چاروں طرف سے گھیر لیا
 مگر یہ رستم ثانی بخون و خطر لڑتا رہا جب یہ بادی مغلون نے دیکھی تو قلق خان سردار مغل نے ظفر خان کو
 پیغام دیا کہ میرے پاس چلا آ میرا باپ تجھ کو وہ نشان و منزلت دیگا کہ علاء الدین نے تجھ کو وہ رتبہ کبھی نہ دیا
 ہو گا گوارے اس کے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا جب مغلون نے دیکھا کہ اس کا زندہ گرفتار آنا دشواری تو کیا رکھی
 اوپر ٹوٹ پڑے اور سب ہمراہیوں کے سمیت ارڈالا علاء الدین کو اس فتح سے دو سر تین حاصل ہوئے ایک
 فتح دوسرے مارا جانا ایسے رستم دوران کا کہ جس کی بہادر بیکار شک کیا کرتا تھا علاء الدین کے یہودہ خیال

جب علاء الدین کو ملکوں کے فتوحات اور اولاد کی کثرت اور فوج و خزانے کی ترقی ہونے لگی اور سوقت اسکو یہ خط سما یا کہ دعوائے نبوت کر کے ایک مذہب نئے طبع کا جاری کرے اور ایک ایسے مروجہ سلطنت دہلی کی سپرد کر کے مثل سکندر کے ہفت اقلیم میں مداخلت کرے ان خیالات فاسد سے نام علماء و مشائخ دہلی و ماہگتے تھے کہ نبی فاسد اسکا اللہ تعالیٰ نازل کرے ورنہ سب مسلمانوں کو شہید ہونا پڑے گا جب اسکا غلغلہ زیادہ ہوا تب علاء الملک نے جو پہلے کرہ کا حاکم اور آخرین کو توڑا دہلی تھا اور نہایت ذہین اور متین اور منہ لگا بادشاہ کا تھا بقنوان شایستہ بادشاہ کو ان ارادوں سے باز رکھا اور اسکی فہمائش سے بادشاہ نے شراب پینا چھوڑ دیا اور جو لوگ یہودہ اسکی صحبت میں جمع ہو گئے تھے انکو نکال دیا قلعہ رنتھور کے محاصرے کا سبب میر محمد شاہ بادشاہ سے باغی ہو کر پاس راجہ ہیر دیوالی رنتھور کے بہاگ کرپناہ گزین ہوا یہ قلعہ قریب دہلی واقع تھا اور راجہ ہیر دیو نواسہ راجہ تھورا کا تھا بادشاہ نے تبریل شتر میر محمد شاہ کو طلب کیا راجہ نے اسکے فیئے میں انکار کیا تب بادشاہ نے اسکے استیصال کے لیے الف خان اور وزیر الما ملک نصرت خان کو مبعوث کیا ان دونوں نے پہلے بھائی پر قبضہ کر کے رنتھور کا محاصرہ کیا شروع لڑائی میں جو اندر قلعہ سے براہ منہمق تپہ پھینکے جاتے تھے ایک پتھر وزیر کے لگا اسکے صدمے سے جان بحق تسلیم ہوا بعد اسکے محصورین نے محاصرین پر حملہ لادیا اور انہ کیسا الف خان محاصرہ قلعہ سے دست بردار ہو کر پیچھے ہٹا اور بھائیں میں قیام کر کے بادشاہ سے مستدعی امداد کا ہوا بادشاہ نے نصرت خان حاکم کرہ کو مبعوث کیا اسنے رنتھور میں جا کر لچھے لچھے کا رہا یا ان کیے جب قلعہ کے فتح ہونے میں عرصہ گذر تا تب بادشاہ بھیلہ شکار بغرض اعانت محاصرین قلعہ رنتھور چلا آقا ایک دن شکار کیلئے کیلئے رات ہو گئی لشکر میں نہ جاسکا وہیں مسیحا گزین ہوا قبل طلوع آفتاب کے حکم شکار کا صاف فرمایا اور چند ہمراہیوں کو لیکر خود ایک ٹیلے پر بغرض تماشے شکار رونق افروز ہوا اکت خان برادر زادہ بادشاہ کو یہ خیال آیا کہ بطرح علاء الدین اپنے چچا کو ارک بادشاہ ہو گیا اور سیطرح میں بھی آج اسکا کام تمام کر کے فرما زدا ہوں نو مسلم مغلوں کو ہمراہ لیکر بحضور بادشاہ گیا اور شیر شیر لیکر سلطان علاء الدین پر تبریر سانا شروع کیا جاٹھے کا موسم تھا دگلہ اور قباہنے ہوئے بادشاہ کرسی پر بیٹھا تھا اس باعث سے خوب تیر کار گر ہوئے جب زیادہ تیر بردنے لگے تو اسکے ایک غلام اور چند سپاہیوں نے اپنی سپہنیں بادشاہ کو ڈھانپ لیا اکت خان ارادہ سرکٹنے کا رکھتا تھا مگر پیادوں کے دادیلا سے یہ سمجھا کہ بادشاہ جان سے مر گیا وہاں سے شادان و فرحان لشکر شاہی میں اگر بادشاہ کے امرے جانے کی خبر مشہور کر دی اور تخت سلطنت پر بیٹھ کر حرم سرا میں جانا چاہا ملک دینار مقابلے میں اگر مانع ہوا اور کہا کہ جب تک ہم سر بادشاہ کا نہ لیکر لیگے نکو بادشاہ نہ جلیٹے یہاں جب علاء الدین کو کچھ افاقہ ہوا اپنے زخم کپڑوں سے

باز حکم تھوڑے آدمیوں کے ساتھ آہستہ آہستہ لشکر کی طرف چلا جو قتل بادشاہ کے چتر سفید پر لشکر کی نگاہ پڑی
 اویس وقت نئے بادشاہ کی مجلس درہم و درہم ہو گئی اور اسکو بھاگنا پڑا علاء الدین نے تخت سلطنت پر جلوس
 فرما کر اسکی تلاش کے لیے آدمی بھیجے انھوں نے اسکو گرفتار کر کے قتل کیا اور سارے لشکر میں سراوسکا
 پھرایا گیا بھانجون کی بغاوتیں اوند تھوڑے کا دوبارہ فتح کرنا ہنوز قلعہ ننھو فتح نہیں ہوا تھا کہ بادشاہ
 کے ہمیشہ زادگان امیر عمر حاکم بدایون و سنگو خان حاکم اودھ یہ دونوں باغی ہو کر حاکم خود سر ہو گئے باصنا
 اسکے بادشاہ نے امرے دہلی و قنوج و کرہ نامک پور کو ستین ہزار گرفتار کرایا اول اونکی آنگھو بنین سلائی
 پھیری گئی پھر تہری تہری حالتوں سے جان سے لیے گئی یہ قصہ رفع ہونے پایا تھا کہ حلی مولانا غلام زاوہ
 ملک فخر الدین کو تو ال سابق نے بادشاہ کو قلعہ گبری میں مصروف دیکھا آدمی رات کو ایک جماعت کے ساتھ کونوا
 حال کے دروازہ پر آکر کھلا بیجا کہ بادشاہ کا حکم آیا ہوا اسکو سن جاؤ جب وہ باہر آیا حاجی مولانا کے ہمراہ بیون
 نے اسکو پکڑ کر اردالا اور عوام میں مشتہر دیا کہ حکم بادشاہ یہ مارا گیا اور بجائے اسکے قائم مقام ہو کر تمام شہر پر قابض
 ہو گیا اور قیدیوں کو چھوڑ کر خزانہ اور ہتھیار تمام اپنے ہمراہ بیون کو تقسیم کر دیا اور مسی علمی کو جو نسل سلطان حسن الہیز
 القش سے تھاقت سلطنت پر بیٹھلا ایجب بادشاہ اس حال سے مطلع ہوا تو مصلحت اسکا افشا کر کے پہلے سے زیادہ
 قلعہ کے فتح کرنے میں مصروف رہا اندر ہفتہ کے ملک حمید الدین بدایون اور اودھ اسی لشکر لکھنؤ میں آیا اور لڑکر
 حلی مولانا سے شہر لے لیا اور کو تو ال اور بادشاہ دونوں کا سر کاٹ کر تمام شہر میں پھرایا جب بادشاہ کو یہ عرضداشت
 پہنچی الغ خان باغیوں کی سیاست کے لیے ستین کیا گیا ملک فخر الدین کی بیٹی جنکو اس بنادت سے کچھ واسطہ
 نہ تھا ناحق جان سے مار گئے وہاں بادشاہ نے قلعہ زتھور کو ششم ہجری مطابق سنہ ۱۲۱۰ عیسوی میں ایک
 برس کے محاصرے میں فتح کیا اور تانمی مصورین قلعہ مع مرد و زن ایک دم سے مارے گئے امیر محمد خان باغی بھی
 چلا تھا بادشاہ نے بتلر رحم پو چھا کہ اگر تیرا معاہدہ کیا جائے اور تو صحت پاوے تو میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا
 جواب دیا کہ تجکو اپنے ہاتھوں نے قتل کروں اور راجہ ہیر دیو کے بیٹو کو بادشاہ بناؤں اس بات پر بادشاہ نے
 اسکو ہاتھوں کے پیر کے خچے کھلا دیا لیکن تجیز و تکفین اسکی اچھی طرح ہر کوئی اور آپ بولی میں نہیں آیا
 اور ملنے خان وہاں پہنچے تھے تک حاکم ہر اس جان سے گزر گیا مگر بہرین انسداد بغاوت کے وقوع
 پر ہاتھوں کے مشیروں نے چار باب بنادت کے قرار دیے اول رعایا کی ہنک و بد سے خبر نہ کرنا دوم شہر پر
 غلائیہ کا ہوا شوم ایمان سلطنت کا باہم رشہ کرنا چہارم دولت کی کثرت جس سے انزال و کمینوں کے خیالات قائم
 ہونے میں بادشاہ نے ان چاروں امر و نکلی انسداد کے لئے یہ اصلاح فرمائی رعایا کی نیک و بد حالات
 دریافت کر کے لئے اخبار نویس و خفیہ نویس مقرر کئے اور شراب خواری غلائیہ موتوں کرادی طور پر دیا

کہ بدون استجازت شاہی آپسین وصلت و مصاہرت نکون اور ایک دوسرے کی ملاقات کو بخاویں اور جو گانون بطور وقف یا تہنہ یا جاگیر کے تھے عموماً ضبط کر کے خالصہ کر دیا اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ اس کی سلطنت میں پھر کوئی فساد نہیں ہو چوڑ گڈھ کی لڑائی کا سبب سنسنہ ہجری مطابق سن ۱۳۱۵ عیسوی میں علاء الدین کو ایک بھاٹ یعنی کیشنر کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ رتن سین دانی چوڑ ایک پٹنی عورت سنگھ پ سے لایا اور وہ پٹنی صورت و سیرت میں شہرہ آفاق ہو بادشاہ نادیدہ او سپر عاشق ہو کر بھلا شکار چوڑ گڈھ پر پہنچا راجہ رتن سین نے بحضور بادشاہ حاضر ہو کر اندر شیش محل واقع قلعہ کے لجا کر اپنا ہمان کیا سہا پٹنی دانتے دونوں راہبان پشت پر واسطے زیارت بادشاہ کے آکر کھڑی ہوئیں جب ان کا عکس شیشے میں بادشاہ کو نظر آیا بیہوش ہو گیا جب افادہ ہوا جلد باری کا کر کے دانتے اپنے لشکر کو چلارتن سین ساتھ ساتھ بادشاہ کے باہر پہنچا نیکو آیا بادشاہ نے اس کو قید کر کے یہ حکم دیا کہ جب تک پٹنی کو نہ نکا دیگا تب تک تیری غلصی نہو گی جب اپنی پٹنی کو یہ حال معلوم ہوا تو مات سورا چوڑ کو تنکوسات سوڈولیو پ سوار کرایا اور ایک محلے پر اپنا دو پٹہ ڈال دیا کہ جبکہ اثر سے ہونہ او سپر کو بخا جاتا تھا یہی شناخت پٹنی کی تھی اور شہور کیا کہ پٹنی بادشاہ کے محل میں داخل ہونے جاتی ہو گراو سکی یہ استدعا ہو کہ ایک مرتبہ راجہ رتن سین کو دیکھ لے بادشاہ نے بہت خوشی سے اس کی اجازت دی جب وہ محافہ قید خانے میں پہنچا راجہ رتن سین کی بیڑیاں کا گار ایک گھوڑے پر سوار کر کے چوڑ گڈھ روانہ کر دیا اور جو سپاہی ڈولیو نہیں تھے لڑتے بھڑتے منہ و چوڑ گڈھ ہوئے جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تب بڑے غیظ و غضب میں اگر بہت سی فوج لیکر چوڑ گڈھ کا محاصرہ کیا اور لڑائی شروع کر دی یہاں یہ معاملہ گزرا کہ جب راجہ رتن سین قید خانہ شاہی سے چھوٹ کر اپنے گھر آیا تو رانی پٹنی نے آتے ہی اس سے یہ بیان کیا کہ کام سین جو تمہارا بڑا رشتہ دار ہے تمہاری غیبت میں مجھ سے کہتا تھا کہ اب راجہ کا چھوٹا بہن بھائی تو میری زوجہ بکر میرے ساتھ نکل چل راجہ کو یہ سن کر غصہ آیا اور اس کے مارنے کو چلا وہ بھی مقابل ہوا اس لڑائی میں یہ دونوں ایک دوسرے کے ہاتھ سے جان سے مار گئے رانی پٹنی و ناگستی اپنی عصمت بچانے کو باہر و اج قوم ہندو نفس راجہ کو لیکر سستی ہو گئیں اس عرصے میں قلعہ فتح ہو گیا بادشاہ اندر محل کے داخل ہو کر پٹنی کے محل میں پہنچا دیکھا کہ چند خواصین ایک راکھ کے ڈھیر پر رو رہی ہیں عندالاستفسار انھوں نے یہ سب حال بیان کیا بادشاہ بکمال رنج و افسوس ایک مشت خاک اور ٹھاکر کلمات حسرت زباں لایا جس کا خلاصہ مضمون ملک محمد جالسی نے یہ تحریر فرمایا ہے اوٹھائی لین چال ایک ساٹی ہا اور ملے دہن پر تہمی چھوٹی فصل اسکے تنوی ملک محمد جالسی میں مفصل مشجہ مندرج ہے جو کہ منظور ہو ملاحظہ کرے کرت ثانی مخلو کا دہلی پر چڑھ آتا علاء الدین کا کسی مہم دروازہ پر جانا سنکر مرغی نے چالیس ہزار سواروں سے دہلی پر حملہ کیا

بائیں راہ کے علاوہ الدین ہم چھوڑ کر اپنی فوج کے عین بارش میں دہلی آیا اور جہاں شہنشاہ کی فوج کے میدان میں رزخوہ ہوا چار اذرون شہر کے مورچہ بندی کی تاہم غلہ غالب اگر شہر میں گھس آتے تھے اور غلہ اٹھا لیتے تھے ان وجہ سے علاوہ الدین اور کل شہر والوں کو یقین تھا کہ بہت جلد غلہ شہر پر قابض ہو جائیگا اور تمام شہر کا ایسا محاصرہ منظور نہ کر لیا تھا کہ کہیں سے بادشاہ کو رو نہ پہنچ سکتی تھی ایسے ہلکے وقت میں بادشاہ نے حضرت سلطان الشلیخ شیخ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز کے حضور میں استدعا کی کہ اس بلا سے ناگمانی کہہ کی حضرت نے پاس حاضر خضر خان بھین پور بادشاہ کی ایسی ہمت اپنی مصروف فرمائی کہ تمام غلہ پر خود بخود رعب شاہی اور ہیبت الہی طاری ہوئی اور بلا کسی مجاہد کے دہلی چھوڑ کر اپنے ملک کو نصرت ہوئے یہ کرامت تین سلطان الشلیخ کے دیکھ کر بادشاہ و تمام سکنا سے دہلی بدرجہ معتقد ہوئے بعد مفروری ہوئے وہ خیال تمام کہ میں سکندری طرح تمام ملک کو فتح کر لوں گا بادشاہ کے دل سے زائل ہو گیا اور بغرض تحفظ شہر فضیل شہر پناہ کے سر نو سے بنوائے اور قصر ہزار ستون کا طیار کر کے بہت سے عمدہ عمدہ مکان تعمیر کرائے اور غلہ کی آمد و شد کی راہوں میں قلعہ متین بنوا کر بڑے بڑے تجربہ کار سردار و کونستین کیا اور ایک مجلس عظامہ اراکین سلطنت کی متعقد کر کے غلہ کی آمد و آمد کے لئے صلاح لی تب حسب مشورہ ان کے بکمی تنخواہ فوج بڑھائی گئی اور ان کی بسر و کات کے لئے نرخ ہریشا کا ارزاں حسب تفصیل ذیل کیا گیا گندم فی روپیہ دس تھوڑی روپیہ تین تھوڑی روپیہ سیرنگری روپیہ ساڑھے سات سیرنگری فی روپیہ تین سیر کپڑا فی روپیہ چالیس گز توڑی غلام پانچ روپیہ سے لیکر دس روپیہ تک اور موافق اسکے خود اور موٹھ اور ماش کو تیار کرنا چاہیے یا تنگ کر کے لے کر باب نقطا اور زمانہ بازاری کا نرخ مقرر ہوا اور ان سب کے لیے ایک قانون بنایا گیا جب دو کا مذاقہ ان نے اس میں اپنی صلاح مذکور کی تو کم توان شروع کیا بادشاہ نے اس کی سزا مقرر کی کہ جو کم تولے اس کے کان اور ناک کاٹ ڈالے جائیں آخر عہد سلطنت میں بوجہ قحط سالی ان ضوابط میں کچھ خلل واقع ہوا بعد اس انتظام کے پھر غلہ نے جو ارادہ دہلی کا کیا تو غائب و خاسر ہوئے آخر آخر میں ایسا رعب اور ہراس طاری ہوا کہ ایک سوار شاہی دس دس غلہ کورسی میں باندھ کر لے لایا تھا نقل یہ کہ اسی ایام میں علی بیگ خان جو نسل چنگیز خان سے تھا کو دشمنی سے اگر امر وہہ پر حملہ آور ہوا ملک بے یقینی ہوئے مقابلے میں جا کر علی بیگ خان اور ترناک کو مع ہزاروں غلہ کے زندہ پکڑ لایا بادشاہ نے دربار عام کے سبکو نیچے پیرا بھٹیوں کے دفعتاً ڈالا اور ان کے سر کاٹ کر ایک بیج بنوا یا مت تک وہ بیج قائم رہا ایسی شکستوں سے پھر غلہ نے حملہ کا ارادہ نہیں کیا مگر بعد قلعہ وقوع غلہ نے علاوہ الدین کو پھر خیال و کمن کا آیا اور دیکھ کر ان کے فتوحات کثیر یاد کر کے ملک کا نور خواہ سر کو بھر کر دیکھ گیا پناہ جملہ کے جانب و کمن روانہ کر کے انے خان

حاکم گجرات دین الملک ثانی حاکم الود کو حکم تاکید یہیجا کہ ہر حالت میں ملک کا فور کے سین رہیں نہ
ہجری مطابق سنہ ۷۵۵ میں ملک کا فور الود و خاندیس ہوتا ہوا راج دیو گڈھ میں گیا اور قبل محاصرے
کے مرہٹوں کے ملکوں کو خوب تاخت و تاراج کیا راجہ رام دیو والی دیو گڈھ اور سکی لوٹ پوٹ سے ڈرا اور
بہت ساتھ مخالف لیکر پاس ملک کا فور کے حاضر آیا ملک کا فور بعد تبلیغ فتح نامہ راجہ رام دیو کو دلی میں
بہضور بادشاہ حاضر لاکر اسکا ساعی ہوا سلطان علاء الدین نے پاس سفارش ملک کا فور راجہ رام دیو کو فرمایا
کہ ان کا دیو گڈھ رخصت کیا اس مہم میں راجہ ہمارا کرن کی ہمارا نی کلاوی گرفتار آئی اور بادشاہ اپنے
منکی بن لایا چونکہ یہ ہمارا نی بنے حسن و سیرت میں بے مثال تھی لہذا بادشاہ اوپر جان و دل سے عاشق
تھا ایک روز اسے بادشاہ کو خوش پا کر عرض کیا کہ میری دختر موسوسہ دیول دی کی بھر سے زیادہ حسین ہے اگر
بادشاہ اسکو بھی منگائے تو میں اسکو دیکھ کر اپنا کعبہ ٹھنڈا کر دوں انخ خان جو ہم گجرات پر تین تھا واسطے
لانے مسما دیول دی کے بھیجا گیا انخ خان نے راجہ کرن کو بہت سے لالچ دلائے اور دھمکا یا مگر وہ راضی نہوا
یہاں تک کہ لڑائی شروع ہو گئی مسمی سنگد یو راجہ رام دیو کو بڑا بیٹا او سپہیلے سے عاشق تھا اور اسکی خواہشگاری
کی درخواست اس کے باپ سے کرتا رہا مگر راجہ کرن دیو قور کا راجپوت تھا سنگد یو کو مرہٹہ سمجھا اس کے ساتھ
شادی کرنا قبول نہیں کرتا تھا ایسے وقت نازک میں اس کے گھر بیچنا مناسب جانکر وانہ کیا اتنا سے راہ میں
مسما دیول دی بحسن اتفاق مردمان شاہی کے ہاتھ آگئی اسکو نہایت عزت و حرمت سے دہلی لائے
ان بیٹیاں خوب گلے ملکر رہیں چونکہ خضر خان مہین پور سلطنت پہلے سے باصفائے شہ و حسن و جمال شیفہ
و فریفتہ او سپر تھا لہذا بادشاہ نے اس کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے شادی دیول دی کی کر دی کہ ان دونوں کی
عشق اور شادی کے کتاب قرآن السعدین حضرت امیر خسرو دہلوی قدس سرہ العزیز نے بڑے زور و شور سے
نظم فرمائی ہے اور اسی دیول دی کی دو شادیاں اور مہو میں ایک قاتل خان سے دوسرے فاضل سلطنت
خسرو خان سے فتح ملنگا نے سنہ ۷۵۵ ہجری مطابق سنہ ۷۵۵ عیسوی میں ملک کا فور دوبارہ براہ دیو گڈھ ملک نکل
پر بھیجا گیا راجہ رام دیو والی دیو گڈھ نے اسکا استقبال کیا اور اپنا اردو بانا بٹھا لکھت اچھی دعوت کی اور ان
سے درنکل میں جا کر بہت لوٹ مار کی قلعہ درنکل کے دو حصار تھے حصار بیرونی اور اندرونی سنگین تھیں راجگان بیرون
اندرون حصار گلی و راجہ درنکل خاص اندرون حصار سنگین محصور ہوئے چونکہ فتح ہونا ایسے قلعہ سنگین کا ملک بیگانہ
میں محالات سے تھا جب بادشاہ کو بذریعہ ڈاک چوکی و بانکی سختی کا حال معلوم ہوا تو بہضور سلطان المشائخ حضرت
سلطان نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز اسٹے دعا کی حضرت نے فرمایا کہ قلعہ بھی فتح ہو گا اور فتوحات
غیر سے بہرہ ہو گا جن دھارے حضرت سلطان المشائخ کے چند مہینے کے محاصرے میں یہ دونوں قلعے فتح ہو گئے

اور غنیمت بے انتہا باقی سلطان علاء الدین نے اس فتح و غنیمت سے بہت کچھ شکر گزاری حضرت سلطان
 الملوک کی ادا کی ہمالک کرنا ملک و طیار و راس کماری کا فتح ہونا جب کابل اور سندھ اور تمام چھ لاکھ اور گجرات
 بادشاہ کے قبضے میں آگیا اور فتوحات کلی دکن سے آنے لگے تب سائنہ ہجری مطابق سائنہ عیسوی میں ملک
 کا فوراً جہ سراسر حسب احکم علاء الدین کے براہ دیو گڈھ دریائے گوداوری پر جو پٹن میں واقع ہو گیا اور دریا
 کے کنارے کٹائے ملکوں کو فتح کیا بعدہ راجہ بلال دیو والی کرناٹک سے محاربات سخت کئے اور اس کے تعاقب
 میں دارالسلطنت دوار کا سمندر کے کنارے پر پونچا چونکہ تایدی غیبی شامل حال تھی دو ملک بھی فتح ہوا بعد اس کے
 راجہ کے خاندان کو زیر و زبر کر کے راجہ بلال دیو کو قید کر لیا اور تمام بت اور تھانے وہاں کے شکست و ساس کے
 کئے اور جو بت طلانی اور نقرئی تھے وہ ضبطی میں آئے اور بقام سیت بندر رایشور میں مسجد شاہی طیار ہو کر نماز
 واذان ہوئی بعد حصول ان فتوحات غیبی کے کا فوراً مظفر منصور واپس دہلی ہوا سائنہ ہجری مطابق سائنہ
 عیسوی میں بعد وفات راجہ رام دیو والی دیو گڈھ کے اسکا بیٹا قائم مقام ہو کر بادشاہ سے باغی ہوا لیکن ملک
 کا فوراً فوراً دیو گڈھ میں پہونچ کر اسکو قتل کیا اور تاملی ملک کرناٹک پر چڑھائی کر کے وہاں کے راجگان خرد
 و کلان کو ایسا زبردست کر کیا کہ مدت تک وہ لوگ قابل لڑائی کے نہ رہے باعث قتل منغل جب فتح نو مسلم مغلوں
 کی موت ہو گئی اور محتاج سے عاجز آئے تو انہیں بعض اوباشوں کا یہ قصد ہوا کہ بادشاہ کو ہنگام شکار باز ہری
 کے قتل کرنا چاہیے اور علاء الدین نے ان کے ارادے اطلاع پا کر حکم قتل عام قوم منغل کا صادر فرمایا قریب تین لاکھ
 منغل کے بگناہ قتل ہوئے اور زن و بچہ ان کے لہو زخمی غلام اجلات کے بنے کا فوراً کی غمازیوں سے علاء الدین
 کے خاندان کا تباہ ہونا کثرت تماش مینی سے علاء الدین انواع انواع امراض میں مبتلا ہو کر صاحب فاش
 ہوا اور ملک کا فوراً الخ خان کو دکن سے طلب کر لیا اور یہ دونوں بادشاہ کے مصاحب بنے معمول ہو کر مریض
 حالت بیماری میں بدرجاء ہو جاتا ہی بادشاہ کی بد مزاجی بھی حد سے گذر گئی تھی اسوقت کا فوراً بادشاہ سے
 عرض کیا کہ ملکہ جہان آپ کی بیگم اور خضر خان میں پورا آپ کی عادت نہیں کرتے آپ کی موت بضرع اپنی سلطنت کے
 جلد چاہتے ہیں اور اس بات کو ایسا ذہن نشین کیا کہ بادشاہ نے بدگمان ہو کر خضر خان کو طرف امر و ہاکے بایں فہمائش
 روانہ کیا کہ جب تک میں اچھا نہوں تم دہلی میں نہ آنا چونکہ خضر خان فتنہ پردازی کا فوراً سے بیخبر تھا اپنے باپ کی
 منتیں مانتا ہوا امر و ہا گیا بھلا ان کے ایک یہ منت ادسکی تھی کہ جب میرا باپ اچھا ہو جائے تو میں برہنہ پا خدمت
 میں سلطان الملوک نظام الدین او لیا قدس امدمرہ الغریز کے حاضر ہوں جب خبر صحت اپنے باپ کی سنی
 تو واسطے منت کے برہنہ پا امر و ہا سے دہلی بحضور سلطان الملوک حاضر آیا کا فوراً یہ حاضری اس کے غلام
 حکم شاہی کے سمجھ کر بادشاہ سے اطلاع کی بادشاہ پہلے تو برہم ہوا اگر جو ش فرزند می سے بلا کر اپنے گلے لگایا دوسرے

دن کا فوراً موقع پا کر بادشاہ کو یقین کرایا کہ خضر خان با اتفاق اراکین سلطنت کے آپکا کام تمام کیا چاہتا ہو تب بادشاہ نے خضر خان و شادی خان دونوں پسران کو قید کر کے قلعہ گویا رین روانہ کیا اور کلہ جہان و نکی مان کو دہلی کنہ میں محبوس کیا اور انخ خان اور بہت سے اراکین سلطنت جیہڑا حال سازش کا تھا جانکے اسبگئے نوکرو قاتل بادشاہ بعد ان خرابیوں کے اسو سوال مسکنہ پوری مطابق سلطنت عیسوی میں بیٹا اس جان سے گذر گیا مشہور یہ ہے کہ ملک کا فوراً علاج میں زہر دیا مدت سلطنت میں برس یہ بادشاہ خرد و کلان چراسی لڑایاں لڑا اور اسکے عہد میں فوج چار لاکھ سو ارب علاوہ پیادگان کے تھے تعداد شاکر و پیشہ ستر ہزار از انجملہ سات ہزار سوار و پیلہ اراکین کا گرو چاہکدست تھے کہ ایک مہینے کی مدت میں کیسی ہی عارت عایشان ہوتی طیار ہو جاتی تھی ایسا دھماکی اسی بادشاہ نے کر کے پہلے اتھی پر رکھی کیفیت اجمالی علاء الدین کی بد اخلاقیت و تعذبات و انتظام مملکت کے ضوابط نہایت جبار و قمار و ناخدا ترس و ظالم پیا تھا اور خود پرست اور خود میں ایسا تھا کہ باوجود ناخاندہ ہونے کے اپنی بیات پر کسی عالم فاضل کی بیات کو قائل نہیں ہونے دیتا تھا اور اگر کسی نے ناہستگی میں کچھ بھی اظہار اپنی بیات کی کیا جان سے مار ڈالتا تھا اور اجڑے حکم سیاست میں کردہ ناکرد سب برابر تھے اگر کسی قوم سے کوئی شخص مجرم ٹھہر تا تو مع اپنی قوم کے مارا جاتا اور اس پر بھی قحاحت نہوتی اوس قوم کی عورتیں اور لڑکے خرد سال مثل بکریوں کے بیچ ہوتے قہر و استیلا و سکا اس درجہ تھا کہ کسی معزز افسر کو مقدور نہ تھا کہ اپنے بیگناہ بھائی کی شفاعت میں لب و لاسکاؤ اگر کسی سے ناخوش ہو تو پھر تمام عرصہ صاف نما اور جکوب کیا وہ بیڑے پچھوٹا لیکن باہم تشدد کی غلطی کا یہ مقدور نہ تھا کہ کسی ادنیٰ شخص پر کچھ ظلم کرے اگر ایسا ہوا تو وہ جان سے مارا گیا ترقی و تہذیبی اس کے عہد دولت میں ایک مسلم موقوف ہو گئی تھی کارخانہ تجارت کو از حد رونق ہوئی اوائل سلطنت میں ابھارونے مشورہ دیتا تھا اگر عوٹے دنوں کے بعد تمام امور بجا نہ آری کہ اپنی راس پر کر دیا تھا اسکا یہ مقولہ تھا کہ ایک بادشاہ مانا کی کلمے جمع مختلف اللہ را بر فضل ہوتا کہ الصوم و صلوة تھا اور کہتا تھا کہ مذہب کی باتیں کیل کو دکی ہیں انکی کوئی حقیقت نہیں ہو رہا تھا قضا یا میں بتاؤ شرع شریف کا زیادہ کرنا تھا گر لپے کامو نہیں پابند نہوتا تھا پہلے دعویٰ نبوت کا کرنا چاہتا تھا جب لوگوں کو نفرت اس کے اس دعویٰ سے ہوئی تو سمجھ گیا اوسکو ترک کر کے ادعا اوسکا ذوالقرنین سکندر زہنی کا ہوا آخر اوسمیں بھی اوسکو کامیابی نہوتی جب مغلوں نے محاصرہ دہلی کا کیا وہ بات بھی جاتی رہی باہمہ مقتدر سلطان الشاہ سلطان نظام الدین اولیا قدس سرہ العزیز کا بدرجہ تھا نقل یہ کہ ایک مرتبہ سلطان نے بقصد امتحان سلطان الاولیا چند فصلیں مکتوب کر کے بست خضر خان میں پور کے روانہ کیں سلطان الشاہ نے بغیر معانیہ اس کے جواب کسلا بھیجا جب بادشاہ نے اسند حاضر کی کی جواب آیا کہ فقیر کے دودھ و لالہ

بین ایک مردانہ بادشاہ آویگا دوسرے دروازے قیصر یا ہر جلا جاویگا اس بات پر پھر حاضر نہیں ہوا حاصل
 اثر اس سفلی کا یہ ہوا کہ اس کے عہد سلطنت میں آسائش رعایا اس مرتبہ ہوئی کہ پھر اس سلطنت میں یہ آرام نہیں ہوا
 فرزند اس کے چار ایک خضر خان حسین پرورد و شرا شادی خان قاص محل سے تیسرا مبارک خان بطن محل ثانیہ سے
 چوتھا شہاب الدین عمری از بطن محل ثالث باستان ملک کا قور کے شہاب الدین عمری تخت سلطنت پر بٹھایا گیا
 باوجود سفلی و بیابانی اس بادشاہ کے اس کے عہد دولت میں دین اسلام کی بدرجہ رونق ہوئی اور بیت سے سادات
 عظام و مشایخ کرام و علمائے با احترام جمع ہوئے چنانچہ منوہ از خرد اسے اسامے ذیل ہیں قاضی فخر الدین ناظم
 قاضی شرف الدین سربانی و مولانا نصیر الدین غنی و مولانا تاج الدین مقدم و قاضی ضیاء الدین یزد و مولانا ظہیر الدین
 لنگ و مولانا ظہیر الدین بکری و قاضی محمد الدین کاشانی و مولانا کمال الدین کوہلی و مولانا وجہ الدین بابلی و مولانا
 سہاج الدین و مولانا نظام الدین گلابی و مولانا نصیر الدین حلبوی و مولانا علاء الدین تاجرو مولانا کریم الدین
 جوہری و مولانا بخت تمانی و مولانا وجد الدین ملو و مولانا حسام الدین شیح و مولانا گل محمد شیرازی و مولانا محمد بن
 مخلص و مولانا بکر الدین بکری و مولانا افتخار الدین مولوی و مولانا جلال الدین گرگ و مولانا حسام الدین آد
 و مولانا حمید الدین لسانی و مولانا فخر الدین ہانسوی و مولانا مستطیل قاضی بن الدین تھلہ و مولانا سرگیتی و مولانا ناصر الدین رشتہ
 و مولانا علاء الدین صدر السریعہ و مولانا میران بابر بک و مولانا نجیب الدین شادی و مولانا شمس الدین سم و مولانا
 صدر الدین و مولانا علاء الدین لاہوی و قاضی شمس الدین گزرونی و مولانا مسین الدین مارونی و مولانا افضل الدین
 زاری و مولانا معزز الدین اندری و مولانا نجم الدین افشار و آخر عمر سلطان علاء الدین مولانا عم الدین نبیر و شیخ
 بہاء الدین ذکر یا تمانی ذکر قاریان مولانا علاء الدین معتبری و خواجہ ذکی خواہر زاد و حسن بصری قدس سرہ
 سرہم از اہل و اعطاشل حسام الدین در دیش اور برادر اس کے مولانا ضیاء الدین سانی و مولانا شہاب الدین
 جلیلی اور بہ سالار مولانا تاج الدین عراقی و خداوند زاد و بلبن بزرگ و ملک رکن الدین و مکن الدین طعافان
 و نصیر الدین فخر خان ندیے مجلس مجاز لا بخارا لا بخار خواجہ مؤید الدین بعدایالت علاء الدین اطلاق کر دیا و انکیلو
 کے خواجہ مؤید الدین ملک زادہ کرد سے کوئی کام عمدہ اسکا ہوا تھا جب سلطان علاء الدین بادشاہ دہلی ہوا
 خواجہ مؤید الدین کو یاد کیا و سوقت یہ معلوم ہوا کہ خواجہ ترک دینا کر کے خانقاہ سلطان الشایخ حضرت سلطان
 نظام الدین اولیا میں کتساب علم باطنی کر رہے ہیں بادشاہ نے بغرض علمائے کسی خدمت کے انکو طلب فرمایا
 سلطان الشایخ نے کلام بھیجا کہ انکو اب دوسرا کام پیش آیا ہو کوئی خدمت سلطانی نہیں کر سکتے ذکر سلطان
 الشایخ سلطان نظام الدین اولیا اکل الشایخ ہند سے ہیں و لقب بہ سلطان الشایخ مؤیدہ یون اور سکر
 دہلی ہر نب آپکا بعد بارہ پشت کے خباب امام بہام علی نقی ابن موسی رضا علیہ السلام سے منشا ہو مین تفسیر

در سلطان الشایخ سلطان نظام الدین اولیا

بن سید احمد دینال بن سید خواجہ علی بن ثانی بن سید عبداللہ بن سید خواجہ علی بن سید احمد بن سید عبداللہ
 بن سید علی اشعر بن سید عبداللہ جعفر بن جناب امام علی نقی علیہ السلام تا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ جد آپ کے سید خواجہ
 بخاری وجد آپ کے والدہ کے خواجہ عرب یہ ہر دو بزرگ ملک بخارا سے اول لاہور میں تشریف لائے اور وہاں سے
 دہلیوں میں آکر مسکن گزین ہوئے آپ کی والدہ نے صغر میں ہی انتقال کیا بارہ برس کی عمر میں مرید شیخ فرید الدین
 گنج شکر کے ہوئے اور مریدان قدیم پر سبقت لیکے ملک ہند میں جمع اویں سے مشہور زیادہ ہیں سلطان علاؤ الدین
 خلجی نے وفرا خلاص و عقیدت سے چاہا کہ مقبرہ واسطے آپ کے طیار کرے قبول فرمایا آخر کو خضر خان اور شادی خان
 فرزند ان سلطان نے کہ مرید آپ کے تھے نہایت عجز و الحاح کر کے مقبرہ عالیشان طیار کر دیا مگر جب وقت وفات آیا
 آپ نے وصیت کی کہ اس مقبرے میں دفن نہ کرنا بعد وفات پر تعمیل وصیت و پاس خاطر سلطان دروازہ مقبرہ
 پر دفن ہوئے اور وہ مقبرہ اب بجائے مسجد کے ہی بعد وفات سلطان علاؤ الدین کے جب سلطان قطب الدین
 فرزند اس کا تخت نشین ہوا بسبب اسکے کہ در شیخ پر ہجوم عام ہوا کرتا تھا کہلا بھیجا کہ ہمارے قلمرو سے باہر چلے
 جائیں شیخ نے قبول کیا اور آمادہ سفر ہوئے بادشاہ بھلا سے درد شکم ہوا اور باوجود علاج درد بڑھتا جاتا تھا
 معلوم ہوا کہ یہ قیسمہ اسی گستاخی کا ہی ارکان سلطنت واسطے شفاعت کے خدمت میں شیخ کے حاضر ہوئے
 مگر ان لوگوں کی منت و ساجت مفید نہ ہوئی آخر کو والدہ سلطان خود مضطرب ہو کر حاضر ہوئیں اور نہایت گریہ و
 زاری سے خواہان دعاے صحت ہوئیں آپ نے فرمایا کہ سند سلطنت کی بہر بادشاہ وارا کہن سلطنت بنام میر
 کہلا کرتا دروہ بیار کے ساتھ بھیجے اس نے ایسا ہی کیا جب قارورہ اور سند سلطنت بنام آپ کے لکھوا کر روانہ خدمت
 کی آپ نے سند کو قارورہ میں ڈال دیا اور فرمایا کہ میرے نزدیک سلطنت دینا اس قارورہ بیار کے برابر ہے بعد اسکے
 دعاے صحت کی اور اس کو صحت حاصل ہوئی نقل ہو کر ایک شخص کی سند معافی اراضی کشمیر کی گم ہو گئی تھی
 آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کیفیت عرض کی آپ نے ایک دام عنایت کیا کہ اس کا حلوا خرید کر لاجب سے حلوا
 خرید کیا تو جس کا غدین حلوائی نے حلوا دیا تھا وہی کاغذ اس کی معافی کا تھا اور آپ کے خلفائے میں سے
 شیخ نصیر الدین چراغ دہلی ہیں اور حضرت مخدوم انبی سراج اور شیخ برہان الدین غریب بھی آپ کے مرید ہیں
 اور دولت آباد دکن میں مدفون ہوئے ہیں اور بعد چھ مہینے کے ساہی ملک بقا ہوئے اٹھارہویں بیچ الاول
 ۸۲۷ ہجری روز چار شنبہ وفات شیخ واقع ہوئی تاریخ وفات انتظام زمان و اہل زمین شیخ عالی
 نسب نظام الدین بودہ چار سال عمر ش بودہ کان زمان شد بھرت مہمودہ چار شنبہ بجلد نقل بودہ
 ہجہم از بیج اول بودہ سال ترحیل آن ستودہ شیم زد خرد زندہ نیست رقم ذکر اشرف الاولیات شیخ
 ابو علی قلندر مشہور شیخ شرف الدین پانی تپی شاخ کبار سے ہیں اگرچہ اصل میں بادشاہان

عراق سے ہیں مگر چونکہ مسکن اور مدفن پانی پہنچا ہی نہیں ہو سکا اور وہاں ہی تصنیف میں اسکا ذکر اور حال الامات میں
 تہذیب و مولوی روم کا تحریر فرماتے ہیں ہمیشہ مجددوں کی طرح گردش بازار کے پھرتے تھے آخر کو یہ نوبت پہنچی کہ ہمیشہ
 مستغرق رہتے تھے اور کسی سے گفتگو نہ کرتے تھے اسباب پدری آپکا یہ ہی ہو شاہ ابوعلی قلندر بن حضرت سلا
 غزالہ بن عرف شیخ زبیر بن شیخ حسن بن شیخ عبدالعزیز بن ابوبکر بن شیخ شاہ غازی بن شیخ فارس بن
 عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن شیخ محمد بن ابابک بن امام اعظم ابوحنیفہ کو فی رحمۃ اللہ علیہ سیرا دل آپ کے
 حضرت شہاب الدین خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی و مرشد ثانی حضرت شاہ نجم الدین قلندر ہیں لیکن
 مرتبہ محبوبیت کا حضرت شاہ مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ سے عالم معاملات میں حاصل کیا حالات آپ کے
 طول طویل ہیں یہ مختصر گنجائش اونکی نہیں رکھتا ہی نقل ہو کہ سلطان علاء الدین خلجی کہ مرید آپکا تھا جانتا تھا
 کہ کسیکو مع سخت و دہایا آپکی خدمت میں بھیجے مگر کوئی شخص قابل اس کام کے نظر نہ آتا تھا آخر کو سہون
 نے اتفاق امیر خسرو دہلوی کو تجویز کیا اونھوں نے شیخ الشیخ سے اجازت لی اور روانہ ہوئے جب پانی پت
 میں پہنچی بعد حصول اجازت حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا کہ خسرو میرے گویا ہی نام ہو التماس کیا کہ یہی لقب
 سیرا ہی ارشاد ہوا کہ اپنی تصنیف سے کچھ سنا خسرو نے یہ اشعار پڑھے اشعار ایکہ گویا بیچ مشکل چون افاق
 یار نیست + گرامید وصل باشد بچنان دشوار نیست + چند گویندم بروز نار بندے مبت پرست + بدین خسرو
 کد امی رگ کہ آن ز نار نیست + شیخ نے بعد سماعت کے تعریف فرمائی اور یہ اشعار اپنے طبع ذاد ارشاد کیے اشعار
 دیہم خسروان برانفل استرست + خسرو کسے کہ حلقہ تجرید بر سرست + گفتم ز علم و عقل ملک دگر خرم + کلم ز علم
 عقل جو دیدم فرون ترست + سیرغ دار روے نفتم بہ قاب عشق + کو عارفے کہ منظرش عرش اکبرست +
 درس شرف نبود ز الواح ابجدی + لوح جمال دوست چو لکیم ہر برترست + امیر خسرو اس غزل کے سنتے ہی بہت
 روئے شیخ نے زبان ہندی فرمایا کہ آئینہ روزانہ کچھ تجھ دایہ یعنی یہ جو تو روتا ہو کچھ تیری سمجھ میں آتا ہو خسرو
 نے کہا کہ حضرت کا کلام تو سمجھنا بہت مشکل ہو میں اپنا کلام خود نہیں سمجھتا شیخ کو یہ بات بہت پسند آئی
 بعد میں روز کے رخصت کیا اور واسطے شیخ نظام الدین اور سلطان علاء الدین کے تحفہ بھیجا اور سلطان کو
 دو کلمہ باین طریق لکھے کہ علائے خلیج خوطی دہلی مقرر اند کہ باندگان خدے لٹائے زندگی نیکو کن جب یہ نوشتہ بار
 سلطان کے پونچھا بعض نادانوں نے بادشاہ سے کہا کہ ایسے کلمات نسبت بادشاہ کے لکھنا زیادہ نہیں تھا
 بادشاہ نے جواب دیا کہ عنایت مجھ پر ہوئی کہ لقب خوطی دہلی کا میرے اوپر بحال رکھا یہ مقام شکر ہو نہ جاے
 شکایت نقل ہو کہ ملک نائب نے آخر عہد سلطنت میں تسلط پیدا کیا مٹھا اور بادشاہ کے مزاج میں دخیل ہو گیا تھا
 کسی فقیر کو فقیر سے شیخ سے محبت پہنچائی اوسنے داؤد خواہی شیخ سے کی شیخ نے بادشاہ کو ایک رتھ لکھا کہ عبارت

اوسکی بیعت یہ ہو علاء الدین غازی دہلی ما اعظم آنگہ خواجه سرسے پیش بریدہ پس دریدہ تو کی از مردیشان را
 آنگہ حاکم و عرش الرحمن را بلرزہ در آوردہ اگر ادا انڈیا ساندی بہتر والا بجائے تو غازی دیگر مردہ کی تہنیت
 خواہ شدہ وفات آہکی تاریخ نہم ماہ رمضان المبارک سنہ ہجری میں واقع ہوئی اور آہکی اتنی عمر ہوئی تھی کہ
 حضرت شاہ خواجه شمس تبریز کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا عمر آہکی قریب سو برس کے ہوئی مزار آہکا پانی پت میں
 زیارت گاہ عالم ہے سوال ان نظام الدین اولیا اشعار کہ راست کند صورت مردی وزنی کہ بگنگندہ او جائے جان را
 نستہ کہ کس نسبت کہ استاد قضا را پرسدہ کاسے بار خدا چہ حکمت و حیت نفیہ جواب از شاہ ابو علی قلند
 اشعار شہادت کہ با مر خدا دم نرنی ہ این نوع کہ گفتی تو مردی نرنی ہ گل را چہ جمال ست کہ پرسد ز کمال ہ کر
 بہرہ سازی و چراہی گنی ہ ذکر طوطی ہست امیر خسرو دہلوی اکابر شعر ہند سے ہین والد ماجد آہکی امیر
 سیف الدین لاچین سکناے حوالی بلج ہین باتلاے فکر معاش اپنے مولد سے جلا وطن ہو کر دہلی تشریف لائے
 حضرت امیر خسرو اور دہلوی اور دہلی میں پیدا ہوئے جب حضرت امیر خسرو چار برس کے ہوئے تب والد ماجد
 آپکے باریاب ملازمت سلطان ناصر الدین محمود بن شمس الدین التمش ہو کر منصب دار ہوئے اور اسی حالت
 منصب داری میں انتقال فرمایا بعد اوتھ حضرت امیر خسرو اپنے مامون کے زیر پرورش و تربیت رہے اور وہ
 منجھ امر ہی کہا سلطان سے تھے جب سن تمیز کو پہنچے بحضور سلطان الشاہ شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ
 سرہ حاضر ہو کر بیعت کی سلطان الشاہ نے یہ رباعی امیر خسرو کے حق میں فرمائی رباعی خسرو کہ بہ نظم و نثر
 مثل او کم خاست ہ ملکیت ملک سخن این خسرو راست ہ این خسرو راست خسرو ناصریت ہ زیرا کہ خدائے
 ناصر خسرو راست ہ جس زمانے میں کہ شیخ نے یہ رباعی فرمائی ناصر الدین خسرو بادشاہ دہلی تھا یہ اشارہ اوسکی
 طرف ہے بیان کرتے ہین کہ امیر خسرو نے باشارہ شیخ حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی اور استدعا ہے ہین
 کی کی اپنے نسب مایا کہ یہ مخصوص واسطے سدی کے تھا مایوس ہو کر خدمت شیخ میں واپس آئے اور حال
 عرض کیا شیخ نے فرمایا کہ اگر خضر نے اپنا آب دہن تکو نہیں دیا تو میں تکو اپنا آب دہن دیتا ہوں یہ فرما کر اپنا
 آب دہن اوتھ منہ میں گرایا اور برکت اوسکی ایسی ظاہر ہوئی کہ انھوں نے ننانوے کتابیں تصنیف کیں
 امیر خسرو ابتدا میں رفیق شاہزادہ محمد سلطان کے تھے اور بعد شہادت اوسکی کے مذہم اوسکے باپ غیاث الدین بلہار
 کے رہے اور غفوان شباب سے آخر عمر تک ہمیشہ خدمت سلاطین میں رہے اور سات بادشاہوں کے زمانے
 کو دیکھا اول سلطان ناصر الدین محمود بن سلطان شمس الدین التمش دوم سلطان غیاث الدین بلہار سوم سلطان
 مغز الدین کبچاد چہارم سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی پنجم سلطان علاء الدین خلجی ششم سلطان قطب الدین
 مبارک شاہ اور بعد اوسکے ناصر الدین خسرو کے کئی مہینے ہفتم سلطان غیاث الدین تغلق شاہ ہ یہ بادشاہ امیر خسرو

تاریخ
 امیر خسرو دہلوی

کی نہایت تسلیم و تکریم کیا کرتا تھا اور جب بنگالہ جانے لگا تو باصرہ تمام ادا کو ہوا لیکن جب وہاں سے واپس آئے
حضرت کو سندھ ارشاد ہر پناہ اور پناہ سے حضرت کے نصیر الدین جہانگیر و ہوی رونی افزود تھے تبہ گئے کہ حضرت جلت
کر گئے جانب مزار کے متوجہ ہوئے قریب ہزار چارہ شعر ہندی کا پڑھا شعر گوری سو دے سچ پر گھر پڑا لے گئے
جل غم و گھر اپنے ساتھ بھی چونکہ وہیں ۶ قصہ تھا کہ مزار سے جا پھین گئے کسی اہل باطن نے وہاں جانے نہ دیا
اسی گفتگو میں شمسہ پوری میں رحلت فرمائی کسی نے ایون بزرگ سے اعتراض کیا کہ کیوں ایسے عاشق
کو مزار پر جانے نہ دیا جواب دیا کہ اس سے زیادہ بے اختیاری سلطان المشائخ تھی مجھے غم تھا کہ میں سلطان المشائخ
مزار سے نکل نہ آؤں عرس آپکا ہر سال ستر سو بن سوال کو ہوتا ہوا مرزا اصفیہ مرزا شاہ رخ نے اشعار کو نیکے جن
کیلئے ایک لاکھ بیس ہزار سے زیادہ ہین اور امیر خسرو نے خود اپنی کسی کتاب میں لکھا ہے کہ اشعار میرے ۶ لاکھ سے
زیادہ اور بانچ لاکھ سے کم ہیں شمسہ پوری میں ایک شخص ہندی نام نے احاطہ جالیدار سنگ سن کا ذکر کرتے ہوئے
تعمیر کرایا سلطان ظہیر الدین محمد بابر شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں تاج و قات مصنفہ خواجہ حسن دہلوی اور تاج
بنای عمارت احاطہ کندہ کروائی اور وہ تاریخین یہ ہیں ۶ لاکھ الا الامام محمد رسول اللہ زین را ازین لوح
شد سرفرازی ۶ دوران بابر شہنشاہ غازی ۶ تاج و قات میر خسرو و ملک سخن ۶ آن محیط فضل و دریا
کمال ۶ شرا و دلکش ترا دما و سین ۶ نظم اوصافی تراز آب زلال ۶ بلبل داستان سرے بفرین ۶ طوطی شکر
مقال ہیشال ۶ از پے تاج سال فوت او ۶ چون ہندام سر بزا فوسے خیال ۶ شد عیدم انشل یک تاریخ او ۶ دیگر
شد طوطی شکر مقال تاج بنائے عمارت احاطہ ہندی خواجہ کہ بود با جاہ و جلال ۶ شد بانے امین اساس
بے شبہ و مقال ۶ گفت سہی جہیل ہندی خواجہ ۶ تاریخ بنای او ۶ کرد مذ سوال ۶ دو سو برس تک انکی قبر پر کوئی
گنبد و عمارت طیار نہیں ہوئی تھی شمسہ پوری میں ایک امیر نے امرا سے جہانگیر شاہ سے کہ ظاہر بیگ نام تھا
عمارت سنگ مرمر کی بالاسے قبر بنائی اور یہ اشعار تاریخ اوسین ثبت کئے تاریخ بنائے عمارت گنبد امیر خسرو
بے نظیر عالم ۶ بار و ضہ تو مرا نیازست ۶ تعمیر نمود ظاہر آن را ۶ فیض ازلی ہمیشہ بازست ۶ تاریخ بناش
عقل گفتہ ۶ بار و ضہ بگو کہ جاے آرزت و فقہ ۶ ذکر سید تاج الدین قاضی رکن الدین تاج الادب
امیر کبیر سید تاج الدین بن سید قطب الدین احمد قدس سرہ متذکرہ العجب الکلم سلطان علاء الدین کے عہدہ قضا
کرنا سے تبدیل ہو کر شہرہ ایون میں قاضی مقرر ہوئے اور پناہ سے انکے سید رکن الدین بھادر زادہ انکے
نامور ہوئے مصنف فیروز شاہی چشم دید انکی مع و فضائل میں بہت کچھ تحریر کرتا ہے جس کیسکو انکے حالات
ظاہر و باطن کا دریافت کرنا منظور ہو جائے کہ تاریخ فیروز شاہی کو اور یہ عہدہ قضا کا اوس زمانے میں ہم پلہ
صوبہ تھا صوبہ دکن کام عاقلانہ اور قاضی انصرا م کام حاکمانہ کرتا تھا ذکر مولا جلال الدین بن مولا

ذکر مونا صہبہ ازراق اللہ علیہا السلام و ذکر سید صاحب الدین و قاضی کہنہ الدین

ولایت جھنسی کے ہیں ان وجود سے مخدوم سید جہانگیر شرف کو شاید بخار خاطر شاہ نقی الدین سے پیدا ہو گیا ہو اور اپنی تصنیفات میں جمول النسب اور نکو تحریر فرمایا ہوا سوا سلا کہ وہ سوائے ملا دات باریک کے تمام سادات ہندوستان کو جمول النسب تحریر فرماتے ہیں اور جو مصنف اخبار الاخبار بحوالہ الطائف اشرفی تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ نقی الدین جو کہ طہانک پور میں تھے قوم ہو یک سے ہیں لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ برکت عطا کی تھی نام ان کا دفع زہر سانپ میں زیادہ موثر ہے تم کلامہ بقابلہ تذکرۃ السادات و منبع الانساب کے استقر عبارت اخبار الاخبار کی مؤلف صحیح نہیں جانتا معائنہ منبع الانساب سے بھی یہ ثابت ہوا کہ شیخ نقی الیٰ کرٹھانک پور میں متعدد گذرے اور ایک شیخ نقی قوم طہانک سے گذر گیا ہو شاید مصنف اخبار الاخبار کو باعث تعد نام کے شبہ واقع ہوا ہو بہر کیف طہارت نسب شاہ مخدوم نقی الدین بن کوئی شک و شبہ نہیں ہے بغیر ان کی نسل سے شاہ حسین علی صاحب مرحوم ساکن گڑہ پرگنہ سکندرہ کے نہایت خوبی کے ساتھ آراستہ تھے میر علی سزوی و فیض حسین دوسلے محلہ چک منھلات شہر اکہ آباد اس نسل سے ہیں ان کی طہارت نسب میں کوئی شک نہیں مگر طہانک و طہانک سکندرہ سے قتل ہو کر دودا باش مستقل اکہ آباد میں اختیار کی یہ فیض حسین مؤلف سے فرماتے تھے کہ ہمارے دادا وقت تک سلسلہ آبائی پیری مریدی کا برابر جاری تھا اور مذہب بھی اہل سنت تھا اگرچہ ہم اوسکو بمقتضائے حکمت علی زمانے کے تقیہ یقین کرتے ہیں ہمارے والد ماجد نے بعد اکتساب علم ظاہر کے ترک تقیہ کیا اب ہم لوگ مذہب مورث پر ہیں میر تقی حسین و فیض حسین دونوں بھائی بزمان مختلف عہدہ اسلئے بلیا نگار بنی پر ہر آخر مرتبہ میں تحصیلدار ہونے بعد انقضاے ایام کارکردگی پنشن لے لیکر اپنے وطن مالوٹ بین فائین میں اسی صافی جید و اسحاق پسندیدہ جو جو نور حضرت سادات کو چاہیے وہ اون دونوں بھائیوں میں پائے جاتے ہیں بخیر انساب پوری مؤلف کو دینا کہا تھا کہ یہ عہدیم الفرستی میری زمین اونسے لے سکا اور نہ اونھوں نے میرے پاس بھیجا مگر وصلت و مصاہرت ان لوگوں کے فی زمانہ خاندان مشاہیر سادات اوس جو اسے منسلح چنور کے نہیں ہر بان بزمان سابق مولانا اسماعیل قریشی و سید نصیر الدین سادات کہہ پرگنہ سکندرہ سے تھے سید نصیر الدین سادات موضع کہہ سے ہیں اور اہل خاندان ہم جدید سادات رفیع الدرجات میر سید نور الدین مبارک و میر سید فخر الدین کے ہیں جو متصل درگاہ شریف حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز کے ہیں بہن تفصیل اس اجمال کی بحوالہ تذکرۃ السادات عمدۃ الانساب یہ ہے کہ سید فخر الدین و سید نور الدین برابر مع اپنے برادران دہلی میں آئے بعد ازیں جب کثرت اولاد ہوئی تو ہوا انصاف مفصلہ نزول جواب انشا بار بار ہو قیام پذیر ہوئے سید بڑا موضع بڑا سید جعفر موضع بدولی سید مسعود موضع جھم سید نظام جہا ترول سید پر موضع نٹن پور و گند پور و جانشہ و میران پور میں مسکن گزین ہوئے آخر آخر کو کچھ لوگ قصبہ گاندوتی میں

میرٹھ و قصبہ جھاڑی میں ساکن ہوئے قصبہ گھلاؤتی ضلع میرٹھ چلے گئے اتفاق نہیں ہوا اور نہ اوکھا شہر پہنچا
 ملاکر میر امر او علی کو تو ال حال شریف آباد اوسی نسل سے ہیں وہ ناقل ہیں کہ یہ قصبہ تمام و کمال مع کئی بڑا
 ایکڑ کے ہماری تمام قوم پر معائنہ تھا سلسلہ میں گورنمنٹ انکلیشن نے ضبط کر کے خالصہ کر دیا ترقی ہماری قوم
 کی بات عام سنن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی تھی جب سے حصول علم و روشنی کا کم ہوا ہم لوگ معارضہ مال
 میں آگئے اب عام لوگوں کے موافق ہیں سید داؤد موضع کپسہ پر گئے سکندر ضلع آگرہ آباد کی معافی حضور باپا
 سے حاصل کر کے یہاں چلے آئے و سید اسد الدین نیر آباد ضلع جو پور میں رہے و آولاد سید معزال دین بن
 سید علاء الدین لقب بہ رسوخا ہوئے و سید محمد نے بود و بدش اپنی قصبہ بلگرام ضلع ہردوئی میں اختیار کی
 کہ ہنوز قبر او کی حاجت رو اسے خلق اور اولاد او کی اہل اعتبار سے ہر سادات سراوان متصل سونپت اور
 پانی پت بھی اسی نسل سے ہیں و میر سید شہاب الدین رسولدار کے صحت نسب میں کچھ شک نہیں یہ سادات
 والا صفات اولاد امجاد سید السادات عالی درجات صاحب کرم والا ہم میر سید ابوالفتح واسطی سے ہیں سلسلہ انساب
 پر یہی ہے جو ابوالفتح واسطی بن سید محمد صفر بن سید یحییٰ بن سید حسین والد المعین بن زید شہید بن امام زین العابدین
 علیہ السلام مصنف عمدة السادات بروایت شیخ تاج الدین یہ ارقام فرماتے ہیں کہ سید ابوالفتح دو ہیں یا نسل سید محمد صفر
 بن سید یحییٰ بن سید حسین والد المعین بن سید زید شہید سے دوسرے ابوالفتح نسل سید یحییٰ سے ہیں یہ بزرگ ایک
 شاخ دو گھل اور دو موتی ایک صدف سے ہیں ایک بقیام عریض جو قریات مدینہ منورہ سے ہر دور
 بقیام واسطہ مقامات بغداد آسودہ ہیں تفصیل اسکی اگر ناظرین کو مطلوب ہو معائنہ کریں عمدة السادات
 و رفیع الانساب و تذکرۃ السادات کو شرح اسکی واسطی تعداد نام کی لکھی گئی تاکہ شبہ نہ واقع ہو دفعہ
 ذکر سید نصیر الدین غیرہ سید مسعود سادات کپسہ پر گئے سکندر ضلع آگرہ آباد تاج فرشتہ سے ثابت
 کہ یہ بزرگ بزمہ چل نفر امرایان علاء الدین بادشاہ کے تھے و صلات و مصاہرت انکے ساتھ فرزند
 مخدوم شاہ نقی الدین بن شہان الملہ و الدین سادات جھونشی واقع ہوئی لفظ انکی نسل سے سادات
 کپسہ و میلن و محمود پٹی و پھول پور پر گئے سکندر ضلع آگرہ بادین از انجہ سید نصیر الدین کی پانچویں پشت
 میں سید حسین برشتہ دامادی بجائے فرزند ان مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مانگ پور کے کنیت میلن
 سے منتقل ہو کر مانگ پور میں آئے انکے پسر سید لطف اللہ عرف شہن موضع کا ہی سوہنی عرف نہایت گویا
 پر گئے ہنگام میں ساکن ہوئے اور وہاں جب سید احمد کے سید فتح محمد و سید امجد و پسر پیدا ہوئے بھلے اوکے
 سید فتح محمد نے علم باطن حاصل کیا و مولوی سید امجد دلی میں جا کر عالم شجر ہوئے برورایا جب انکے علم
 ظاہر و باطن کا شہرہ ہوا تو چلوک و دیہات حوالی کر وہ و ہنود کی معافی حاصل کی نسب نامہ او کا یہ ہے

سید محمد و سید خولوی احمد بن سید احمد بن سید ابراہیم حسین بن سید لطف الدین عرف تھن بن سید حسین بن سید عزت بن سید
 بٹانانی بن سید ابو زید بن سید مرتضیٰ بن سید نصیر الدین ثانی بن سید میر میران بن سید بڈا بن سید نصیر الدین
 بن سید علی بن سید مسعود واسطی بن سید غیاث الدین بن سید ابو الفرج ابو العاص بن داؤد بن سید یحییٰ
 بن سید عیسیٰ کہ او کو سید عمر بھی کہتے ہیں بن سید حسن بن سید علی بن سید حسین بن ہادی بن سید زید شہید
 بن سید حضرت امام زین العابدین سید شاہ فتح محمد و بان سے منتقل ہو کر بہ مقام کڑواہ ملکہ بانار میں قیام
 پذیر ہوئے ان کے تین پسر اور ایک دختر صلیبی سید فقیر الدین و سید بدر الدین و سید نصیر الدین پسران و مسماۃ
 صاحبہ بی بی دختر شاہ ابراہیم علی مرید و خلیفہ شاہ پیر شرف سلونی پسر سید فقیر الدین خلف اول کے نہایت عابد
 زاہد ایسے بابرکت ہوئے کہ نور باطن سے ایک عالم کو منور کیا اور بلا چھوڑنے اعقاب کے انتقال کیا اور
 بھائی ان کے سید قمر الدین ان کے سید مقبول علی ان کے تین پسر شاہ رضا علی سید غریب علی و سید احمد و ایک دختر
 جن کے پسر قاضی سید امامت علی شہدی ہیں و سید نصیر الدین کی اولاد دختر ہی رہے جن سے شاہ ابو القاسم و
 مولوی سید سراج الدین ساکنان ہنسود تھے اور سید بدر الدین کے اعقاب میں بغل کوئی نہیں ہو اور مسماۃ
 صاحبہ بی بی محمدہ کی اولاد دختر ہی ہیں جد اس مولف کی ہیں مولوی سید امجد قصبہ ہنسود ضلع فتح پور
 میں بست اذناخت ہوئے ان کے دو فرزند عالمجاہ ایک مولوی سید رفیع الدین دوسرے مولوی سید وجہ الدین
 عرف تھن اولاد مولوی سید رفیع الدین کے بڑے صاحبزادے میر لطف الدین جنگی قسری پشت میں شاہ عالم
 و مولوی سید سراج الدین پسر زین العابدین و والدہ کلان مولف ہیں محمد ایوب برادر لطف الدین کی اولاد ہیں
 میر سعادت علی جن کے اب میرہ محب حسن و محب حسین ہیں و پرستہ ناہالی ملکہ قصبہ نہ منملات کڑواہ کے ساکن ہیں
 و مولوی سید وجہ الدین کے دو پسر حاجی میر دولت علی و میر محمد سعید حاجی میر دولت علی کے فرزند سید میر شریف علی
 و قاضی انور علی اور میر محمد سعید کی اولاد ہیں میر باد علی ساکنان ہنسود خاص منسوب تھے دفعہ ۹ ہجری و کربلا
 زید پور ضلع نوان گنج بارہ بجلی متصل لکھنؤ بہد سلطنت سلطان شمس الدین التمش سید عالیقدر میر سید زید میرچانے
 والد ماجد سید عبد اللہ کے عجم سے لکھنؤ آئے اور حالی اسکے ایک موضع زید پور بنام خود آباد کر کے قیام اختیار کیا لکھنؤ
 میر سید عبد اللہ پسر بزرگوار ان کے موطن اصلی کو متصرف ہوئے سلسلہ انساب پوری اونچا یہ ہو میر سید زید
 بن میر سید عبد اللہ بن میر سید یعقوب بن میر سید احمد بن میر سید محمد بن میر سید حسین بن امام علی تقی علیہ السلام علی مرتضیٰ کہ میر
 اور سادات کرائی ضلع الہ آباد و سادات قبائے قصبہ راسے بریلی و سادات جھونسی و سادات دانہ و سکند و
 پر سب نسل سید حسین بن سید امام علی تقی علیہ السلام سے ہیں دفعہ ۵ ذکر سادات کرائی ضلع الہ آباد
 بحوالہ روایت ظہور قطبی و دیگر کتب معتبرہ سے یہ ثابت ہو کہ میر سید حسام الدین اہل خاندان سادات زید پور بہد

ذکر سادات کرائی

ذکر مولوی احمد سادات ہنسود ضلع فتح پور

ذکر سادات زید پور

ذکر سادات کرائی

سلطنت اس بادشاہ کے منصب دہر ہوئے اور بافری ایک لشکر چار کے جناب بادشاہ بفرض خواستگاری دختر
 راجہ اود پور کے مامور ہوئے مدوح الذکر نے اود پور میں جا کر محاربات سخت کئے بالآخر راجہ وہان کا مخدول
 و مصور ہوا تب لاچار ہو کر اپنی دختر پر پیکی کو واسطے ازدواج سلطان علاء الدین کے محلے میں سوار کر کے
 بہید یا سید صاحب جب اس ڈولی کو دہلی لیکر چلے آئے اثناء راہ میں اس کے حسن خدا داد پر ایسے عاشق ہو گئے
 کہ بانقا و شرعی ہر بہتر ہوئے باصفا اس خبر کے بادشاہ بر سر غضب ہو لیکن پاس سیادت اونکے خون
 سے درگزر کر کے یہ حکم صادر کیا کہ ہمارے ملک محروسہ سے کل بادین تب سید صاحب وہان سے کوچ کر کے جنگل
 حوالی کرہ میں تابقاے سلطنت اس بادشاہ کے خفیہ قیم رہے بعد انقضاء ایام سلطنت علاء الدین کے وہاں
 جنگل کو کاٹ کر موضع کراچی آباد کیا جسے تسمیہ یہ ہو کہ ڈیہ موضع کراچی خاص پر ایک روز سگان شکاری سید صاحب
 سے ایک خرگوش بقا بلد پیش آتا تب سید صاحب قوع جرت اس خرگوش کے اس میں زمین سخت و کڑی سمجھ کر بنام ہنادار
 موسوم کیا جب وہاں اور اونکی اولاد ہذا فزونی جمع و کثرت آبادی کے مصروف ہوئے یہاں تک کہ کھن ترداؤن
 لوگوں کے مواضع آباد ہوئے کہ ایک تعلقہ ہو گیا بہمد سلطنت خاندان مغلیہ کے عہدہ چودھری نے اس پر گنہ
 ساعطا ہوا بہمد سلطنت وزنگ زیب ایالت ابوا منصور خان و شجاع الدولہ باعطای خطاب و تعلقہ کے رفقا
 ہوتے رہے بغل اولاد اس کے مواضع مفصلہ ذیل میں آباد ہوئے جن پر پاتا مہانوان کراچی بیرومی سہاوت
 و شجاعت اس قوم کا خاصہ ہو بالفعل بوجہ احسان کثیر کے بعض بعض لوگوں نے زمینداری بعلت قرصہ نیلام ہو گئے
 اور جن لوگوں کی زمینداری باقی ہو رہی تھیں جمع مجوزہ بندوبست مال کے مولف کو اسید نہیں ہو کر اسکو بقا ہو
 وقفہ اہ ذکار اولاد سید نصیر الدین و سید شرف الدین پسران سید نجم الدین سبزواری جنگی قبر شہر شاکر
 میں ہو سلسلہ نسب پرری اوکا حضرت جعفر ثانی بن امام علی نقی علیہ السلام سے منشی ہوتا ہو سادات صحیح نسب
 سے ہیں اولاد امجاد اونکی بقامات مختلف آباد ہو ازاں جملہ سادات نصیر آباد و جانیس بھی ہیں بہمد سلطنت
 اسی بادشاہ کے اولاد اونکی بنارس سے منتقل ہو کر قصبہ جات متذکرہ بالا میں سکین گزین ہوئے ہر و ایام قضا
 علی و فلاح دنیاوی و قضا و قضا حاصل کرتے رہے دفعہ ۲۵ ذکر سادات قصبہ نصیر آباد اس قصبہ میں
 بہت سے گھر اس خاندان کے ہیں وصلت و مصاہرت انکے با خود ہا و سادات قطبیہ سے باکی ازاں جملہ خاندان
 سلطان العلماء مولوی سید ولد ار علی صاحب بہمد العصر غفران آپ نے عہد ایالت نواب سادات علیخان علیخان
 سے تازمان انتزاع سلطنت واجد علی شاہ بہت کچھ مرتبہ حاصل کیا و مذہب اہل سنت و جماعت میں جناب
 مولانا مرشد مولوی سید ابوالحسن صاحب قدس اندر سرہ العزیز تھے اب انکے خلف الرشید مولوی سید
 صاحب مجددین دفعہ ۲۶ ذکر سادات قصبہ جانیس اس قصبہ میں سادات نجی زیاد و بہن ملہا

نسب میں کوئی شک نہیں وصلت مصاہرت سوائے اپنی قوم کے دوسرے سادات میں نہیں کرتے
 بروقت ضرورت خاندان شیخ ابوالیث کہ جو اس بستی میں بابا الایقاز ہی ہو اگر قی تو مذہب ان لوگوں کے
 اثنا عشری ہیں علم و فضل میں شہرہ آفاق ہیں شجرہ انساب اس خاندان کا مولف کویتوڑا مسلمان تھا کہ
 جبکہ پورا نلا تو کیا فائدہ تھا کہ اس قدر مندرج کرتا کچھ لوگ اس قوم کے حوالی الہ آباد میں ہیں چنانچہ موضع کہ
 فتوح و مکرمن پر گئے کیوں ضلع الہ آباد اسی نسل سے ہیں وصلت مصاہرت ان بستیوں کے ساتھ سادات
 شیوخ شیخ پور چوکیا و محمود پٹی تحصیل بھول پور موضع بلند و منڈوا وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں اور مذہب ان سادات
 کا اثنا عشریہ ہو میر علی سجاد اول سر شہنشاہ کلکری الہ آباد رہے پھر تحصیلدار ہوئے ڈپٹی کلکٹر ہو کر انتقال کیا ان کے
 دو پسر میر علی جواد و میر علی عباد اور ہشیرہ زادہ ان کے بر نوازش حسین عمدہ ہے جلیلہ پر ماور ہیں و فقہاء
 ذکر تعلقہ موضع کوٹ تحصیل کلکری تحصیل فتح پور یہ کہ اس کے ایک علاقہ ہو آبادی اسکی قدرتی سطح پر
 واقع ہوئی ہو کہ جانب مغرب و شمال نالہ خندق اور جنوب جمناء اور پورب کی طرف مرور اس موضع کا ہی مکان بنی
 کہ کوئی فوج غنیم کی آسانی اس موضع میں جا سکے نشیب و فراز اس کل علاقے میں بہت ہی زراعت یہاں کے
 بالکل بارانی ہو کنواں اگر یہاں کو داجاتا ہو تو بہت دور پانی نکلتا ہو لوگ یہاں کے بہادر قوی پیکل زور اور
 مردانہ مزاج و غصہ در ہیں اور قوم کھوکھر پٹان ہیں اور چھاؤنی اس موضع کی بالکل کھیر مل کی ہو اس تعلقہ
 کے متعلق مواضعات مفصلہ ذیل کوٹ خاص موضع اڈیا موضع اور ہاشاہ نگر رتن پور کلی پرویز پور رحمت پور
 شیو پوری منسی بدنو آخر کے دو موضع تعلقہ سے علیحدہ ہیں یہاں کے باشندے قوم شیخ ہیں لیکن ان شیخان
 کی وصلت مصاہرت اور تمدن کھوکھروں کے ساتھ ہو مرد و زن تعداد چھ سات ہزار سے کم نہیں مذہب ان سادات
 خفی الشرب کہا جاتا ہو کہ ملک بھیل و ان کے برادر زادہ ملک بھیل بعد سلطنت علاء الدین غلی یہاں آکر ساکن
 ہوئے تصدیق اسکی اوس تہہ سے ہو جمین ایک عبارت منقوش ہو علاء الدینا و الدین سکندر ثانی سنہ ۷۹۷
 و تسعین و سبھا کہ جسے ۷۹۷ ہجری ہوتے ہیں وہ تہہ اوس مسجد میں تھا جو سو برس پہلے دریا پر ہو گئے
 وہاں سے نکال کر اب ایک نئی مسجد میں جانب او تر نصب کر دیا ہو کہ جواب لگاری جمناسے دو سو قدم کے فاصلہ
 پر ہو یہ لوگ اپنے تئیں کھوکھر کہتے ہیں اور قوم افغانیت سے انکار کرتے ہیں اباعن جدید بیان کرتے ہیں کہ
 پہلے غوریاء کے مضامعات کے سنے ولے تھے احاق لفظ ثانی ہم لوگوں کے نام کے ساتھ خطاب ہو مضاف
 نے جانتک کتاب نسب پٹانوں کے معائنہ کیا اور اسکا خلاصہ کیا ہو کوئی قوم کھوکھر نہ کی اوسیں کھی نہیں
 سولے لکھروں کے کہ جسکی تفصیل بعد سلطنت سلطان سلیم شاہ کے تحریر کردہ نگامیر سے نزدیک یہ قوم کھوکھر یا کھار
 جو کچھ ہر اصد اعلم مثل ہیں نہ شیخ ہیں نہ سید ہیں اگر حسب بیان خود باشندہ غوریاء و اسکے مضامعات کہ ہیں

قطب الدین مبارک شاہ ظہری ہشتم ماہ محرم سنہ ۷۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۳۸۳ قمری تحت سلطنت امیر تیمور
 کر کے خطبہ و سکھانے نام کا جاری کیا سکھ مدور بخط ثلث سنہ ۷۸۵ ہجری عبارت طرف اول الامام اعظم
 قطب الدین ابوالمظفر خلیفۃ الدعوات طرف ثانی مبارک شاہ السعوی بن سلطان بن ابوالفتح
 امیر المومنین ضرب ہذا الفتنہ بحفرۃ دار الخلافۃ فی سنہ سبع عشر و سبعمائتہ سنہ ثانی سنہ ۷۸۵ ہجری عبارت طرف
 اول قطب الدین ابوالفتح عبارت طرف ثانی مبارک شاہ السلطان ابن السلطان بد اور پانچویں
 قانون علاقے کی ایک قلم چھڑی اور بہت سے قیدیوں کو رہا کیا سانی و جاگیرین منضبطہ نوہ اٹھتے کیا اور
 زور و جواہر بہت لوگوں کو دیا چونکہ بعد سلطنت علاء الدین کے نگ روپیہ پیسے کا نام جو لگئے تھے ایسے نہیں
 جو روپیہ وافر ہر ایک کو ملا صرف بلج رنگ میں کرنا شروع کیا اور قمار بازی و شراب خواری جلایہ جاری ہو گئی
 بعد اس کے اوسے گزرتے تھے فوج و اس کی اور آپ دکن میں جا کر راجہ برہا ل کو قید کر لیا اور زندہ دیکھا کہ اس
 کھینچا اور سین بھر بھڑا با اسطور سے جب ملک میں رعب اور دہشت ہو گیا تو بالکل عیش و نشاط ہو گیا
 اور شب و روز اپنے شہوات و لذت کی تسبیح و خور اور شراب کے نشہ میں چوسنے لگا اور پانچویں سنہ
 ہستی میں قدم بڑھایا کہ اکثر اوقات تازیانہ و تاراج و زبردستی میں کر لیتے بیرون ملک گھومنے لگے نہ جاننا
 تھا اور جتنے دیکھتے کہ آدمی چھپاتا تو علانیہ لٹا مٹا کر مار دیتا تھا چھپا کر رہتا تو مار دیتا تھا
 بٹھاتا اور اس کے کپڑوں و عین و نقوش و اشیاء کو بھی اکڑ لیتا تھا اور لوگوں کو مار دیتا تھا اور ان کے اشیاء کو
 و خواب غفلت میں مبتلا ہوا اپنے من و بھروسے سے مالا گیا اور اس وقت میں اس کے من و بھروسے سے
 کتاب مسمومہ نظامیہ میں یہ مذکور ہے کہ اس بادشاہ نے سلطان المملوک حضرت نظام الدین اور اس کے بیٹے مبارک
 بادشاہ ادب کو تے آئے تھے اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا تھا اس سے سلطان المملوک اپنے بیٹے
 میں بار بار یہ فرماتے تھے شرعی رو بہ تو جرات شہستی بچلے خویش با شہر نی کہ دہی و بدی سر لے نہ
 جو وقت اپنے یہ فرمایا اس وقت خسرو خان کے ہاتھ سے بادشاہ مارا گیا پھر خسرو خان نے کل انقبضہ حاصل
 کر کے علاء الدین ظہری کی اولاد میں سے ایک شہزادے کو بھی زندہ نہ چھوڑا اور مسافہ دیو لدی سلیقہ زندہ نہ
 خسرو خان کو اپنے نکاح میں لایا اور تخت سلطنت پر جلوس کر کے خطبہ و سکھانے نام جاری کیا اور انواع و اقسام
 کی بدعتیں شروع کیں مگر باوجود بدنامی و بدکرداری کے بہت سے غیر خواہ دوست و دشمن پیدا کیے کہ انہی
 سلطنت کو مضبوط کیا اور سولے اپنے بھائی بدون کے پرانے امیر و نحو عمرہ و عہدہ دیے یہ امور
 دوست اپنا بنایا بھلا دیکھے جو ناغان سپر نازی خان تعلق رکھتا تھا کو ہر مردہ امر داخل کر کے جس سے
 خاص کیا مگر خسرو خان کے یہ تدبیر موافق تھے پر نہ آئی اور چونا خان دربار سے چلا گیا اور غازی خان قتل ہوا

دور خلافت امیر تیمور مبارک شاہ ظہری

پنجاب علائقہ باغی ہو گیا اور جو بھانڈہ فوج اس کے خاص پنجاب میں تھے جمع کر کے دہلی پر چڑھ آیا اور خسرو خان
 ذکر کرنے بھی اپنی ٹوٹی پھوٹی فوج سے اگر مقابلہ کیا ۲۲۔ رجب ۱۰۳۸ ہجری مطابق ۲۲۔ اگست ۱۶۲۸ء عیسوی
 کو غازی خان کی فوج سے خسرو خان مارا گیا مدت سلطنت خسرو خان چار مہینہ بعد قتل خسرو خان مذکور کے
 غازی خان تغلق نے دہلی میں داخل ہو کر کل امرات سلطنت کو جمع کر کے یہ کہا کہ قتل خسرو خان سے مقصود تھا کہ
 خلق خدا اس ظالم کے بچے سے نجات پاوے تنہا سلطنت نہیں ہو جو کوئی خاندان شاہی سے ہوتی پر
 بیٹھے اور سلطنت اس کو مہارک ہو چونکہ خاندان غلی سے کوئی تنفس باقی نہ رہا تھا لہذا اتفاق و اصرار کے
 سلطنت کے غازی خان تخت سلطنت پر بیٹھا اور نام اپنا غیاث الدین تغلق رکھا دفعہ ۵ ذکر سلطنت
 غیاث الدین اس بادشاہ کی حقیقت یہ ہو کہ باپ اسکا غیاث الدین بن کا ایک ترکی غلام اور مان سکی
 ایک ہندی عورت تھی تغلق اصل میں قتل ہو بوجہ کثرت استعمال تغلق ہو گیا اور وقتاً فوقتاً ترقی پاتا رہا اور
 ۱۰۳۸ ہجری مطابق ۱۰۳۸ عیسوی میں تخت پر بیٹھا اور سکھ مدور خط ثالث ۱۰۳۸ ہجری عجمارت
 طرف اول السلطان الغازی غیاث الدین ابو النضر عجمارت طرف ثانی تغلق شاد السلطان
 ناصر امیر المومنین بھنڑہ دہلی ۱۰۳۸ ہجری و سبعاۃ ضرب ہذہ السکتہ جاری کیا اور جو جزا بہانہ
 علاء الدین غلی کے امور سلطنت میں پیدا ہو گئی تھیں انکی اصلاح کی اور اعزاز اکرام سادات و مشایخ و علماء کا
 علی قدر مراتب کیا اور دکن میں شہر بدر کو فتح کیا اور دکن کے راجہ کو قید کر کے دہلی میں لایا تغلق آباد کا
 قلعہ و شہر اسی بادشاہ نے احداث کیا بعد اس کے بنگالہ کی طرف گیا اور وہاں کا ناظم ناصر الدین قراخان
 یعنی کبچاد کا باپ جو بعد سلطان علاء الدین کے بوجہ سلامت نفس خان نشین ہو گیا تھا بادشاہ نے پھر دوسرے
 بھٹا سے چتر تخت حکومت دیار لکھنؤ یعنی کور کے بدستور عنایت کر کے مامور فرمایا اور محافظت ستارگانوں
 اوہ بنگالہ اور کرمناک پور کے متعلق اسکے کے عند المراجعت ترہٹ کو فتح کرنے وہاں کے راجہ کو پکڑا جب دہلی
 کے قریب پونچا وہاں اس کے بیٹے بیٹے فخر الدین جو ناخان عرف لغ خان نے اپنے باپ کی ملاقات اور
 دعوت کے واسطے ایک محل چوبی تین روز میں پیش کر دیا اس کے اندر دونوں باپ بیٹوں سے ملاقات ہوئی
 اور اسی مکان میں بادشاہ اور شہزادے نے کھانا کھایا بعد فراغت کھانے کے شاہزادہ مکان سے باہر
 نکل آیا ایک ناگاہ وہ مکان گر پڑا دسین بادشاہ مع اپنے پانچ ایسروں کے دیکر مر گیا چونکہ لغ خان
 پہلے سے باہر نکل آیا تھا اس نظر سے لوگوں کو شبہ گذر تا ہو کہ لغ خان نے اپنے باپ کا کام تمام کرنے
 کے واسطے یہ حکمت نکالی ہو اس بادشاہ کی تاریخ وفات خلیفہ ہوجس سے سات سو پچیس نکلتے ہیں
 تاریخ وفات ماہ ربیع الاول ۱۰۳۸ ہجری مطابق ماہ فروری ۱۶۲۸ عیسوی مدت سلطنت چار برس گئی

در سلطنت غیاث الدین تغلق

میں یہ بادشاہ حلیم کرم مطیع شریعت تمام علم ہنر کا قد شہناں تھا حضرت امیر خسرو قدس اللہ سرہ العزیز کو جو
 الفرائض بادشاہ کے وقت میں حاصل ہوا وہ کسی بادشاہ کے عہد میں نصیب نہیں ہوا اور جو جو
 خسرو خان کے انتظام ملک میں تھل واقع ہوا تھا اسکو بہت آسانی سے رفع کیا اور جو بعد علاء الدین پوجا انکسار
 سلطنت خزانہ خالی ہو گیا تھا اسکو بہت آسانی سے سمور کیا رعایا کی باتناات معاف کی اور جو وصول کیا بہت
 نرمی سے وصول کیا حاصل یہ کہ امور جاہلاری اور جسکے الزام سے معاف تھے اور مغلوں نے بھی اسکی سلطنت میں
 قصد اور کائنات نہیں کیا جو الذمیع الانساب بعد سلطنت اس بادشاہ کے بعد حامد خان ہندواری حاکم کوٹا پور
 کے مقرر ہوئے اور کچھن انتظام اپنے سکنا سے در عایاے ولایت کر دیا پور کو نہایت رضامند رکھا و بحالت حکومت
 بہ تمام ملک پورا انتقال فرمایا اور بالاسے قلعہ مانک پور اندرون صحن مسجد جانب مغرب مدفون ہوئے اور اپنے
 بابرکت تختے کو جو حاکم قلعہ مانک پور میں اول اجلاس کرتا تھا پہلے شیرینی پرفاقد سید صاحب کا کوہ کے اجرے
 کام حکومت کا کرتا تھا اور روزانہ اونکے مزار پر پنجاب سرکار چہرے جلا کرتا تھا علما وری سرکار ملکہ ہٹھ سے فاتحہ
 اونکھاموقوف ہوا میر سید علی ہمدانی مصنف تحفۃ السادات ارقام فرماتے ہیں کہ سید حامد خان سادات علوی میں
 نسل حضرت حسین سے نہیں ہیں بلکہ حضرت عباس بن علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے سلسلہ انساب کا منتہی
 ہوتا ہے وہ مسجد کہ بہان مزار سید صاحب کا ہی بہت کنارے قلعہ کے ہی کیا عجیب ہو کہ تھوڑے عرصے میں یہاں
 ہو جائے دفعہ ۱۰ ذکر سلطنت محمد شاہ تغلق ۱۲۸۰ھ ہجری مطابق ۱۸۶۳ء غیسوی میں تیسرے دن بیچ
 فوت اپنے باپ کے جو ناخان جو پہلے سے ولیعہد تھا تخت سلطنت پر بیٹھ کر نام اپنا محمد شاہ تغلق رکھا اور وہ
 و اشرفی مثل اولوں کے برسیا کہ ہر ایک مفلس تو انگریز ہو گیا اور اراکین سلطنت کو جاہ و مناصب عطا کر کے سادات
 عظام و مشائخ کرام، عباسی ذوی الاحترام کے وظیفہ نقدی و زمین کے ایسے معین کئے کہ کسی وقت میں ایسے
 مقرر نہیں ہونے سکے مد و عبارت بخط ثالث ۱۲۸۰ھ ہجری ضرب فی زمن البعد الراجی رحمۃ اللہ محمد
 بن تغلق طرف اول لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہذا الدینار بھخرۃ الدہلی فی سنۃ سبع و عشرين و سبعۃ
 سکۃ ثانی ۱۲۸۱ھ ہجری عبارت طرف اول بشرح صدر عبارت طرف ثانی بن السلطان السید
 الشہید تغلق شاہ سنۃ ثلث و ثلاثین و سبعۃ سکۃ ثالث ۱۲۸۶ھ ہجری الراقی بتایید الرحمن محمد شاہ
 السلطان ضرب ہذا الدینار بھخرۃ الدہلی سنۃ ست و عشرين و سبعۃ طرف اول الشہدان لا الہ الا اللہ
 و الشہدان محمد عبیدہ و رسولہ و اور ہزار ستون کا ایک محل تغلق آباد میں بنا با علم اسکو بہت یہاں تھا
 لوگ اسبات پر متفق ہیں کہ بادشاہ اپنے وقتوں نہایت قابل اور خوش بیان تھا اور علم عربی فارسی
 و طب و منطق و ریاضی و قوت حافظہ و دانش پر داری و شعر گوئی میں بے بدل تھا اور روزہ نماز کا کچھ نہ

سلطنت محمد شاہ تغلق

پابند تھا اور شے کے اجر لے احکام میں کوشش ملین کرتا تھا مگر نوشی سے کمال ممتاز تھا اور اپنے دین و ملت کے
 قاعدہ کوئی مراعات و مخالفت کو مقدم نہ جانتا تھا اور باوصف ان باتوں کے میدان جنگ میں بھی کمال شجاعت
 و جہاد کے ساتھ اطراف و اکناف عالم میں شہرہ و معروف تھا پھر تو اس نے ایسے کام خود رائے و خود پسند
 کی لیے کہ لوگوں کو اس کے جنوں میں شبہ نہ رہا اور ایسے خیالی مضمون ملک گیری کے اس کے دلیلیں پیدا
 ہوئے کہ جس سے فوج و رعایا تباہ ہوئی پہلے ایران پر چڑھائی کی تیاری کی اور تین لاکھ ستر ہزار سوار دہلی
 جمیت ہم پونچھائی لیکن جب خجج کی زیادتی سے خزانہ خالی ہو گیا تو ایک لاکھ سواروں کو نیپال کے پہاڑوں بھی
 راہ سے چین فتح کرنے کو روانہ کیا اور چاندی کے بدلے تانبے کا روپیہ جاری کیا اور رعیت پر محصول حد سے
 زیادہ بڑھایا پس ان حرکتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہی فوج نے چین کی سرحد پر پہنچ کر ایسی شکست کھائی کہ تمام
 سواروں میں صرف تھوڑے آدمی بچ گئے اور پہاڑوں میں زندہ بچے باقی سب مارے گئے اور جو بھاگے ہوئے
 بادشاہ کے پاس آئے وہ بلکہ بادشاہ قتل ہوئے خرید و فروخت لین دین کا کام بند ہو گیا رعیت اس کے ظلم
 سے تنگ ہو گئی صوبہ داران خود مختار ہو گئے بہت سے صوبے اس کے قبضے سے نکل گئے زمیندار جنگ میں
 بھاگ گئے تہذیب پرٹپے رہ گئے ملک میں قحط اس شدت کا بڑا کہ آدمی کو آدمی کھانے لگا اور وہاں بھی اس کو
 دشواری پئی کہ لوگوں نے پریشان ہو کر اور ملکوں میں نکل جانے کا قصد کیا اور دہلی کو اوجاڑ دیا وگدھ دھن
 میں آباد کیا اور نام اس کا دولت آباد رکھا اور جن لوگوں نے دہلی چھوڑنے سے انکار کیا ان کے ساتھ بہت
 سختی ہوئی مقام غور ہو کہ اس وقت مکناس دہلی پر کیا صد گزرا ہو گا ذکر قفقہ مالوہ سلسلہ ہجری مطابق
 ۷۳۳ھ ہجری میں بادشاہ کا برادر زادہ پہلے پہل ملک مالوہ میں باغی ہوا اور خود بادشاہ اس کے استیصال
 کے واسطے دھن گیا بعد کشت خون بسیار کے اس کو گرفتار کیا اور کھال کھینچ کر بٹے صد مونے مارا ذکر قفقہ ہجری
 ۷۳۴ھ ہجری مطابق ۷۳۳ھ ہجری میں ملک اکرام جو بادشاہ کے باپ کا بہت پورا ناریق اور اس کے
 تخت نشینی کے وقت کا بڑا مدد و معاون ہوا تھا ملک پنجاب میں باغی ہوا وہ ہنگامہ بھی فرد ہوا اور اس کی
 گردن مار گئی ذکر قفقہ ہنگامہ ہنگامہ کا حاکم بھی باغی ہوا از سرے تاریخ فرشتہ یہ ثابت ہوا ہے کہ جب قدرخان حاکم
 گھنٹی جو پنجاب بادشاہ صوبہ دار تھا مارا گیا تب ملک فخر الدین نے ستارگانوں کو تخت گاہ کیا اور آیا اپنے
 غلام کو بہت سا لشکر دیکر واسطے ضلعی ملک گھنٹی کے روانہ کیا علی مبارک شاہ کہ عارض لشکر قدرخان مقتول
 کا تھا ساتھ فخر الدین کے دو ستارہ ملا باغیہ دولت خواہی موقع پا کر اس کو مار ڈالا اور عراض نو فتح مضمون
 بادشاہ روانہ کر کے درخواست عطاے عہدہ حکومت گھنٹی کے اپنے نسبت کی بادشاہ نے اس کی درخواست کو منظور
 کیا اور یوسف خان کو توال کو جو دہلی میں جاکم تھا حاکم گھنٹی مقرر کر کے روانہ کیا باصفا اس خبر کے علی مبارک

لیجشاہ سے باغی ہو گیا اور نام اپنا سلطان علاء الدین رکھ کر کنوئی میں جا کر متصرف ہوا۔ اس کے بعد ہجری ۷۸۵ء میں
 عیسوی میں خطبہ و سکہ اپنے نام کا جاری کیا اور اس کے بغاوت کو یہاں تک قیام ہوا کہ ایک سال چند ماہ باغی
 کر کے مازم ملک بچا ہوا اور بادشاہ سے کچھ مذاکرے اور سکائے بادشاہ کا دہلی میں رہ کر رعایا کا قتل و
 ہنگام قیام دہلی کی تحصیل میں کاشکاروں پر بادشاہ نے جبر کرنا شروع کیا اور یہاں تک انہیں زیادتی ہوئی
 کہ گاؤں اور گھست چھوڑ کر جنگلوں میں پھلے گئے وہاں سے گرفتار کر کے ہتھوڑی گردن مار دی اور بہتوں کو زندہ و گرو
 کیا اور کنوئی کے سرکار کو قلعہ کے ننگر و زمین لٹکا دیا اور فوج نے تمام مقامات کو تاراج کیا کچھ نسل کشی بہرین
 اور نیل گنگ کے چاروں طرف سے رعایا کو ہٹا کر کے مارتے تھے کہ اسکا اثر نصف ضلع فتح پور و تمام ضلع پٹنہ
 وادو نام تک پونچا ذکر بغاوت ملک تلنگ ہنگام قتل مام قنوج و دو گڑھ حسن پور سید ابراہیم فوطہ دار باغی ہو
 اور بادشاہی عالان کو مار ڈالا اور ملک تلنگ برپا پنا قبضہ کر لیا باغی اس کے بادشاہ و قنوج سے پہلے دہلی
 گیا اور وہاں سے جانب دیو گڑھ دولت آباد و دہلی و چار منڈا چھوڑ کر گزنی غلام کی اسد رجہ ہوئی کہ نہ ننگے
 سب سے راہیں سد و ہو گئیں مگر بادشاہ سبب شدت قنوج میں آیا اور ملک مرہٹہ پر ابواب محسوس کیے
 زیادہ کئے اور اسد ایاز کو اپنا نائب مقرر کر کے دہلی بھیجا اور رخا جانب تلنگ سے چلا کہا وہاں و باغی مع ہو گئی
 اور بہت سے آدمی ضائع ہوئے بادشاہ نے اس مرض میں مبتلا ہوا چار ملک قبول کو پناہ نام مقرر کر کے
 جانب دیو گڑھ واپس آیا اس کے راہ میں اس کے ایک انتہائی درد ہوا اسکو زبورک سے نکلا اور کڑی جہد و محنت
 سے مدفون کیا اور اس پر ایک مقبرہ عظیم تعمیر کرایا اور وہاں بھی شدت مرض سے نہ ٹھہر سکا شہاب الدین سلطان
 کو خطاب نصرت خان ممتاز کر کے ملک بیدر کا حاکم مقرر کر کے جانب دہلی کے روانہ ہوا اور وقت روانگی کے
 سکھ سے دہلی کو جو دہلی سے اوچر کر دیو گڑھ میں آباد ہوئے تھے یہ حکم دیا کہ جسکا جی چاہے یہاں سے یا دہلی چلا
 جائے اور دہلی میں ہو چکر تعمیر عمارت اور افزونی زراعت کے جانب متوجہ ہوا اگر قحط کی وجہ سے کیا ہو سکتا تھا
 کہ آدمی کو آدمی کھاتا تھا اور سب سے کا نام بھی کہیں نہ تھا ہنوز یہ بلا رفع نہیں ہوئی تھی کہ شاہو افغان پٹنا کو
 جمع کر کے ملتان میں باغی ہوا جب بادشاہ اس کے مذاکرے کو دو چار منزل چلا اپنی مان کی خبر وفات شدت
 شام ہوا اس مرحوم کا نام مخدوم جہان تھا اس کے سبب سے بہت غریب غربا پرورش پاتے تھے ہنوز بادشاہ
 ملتان میں نہیں پہنچنے پایا تھا کہ شاہو افغان تبریل عرضداشت جرم بغاوت سے متنبہ ہوا بادشاہ وہاں
 سے واپس دہلی آگئے تیرافرونی زراعت پھر متوجہ ہوا بادشاہ کا سونا نام اور سامانہ کے متروک کو سزا
 دینا اوسے میرے بین یہاں قوم دینا اور جہان نے سرکشی اختیار کی بادشاہ نے وہاں جا کر بعضوں کو قتل
 اور بعضوں کو زندہ و شکر کیا اور گڑھ میان دہلی برابر کر کے دہلی واپس آیا اور جو لوگ اس قوم کے قیدی تھے

جنوں کو مسلمان کیا اور بعضوں کو مار ڈالا کہ اسی مابین میں قحط پڑا اور بادشاہ نے ان کو تالا پکے کھونٹے کے لیے بت
 کیو تھامے ہوئے مار لوگ وہ روپیہ کھائے اوس سے قحط پیدا نہیں ہوا خلیفہ مصر کا بادشاہ کو خلعت پہنچا اسی
 مدت میں بادشاہ کو یہ یوقونی سہنہ کہ خلفائے عباسیہ سے اجازت سلطنت کی حاصل کرنی چاہیے بادشاہ نے
 جبریل سفیر بادشاہ خلفائے عباسیہ سے بیعت حاصل کی اور اپنا اور خلیفہ کا نام خلیفہ و سکہ میں ہمار جاری کیا اور
 سکہ چھری مطابق سکہ عیسوی میں حاجی سید ہر مرزے خلیفہ مصر کی طرف سے بادشاہ کو خلعت و رایت
 ادا کی کہ بڑی تقطیر و کرم ہوئی اور اسکی وجہ میں قصائد و درجہ حاجی بدرالدین حاجی نے تصنیف کیے چنانچہ
 ملک تاشقند کا زابنملہ اشعار میں ہیں اشعار جبریل از طاق گردون ابشر و گویان رسید کہ خلیفہ سہنہ
 سلطان خلعت و فرمان رسید چہ پہنان کز بارگاہ کبریا سے لایزال چہ از پے عز محمد آیت قرآن رسید کہ کرنا
 کی بغاوت اسی مابین میں کشتا مانک پس لڑ دیو و بلال دیو راجہ کرنا ملنے متفق ہو کر ملک تلنگ اور کرنا ملنگ
 سے بادشاہی لوگوں کو نکال کر اپنا قبضہ کر لیا اور بلال دیو نے ایک شہر آباد کر کے اپنے پیروں کے نام سے
 بادشاہین چرموسم نام کیا آخر آخر وہ شہر بجا پور شہر ہو گیا یہ شہر پہاڑوں کے اندر مسلمانوں کی راہ روکنے کے لئے
 آباد کیا گیا جو نام بادشاہ کے نامی افعال اور حرکات مجنونانہ سیاست آمیز تھے اس باعث سے نامی سکناے
 ہند علی انھیں دکنی لوگ بادشاہ کی عداوت سے متفرق ہوتے جاتے تھے وجہ تسمیہ سرگ و داری جٹاٹا
 نے دیکھی کہ قحط سے باعث دہلی میں بگڑ رہے جاتے ہیں تو ان کو حکم آزادی کا دیا وہ سب اتقان و خیران الجمع
 ایچ لڑتے ہوئے جانب بنگالہ کے بھاگے اور خود بادشاہ ضلع فتح آباد ہو کر قصبہ گھور کے متصل بلب دریائے
 گنگا میں نہوا اور نام اوس مقام کا سرگ و داری رکھا یعنی جہت کا دروازہ اور وہاں کے سکنا کو حکم دیا
 کہ متصل ہند کے سکن اختیار کریں تاہم گرانی غلہ کی ان تدبیرات سے برف نہوئے ذکر سرد رسائی
 ولایت کرڑہ و مانک پور و او دھ سے ملک عین الدین عین الملک بصوبہ داری اقطاع او دھ و کرڑہ مانک پور
 تھا استہنگام حکومت اپنے اپنے برادران و عزیزان کو مقام ظفر آباد میں قیام کر کے دارالریاست اپنا قرا
 دیا یہ ظفر آباد اب جو پور کے متصل بہ فاصلہ چھ سات کوس کے پھر جب اسکو کیفیت قحط و گرانی غلہ کی معلوم ہوئی
 تو اس نے اسی لاکھ تنگہ کا کپڑا و غلہ ہر قسم کا مع نقد بہ حضور بادشاہ بہ مقام سرگ و داری روانہ کیا بہ جلد ہی
 اس حسن خدمت کے بظائے خلعت مورد مرکم خسروانہ کا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ اقطاع کرڑہ مانک پور او دھ میں قحط تھا غلہ گھور
 بجاوت کرڑہ مانک پور اس عرصے میں چار بنادین تھو اترواق جو بن اول کٹے میں نظام الدین نے فتنہ کھڑا کیا تفصیل
 اجمال کی یہ کہ نظام الدین ایک مرد یہود و یاہو گو کہ متحد و نشہ باز تھا باغولے و اتفاق ہخیر زادہ بادشاہ کا سہا پنا
 بھی کر کے علم مخالفت بلند کیا اور نام اپنا سلطان علاء الدین رکھ کر تخت سلطنت کرڑہ پر طوس کیا اور چتر تلج

شاہی کہ لازم بادشاہی ہو سرپرکھا اور زمینداران و تعلقہ داران اقطاع کردہ انک پور کو مطیع و منقاد ہانکے
 بلج گذار کیا الا تعلقہ داران انبنا کہ ج مالک آٹھ قلعہ کے تھے جبکہ نام اب ضلع فتح پور ہو اسکی اطاعت وائے
 خراج سے منحرف ہوئے اسوقت علاء الدین بادشاہ بہت سی فتح بلوائی لیکر بقیام تعلقہ داران جا کر محاصرہ
 قلعہ ہائے ایٹھا کیا بعد زد و کشت بسیار بادشاہ جدید اوپر غالب آیا اور انکے قلعہ چون کوسنار کے بعضوں کو قتل
 اور بعضوں کو اسیر کر کے تمام مالی و اسباب انکا لوٹ لیا اور اس مقام کو فتح کر کے نام اسکا فتح پور رکھا اسوقت
 بعض تعلقہ دار ایٹھا سے مغرور ہو کر موضع سلطان پور متذکرہ بالا میں پناہ گزین ہوئے یہ سلطان پور فتح پور سے
 بنام صلا چار کوس واقع تھا باصفائے اس خبر کے بادشاہ مجدد بد رجہ غصہ ہو کر تمام سادات سلطان پور فرمان صادر کیا
 کہ جو تعلقہ داران ایٹھا تھے اے موضع میں پناہ گزین ہیں انکی اعانت مت کرو بلکہ انکو گرفتار کر کے ہائے پار
 بیکر و در صورت عدم تعمیل ہائے حکم کی تمھارے حق میں بہتر ہوگا اسوقت سلطان پور میں سردار قوم سادات
 سید نورالدین اولاد سید حمزہ بن حامد کی اتھی اور کمال شجاعت و ولایت میمن مشہور تھے بروقت فرمان کے
 اسکو جلا دیا اور تعمیل کی جب خبر شوخی سادات مذکور کے بادشاہ بانی نے سنی نہایت بے حساب کیا کہ بغرض تنصیب
 انکے بجمہیت پچاس ہزار سوار کے عازم سلطان پور ہوا اور سید نورالدین نے بھی مع ہر اہل ان و قوم
 کے کہ چالیس نفر سے زیادہ نہ تھے علاوہ دیگر ملازمین کے استقبال اسکا کیا اور ایسی لڑائی عظیم واقع ہوئی کہ
 ان سادات شہید ہوئے اور سپر کلان بادشاہ جدید کا ملکہ گیا اور دین مدون ہوا ہنوز قبر نو سکلی بالائے تالاب
 کندہ اندر صحن مسجد قاتی متصل چادہ درہ جانب مغرب فتح پور خاص موجود ہے اور فوج سلطان باغی نے موضع
 سلطان پور کو ایک دم میں قتل و تاراج کیا سادات باقی ماندہ وہاں کے اوس خلفائے بین تشر ہو کر جا رہا
 مسکن گزین ہوئے چنانچہ سید بڈا کے عامل فاضل صاحب لائٹ صوری و معنوی کے تھے موضع بہیرہ تحصیل کھاگا ضلع
 فتح پور ساکن تھے مزار اولاد انکی اب تک ان موجود ہے لیکن نہایت نکامایہ ہو و سید عالی درجات سید محمد موضع سلمیٰ ہر سونیز
 قیام پذیر ہوئی مزار اولاد انکی اب تک ہے و مورتان سید سود و عرف شاہ سید صاحب لائٹ بقیام فتح پور خاص سودہ ہوئے کہ ہنوز
 و گاہ داو اولاد انکی ان موجود ہے کیفیت تفصیلی بعد سلطنت سلاطین چنپور کے تحریر ہوگی برے سادات موضع متبی پر گنہ گسودہ
 و فتح پور خاص میں قیم ہوئے مدت تک اولاد انکی بہ مذہب بانی قائم ہے لیکن بعد یالت نواب بوالنصور خان صفدر جنگ
 مذہب بامایہ اختیار کرتے گئے اب وہیں سے حدود می چند باقی ہیں وہ بھی کالعدم اور کچھ لوگ موضع اوگا
 و سونی و کالچر ضلع باندہ میں مسکن گزین ہوئے تھے وہیں سے صرف چند گھراگا سی و سونی میں
 باقی ہیں اور جو لوگ ضرور کوٹ اور کوتلہ میں آباد ہوئے تھے انکی کیفیت مولف کو معلوم نہیں ہوئی لہذا
 وہاں کا حال ظم انداز کیا و تیدہ رالہ بن عن جمدین نے قصبہ و موضع رالے بریلی میں جا کر اپنے نو بہار

سے ایک عالم کو منور فرمایا اور گاہ اوکلی جانب اور ترولسو کے ایک پرسی ہندی پر واقع ہوا اہل نسبت و سوخت تک
 اوکلی مزار سے مستفیض ہوتے ہیں لیکن اولاد و ختری یا پرسی اوکلی اب وہاں موجود نہیں رہی نہ اور کہیں معلوم
 ہوتی ہو قاضی سید عبد اللطیف ساکن موضع سمونی ضلع بانڈا ایسے قبلے زمانہ سے تھے کہ نورنگ زیب
 مالگیر بادشاہ اوکلیا برجہ معتقد تھا وہ اپنے رفات میں لکھا ہو کہ میں بحضور قاضی صاحب حاضر ہو کر مستعدی
 ہوا کہ چند دیہات معافی واسطے صرف خافہ کے لیے بھیجے یہ جواب اوسکے یہ فرمایا بیت شاہ مارادہ دہشت
 ہندہ رازق مارزق بے منت دہدہ اور قبول فرمایا اوکلی اولاد میں قاضی قاسم علی تھے ٹولہ تھے
 اوکلی ملاقات کو گیا عند الملاقات معلوم ہوا کہ قاضی صاحب محض ناخاندہ میں اب وکلی نواسے علی اکبر پھر
 میر تصدق حسین ساکن کوردہ سادات ہیں ذکر سزا دہی باغیان کر دہ مانک پور ملت نہ ہجری مطابق
 سن ۱۲۰۰ عیسوی میں باصناف خبر بغاوت و شورش و فتنہ پر از می انجام بہین شیخ زاد نظامی کے چاہ
 اس بات کا تھا کہ کز مانک پور میں جا کر اتصال کلی اوکلیا کے ہنوز بادشاہ اسی تہیہ میں تھا کہ ملک
 عین الدین عین الملک صوبہ دار اور دھوکڑہ مانک پور مع اپنے اپنے برادران سناہ الزہدہ کو نظر آئے
 یہ مقام کزہ پہنچ کر نظام بہین و شیخ زاد نظامی سے لڑا اور اون دونوں کو منہم رکے شایہ کیا اور کمال اوکلی
 کینچر کے سر کے بحضور بادشاہ بھیجے بغاوت ثانی سلطان شہاب الدین المظاہر نصرت خان
 و بیدر کا صوبہ دار تھا انصرام اپنے عہدے کا کرکٹا او سپرہ مستزاد ہوا کہ مال شاہی غبن کر کے باغی ہو گیا
 باسندراک اسکے بادشاہ نے بنام قلع خان حاکم دیوگڈھ کے یہ حکم بھیجا کہ اتصال کلی اوس باغی کا کرے
 اور دہلی سے اوسکی ملک کے لئے چند اسیروں کو روانہ کیا قلع خان نے حصار بید میں جا کر اوسکی مافیت
 تنگ کی بالآخر بصاحت اوس قلعہ کو فتح کیا اور نصرت خان باغی کو بحضور بادشاہ بھیجے بغاوت ثالث
 نور بغاوت ثانی بخوبی رفع ہوئی تھی کہ علیشاہ اسیران صدہ سے جو ظفر خان کا رشتہ دار تھا دولت آباد
 سے بغرض وصول مالگزار سی گل برگہ جاتا تھا اٹناے راہ میں ملک کو مال و فوج شاہی سے خالی پا کر اتفاق
 حسن کا کوئی بہنی کے گل برگہ کے صوبہ دار کو ملت نہ ہجری مطابق سن ۱۲۰۰ عیسوی میں مار کر خود متصرف ہو گیا
 بادشاہ نے قلع خان کو مع لشکر مالوہ کے او سپر واسطے اتصال کے متعین کیا قلع خان نے بصاحب اوسکو
 حصارے باہر کر کے بحضور بادشاہ بھیجے باج وہ بادشاہ کے پاس آیا تو غزنی بھیجا گیا آخر اپنی حالت سے
 بادشاہ کے حکم سے مارا گیا بغاوت رابع چونکہ عین الدین عین الملک سے دو خدمتین پسندیدہ متذکرہ
 بالا ہو چکی تھیں اس باعث سے بادشاہ اوسکو کمال معتمد الیہ جانتا تھا جب قلع خان کے حال کوئی شک و شبہ
 رشوت ستانی کی بحضور بادشاہ متعدد پوچھیں تب بادشاہ نے عین الدین عین الملک کو کزہ مانک پور اور

سے دولت آباد، کھن کو تہلی فرمایا اس میں ملک کو انواع تو ہم یہاں سے لے کر ایک دہم اور کیا دینا
 قومی تھا کہ قلع خان استاد بادشاہ کا چہرہ اور ضبط اس کا اس ملک میں بخوبی ہر اگر میں یہاں سے کیا اور
 ضبط میرا اس ملک میں نہوا اور بادشاہ متلون ہو نہ معلوم قیام اس کا کیا ہو لہذا وہاں جانے سے انکار کیا دوسرے
 قضیہ اتفاق یہ پیش آیا کہ جو مال شاہی بیانات منسوب ہوئے وہ دہلی سے مفروض ہو کر نفل حمایت میں الملک کے
 پناہ گزین ہوئے ابن وجہ سے عین الملک کو غلامی بنی ہو نا پڑا اس تو ہم میں بادشاہ سے حکم حاصل کیا کہ میں
 اپنے بھائیوں کے لشکریت حضور میں حاضر ہوتا ہوں اس میں حکم شاہی صادر ہو کہ جہان شاہی کو بانڈہ
 حضور میں بھیجے غرض کہ اس حکم سے عین الملک زیادہ متوہم ہوا اور اپنے بھائیوں اور فوج کو لیکر ظاہر
 میں باطاعت و باطناً بارادہ بغاوت بمقام سرگ و داری عازم ہوا جب قریب لشکر شاہی کے پہنچا تو آدمی
 رات کو فوج سے نکال اپنے بھائیوں کی فوج میں جالسا بھائی اور اسکے جمعیت چار ہزار سواروں کے قریب سرگ
 واری کے دو تیرے ہوئے تھے صبح کو اسے بھائی تمام ہاتھی اور گھوڑے جو جنگل میں چر رہے تھے پکڑے
 بادشاہ نے اس کی یہ گستاخی دیکھ کر سنا اور ارم و ہر اور برن اور کویل سے لشکر طلب کیا اور قلع میں پہنچ کر
 تھوڑے دن متوقف ہوا بعد اس کے عین الملک سے سخت لڑائی ہوئی چونکہ عین الملک اور اسکے بھائی
 لڑائی میں کچے تھے بانگرمو متنازع و خلع او نام کے قریب دریائے گلیک سے او تر لڑا سپار اس ارادے متوقف
 ہوئی کہ اکثر لشکر شاہی بادشاہ سے تراض ہو ضرور ہم لوگوں کے شریک ہو گا مگر صولت و سطوت شاہی
 سے کوئی اون کے شریک نہوا اور بادشاہ غضب میں آکر حملہ آور ہوا سیکڑوں مقتول اور ہزاروں دریائے گلیک
 میں ڈوب کر مر گئے اور جو زندہ بچے اون کے گھوڑے و ہتھیار چھین لیے بخلہ اون کے عین الملک بھی زندہ گرفتار آیا
 مگر بادشاہ باوجود ایسی سفاکی کے نہ معلوم کیا تا یہ غیبی ہوئی کہ اس کے خون سے درگزر اور یہ کہا کہ اس کی
 ذات میں کوئی شرارت نہ تھی یہ لوگوں کے بھگانے سے باغی ہوا خلعت و مناسب بیلہ پر سرفراز فرمایا جب
 یہ بغاوتیں بالکل فرو ہو گئیں تو بادشاہ بغرض زیارت حضرت مسعود سالار غازی کے بہر ایچ گیا اور شرف زیارت
 ہو کر وہاں کے خدام اور مجاوران کو بہت کچھ روپیہ و اشرفی عطا کیا محمد قاسم مولف تاریخ فرشتہ اس مقام پر یہ تحریر
 کرتے ہیں کہ یہ سید مسعود شہید پہ سالار و نہیں سلطان محمود غزنوی کے تھے شہید ہجری میں شہید ہوئے معلوم
 نہیں کہ یہ خبر مہول کہاں سے لکھی کیونکہ وفات سلطان محمود کے سال گنتہ ہجری و شہادت سید مسعود کی گنتہ
 ہجری میں واقع ہوئی جس کا تذکرہ میں پہلے لکھ چکا ہوں اور ہر ایچ سے بادشاہ نے خواجہ جہان کو بایں حکم
 غفر آباد و دودھ پیا کہ جو لوگ عین الملک کے یہاں ہوں ان کو مع ہون و مان کے جو دہلی سے بخون سواخذہ
 سلطان دہان پناہ گزین ہیں دہلی میں روانہ کرے اور خود دہلی آیا دہلی میں رہ کر بادشاہ کو تدبیر بن

افرونی زراعت کی کرکین ہر چند بادشاہ نے بغرض افرونی زراعت و تعمیر حرارت و چاہ و باندہ بہت کچھ
 روپیہ مالون کو دیا مگر بوجہ قحط سالی وہ لوگ کھا گئے اور اوسین سے و سوان حصہ بھی خرچ کیا اگر بادشاہ غلط
 کی ہم سے زندہ واپس آتا تو یقین تھا کہ اودن الکارون سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا دوسرے غفلت
 کے حال پر زیادہ متوجہ ہوا گھوڑے اور خلعت اور روپیہ انعام دینے سے شکر کی آرائشی میں کوشش
 بلخ کی چوتھے رعایا پر محصول بڑھایا پانچویں سیلے کو اس قدر بڑھائی دی کہ تمام ملک ویران ہو گیا اور خلق اور
 سے بدرجہ مختصر ہوئے اسی باعث سے بہت صوبہ اوس کے قبضہ سے نکل گئے تھکے مرہ کی ملک میں
 اچھا ضبط کیا اور اوسکو چار ضلع پر تقسیم کیا اور ہر ضلع میں حکم جہاد مقرر کیا اور اون حکام کو یہ تاکید تھی کہ اگر
 مخالفت میں کیوں زندہ نہ چھوڑیں ۴ قتل خان حکومت دکن سے معزول ہو کر ملا لیا گیا عزیز مار جو شدت سے
 احمق تھا اوسکی جگہ دہانکا حاکم ہوا اوسکی بیوقوفی اور بادشاہ کے ظلم سے ایران صدمہ باغی ہوئے اور آخر
 نیجاہ اسکا یہ ہوا کہ حسن کا کوئی بیٹی دہانکا بادشاہ مستقل ہو گیا کہ جسکی تفصیل جلد دوم تاریخ فرشتہ میں موجود ہے
 ضیاء الدین برنی مصنف تاریخ فیروز شاہی جو مدت تک بادشاہ کے ہمراہ رہا نہایت تعجب سے تحریر کرتا ہے کہ
 بیٹے بادشاہ کو ہمیشہ رذیل اور ذلیل اور کم اصل کمینوں سے مقہر پایا اور اکثر اونی برائیاں بیان کیا کرتا تھا مگر
 آخر وقت میں اوسے کچھ ٹون اور جو لاہون کو معزز ہون پر ممتاز کیا ذکر وفات بادشاہ دہلی کے
 واسطے انتظام دکن کے کیا اور عرصہ تک وہ ان کے انتظام میں مصروف رہا ایک طرف انتظام کرتا تھا دوسرے
 طرف بگڑ جاتا تھا وہ ان سے جانب سندھ کے روانہ ہوا جب کو نڈل میں کہ کر نال سے پندرہ کو س ہی پونچایا
 ہوا وہ ان سے خواجہ جہان اور عابد الملک نائب اور وزیر الملک کو دہلی بھیجا اور مخدوم زادہ خداوند زادہ
 کو دہلی سے کو نڈل میں طلب کیا کہ اس عرصہ میں بادشاہ کو صحت ہوئی وہ پال پور اور ملتان اور اوجھے
 کشیان جانب ٹٹھم طلب کین پھر کو نڈل سے روانہ ہو کر دریائے سندھ سے عبور کیا کہ اسین اتون بہادر پانچواں
 سوار غفلت سے بغرض استمداد حاضر ہو کر ہاریاب ملازمت بادشاہ ہوا بادشاہ اس لشکر کو لیکر ٹٹھم کے جانب اتر
 ارادے سے عازم ہوا کہ قوم سومرا کو جنھون نے باغیان سلطانی کو پناہ دی تھی استیصال کلی کرے ہنوز
 وہ ان نسین پونچا تھا کہ بادشاہ نے ایک دن مچھلی کھائی پھر بخار عود کر آیا بشکل تمام ٹٹھم پونچا ۲۱-۱۰ محرم
 ۸۵۷ھ ہجری مطابق ۲۰-۱۰ محرم ۱۳۳۷ھ عیسوی کو اوس مارنے میں اس جہان سے گذر گیا حکام وفات
 یہ اشعار اوس کے در زبان تھے اشعار بسیار درین جہان جمید ۴ بسیار نفیم و ناز و دیم ۴ وہاں بلند تر شہر
 ترکان گرا نہا خردیم ۴ کریم بے نشاط آخر ۴ چون قامت ماہ نو خیمہ ۴ مدت سلطنت ستائیس برس و یک ماہ
 سے تمام لوگ خوش ہوئے اور اوس کے پنجے سے نجات پائی اسی بادشاہ کے عجیب و غریب حالات ضلع

اور ظلم و تعدی کے ہیں جس قدر اوسین اوصاف حمیدہ تھے اوس قدر خصالی و زلیخہ تھے یہ بیان ابن ہونہ نے بجز اول کتاب سیر و سیاحت مولفہ ابن ہونہ انکا نام شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد لاوانی المشہور ابن ہونہ ساکن طابغی پاتا جیک ہویہ اپنی کتاب سیر و سیاحت زبان عربی میں ارقام فرماتے ہیں جسکا خلاصہ یہ ہو غرض محمد ثانیؒ ہجری مطابق ۱۱۲۲ھ بمطابق ۱۷۰۹ء سے عہد کیا اوسی مقام سے حد سلطنت سلطان محمد ثانی تعلق کی ہو دیکھا کہ اوسکی عمارت میں دو قسم کی ڈاک مقرر ہو ایک گھوڑے کی جسکا نام اولاک ہو اور چار چار کوس پر جو کیاں مقرر ہیں دوسرے پید لوئی اوسین ایک کوس کے اندر تین جگہ جو کیاں ہیں اور اودن جو کیوں کے پاس گانوں بھی آباد ہیں جب یہ قاصد ڈاک لیکر چلتے ہیں تو ایک ہاتھ میں تھیلہ خطن کا اور دوسرے ہاتھ میں لٹھی گھونگر و دار لیتے ہیں اودن گھونگر و لٹھی آواز سنکر دوسری چوکی کا قاصد ڈاک لینے کو تیار ہو جاتا اور ہنگام لینے ڈاک کے وہ لوگ اس تیز رفتاری سے چلتے ہیں کہ گھوڑوئی ڈاک سے پہلے پہنچتے ہیں اودنی قیدی سواری گھوڑو لٹھیں قاصد ونگے سر پر بادشاہ کے پاس بھیجے جاتے ہیں جب کوئی شخص دوسرے ملک سے اس بادشاہ کے ملک میں آتا ہو تو بذریعہ انھیں قاصد ونگے کے بادشاہ کو خبر دیا جاتی ہو اور پھر جب حکم بادشاہ کے اوس مسافر کی مہمانداری تا پہنچنے دہلی مناجانب بادشاہ کیجاتی ہو اور جب وہ غرب الوطن بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہو تو نذر دیا ہوا بادشاہ کی جانب سے اوسکو خلعت المضاعف عطا ہوتا ہو جب میں دہلی پہنچا اوس زمانے میں بادشاہ دکن میں تھا لیکن بحضور محمد و مہمان والدہ بادشاہ کے حاضر ہو کر اسے دشر و غلام و دیگر تحائف نذر گزارنے بیکر صاحب گمال اخلاق و عنایت پیش آئیں اور خلعت فاخرہ منجھوا اور میرے ہمراہیوں کو کہ اکثر اودن عالم و فاضل تھے عطا فرما کر ایک مکان قیام کے لیے تجویز فرمایا علاوہ اسکے دو ہزار دینار واسطے خرچ جام کے مرحمت ہوئے ہنگام قیام وہاں کے جب میری بیٹی مرگئی تو اسکی خفیہ بادشاہ کو دکن میں دیگئی اور جب جنازہ اوسکا واسطے دفن کے باہر نکالا گیا تو وزیر الممالک اسکے ہمراہ ہو کر نہایت ناز جنازہ اور تدفین کا ہوا بعد اوسکے میری زوجہ کو محمد و مہمان والدہ بادشاہ نے محل شاہی میں بلا کر کھانا تعزیت کے ادا کر کے بہت تسکین فرمائی اور عندالخصت خلعت وزیر عطا کیا کہ تھوڑے عرصے میں بادشاہ دکن سے دہلی آیا جب میں اوسکی ملازمت کو حاضر ہوا تو نہایت اخلاق سے پیش آیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ ہر طرح کی امانت و امداد تمھارے ساتھ کیجاتیگی بعد اوسکے حمد و ثناء پر مامور فرمایا لیکن بنے اپنی نا آشنائی زبان ہندی سے جب بعض خدو پیش کیے تو بادشاہ کے پاس سے کس قدر آثار ناخوشی کے ظاہر ہوئے مگر اپنی خوش بختی سے اودن میرے عذرات کو رفع کر کے جھک سکتا کیا میں نے ایک قصیدہ بہارت عربی لکھا اوسکی طرح میں پیش کیا خلاصہ اوسکا یہ تھا کہ میں قرضدار ہوں بادشاہ نے مجھیں ہزار دینار دیکر میرا سب قرضہ ادا کر دیا باوجود اسکے

عنایات خرد و اندکے من ہر وقت بادشاہ کی سفاکی سے خوفناک رہتا تھا اور اپنے تین ہر وقت موت کے منہ میں دیکھتا تھا آخر میرا یہ گمان پٹا نکلا کہ ایک مدویش شہر سے باہر ساکن تھا وہ بحضور بادشاہ شہر ہوا جب حکم دیا کہ قاری کا صادر ہوا تو اسکے متعارف لوگ بھی گرفتار آئے بخلاف اسکے ملنے والوں کے میں بھی تھا مگر بھی چار غلام متعین کر کے نظر بند کر رکھا وہ دن جمعہ کا تھا سارے دن میں ہزار مرتبہ سی احمد غلام کیل پڑھتا رہا اور پانچ روزہ بکیر ہر روز ایک قرآن ختم کرتا رہا اور شام کو تھوڑے پانی سے افطار کرتا رہا تاخیران اور ادا و اعل کے خدائے اوس مظلمہ سے نجات بخشی تھوڑے دنوں کے بعد ایک دن بادشاہ کو خوش پا کر حمد و ثناء سے مستفی ہو کر عزت نشین ہو گیا پھر بادشاہ نے چین میں لڑی بنا کر جکوب بیچد یا اسکو میں قیمت سجا کر حضرت نصیر الدین چریغ دہلی اس بادشاہ کا ظلم عام ایسا تھا کہ فقرا و علما بھی اس کے ظلم سے محفوظ نہ تھے چنانچہ اکثر و نکو علی قدر مراتب ایک ایک خدمت پر مہمور کیا کہ تفصیل ہر ایک کی باعث تطویل ہو مگر ایک نقل جو اللہ کتاب اجنار الا جبار یہ ہو کہ حضرت شیخ نصیر الدین چریغ دہلی سہروردی اور لیا را امد کو واسطے خدمت کپڑا پہنانے کے مقرر کیا جب حضرت نے اس خدمت سے انکار کیا تو چندے قید رکھا آخر تا چار ہو کر یہ خدمت آپ نے قبول کی ایک دن طعام لذیذ کا نہا سے زرین مین اس غرض سے آپ کی خدمت میں بھیجا کہ اگر تناول سے انکار کیا تو یہ اعتراض کروں گا کہ عطیہ سلطانی کو رد کیا اگر لکھا لیا تو خزون زرین میں کھانا بوجب مسالہ فقہ کے حرام ہو دونوں حالت میں قابل سزا کے ہیں آپ اس کے ان دونوں خظرون پر مطمئن ہو کر ایک ٹکڑے یعنی بخنی گوشت کا نہ زرین سے واسطے ہاتھ سے نکال کر بائیں ہاتھ پر رکھا پھر دہانے ہاتھ سے تناول فرمایا بادشاہ نجل ہوا آپ شیخ زادہ نجیب و دوحہ خاص کے ہیں اور والد اللہ آپ کے سوداگری روٹی کی کرتے تھے مولانا شیخ تقی الدین عزیزان خاص سے ہیں شمار ان کا اولیا اسی ہیں جو اور خرق عادات انکے بہت ہیں محض منیع الانساب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک روز اہل ہاں بحضور مولانا ممدوح آئے اور عرض کیا کہ آپ ہمارے گروہ میں شامل ہو جیے فرمایا کہ میں زن و فرزند رکھتا ہوں بخارے ساتھ میری صحبت راست نہ آویگی نسب آپ کا چند واسطہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے منہی ہوتا ہے شیخ نجیب الدین توطن اپنا حکم باطن قصبہ سوہرگہ سورام ضلع اکہ آباد میں اختیار کیا فرار واد لا واپکی آجنگ کمال عزت و حرمت موجود ہو از انجلہ شیخ نصر الدین و شیخ امین الدین تعلقداران مع اپنے برادران و قوم کے نہایت برسر عرصہ میں بافضل ہاں جماد کے مسلمانین محبت و اطمینان میں ضرب الثل ہیں اور قریب بیس ہزار روپیہ کے مالک و مالدار ہیں انگلشیہ ہیں اور اسی طرح ہر قاضی رکن الدین نے کہ نسل عبد اللہ بن عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں توطن اپنا سونہرے میں اختیار کیا اور بعدہ قضا امور ہوئے اب اونکی نسل سے شیخ فیاض علی وکیل ملت دیوانی و قلعہ لٹ اپنی قوم کے ہم پلہ دہم رویت صدیقیوں سے چلے آتے ہیں اور باخود ہا و دونوں وصلت

در خدمت نصیر الدین چریغ دہلی قاضی

ذکر آبادی کراچی مالک

و مصاہرت کرتے ہیں قوم صدیقیو نہیں مسکنیت اور عباسیو نہیں رعوت کے آثار پائے جاتے ہیں اور ان دونوں خاندانوں کو ادوات و عقیدت مزدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مالک پور سے چلی آتی ہو تختہ نسب کا اس وقت تک ان لوگوں میں بخوبی ہر دفعہ ۹۵ ذکر آبادی کرلو و مالک پور ہر چند اس بادشاہ کے جور و ظلم سے تمام ملک ہندوستان کا دیران ہو گیا تھا تاہم ان دونوں شہر کڑو و مالک پور کے آبادی اس قدر تھی کہ جسکا بیان خلاف قیاس تصور ہوتا ہو وسعت آبادی کے مالک پور تین ہزار آٹھ سو چار سو ایک لاکھ کارقبہ آبادی اس وقت میں تھا آبادی اسکی کم از کم دریاے گنگ کے بطور ایک مثل گوشہ کمان کے تھی کیونکہ انھوں نے دریا کا یہاں زیادہ واقع ہو جانے کو نہ دیکھن و پورب تاسرحد موضع شیر گڑھ و پچم تاجپن مسجد شہاب الدین آباد و اور تاسرحد موضع اتویا و دکن دریاے گنگ مسٹر ڈبلو ای فارلس صاحب بہادر مہتمم بندوبست بعد تحقیقات کے اپنی رپورٹ میں یہ ارقام فرماتے ہیں کہ مواضع مندرجہ ذیل جواب علمدہ علمدہ قرار پائے گئے یہ سب آبادی کیا کیا مالک پور میں داخل تھے پورہ علی نقی - ایڈراجی محمدیات عرف شہاب الدین آباد - چک چندان - جوت سن چو کا بار پور - کا جھی ٹی - رانا پی - سلطان پور - رتھانی - بجھا بھٹ - مرگڑو - اعلاہ خانقاہ - بہن پور پورہ معین الدین - جمع تحصیل کندہ کے جسین مالک پور شال ہو بابت بندوبست حال کے یہ ہو

نام پرگنہ	جمع مال	سولے	میزان
بہار	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
دھنگوس	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
رام پور	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
مالک پور	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰
میزان	۱۰۰	۱۰۰	۱۰۰

وسعت آبادی کڑو آبادی اسکی مالک پور سے زیادہ تھی میرا بیڈ علی خان مصنف نظم و قلمی تحریر فرماتے ہیں کہ مد پچم ناموضع کمال پور جو بحلقہ موضع سونہی شال ہو اور پورب تاسرحد شہزاد پور اور دکن انتہائے سرحد دارانگر میور ہا کہ جسین بہت سے مواضع اب علمدہ علمدہ ہو گئے ہیں اب کڑو خاص کارقبہ بہت کم رہ گیا ہو بندوبست حال میں ایک ہزار چار سو آٹھ بیگہ تین بیگہ اور مالگڈاری اسکی آٹھ سو پچیس روپیہ علاوہ ابواب و تنخواہ پٹواری کے و قرار پائی ہو اور قبہ کل پر گنہ و جمع اس کے سائنہ نمائت سائنہ فصلی حسب تفصیل ذیل ہو

رقبہ کل پر گزرتا لہذا ملاحظہ فرمائیے	رقبہ خاص کر لہذا ملاحظہ فرمائیے
بندوبست اول ششما فصلی بندوبست دوم ششما فصلی بندوبست چہارم لہذا ملاحظہ فرمائیے	بندوبست سوم ششما فصلی بندوبست چہارم لہذا ملاحظہ فرمائیے
بندوبست پنجم ششما فصلی لہذا ملاحظہ فرمائیے	بندوبست ششم ششما فصلی لہذا ملاحظہ فرمائیے

چنانچہ تصدیق اسکی عبارت صفحہ ۸۰۰ و ۸۰۱ تاریخ الفتن سے پیدا ہر عبارت صفحہ ۳۱۰ - ۳۳۳ - ۳۱۵ - ۳۳۴ - ترجمہ تزک بابری نوشتہ ارس کاٹن صاحب آبادی و شادابی کے مقدمے میں جو جو بیان لکھے گئے انکے خلاف و مقابلہ پر بابر بادشاہ کا یہ قول ہو کہ اس کے وختوں میں کاپلی رکڑ و مالک پر کے گرد و پیش جنگی ہاتھیوں کے غول جا بجا پھرتے تھے جو الود ترجمہ برگز صاحب تمام گرد آ رہے وہ کے شترق میں ہاتھیوں کے بڑے غول سے اکبر بادشاہ سے مقابلہ ہوا بیان مذکور الصاحب معلوم ہوا کہ یہ دونوں شہر اوس زمانے میں درمیان جھگڑوں کے آباد تھے جہاں ہاتھیوں کے غول کے غول چلتے پھرتے تھے گاہ بگاہ جنگل کٹ کٹا کر صاف ہو گیا میری یہ رائے ہے کہ سلطان شکار باز و مکی سعی و محنت سے جنگی تریشہ و قوس و نیز آئی ترقی آبادی اوس زمین کی کوشش با شاہوں سے نہیں ہوئی ابن تبوتہ نے اپنی کتاب سیر و سیاحت میں جو تبرک بابری سے دوسو برس پیشتر لکھی گئی یہ لکھتے ہیں کہ اگرچہ بادشاہ کے ظلم سے تمام ملک و سرحد ویران ہو گیا تھا مگر یہ دونوں شہر لڑہ و مالک پور نہایت آباد و بنات شاداب تھے و جو عبارت صفحہ ۱۱ کتاب ابن تبوتہ ترجمہ کردہ ملی صاحب چھوٹے چھوٹے جنگل اور پہاڑوں کے ٹکڑے ہاتھیوں کے رہنے سہنے کے لیے کافی و دانی ہونگے اور کہیں کہیں کبیت اور کیار بون پر کھاتے پیتے رہے ہونگے باقی رہا یہ شبہ کہ ہاتھیوں کے رہنے سہنے اور لوگوں کے بنے رہنے میں مخالفت ہو یعنی جہاں ہاتھی رہتے ہیں وہاں بستی نہیں ہوتی یوں رفع ہو سکتا ہو کہ راج محل کے پہاڑوں میں جو جنگل کی آبادی کے شہروں کے پاس واقع ہو گئے وہاں غول کے غول رہتے ہیں اور برابر چوری چکی جنگل میں نام و نشان اوٹکا یا یا نہیں جاتا ہاں دو چار ہاتھی البتہ ہونگے اور انکی نسبت یہ تصور ہو سکتا ہو کہ وہ حقیقت میں بالو ہاتھی مگر ست ہو کر جنگل میں جا آئے اور وہاں رہنے سہنے لگے بیان مؤلف ان دونوں شہروں کے دیکھنے سے بادامی النظر میں آتا کہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ جو آبادی متفرق ہو یہ شہر کا ایک ایک محلہ ہو اور آثار عمارات عمدہ و مدارس و مساجد

و مقابر کئے و درگاہ و پهل ستون و سنگین محل و سنگین محل جکا جلوہ دار السلطنت کی دلیل ہی ہر حکم نمایاں ہو
بقولے از نقش و نگار در و دیوار شکستہ آثار پدیدست صنادید عجم راسہ انجمن را کن تصور از پر پروانہ
یادگار مہر بزم جمشیدی بود پیمانہ خرمی باشد پیش چشم بنادانہ یاد آبادی و ہدیہ بادے کا شانہ ہر گجا
افتادہ بنی خشت در ویرانہ ہست فردے دفترے از حال صاحب خانہ افسوس اب حقیقت ان مرد
بستیونکی ایک قصبہ ویران کے برابر سب حال اسکے سے چمن کے تحت پر جہن شہر گل کا نخل تھا
ہزاروں بلبلونکی فوج تھی اک شور تھا گل تھا خزان کے دن جو جاو کیا نہ تھا جز خار گلشن میں بتانا باغیان
رور و بہان غنچہ بیان گل تھا فاعتر ویا الہو الالبصا بے امی مصحفی میں دُون کیا پھلی صحبتو نکو بن بنکے
کھیل ایسے لاکھوں گز گئے ہیں ذکر مولانا خواجہ دانشمند اوسوقت اس شہر میں حضرت مولانا
نضر رحمۃ اللہ علیہ المشہور مولانا خواجہ دانشمند متوکل ثلث الرشید مولانا جلال الدین بن مولانا اسماعیل تذکرہ
بالا اقصی سے دہرت تھے بحوالہ اخبار الایضار تیسرے فاؤ ایک شخص نے بعد دستخط کرانے استغاثہ کے
کچھ نہ رہیں کی اپنے اوسکو مشتبہ سمجھ کر دفرمایا اپنی زوجہ محترمہ نے بعد سرزنش کے یہ کہا کہ تیسرے فاؤ
حرام چیز حلال ہوتی ہو ضرورت واپس کرنے کی نہ تھی آپ ساکت رہے اوسی روز شام کو ملک عین الز
عین الملک صوبہ دار و دھر و کرلو نامک پور بہر ض انظام ملک کے نامک پور آیا اوسکو صحت عبارت اپنی کجا
اور اکی منظور تھی حسب نشانہ ہی مردان نقد کے آپ سے صحت حاصل کی بعد اوسکے بہت نقد و جنس نہ
دیکر کچھ وظیفہ مقرر کیا اود اس کراست کے آپکی بی بی نامہ ہوئیں دفعہ ۶۰ ذکر سلطنت سلطان بہت
فیروز شاہ بار بک بن رجب مستثنیہ ہجری مطابق سنۃ ۷۵۰ عیسوی میں سلطان فیروز شاہ پیدا ہوا
برس کی عمر میں یتیم ہوا اگیارہ برس اپنے چچا کی تعلیم و تربیت میں رہا جب وہ بھی اس جہان سے گزر گیا
تو زیر تربیت تعلیم اپنے چچے بھائی کے آیا دوا بادشاہوں کی تعلیم میں نہایت تجربہ کار ہو گیا اوسوقت بادشاہ یار پڑا
اوسکی تیمارداری اچھی کی اوسکے صلبہ میں بادشاہ نے اسکو اپنا ولیعہد کر کے اوسکی نسبت یہ شعر فرمایا شعر
تو سر سبز باشی بہ شاہنشہ کہ من کردہ ام سرز بالین تھی جب بادشاہ ٹھٹھ میں مر گیا تو التون بہادروغیر
نے لشکر کو لٹنا شروع کیا دودن تک تمام لشکر شاہی پنجاب و خور و ہامیر سے دن خداوند زار و محمد و مزار
جونسلاطین غوریہ و عباسیہ سے تھے و حضرت نصیر الدین محمود چرخ دے و دیگر علمای کرام و شایخ
عظام و امراء کبار متفق ہو کر پاس ملک فیروز کے آئے اور اسد عاجلوس تخت سلطنت کے کی ملک فیروز نے
امادہ حج کا ظاہر کر کے قبول تخت نشینی سے عذر کیا مگر جب بانفہ و اصرار لوگوں کا حد سے گذرا تو وضو کر کے
دور کعت نماز استخارہ پڑھی اور ۱۳ محرم سنۃ ہجری مطابق ۷۵۳ سابع ۱۲۷ عیسوی کو تخت سلطنت

پر جلوس کیا اور سوقت عمل کی پچاس برس سے تجاوز ہو چکے تھے بعد جلوس تخت شاہی التون سارو اور فوروز گرگین کے تختے کو فرمایا کیا اور جانب دہلی کے روانہ ہوا یہ پہلا بادشاہ ہندوستان کا جو جسکی سلطنت پر کل راکین سلطنت نے اتفاق کر کے بہ سالہ واحد تخت سلطنت پر جلوس کر لیا جب دہلی کے قریب پہنچا تو خبر سنی کہ عداد الملک وزیر الملک نے بوجہ خطیرانہ سالی ایک طغیان شش سالہ محمد شاہ تغلق کا پس قرار دیکر تخت سلطنت پر بٹھلایا اور نام اوسکا غیاث الدین محمد رکھا اور کھٹکے موز کے پاس پیغام بھیجا کہ بادشاہ کا بیٹا موجود ہے آپ بادشاہ کو بھیجے اوسکے نائب اگر کام کیجے سلطان فیروز شاہ نے قاضی کا برادار اصغر لشکر کو جمع کر کے یہ فرمایا کہ اگر تم لوگوں کے نزدیک غیاث الدین محمد بادشاہ مرحوم کا بیٹا ہو تو مجھ کو اسکی اطاعت میں کچھ عذر نہیں ہو جو اب اوسکے مولانا کمال الدین نے فرمایا کہ اب کیا ہو سکتا ہے جو پہلے تخت پر بیٹھا وہی بادشاہ ہو اس سے معلوم ہوا کہ غیاث الدین محمد خود اوسکا بیٹا ہے چونکہ سلطان فیروز شاہ کی سلطنت پر ہر ایک کو اتفاق ہو چکا تھا لہذا اوس لڑکے کی سلطنت قائم نہ رہی بادشاہ نے دہلی پہنچ کر تخت سلطنت پر جلوس کیا اسکے بادشاہ ہونے سے تمام دہلی والوں نے خوشی کر کے اپنے گھر و زمین عید کی بادشاہ نے خراجہ جہان عداد الملک کو عمدہ دھڑارت سے موقوف کر کے ملک مقبول ساکن تنگناہ جو سابق میں ہندو اور بعد کہ مسلمان ہوا اتنا بچا ہے اوسکے مقرر کیا یہ بیس برس وزارت کر کے مر گیا بجائے اسکے اسکا بیٹا امور ہوا اس بادشاہ نے پہلے جو سلطان محمد شاہ تغلق نے زرتقاوی رعایا کو دیا تھا اور رعایا کو اوسکے مواخذہ کا خوف تھا یہ مقرر معاف کر کے اوس حساب کتاب کو بازار میں جلا دیا بنگالہ کی مہم سنہ ۸۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۴۳۱ عیسوی میں حاجی ایساں حاکم بنگالہ نے بادشاہ سے باہمی ہو کر نام اپنا سلطان شمس الدین شاہ رکھا اور بنارس تک قبضہ کر کے اس سلطنت اپنی پندوی میں جو متصل مالدارہ کے ہو تا تھیں بادشاہ کو اسکی سکوبی کے لئے ملک بنگالہ کو گیا اور چند لڑائیوں لڑ کر تمام بنگالہ پر گزرتا گیا آخر کو بوجہ خون مرانہ قتل سلازون کے اوس سے صلح کر کے واپس دہلی آیا اسی سال میں خلفا عباسیہ نے شاہان ہیمہ کی سفارش میں خط لکھا بادشاہ نے اسکی سفارش سے اوس ملک سے وگزر کر کے تدرانہ سالانہ اپنا اون سے مقرر کر لیا مہم ثانی بنگالہ بعد مراجعت بادشاہ شمس الدین شاہ نے نفیض عہد کر کے ملک فخر الدین حاکم تارگا نو کو مار ڈالا اور دہلی رعایا کو تنگ کیا باصفا اس خبر کے بادشاہ خانبھان کو دہلی میں اپنا نائب مقرر کر کے سنہ ۸۳۵ ہجری مطابق سنہ ۱۴۳۱ عیسوی میں لکنؤی پر چڑھا قبل پہنچنے بادشاہ کے شمس الدین شاہ مر چکا تھا سکندر خان اوسکا بیٹا جانشین ہو کر بادشاہ سے کچھ لڑائی لڑائی سے تنگ آکر بادشاہ سے اس شرط پر صلح کر لی کہ چالیس ہاتھی سالانہ مع کچھ نذرانہ کے ہیمہ بادشاہ کو دیا کرے وہ ان سے دہلی واپس آیا اسکے آنے کی نہایت خوشی دہلی میں ہوئی مگر کوٹ وٹھسکی مہم پھر بادشاہ دہلی سے نگر کوٹ گیا وہاں کے راجہ سے کچھ تھوڑے سی لڑائی کے بعد کو صلح ہو گئی تاہم راجہ

تبدیل کر کے محمد آباد تعلق رکھا اور وہاں سے ملک سندھ فتح کرنے کو چڑھ گیا اور انکی رعایا زراعت کو ضائع کر کے ایک قلعہ میں محصور ہوئے اس میں بادشاہ کی فوج کو بہت تکلیف ہوئی آخر اپنے ننگ نیتی سے بادشاہ اور پھر غالب آیا اور وہ خوار اور ذلیل ہو کر قیدی بنے اور جام پانی اور کھانا سردار بادشاہ کے دربار میں دیا اور ساتھ حکم حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں تیرا غلام اور تو میرا بادشاہ ہو بادشاہ اسکا قصور محانت کیسے اپنے ہمراہ دہلی لایا اور چندے اپنے پاس رکھ کر پھر بحال کر کے اس کے ملک میں بھیجا یا ذکر بغاوت جو ۱۳۷۷ء شمسہ پھری مطابق ۱۳۷۷ء عیسوی میں خلیفہ شمس الدین دہلوی نے اسکا کن نامک پر مستذکرہ بالانے جو امرا بایں غلام سلطنت سے تھا بحضور بادشاہ عرض کی کہ دریا خان پسر ظفر خان صوبہ دار دیگر علان گجرات حاصل ولایت کا قرار واقعی نہیں دیکھتا وگناہتہ ہے اس ملک کے حساب کتاب خوب صحیح نہیں دیتے اگر وہاں کے صوبہ دار میری جگہ غایت ہو تو ایک سو ہاتھی و چار سو غلام حبشی و ہندوستانی و دو سو گھوڑے عربی و عراقی و چالیس لاکھ تنگہ علاوہ جمع سہو وہ کے اضافہ دو گنا تب بادشاہ نے فیض شمس الدین دریا خان حاکم گجرات سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اگر تم اضافہ قبول کرو تو فیماورنہ یہ خدمت مختصر ہو کر خواجہ شمس الدین دہلوی کو عطا ہو گئے اسنے اضافہ منظور کیا بادشاہ نے خواجہ شمس الدین دہلوی کو بجائے اس کے مقرر کر کے بجائے خلعت کر دے خود دال فقرہ اوپر صوبہ دار میری گجرات کے روانہ فرمایا چونکہ وہاں کے لوگ چہ حال چہ زمیندار عموماً دریا خان سے راضی تھے اور دہلوی سے بوجہ اضافہ ناخوش ہوئے لہذا انہ اسکا ضبط ہوا نہ روپیہ وصول ہوا بایں وجہ حصول مہودہ خزانہ سلطانی میں داخل ہو کر نظر بران دہلوی بادشاہ سے باغی ہوا وہاں کے سرداران باستمداد میران سندھ خواجہ شمس الدین مسبقاً لکھ کر سے لڑے اور اسکو جان سے مار کر سردار اسکا بحضور بادشاہ بھیجا یا مٹول فرشتہ تحریر کرتا ہی کہ اس بادشاہ کے خدمت میں کوئی حاکم سوائے شمس الدین دہلوی کے باغی نہیں ہوا صرف پرگنہ ایٹا دل کے زمیندار باغی ہوئے بادشاہ نے خود جا کر انکا استیصال کلی کیا اور مقدمان کٹھنی جو تعلق قسمت میں تھا حیدر محمد حاکم بدایون کو مار ڈالا بادشاہ نے ۱۳۷۷ء ہجری میں دہان بھی جا کر ادن لوگرن کو قتل کیا اور جو لوگ باقی رہے وہ کما یون میں پناہ گزین ہوئے ہاں سبھل میں ملک داؤد خان اتقان کو حاکم مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ ہمیشہ کٹھ کے سرکشوں کو مراد تار ہے ۱۳۷۷ء ہجری مطابق ۱۳۷۷ء عیسوی میں بدایون کے متصل بسولی میں قلعہ بنا کر نام اسکا فیروز پور رکھا ذکر وفات قلعہ خان میں پور سلطنت بہ شہزادہ باجوہ دکنی کے نہایت ذہین و فہم و درجہ و عادل تھا نقل ہو کہ ایک دن کتب سے یہ شہزادہ محل کو جاتا تھا کہ اٹلے راہ میں ایک پیر زناں گھوڑے کی بال پر کھرا سبات کے مستیٹ ہوئے کہ میرا شوہر ہر پسر کچھ اسباب

تہمت اردوے شاہی میں لائے تھے چروں نے حسین یاجب وہ دونوں خستہ خراب لشکر شاہی کے قریب پہنچے تو نہیان شاہی نے اونکو چاوس سمجھ کر قید کیا باصفائے اسکے شہزادہ اوجھڑ ہو پ میں کھڑا ہو گیا اور بعد تحقیقات کمال اس پر زال کو بھنور اپنے باپ کے لاکر حکم رہائی اسکے شوہر و پسر کا دلوا بادشاہ نے اسکے ایسے ذہانت و منانت پر فریفتہ ہو کر نام اسکا اپنے نام کے ساتھ خطبہ و سکہ میں جاری کر دیا اور اسکے لیے عظمہ ۱۰ بار مقرر کیا جب بادشاہ ہم لکنوتی پر گیا تو یہ شہزادہ بھی ہمراہ تھا ہنگام مراہست بمقام کردہ سفر آخرت پیش آیا بادشاہ کو اسی برس کی عمر میں جو یہ صدمہ پہنچا تو اسکے پوچھنے کو ایسی ترقی ہو کہ زندہ در گور ہو گیا ذکر چارمی درگاہ شہزادہ موضع سپاہ ہمسہ درگاہ دزمنداری چودھری احمد یار خان مدفون ہوا اور ایک درگاہ جسکے درمیان ایک گنبد اور چاروں طرف اسکی چھوٹے چھوٹے چار برج ہیں تھروہو جو نہ سے ظاہر کیے گئے اور محاصل اس موضع کا مع اور پند دیہات کے اسکے مصارف کے لیے مقرر کیا گیا اب تک وہ درگاہ اس موضع میں موجود ہے لیکن بسبب تادمی ایام کے جا بجا شکست ہو گئی ہے اور دیہات معانی مصارف درگاہ اب خالصہ ہیں وجہ تسمیہ موضع سپاہ اراضی اس موضع کی سوا دخل کر دے ہے ہر بغرض انتظام ملکی جب یہاں فوج رہتی تھی تو گنجائش اسکی قلم کردہ زمین ممکن تھی جو جہاں فوج شاہی کے نام اس مقام کا باسم سپاہ موسوم ہوا بعد وفات شہزادہ قلع خان محمد خان پسر ثانی ولیعہد ہوا اگر بادشاہ کی وقت جہانی و مدد کہ اس صدمہ ہمسہ سے ایسے ضعیف ہو گئے کہ قابل امور جہاں داری کے باقی نہ رہا شہنہ ہجری مطابق ۱۰۳۸ عیسوی میں تمام کار بار سلطنت بقضہ اقتدار وزیر المملک خاننجان کے ویدیا اسکا یہ ارادہ ہوا کہ شہزادہ کو مار کر میں خود بادشاہ ہو جاؤں لہذا ایک دن بادشاہ سے یہ اطلاع دی کہ محمد خان ولیعہد اور نفعان آبکی قتل کی سازشیں کر رہی ہیں چونکہ بادشاہ کی عقل میں فتنہ را گیا تھا اسکے کہنے و باور کر کے حکم دونوں کے قید کا صادر کیا ظفر ۱۱ ان تو قید ہو گیا مگر شہزادے نے چھپ چھپا کر بسواری محاذ بنائے کے پاس ہو چکر وزیر کی شرارت ظاہر کی اور یہ بھی کہا کہ اگر میرا زادہ ہوتا تو آپکی قتل سے کب درگزر کرتا اور جولوکا اپنے باپ کو مار بیگا اپنی جوانی سے متمتع نہوگا بادشاہ کو اسکا قول راست معلوم ہوا حکم دیا کہ وزیر نامستول کو جا کر قتل کرو شہزادہ ۱۰ س بارہ ہزار غلاموں کو لیکر وزیر پر چڑھ گیا تھوڑی سی لڑائی میں وزیر مجروح ہوا دوسرے روز اپنے گھر سے غلہ سیوات گیا اور کوکہ چوان کے گھر پناہ گزین ہوا شہزادہ جتنی جی سلنے باپ کے شہنہ ہجری مطابق ۱۰۳۸ عیسوی میں تخت سلطنت پر بیٹھ کر اپنے باپ کے نام کے ساتھ اپنا نام خطبہ و سکہ میں جاری کیا اور نام اپنا ناصر الدین محمد رکھا اور کل امرے سلطنت کو اپنے اپنے عہدے پر بحال رکھ کر ملک یعقوب آخر بیک کو ملک کجرات کا دیکر بخطاب سکندر خان موسوم کیا جب یہ اپنے صوبہ کو

پونچا تو کہ چہان نے غائبان وزیر کو اس کے سپرو کیا اور اسے سرکاٹ کر بھنور بادشاہ بھید باجی و شاہ کو
 وزیر کے مائے جانے کا اطمینان ہوا تو کہ وہ پایہ میں شکار چلنے کو چلا گیا اور سکندر خان کو امیران صدر نے
 باتفاق فرست الملک جان سے مار کر بغاوت اختیار کی باصناف اسکے بادشاہ دہلی کو آیا مگر کچھ اور ان غیو کا
 تدارک نہ کر سکا بلکہ پیش و نشاط میں ایسا مصروف ہوا کہ امور سلطنت سے بالکل منقطع ہو گیا جب اراکین سلطنت
 نے اس کی بے پروائی دیکھی تو ملک بہار الدین و ملک کمال الدین برادران عم زاد اس کے اس سے خوف ہوئے
 اور غلامان شاہی کو اپنے ساتھ ملا لیا اور فیروز شاہ بوڑھے بادشاہ کو اپنے ساتھ کر کے ناصر الدین سے
 لڑے وہ مخدول ہو کر کہ وہ سرور پر بھاگ گیا اب پُرانے بادشاہ میں کچھ عقل باقی نہ تھی غلاموں کے
 کہنے سے اپنے پوتے تغلق شاہ پسر فتح کو تخت پر بٹھلایا اس بادشاہ ثالث کا پہلا حکم یہ تھا کہ ہوا خواہان
 ناصر الدین محمد شاہ قتل کیے جاویں ذکر وفات فیروز شاہ تیسری رمضان سنہ ۸۲۳ ہجری مطابق ۲۳
 اکتوبر سنہ ۱۳۲۱ عیسوی کو فیروز شاہ چالیس برس سلطنت کر کے نوے برس کی عمر میں جانب علیین کے
 سدھارا یہ بادشاہ عالی درجات خستہ صفات تھا جو بوجہ شان رحیمی کے فتوحات ملی اس کو کم ہوئے گرفتار
 رعایا میں ایسا بادشاہ ہوا کہ شل اس کے اگلے پچھلے بادشاہوں میں کوئی ایسا نہیں ہوا چنانچہ وہ اپنی
 کتاب فتوحات فیروز شاہی میں تحریر کرتا ہے کہ بہمد سلاطین سابق مسلمانوں کی خونریزی جز جز قصور و منہ
 بہت سختی کے ساتھ ہوتے تھے یعنی پاؤں ہاتھ کان ناک کاٹنا آنکھوں کا نکلوانا ڈیون کا کوٹنا آگ
 میں جلانا کھال کھینچنا ہاتھ پیر کے ناخن میں لوہے کی سنجین ٹھونکنا بدن کے دو ٹکڑے کرنا یہ سزاؤں
 سخت تھیں اپنے سمد دولت میں موقوف کر دین و قوم خطبہ سے جو نام اون بادشاہان ماقبل
 کے جنگی کیشش سے ہندوستان میں رونق اسلامیہ پیدا ہوئے تھے اگر گئے تھے داخل کر رہے
 سو م جو ابواب محصول کے شل چرواہے و گلفروشی و ذانی و نیلگری و ماہی فروشی و ربیان فروشی
 و بھر بھوئی کے بعنوانی و رد و کاذاران سے کرایہ و تہ بازار سی و داد بلی و کو تالی و احتساب وغیرہ
 سب لینا موقوف کیا اور آئندہ کے لیے حکم دیا کہ ایسا روپیہ ناجائز خلاف شرع خزانہ شاہی میں داخل
 کیا جاوے چارم بادشاہان ماقبل نے یہ آئین مقرر کیا تھا کہ مال غنیمت سے خمس فوج کو دیا جائے
 اور چار حصہ خود لینے میں بالکس اسکے یہ کیا کہ خود خمس لینا اور چار حصہ فوج کو دینا اختیار کیا جسم
 مذہب اثنا عشریہ نے اپنی کتابوں اور رسالہ اور مذہب کی اشاعت شروع کی تھی اور سکھ نے قطعات
 گریہ یا ششم طبع و لاشرب و پشرب اور بدعتی لوگوں کو اپنے ملک سے نکلوا دیا کہ اور ونگو گراہ کریں
 ہفتم کچھ لوگ ایسے پیدا ہوئے تھے کہ بار چہلے رشی زبیر طائی و نقرنی پہنتے تھے اور ظروف نقدہ میں

کھانا کاتے تھے اسکو خلات خرچ بمکر قلم حافت کردی ہشتم ایک شخص رکن الدین نامی نے دعویٰ شد
 و عالم الغیب ہونے کا کر کے بہت سے لوگوں کو اپنا مستعد بنایا تھا اسکو بیٹے قتل کر کے اسکی حاجت کو شتر
 کر دیا انہم میں ماہر دینی انی انا امد کنا اختیار کیا تھا اسکو بھی مار ڈالا دہم مسلمانوں کی عورتوں نے خلاف خرچ
 یہ شعار اختیار کیا تھا کہ جملہ زیارت قبور بزرگان دین میلہ میں جاتیں امد دہان نخل نا جائز کرتیں اسکی پشت
 میں قطعی حکم صادر کیا یا ز دہم ہندوؤں کے نو احداث سند نہیں ہونے دے اگر چاہا گئی نے بنایا تو اسکو
 منہدم کر دیا و ز دہم صلح آباد میں ایک سند نو احداث ہوا تھا فوراً اسکو گردا دیا سیر دہم ایک اور
 گاؤں میں سا گیا کہ نو احداث سند یہ وہ بھی گردا دیا چاند دہم سلاطین مہدی نے جو غروف فقہ و ملائی
 میں کھانا پینا اختیار کیا تھا اور قبضہ تلوار و گھوڑے کر کے تھے اسکا پرتاؤ ایک تسلیم موقوف کر دیا پانچ دہم
 مکان زمین جو تصاویر ذی روح کی بنائی جاتی تھیں اسکو موقوف کر کے یہ حکم دیا کہ بجائے اسکے غنوی ہونے
 کے شل گل بستے کی تصاویر بنائیں شاذ و دہم بیٹے پر رانی عاریتین جو سلاطین مہدی کے منہدم ہو گئی
 تھیں اسکی سرزوی مرمت کر کے کھاد کیا اور اسکے استحکام کے لیے ایسی جامدادین مقرر کیں کہ وہ ہمیشہ آباد رہیں
 اور جو محصول مایا کو ناگوار امد گران تھا اسکا لینا موقوف کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ واسطے نکاح زمان بازار کی جو
 ملائیم بخش کرتی ہیں حکم دیا تھا اگر اکیں مملکت نے عرض کیا کہ اگر ان لوگوں کا نکاح کر دیا گیا تو اکثر لشکری دنے
 محض میں بتلا ہو گئے لہذا اس بابے میں سکوت کیا گیا ایک لاکھ اسی ہزار اسکے ظلم تھے ہر ایک فن کی تعلیم
 اسکو لکر بجائے مناسب امور کیا تھا اکثر ادبیین فقہ امد محدث اور خوش نویس تھے کیفیت لشکار ایا مگر امین پانچ
 جا کر گورخر کا لشکار کھینا اور موسم سرما میں جلیون اور اولہ میں ہرن اور خیل لگائے کا لشکار کرتا کیفیت اسن و
 امان خوشحالی و ارزانی و افزونی زراعت اسکے عہد دولت میں نہ کہ بوساساک بامان جوا نہ گرائی ظلم
 سے قہر تک نہایت خوشحالی سے بسر کرتے تھے اور افزونی زراعت و طہارتی نقد کی تمام عہد دولت میں ایسی رہی
 کہ مدت تک لوگ یاد کرتے یہ کیفیت سعایات بوض نقدی ترقی و طمان کو جاگیر میں اور فقراء و ملا کو سانیان
 عطا ہوئیں اور بد مرنے پر مایہ دار و جاگیر و ملک و نکاح وراثت و ارشد و اقرب با عید کا جو ہوتا تھا ملک رہتا تھا اور ملا و
 فوج غلاموں کی اسی نے ہزار سو اور ملازم بادشاہ کے تھے مگر بادشاہ کی رحم مزاجی سے اس فوج کی کیفیت بسینہ فوج و
 بادشاہ اور دہر کی تھی ساز و براق کیلئے دست نہ تھے اور اکثر ادبیین ضعیف و غنی گھوڑے اور بھرتی تھا ہر بیٹوں کے
 پاس گھوڑا بھی نہ تھا جب آخر سال میں جائزہ ہوتا تھا تو سو اور جائزہ نویسان سے کچھ دے دلا کر جائزہ پورا کر لیا کرتے
 تھے چنانچہ کتاب شمس سراج النہی میں یہ نقل سند ہے کہ ایک سوار نے ہنگام جائزہ فوج حضور بادشاہ حاضر ہو کر
 یہ عرض کیا کہ میرے پاس گھوڑا نہیں ہے بجز اب اسکے بادشاہ نے کہا کہ مہران جائزہ کو ملا کر اپنا کام کالو اسنے

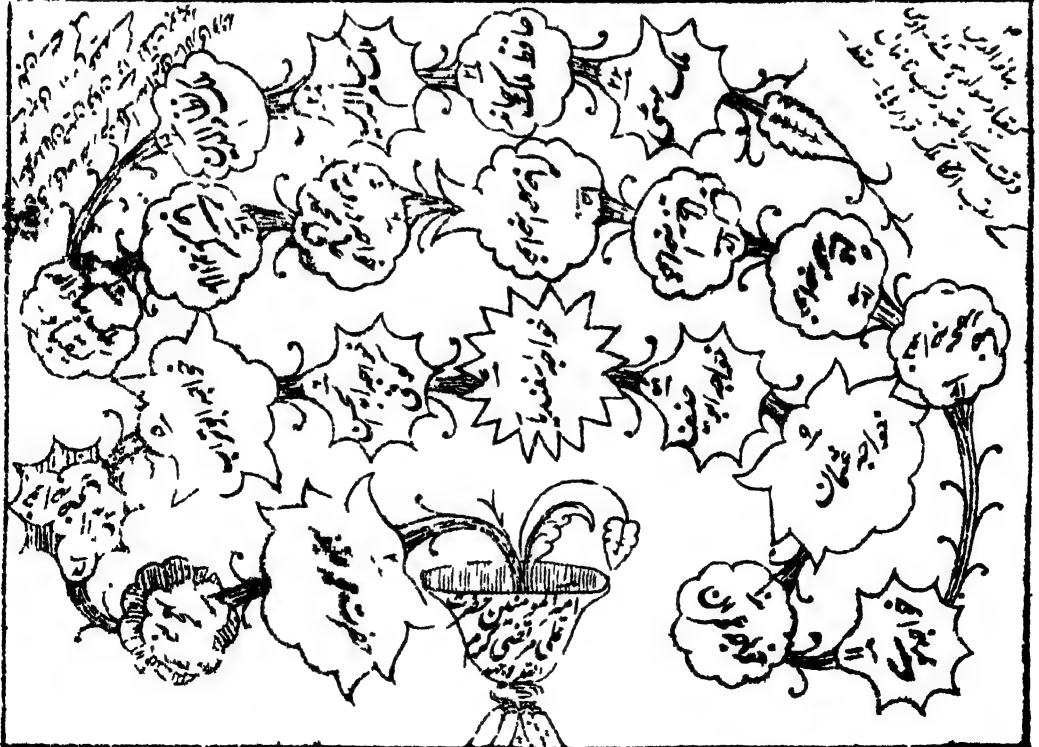
جواب دیا کہ میرے پاس ہتھ بھی مایہ بضاعت نہیں ہے کہ اونگو شہوت دیکر اپنا کام نکالوں، بادشاہ نے کہا کہ کھڑے
اونکو دینا ہو گا کہ ایک تنگہ طلائی خراج ہو گا بادشاہ نے اپنی جیب سے کال کر اوسکو ایک تنگہ طلائی دیا اوسے مقرر
کودیکر سند گھوڑے کی گھوڑا لی بادشاہ کو دکھلا دی نقل و موم محمد اسحاق خان پسر علاء الملک نے اکر وزیر عرض کی
کہ اکثر مردان لشکری ضعیف و بیکار ہو گئے ہیں پہلے اونکے دوسرے امور ہون حکم ہوا کہ سب دیوہ بڑھاتے ابابہ
پہلے اون لوگوں کے اونکے بیٹے خواہ دلدیا دیگر رشتہ دارا موم کیے جائیں بعد اسکے فرمایا کہ میں اسکو بھی خلعت جانتا
ہوں خداوند تعالیٰ اپنے بڑھوں کو کیا نذر نہیں دیتا ہر جو میں اپنی بڑھ سی سپاہ کو موقوف کروں اس بادشاہ
کے عہد میں عمارت مصلیٰ ذیل طیار ہوئی بامزدہ دیوہ مذی - مسجد - خانقاہ - کوشک - باغات - بازار - شہر چند - نہر چند
منجملہ شہر کے فیروزہ حصار و فیروز آباد و جو پور و فتح آباد اسکے پہلے ہوئے ہیں دربارہ آبادی جو پور کے یہ تحریر ہے کہ جب
بادشاہ بہ تسخیر کھنوتی مکر قریق وادہ ہوتا ہوا سرزمین جو پور پر پونجا وہاں اوسے شب کو یہ خواب دیکھا کہ محمد شاہ تعلق اوسکا
برادر عمر زاویہ کہتا ہے کہ میرے نام است اس جگہ شہر آباد کرو صبح کو جب بادشاہ بیدار ہوا تو بنیاد شہر کی ڈال کر نام اوسکا جو پور
رکھا محمد شاہ کا اصلی نام جو ناخان تھا جو نابزبان ترکی آفتاب کہتے ہیں کیفیت ارادت و عقیدت بادشاہ کی
نسبت اہل قبور کے بادشاہ بدون استہوا و اولیسا احمد و استعانت اہل قبور کے کوئی مہم پر نجاتا جب وہاں
سے منظر و منظر واپس آتا تو اونگی متین و نذرین ادا کرتا چنانچہ ہر لچ میں آکر زیارت مزار حضرت مسو سالار غازی سے
مشرف ہو کر تعمیر درگاہ کی مثل عمارت شاہانہ کے فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ کسی اٹے وقت میں اوسے منت مانی
ہو گی نقل ہے کہ ہنگام رونق افروز می سلطان فیروز شاہ بھقام ب لچ سر ملکہ اولیسا حضرت سید ابو جعفر امیر بادہ بہر لچ می سند
آئے عالم باطن کے تھے اور ایک عالم اونکے نور باطن سے متاثر ہو رہا تھا بادشاہ بھی کمال عقیدت اکثر اونکے حضور میں حاضر ہوا
کرتا تھا ایک وزیر تابید مسو سالار غازی کے براہ کشف قبور اوسے پوچھے ارشاد ہوا کہ سید مسو شہید قدس کو ایسے عالی مرتبت
وہ الا صفات ہیں کہ تسا سلطان اور مجھ سا فقیر سوقت دونوں اونکے خادمی میں حاضر ہیں نقل ہے کہ حضرت ابو جعفر امیر بادہ
بہر لچ میں اونگیوں کے بل چلتے تھے پورا قدم نہ رکھتے تھے عندا استفسار بادشاہ کے ارشاد ہوا کہ کثرت قبور شہدائے مجاہدین
کی جگہ نہیں ملتی پانچویں گشت شہدائے عیسوی کو مولف حسب احکم مشریت صاحب بہادر مہتمم بدست ضلع گونڈہ بہر لچ
استدک امونہ یعنی بہر لچ و کیفیت تعمیر درگاہ حضرت مسو سالار غازی تذکرہ بالا بہر لچ گیا دوم تہ بہر لچ زیارت
حضرت مسو شہید کے بنور تام مسائے مکانات درگاہ شریف و مقام آثار کلی کا کیا خاص مزار حضرت کارا کہ وودوہ سے
مثل کو ان شہر کے اندر ایک چھوٹے گنبد تعمیر کردہ پر سماء نہرہ بی بی کے واقع ہے جو جگہ حالات میں شیخ عبدالرحمن طوسی
نے کتاب مآلات مسودی ارقام فرمائے ہیں علاوہ گنبد مزار شریف کے دو گنبد اور ہیں ایک میں کل خندا اور دوسرے
میں غیر سماء نہرہ بی بی اور اونکے آثار کی ہر باہین اون دو گنبدوں کے ایک چھوٹی سی قبر سکندر برہنہ کی ہے کہ جسپر

بہت سے سوٹی لگے ہوئے ہیں اور صحن درگاہ شریف میں قبر ملک رجب پٹیلی کی ہے عند تحقیقات تطبیق کا مجھے مسکوئی
 دیگر کتب یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں قبریں مصنوعی ہیں ملک رجب پٹیلی قبر سید مسعود غازی میں و سکندر برہنہ قبر شہدا
 میں مدفون ہوئے۔ عوام ہند و مسلمان ان دونوں کو حاجت روا اپنا سمجھ کر مانتے ہیں اور مرغان کے نام پر فوج کرتے
 ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں ہمیشہ فرادہ مسعود سالار غازی ہیں اور قصہ عجیب و غریب ان دونوں کا اور لیلی گھوڑی
 کا قوم ڈوٹالیوئی کمال ادب سنتے ہیں اور تین ملتے ہیں اور پیشک یہ قوم ڈوٹالی ان جاہلون کے امام ہیں حالانکہ
 ملک رجب ہراول لشکر اور ملک سکندر کو تو ال لشکر نہایت مقدس تھے جاہلون کی نافرمانی سے ان دونوں کو مثل بھوت پرست
 کے قرار دیا ہے اور نام اونکا پٹیلے و برہنہ رکھ دیا ہے ان دونوں نام کی یہ وجہ تسمیہ کتاب سے معلوم ہوئی کہ ہنگام نہر ملک
 رجب قدم جانے میں ایسی بٹ کرتے تھے کہ پھر وہاں سے پیچھے نہ ہٹتے تھے ملک سکندر کو تو ال لشکر بغیر زرد و بکتر کے
 برہنہ لڑائی پر جاتے تھے لہذا با اسم پٹیلے و برہنہ موسوم تھے۔ احاطہ اندرونی درگاہ میں بہت سے والان و کوٹھریاں
 شاندارت ایک مسجد منٹ و چونہ سے بنی ہیں اور اونکے ستون چوبی ہیں مگر باوجود تادمی ایام کے انہیں کوئی نقصان
 ہنوز پیدا نہیں ہوا اور دروازہ درگاہ شریف کا چوبی نہایت رفعت کے ساتھ قائم ہو یا ہر درگاہ شریف کے ایک احاطہ
 بطور جلو خانہ کے اور ہر اوسکے کنارے پر ایک بلخ اور بولی ہے مرکز خدام دوکان حلوائیان و نوجوانہ وہیں ہر گھر
 احاطہ جلو خانہ جا بجا گر گیا ہے اور راستہ ہو گیا ہے مقام انارکلی میر گاہ حضرت مسعود کا تھا یہ مقام نہایت پر فضا ہے کہ مثل
 اسکے ہندوستان میں ایسے مقام کم ہونگے مقام شہنگاہ حضرت میں لوگوں نے ایک چھوٹا چبوترہ جس پر چتری چوبی ہے
 بنا دیا ہے عوام لوگ ایام میلہ میں اوسپر نذر چڑھاتے ہیں نیچے انارکلی کے ایک جھیل ہے جس کا میل مرجع تخمینا چھ کوس کا ہوگا
 اور حقیقی بے انتہا ہے اور ایک ندی اوس سے بہاؤ کے نیچے نیچے ہو کر نکل گئی ہے ماہ جیٹھ میں آٹھ روز کا میلہ درگاہ شریف
 کا ہوتا ہے قریب سولہ ستر ہزار روپیہ کے نقد و جنس نذر چڑھتی ہے وہاں کے خدام اس کثرت سے ہیں کہ باوجود
 کثرت نذر کے نہایت پریشان حال ہیں موضع سنگنا مراں کے تین ہزار بیگہ پختہ اراضی جو گرد و پیش درگاہ شریف ہے
 منجانب گورنٹ معانت ہے قریب درگاہ ایک تکیہ منشوج شاہ کا ہے افضل اونکا ایک جانشین وہاں موجود ہے وہیں موضع
 واسطے مسارف اوس تکیہ کے معانت ہیں سلسلہ اونکا قادری ہے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قیام کا یہاں سلطان
 واسطہ پیران سلسلہ کا ہے ہمارے مورث تخمینا ڈھائی سو برس کا عرصہ گزرا ہوگا کہ بطور سیاحت یہاں آئے اور جب
 ارشاد سالار مسعود غازی بعالم معاملہ یہاں تکیہ بنا کر مقیم ہوئے ایام میلہ میں جس قدر فقیر آتے ہیں اونکی ہم خدمتگداری
 کرتے ہیں اونکی یہ حسن خدمت دیکھ کر ناظران اودہ وقتاً فوقتاً یہ گانون جواب معافی ہیں دیتے گئے ہنگام عکداری
 سرکار اودن گانون کے سند معافی دوام عطا ہوئی۔ ایک مرتبہ جناب و کفیل صاحب بہادر چیف کمنشنر بمبئی وہ
 بہارچ شریف لائے بعد معائنہ درگاہ شریف جب تکیہ پر پہنچے تو منشوج شاہ نے ایک جماعت فقرا سے آواز بلند

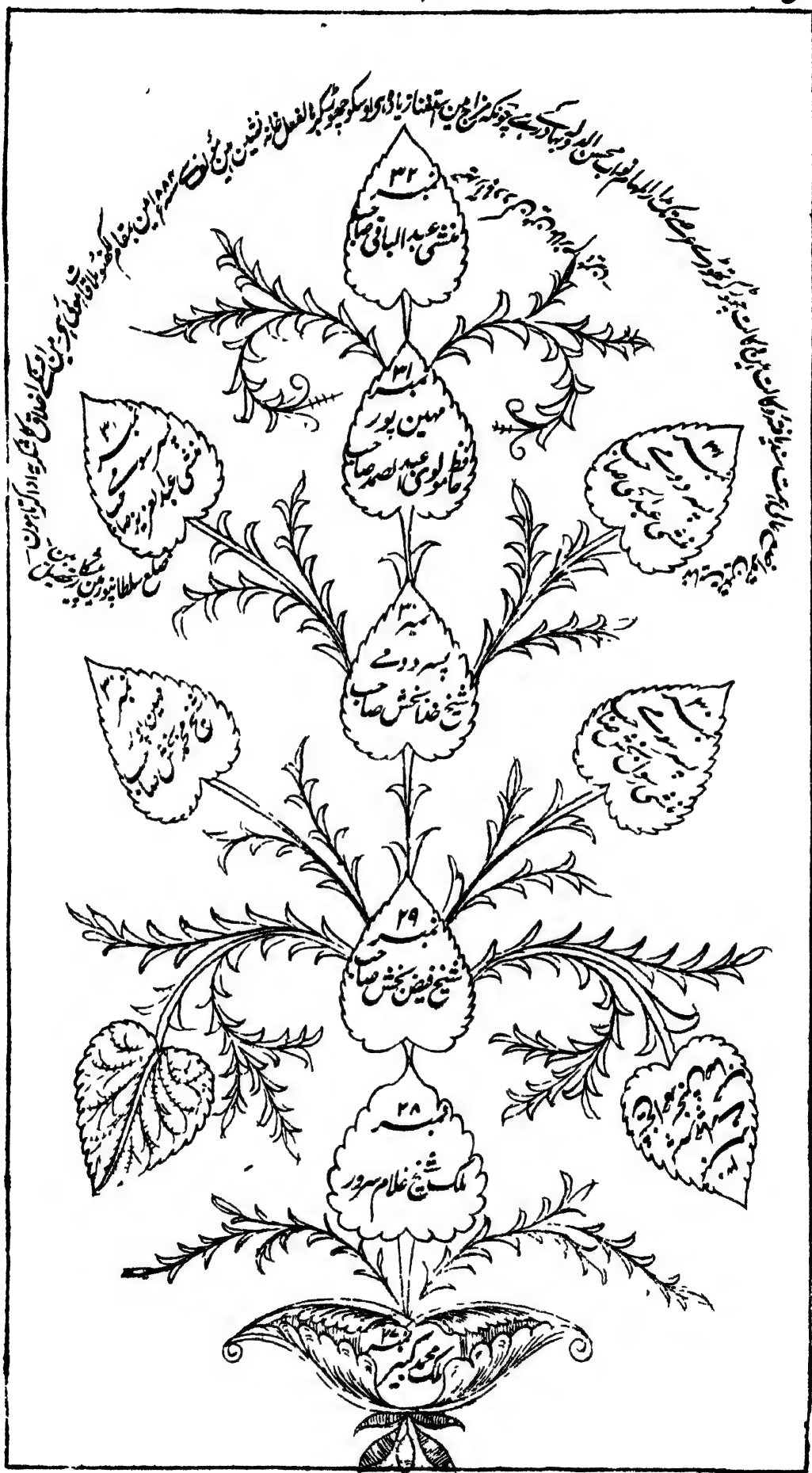
او کو دو عادی یہ ادا اونکی صاحب بہادر چیف کشتہ کو پسند آئی معافی ماضی عدالت کا حکم صادر فرمایا جسے ماضی عدالت اونکی معاف ہوئی بفضل عظیم اسد شاہ جو سجادہ نشین ہو بلکل علم ظاہر و باطن سے بے بہرہ ہو کیفیت درگاہ رجب ہٹیلے جانب گوشہ پورب و دکن بقاصلہ و میل بہ راج سے جو درگاہ ملک رجب ہٹیلے کی واقع ہو اور وہاں بھی بہت سے خدام ہیں وہ بالکل مصنوعی ہو مگر وہاں بھی بایام جیٹھ میلہ ہوتا ہو اور سیکڑون روپیہ کی نذر چڑھتی ہو اور تھوڑے رقبہ کا موضع جہاں وہ درگاہ واقع ہو منجانب گورنمنٹ مجاوران کو معاف ہو بموضع نگوار گمہ مہادیو ضلع گونڈہ جو ایک موضع ملک رجب ہٹیلے کا سرک فیض آباد پر واقع ہو اسکی نسبت لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس مقام پر ہنگام نہ ہو مجاہدانہ انگشت خضر ملک رجب کے مجروح ہو کر شہید ہوئی اسکو دفن کر کے ایک مہینہ بعد کو بنا دیا گیا اور بعضوں کا یہ قول ہو کہ بالکل مصنوعی ایک فقیر گداگر نے سولے اپنی منفعت اور لوگوں کی پریشانی کے لیے اس روشہ کو خود بنایا یا بنو چندہ بنایا گیا واسد اعلم کئی کتابیں بہ راج میں مولف کو حضرت مسعود سالار کے حالات میں ملین وہی حال اوسیں مندرج تھا جو میں پہلے لکھ چکا ہوں ذکر اولاد خواجہ سعاد خلیجی ہم جد حضرت مسعود غازی یہ بزرگ بھی بہ نیت جہاد فی سبیل اسد ہمدانہ شکر سالار سا ہو و حضرت مسعود غازی کے بقام سرکرہ کشتہ اور ایان کشتہ ضلع بارہ بنگی سے معرکہ مجاہدانہ کر کے شہید ہوئے اولاد امجاد اونکی حضرت خواجہ ابوالقاسم و حضرت نجم پڑا ہو۔ سلطنت خلیجی کے چتور گدھ میں شہید ہوئے اعقاب اونکے قصبہ کوئل جلسہ المعروف ضلع علی گڑھ میں مدت یک سہ و ملک حسام الدین و ملک علی و ملک موجی زندہ ہوئے اولاد شیخ بڑا و خواجہ ابوالقاسم بانقلاب یا آنگہ مجاہدانہ ضم بعد والی پر گنہ فخر پور سرکار بہ راج میں تشریف لا کر وہاں کے زمینداروں کو بہ نیت جہاد قتل کر کے متوطن ہوئے مزار و قس خانہ اونکے اسوقت تک اوس موضع میں موجود ہیں بعد ایالت خاندان ابوالنصور خان جب تعلقہ داران او وہ کو زیادہ قوت ہوتی گئی تو اونکی اولاد امجاد نے ایدار سانی تعلقہ داروں کی سے برشتہ مصاہرت خاندان حضرت سید مخدوم ڈھن بہ راج میں توطن اختیار کیا اونہیں سے تلج الا و یا حضرت مولوی شاد نعیم اسد صاحب قس سرہ جو خلیفہ اجل حضرت مزار مظہر جانخان صاحب قس سرہ الغریز سے تھے مزار اونکا جانب او تر متصل آبادی بہ راج اندر ایک بلخ کے واقع ہو نہایت بابرکت و پر فیض ہو جو کوئی اہل باطن سے مشرف زیارت ہوتا ہو جہاں نوازی میں بے مثل جن حالات انکے کتاب فقیری مشروحات کتاب معمولات مظہری میں مندرج ہیں اب نواسہ اونکے مولوی شاہ ابوالحسن صاحب مسند شاد بہرہین دفعہ ۱۱ ذکر مخدوم سید بودھن و سید اجل مزاران دوزن بزرگوں کے قرب مزار حضرت شاہ نعیم اسد صاحب بہ راجی کے واقع ہیں مزار حضرت شاہ اجل صاحب کاشکستہ کتا سے سرک کے آگیا ہو اور مزار حضرت مخدوم سید بدھن کا زیر درخت الی بالاسے جو تر و واقع ہو نہایت بابرکت و پر فیض ہو حضرت عبدالقدوس گنگوہی سے سلسلہ بیعت ہو بفضل اونکی اولاد میں مولوی سید ابوالحسن صاحب

نواسہ شاہ نعیم احمد صاحب خلف الرشید مولوی بشارت احمد صاحب مین و مد علی بھائی سید ابوالحسن کے حافظہ محمد علی
 و محمد خلیل و محمد موسیٰ مین مولانا سیدنا محمد سید بڑھن کے ہمارے نسب مین کوئی شک نہیں مگر علی الاتصال شجرہ
 نسب پدری مولف کو نہ ملا اسباحت سے اس کے لکھنے مین معذوری ہوئی اور کچھ چوک و دیات معافی کے اس خاندان
 مین تھے علمداری سرکار انگلیہ مین اثر خانوی سے ایک تعلقدار کے قبضے مین جاتے رہے اب محض توکل پر بسر
 اوقات ہی حضرت شاہ نعیم احمد قدس سرہ کے خلیفہ و جانشین حضرت مولوی مراد الدین صاحب قدس سرہ تھانے سے تھے
 انھوں نے محبت اپنے پیر کے پہلے مین توطن اختیار فرمایا مزار اوکا محلہ قندھاری بازار منجھلات شہر گنواہل فیض سے ہی
 نواسہ ان کے شاہ ولی احمد ان کے خلف الرشید مولوی عبدالرحمن بہرائچ مین صاحب ارشاد سے مین دفعہ ۹۲ ذکر
 شیخ زادگان کو ہند پر گئے ہر گز نہ لکھ ضلع عظیم گدھ ان کی نسبت بھی کہا جاتا ہے کہ سادات علوی سے مین مگر کسی
 کتاب مین اونکا تذکرہ نہیں ہے لیکن حسب بیان ثقات و معانیہ آثار گدھی و متاثر کنہ و سلسلہ انساب پدری معلوم
 کیا کہ مورث اعلیٰ ان کے سید عبدالرحمن مین جو بظہر سپہ سالاران سلطان محمود غزنوی کے مسلک تھے بعد زوال سلطنت
 محمودیہ کے سید محمود بند چوڑ بزمہ سرداران سلاطین غوریہ کے در آئے اور چونکہ یہ باعث رہائی اکثر قیدیوں کے
 ہوا کرتی تھے ہند مین اس لقب سے مشہور ہوئے جب وہ مری ان کے پسر سید ابراہیم ہمراہ سلطان خہاب الدین
 سام راجہ رائے والی قنوج کو شکست دیتے ہوئے بنارس مین آئے اور بعد شکست بت و تاجانہ بنارس کے بغرض
 اہتمام سید قوم راجہ بران کے مقام کو ہند مین سے اپنے ہمراہ جہان کے آئے اور مین سر کے مین زخم تیر مخالفت
 سے شہید ہوئے یا سلسلے خبر شہادت پدر کے سید تاج الدین مدوہ و دیگر کینہ خواہ ہوئے بہ نیرے مجاہدین اس
 قوم پر غالب آئے اور اکثر کفار مقتول ہوئے وہ زندہ رہے وہ مفور ہوئے اور حساباے سلطان قطب الدین ایبک بکر
 اشاعت دین بعد حصول بارہ مواضع تھہ کے وہ مین قیام پذیر ہوئے بعد انتقال ان کے سید بہار الدین اور سید
 شمس الدین اشاعت دین کرتے رہے اور اسی اشاعت دین مین با انقلاب سلطنت سید محمود او دوسید فتح محمد شہ
 جھوٹے بیان بقابلہ کفار ان نواح اسی مقام پر شہید ہوئے لیکن سید طاہر ان کے پسر نے مقام نہ چھوڑا اور دایام
 جہات جاگیر خالصہ ہو گئی ہنگام حکومت محمد قلی خان صوبہ دار اکہ آباد کے باشندے مواضع کو ہند و سید پور کے
 کل دیات مین قبضہ راج پوری کا ہو گیا لیکن حق مالکانہ تا علمداری گورنٹ انگلیہ قائم رہا اب باشندہ کو ہند لقب
 شیخ و سکنے سید پور باسم سید موسوم مین باعث یہ ہوا کہ شیخ یسین بلسلیہ بیت مخدوم سید اشرف جاگیر در آئے
 و بارشاد پیر اپنے تئیں باسم شیخ موسوم کیا کیونکہ انھوں نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم علوی ہو اور یہاں کے لوگ سنی
 یاسینی مین اس لیے تفرقہ کے لیے تم اپنے کو شیخ کو اور سید پور والی بدستور بہ لقب سید مشہور رہے آخر کو ہند ایالت
 خاندان ابوالمنصور خان سید پور والی بہ پیرایہ و واسے تفریہ و مہری شہر ہو گئے لیکن کو ہند والی ہنوز بانقا و

ہر اوت حضرت چشت مذہب اہل سنت پر قائم ہیں اور ہر جہ مخالفت مہمبی فیما بین دونوں بیون کے وصلت
بوصاہرت نہیں ہوتی بفضل اونہیں سے شاہ کریم بخش بن شیخ بخش بن شیخ عباد امہ بن شیخ بھگوان بایزید
ابن مرتضیٰ بن جمن بن وولہ بن امہ اؤ علی بن محمد مرتضیٰ بن مسافر بن رسول بن سداہ بن اوٹار بن ہما ڈالیز
ابن ظہیر الدین بن یسین بن سید محمد غیاث بن علاء الدین بن طاہر بن لیکن یہ ذکر کسی کتاب نسب میں کیا
نہیں کیا محض تحقیقات اور کائنات پارسہ برآمد خانہ سے سنا ہے کہ ہندہ سے لکھا گیا واسد اعلم بالصواب کہ
سادات علوی سکنا قصبہ کا کوری ضلع لکھنؤ جو اللہ تبارک و تعالیٰ سادات سلطان معظم المعروف بہادشا
نے انکو بھی فرست سادات میں داخل کیا ہے کہ بعینہ عبارت اوسکی طبعی جاتی ہو حضرت امام محمد حنیفہ کہ کشتش ابو القاسم
است جلیل القدر عالیشان و حافظ قرآن و راوی حدیث از پد خود و شجاع و سخا جہدی بودہ مرویست ما دیکہ انتقام
برادر بزرگوار خود از بنی ایسہ مگر فہرست برستہ آراء است احت نفرمودہ قصہ مختار نفی مشہورست و ہمہ سادات بنی فاطمہ
در ارج و مشکرا ویند و ازین سید بزرگوار آراء و عقاب بسیار اندر ملک میں و مصر و ہمدان ریاست دارند و در
ملک ہندوستان قلیل اند مگر ہاے چہ بڑا فہرست سید لعل محمد قصبی کو رومی و ملفوظ قطبہ آورد کہ شیخ زاد ہاے کا کوری
کہ متصل لکھنؤست و شیخ زاد ہاے و حوہو رہاڑی من مضاف اکبر آباد و شیخ زاد ہاے ہانسی حصار علوی نسب
اند نسب ایشان بہ قاسم بن محمد حنیفہ منشی میشود و واسد اعلم بالصواب بیان مؤلف کا کوری میں علویوں کے
دو گروہ ہیں ایک ملک زاد و دوسرے مخدوم زادے ملک زاد و نکایان یہ ہے کہ ہمارے مورث بعد سلطنت جوہو
بیان آئے اور قصبہ کو فتح کر کے یہاں رہنا اختیار کیا کہ بٹا شجرہ انساب ہے







دوسرے کردہ میں حضرت مخدوم عبدالمصطفیٰ نظام الدین قادری المعروف شیخ کجھاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد جو مولانا عبد اللہ صاحب زادہ الاخرت مولانا عبد الرشید ملتانوی اور کتاب تذکرہ حمید علی بن مالک عبد اللہ بن یحییٰ کہ جسکا خود انساب کا



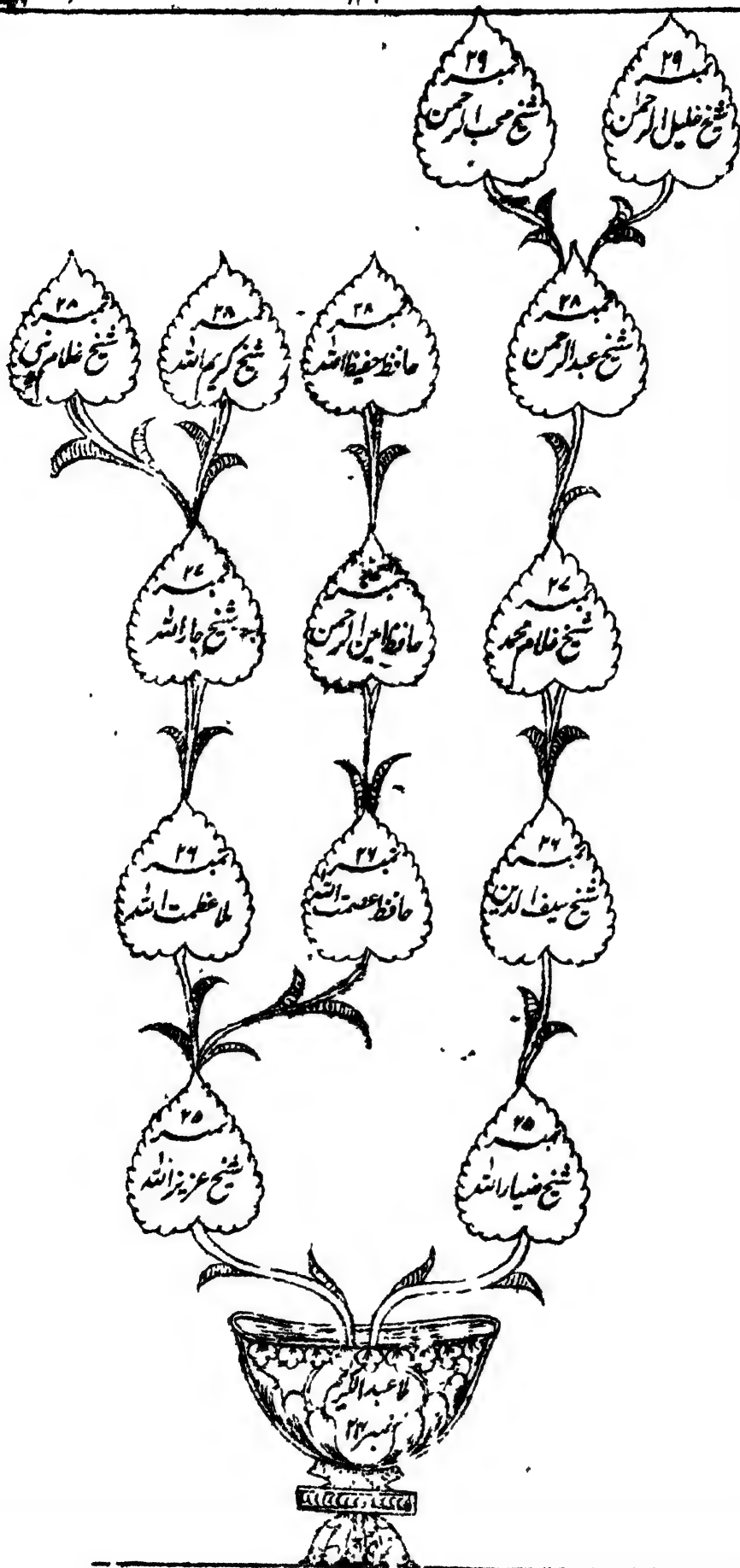
مخدوم عبدالنظام الدین قاری رحمۃ اللہ علیہ کی اسلاف قصبہ صوام کے رہنے والے تھے اور صوام نواح حجاز میں بغداد و خراسان کے درمیان ایک قصبہ ہی یہاں کے ایمان و انحراف ہمیشہ سے علم و فضل کی یاقوت و جواہر تین ممتاز تھے، چونکہ یہ لوگ سنی المذہب تھے جب شاہ عباس صفوی جو انکا بادشاہ وقت تھا اپنے

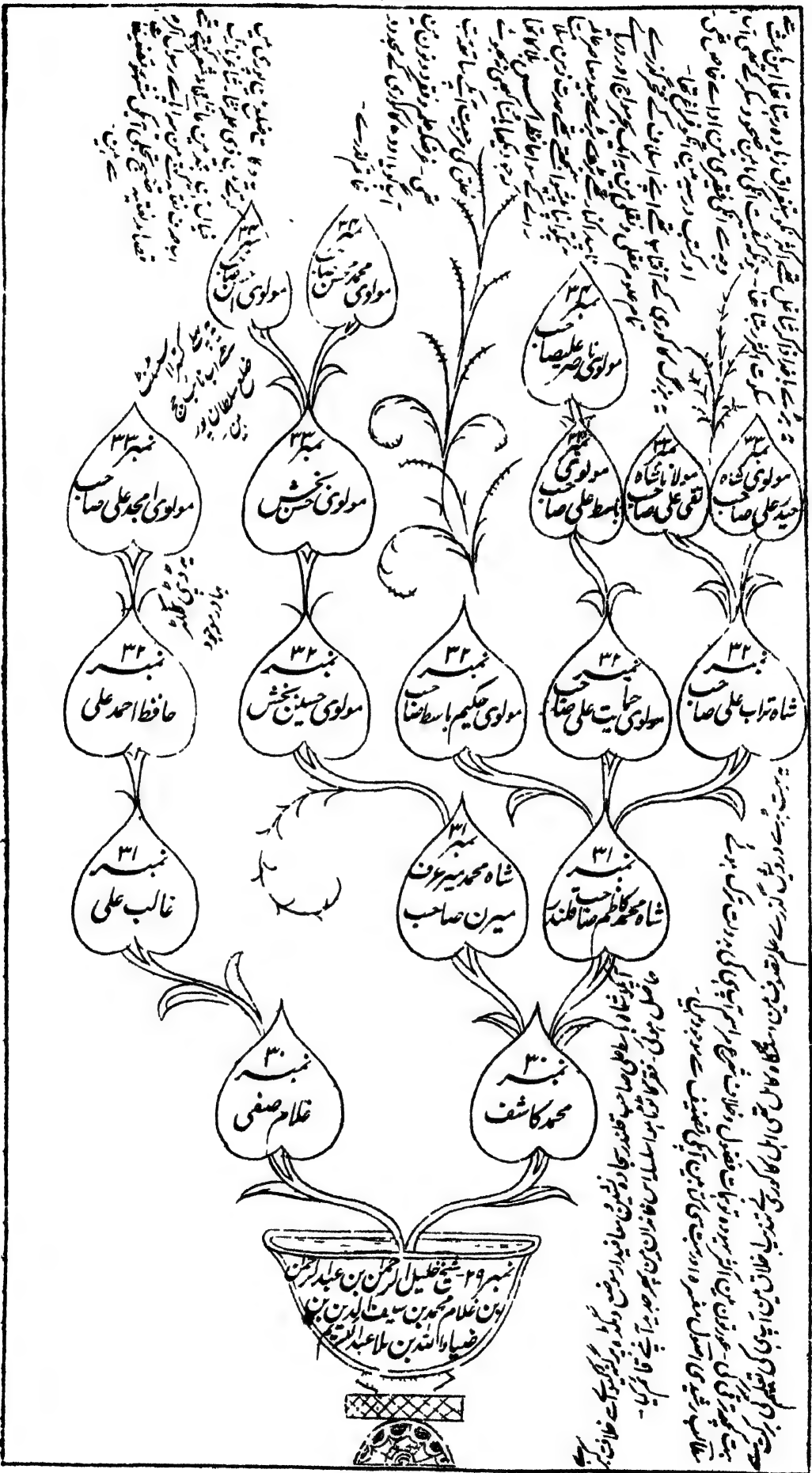
آغاز جلوس میں یہاں آیا تو اسنے ان لوگوں کو بزور حکومت سب دھمکے اور یہ بھی کہ اور مذہب شیعہ کے انکو غیبت
 دلائی اوسوقت یہ لوگ اپنے آبائی دین کے تہیج کی سطح پر بھی نہ ہوتے تھے چنانچہ شہود یہ کہ بزرگان قوم میں ستر آدمی کو
 ایک وقت میں اس بادشاہ نے صرف اس جرم پر کہ اونکا مذہب بادشاہ کا مذہب نہ تھا سجد سے بچے گرا دیا آخر کا
 کچھ حکومت کے رعب و داب اور کچھ دینا کی ہوس میں حواف اور صوام کے اکثر خاندان اور خود مخدوم نظام الدین
 کے بعض شہتہ داران جدی شیعہ ہو گئے اور رفتہ رفتہ اس مخالف مذہب نے باہمی اتفاقی و معاشرت میں ایک
 خلل عظیم پیدا کیا جب مخدوم عبدالعزیز نظام الدین کے جد محمد قاری محمد صدیق معروف بہ ابو محمد حامی کا زمانہ آیا تو
 ایرانیوں کا تشدد مذہب میں ایسا بڑھ گیا تھا اور خود ایمان قوم امداد عرتلے خاندان کا غلو اور دینی سنگدلی ویرمی
 اس مرتبہ کو پہنچ گئے تھے کہ حلقہ جنگ ناموس شوار تھا آخر کار قاری موصوف محض دلتنگ اور بے غناستہ خاطر ہو کر پھری
 جلائے وطن پناہ دہ ہوئے اور گھر بار چھوڑ کر اہل و عیال اور بعض اعزائے ساتھ چلے گئے ایک سال ہلہ میں
 رہا اور پھر ایک سال ملتان میں لیکن وہاں بھی دل نہ لگا لولا ہوئے پانچ برس لاہور میں قیام رہا اس
 وقت میں حاجی محمد خان تاجر المشہور بہ ملک التجار جو اپنے زمانے کا نامور تاجر اور آپکے خاندان کا ارادتمند اور اس
 زمانے میں بتقریب تجارت وارد ہند تھا آپکو برلے چند سے پٹائی لایا اور خود بضرورت فروخت مال ملک اور حیرت
 چلا گیا چند روز کے بعد اوسنے آپکو اطلال دی کہ ملک اودھ سے بہتر ایسا مقام شریفونکے مستقل سکونت کے لیے
 ہندوستان میں کم ملیگا جو سلاطین وقت کے مظالم سے محفوظ ہو اور یہ کہ مظفر خان صوبہ دار اودھ آپکی ملازمت کا
 نہایت شتاق ہو آخر کار اوسکی ترغیب سے آپ اودھ میں تشریف لائے لیکن آپکے اخلاف دو پشت تک
 مختلف مقامات اودھ میں غیر مستقل طور پر بسر کرتے رہے یہاں تک قاری امیر سیف الدین مخدوم نظام الدین کے
 پدر بزرگوانے قصبہ کا کوری میں مستقل قیام اختیار کیا غرض کہ مخدوم عبدالعزیز نظام الدین قاری المعروف شیخ کجاری
 دین قاری امیر سیف الدین ششمین ہجری مطابق سنہ ۱۱۹۰ عیسوی میں پیدا ہوئے یہ بزرگ اپنے اسلاف کے یادگار
 اور اپنے وقت کے بڑے زبردست عالم باعلیٰ اور درویش کامل تھے طرز سلوک میں آپکو حفظ شریعت مجاہد اور
 طریق خصوصہ کی پیروی کا زیادہ لحاظ تھا از امیر نہیں سنتے تھے اور مر اسم عرفیہ صوفیہ کے جانب بالکل توجہ
 نہ تھی مجالس میں اسرار و نکات تصوف کے بیان سے پرہیز تھا علوم ظاہری میں آپ مولانا ضیاء الدین بھٹ منی
 اور قاضی عبداللطیف ہراتی کے شاگرد تھے اور کتب درسیہ اپنے اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھی تھیں طریقہ فقہین
 آپ سید ابراہیم ابنی میر سید عبدالرزاق خلف و خلیفہ غوث پاک کے مرید تھے آپکی تصنیفات سے اصول تہذیب
 میں منہج اور تصوف میں معارف اور ترجمہ رسالہ ملہات قادری مصنفہ سید عبدالرزاق یادگار ہو سنہ ۱۲۰۱ ہجری
 مطابق سنہ ۱۲۰۱ عیسوی میں اپنے انتقال کیا اس حساب سے آپکی عمر کیا نوے برس کی ہوئی مراد آپکا

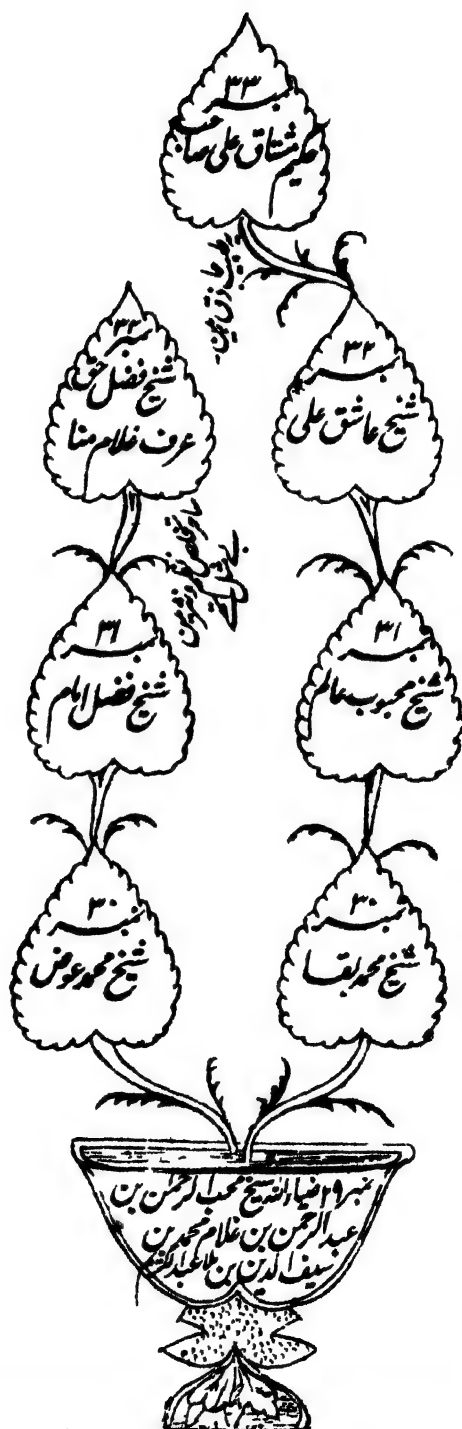
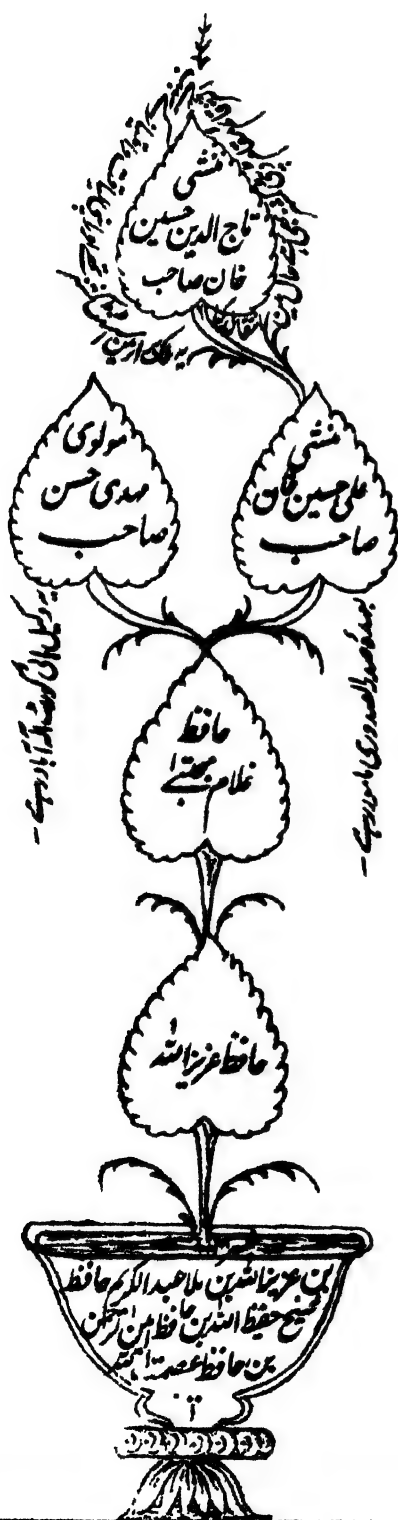
کا کوری میں موجود اور تمام مخدوم زادگان قبیلہ کا کوری آپنی اولاد میں شجرہٴ انساب اولاد مخدوم عبدالمہم
نظام الدین قاری المعروف شیخ بکھاری اس شجرہ میں اکثر انھیں مخدوم زادوں کی شاخیں
جنہیں باعتبار علم و فضل یا سرز خدمات سرکاری کے کوئی وجاہت فانی حاصل ہوئی اور یا وہ بقیہ جات میں غریب و مستحق



ملاشاہ عبدالمکریم پیراٹھارہ سال کتب درسیہ سے فراغت پا کر بطور سیاحت دہلی گئے مرزا غیاث پور نورجہان بیگم
کے ہمان ہوئے ہنگام قیام از پٹے معاملہٴ روبا شاہ صاحب کو یہ معلوم ہوا کہ میرزا بہادر وزارت متنازعہ ہو گا عذر ملا
خواب مرزا غیاث مقتد حال و صورت شاہ صاحب کا ہو کر بواسطت حافظ محمد حسن خان کہ بھلا عزیزان شیخ عبدالمہم
محدث دہلوی کے تھے درخواست مناکحت ساتھ نورجہان بیگم کے کی کہ اس وقت تک ناکھڑا تھی یہ اسکی درخواست
سے کبیدہ ہو کر درگاہ قطب صاحب میں چلے گئے اور مدت تک باشتغال باطنی مشغول رہے آخر مجموعہٴ حافظ محمد
بھلا حضرت خواجہ باقی باسدر آئے حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ نے بحضور اپنے پیر خواجہ صاحب کے عرض کی
کہ دروزے میں برابر دیکھتا ہوں کہ حضرت توجہ نسبت قادری کے برابر صراط حق پر فرماتے ہیں ارشاد ہوا کہ اور اک
تھارا شیخ ہو الا ظہور اس نسبت کا بوجہ شاہ عبدالمکریم کے ہو کہ یہ بنیرہ و خلیفہ حضرت نظام الدین محمد قادری کے ہیں
معاذ و مناقب کے اونکے زبان مبارک حضرت خواجہ اکمنی اپنے پیروں سے سنا ہی بعد اس کے شاہ صاحب کا ورنہ
چلے آئے اور جب تک زندہ رہے باشتغال باطنی مصروف رہے شجرہٴ اعتبار ان کا یہ ہو







بہارِ انکسوفانی ریاست اور کہا۔ اے اداؤں پر خست کنی و جہد سے خطابِ راجگی ملا۔ حالِ مہینہ انتقال کیا۔

۳۵ صاحب بہادر خان

۳۲ حسام علی

۳۱ سخاوت علی

۳۰ ہدایت علی

۲۹ خلیل شاہ

۲۸ شیخ کرم شاہ

اور میرے مصلحتی برسرِ فرائضے حال میں انتقال کیا۔
 اور یہ اور دم کے تصور کیل اور سرکارِ خلافت میں عمدہ چیف

ان کا طوق تو جو حیران پہنایا
بجائ میں تھے غنم و
غرمین نے مثل تھے
مرزا غالب علی دلجو کی
مطراحت شاعرِ انہر-
اور یہ مرزا غالب نے
بسل آریکا کو قصص تھا۔

۳۳ منیب رضا خان صاحب

۳۲ منشی علی حسن خان صاحب

۳۱ شیخ مشوق علی خان صاحب

۳۰ شیخ طفیل علی

۲۹ شیخ محمدنا

۲۸ شیخ غلام نبی

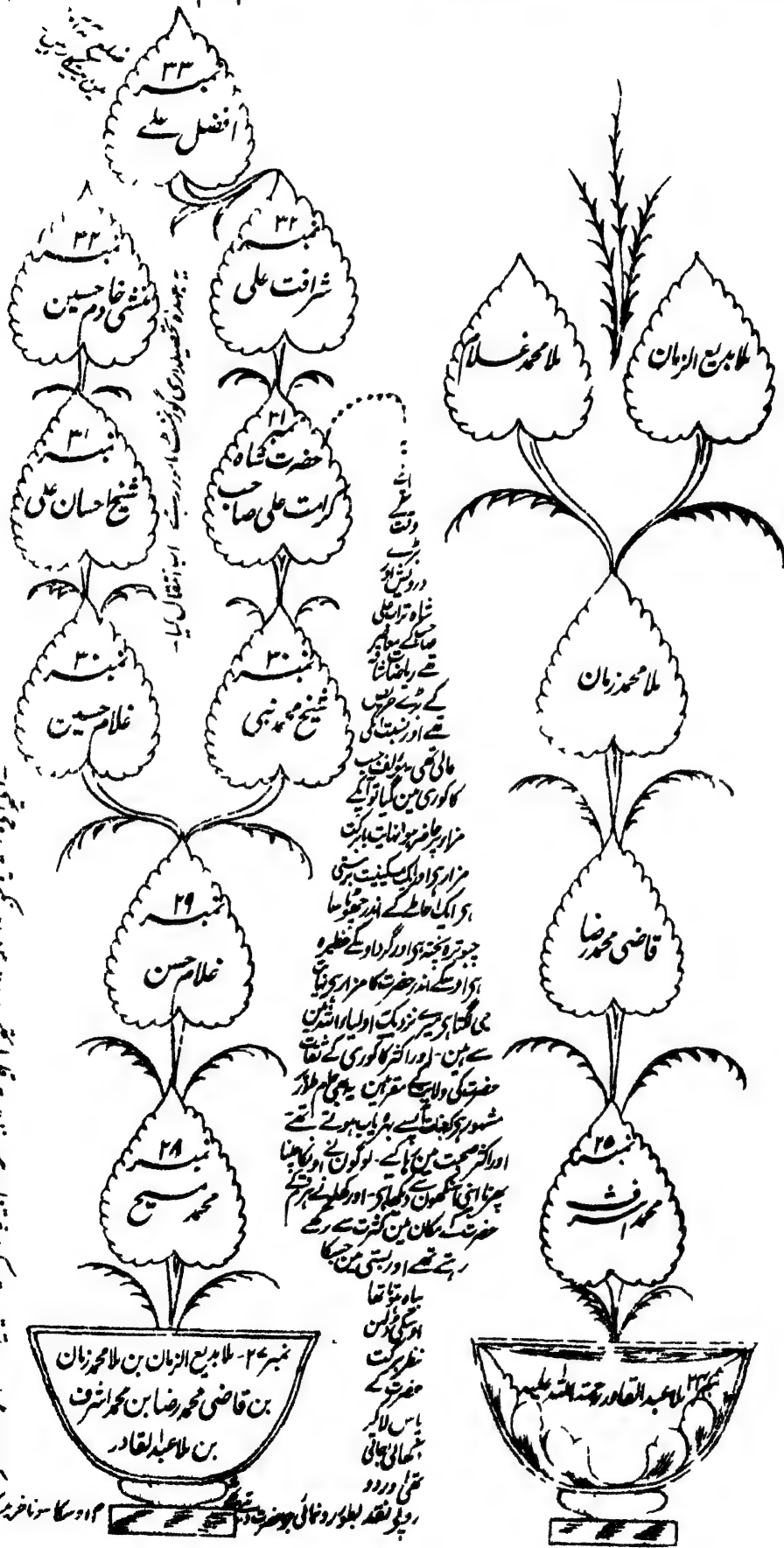
۳۳ منیب فدا خان صاحب

منشی علی عاشق علی خان صاحب

منشی علی دہلوی
شاعر ائمہ ہند
برغالب لکھے
خلص تھا۔

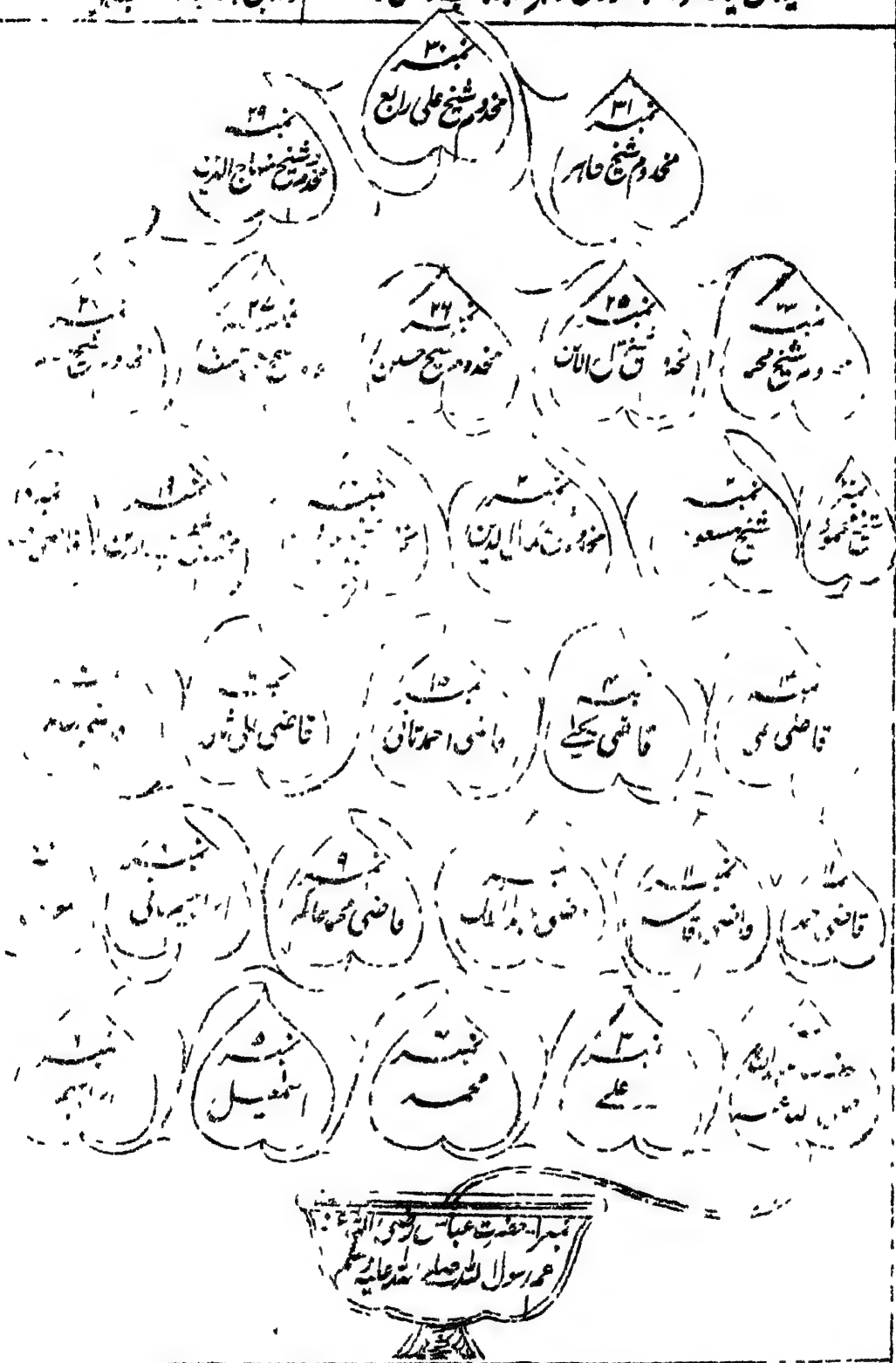
[illegible]

شجرہ اعتقاد ملا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ بن حافظ شہاب الدین بن محمد بن نظام الدین یہ اپنے وقت کے بہت مالدار تھے



۱۴۸ ملا سزا خیر مرکز

یہاں ایک گروہ عباسیوں کا ہے کہ جو بقلب قاضی زائے نام زد ہیں چنانچہ ذیل



انکے بیٹے شیخ ابو الکات و یار و بہت سے پہلے غزنی میں تشریف لائے انکے دو بیٹے تھے شیخ منہاج الدین و غزنی سے منتقل ہو کر قصبہ مہرہ بویہ تھری میں آباد ہوئے دوسرے بیٹے شیخ ابو الدین غزنی سے نکاح قصبہ قنوج میں ہوئے یہ ہوئے انکے پسر قاضی عداوتہ نے حضور بادشاہ دہلی سے عہدہ تمنا سے قصبہ کاکوری کا حاکم کر کے سکونت

۴۰۔ و عننا من انتیاری کی کہ چکا شجرہ انساب یہ ہر

(1946-1947)

منہ

قاضی حامد علی خان

۲۵ سوال حلیم کو امتحان کیا صاحب زادہ

یہ بعد ہر چہ ازی میں قاضی
قصبہ کا کہی متاہین اور ہزاروں زمیندار
تجربہ کاروں کی انہیں سے خلق کر
بست رہا زمیندار زمین

[illegible]

نہایت دلچسپ اور اعلیٰ ترین تعلیمی ادارہ ہے۔

میں نے

11

1

10

2

۳۹
ضی با نریه

فاضل کراچی

نہایت ہی

بسم الله الرحمن الرحيم

مجلس

۱۳۸۳

شیخ محمد بن علی بن حسین

شیخ فخر الدین
پیر رود



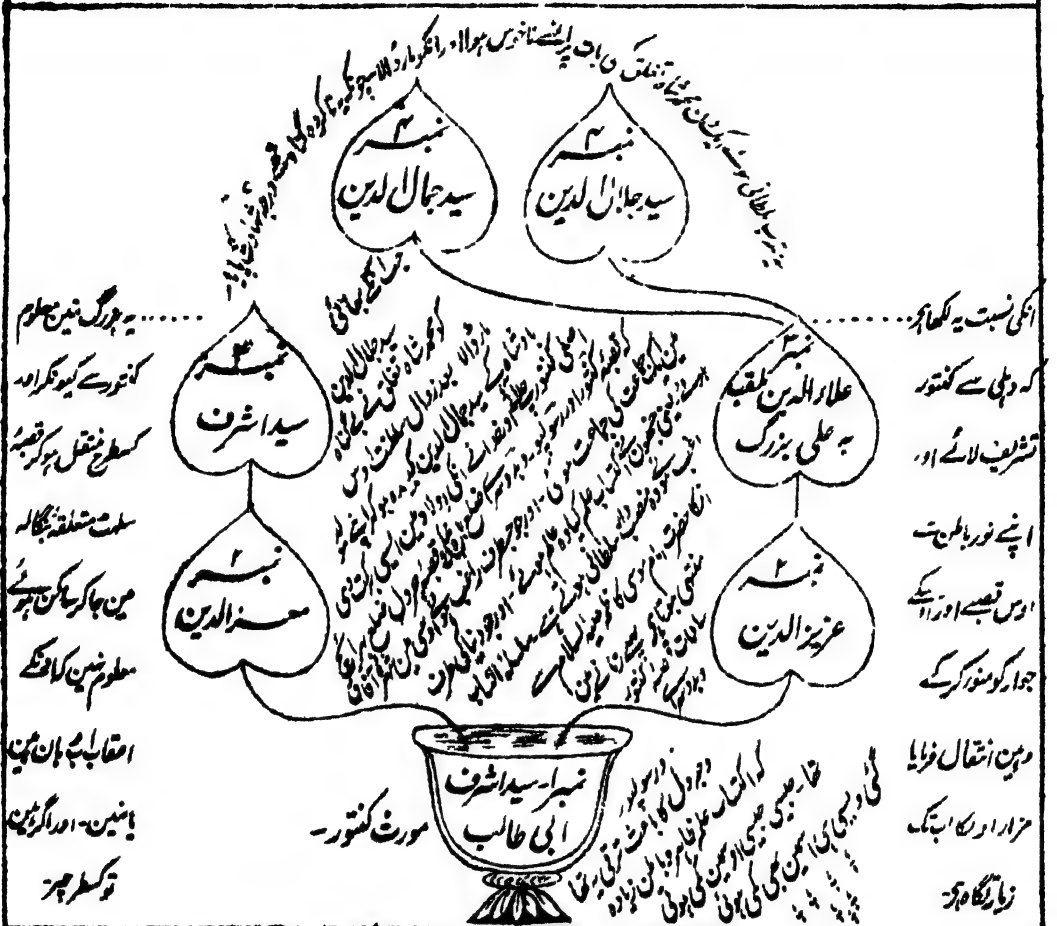
یہاں ایک اور خاندان شیخ سعدی شامی، رحمہ اللہ کا جو اکھا ایک روضہ نچتہ جانب کیم آبادی کا کہی کے واقعہ ہو

رشتہ دانشی عبدالعلی مرحوم کے تھے بہت عروج و رسوخ و اختیار حاصل تھا اور پشیدہ دست و ذریعہ عظمیٰ تھے تعلقہ گنگہ - دوسری اوجھڑ
 اوہی ملکیت سورنہ کی اب تک ہر بد وفات فشی صاحب مرحوم علداری سرکارین سند تعلقہ بنام شیخ زین العابدین برادر
 فشی محمد حسین مرحوم کے ہوئے فشی عبدالعلی مرحوم داماد شیخ زین العابدین کے تھے جب شیخ زین العابدین نے انتقال
 کیا تو ان کے بیٹے شیخ احمد حسین عہدہ تحصیل داری ضلع سلسلہ بریلی پر متاخر رہے اور شیخ واجد حسین بیٹا فشی محمد حسین مرحوم کا نظم
 تعلقہ ہر باہم اتفاق ہر شیخ زین العابدین نے از روئے وصیت احمد حسین واجد حسین کو نصفانصف تعلقہ سپرد کیا وہ
 ۶۳ ذکر سید فضل الدین ابو جعفر امیر ماہ بہرہ پانچویں مرید و خلیفہ حضرت مولانا علاء الدین جی پوری اور وہ حضرت
 قوام الدین اور وہ اپنے باپ امیر کبیر سید قطب الدین محمد مدنی اور وہ حضرت نجم الدین کبریٰ اور وہ حضرت غیاث الدین اور وہ
 حضرت ابو نجیب سہروردی اور وہ حضرت شیخ احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور وہ حضرت ابو بکر نساج اور وہ حضرت ابو القاسم
 کرگانی اور وہ حضرت ابو عثمان مغربی اور وہ حضرت ابو علی کاتب اور وہ حضرت علی ربوبی اور وہ حضرت ابو القاسم
 قشیری اور وہ حضرت ابو علی دقاق اور وہ حضرت ابو القاسم نصیر آبادی اور وہ حضرت ابو بکر شبلی اور وہ حضرت جنید
 بغدادی اور وہ حضرت سری سقطی اور وہ حضرت معروف کرخی اور وہ حضرت علی بن موسیٰ فنی اور وہ حضرت
 امام موسیٰ کاظم اور وہ حضرت امام جعفر صادق اور وہ حضرت امام باقر اور وہ حضرت امام زین العابدین
 اور وہ حضرت امام حسین علیہ السلام اور وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے تھے و تسلسلہ انساب پوری - ہر سید فضل الدین
 ابو جعفر امیر ماہ بہرہ پانچویں سید نظام الدین بن سید حسام الدین بن سید فخر الدین بن سید یحییٰ بن سید ابو طالب بن سید محمد
 بن سید حمزہ بن سید حسن بن سید عباس بن سید محمد بن سید علی بن سید ابو محمد اسماعیل بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت
 امام باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ چشتیہ جوی
 مطابق ششہ صوی میں ہلاکو خان بادشاہ ترک نے شہر بغداد کا محاصرہ کر کے مستقیم بامد ظفاسے عباسیہ سے مجاہدہ
 کیا آخر کو مقتضی بامد شہید ہوا اور ہلاکو خان نے شہر بغداد کو غارت کیا اور اس خلفشار میں سید حسام الدین جہ فیض فضل العزیز
 ابو جعفر امیر ماہ بہرہ پانچویں بغداد شریف سے جلا وطن ہو کر پراہ غزنی پہلے لاہور میں آئے بعد قیام چند لاہور سے دہلی
 آئے اور سوت بادشاہ دہلی سلطان غیاث الدین بلبن تھا اور اسے آٹھ لاکھ روپیہ سلطنت میں باعث امن سمجھ کر کچھ وظیفہ
 عین کو دیا ششہ صوی میں جب محمد شاہ تغلق نے دہلی کے لوگوں کو ویران کر کے واسطے ہمانے دیو گڑھ دولت آباد
 کے دکن لے لیا ناچا اور سوت سید نظام الدین والد ماجد حضرت کے وہاں گئے اور جانب اودھ کے متوجہ ہوئے ششہ
 بھری بن سواد مقام بہرائچ پسند فرما لیا اور طرح اقامت کی ڈالی چشتیہ بھری مطابق ششہ صوی میں جب
 سلطان فیروز شاہ سفر بنگالہ سے وارد بہرائچ ہوا تو سید فضل الدین ابو جعفر امیر ماہ بہرہ پانچویں کا مقصد ہو کر چند یہاں سے
 صرف خانقاہ کے عطا و سوان کیے اور ان کے بیٹے سید تلج الدین اور ان کے سید سواد کے سید احمد اسد ان کے سید محمود اور ان کے

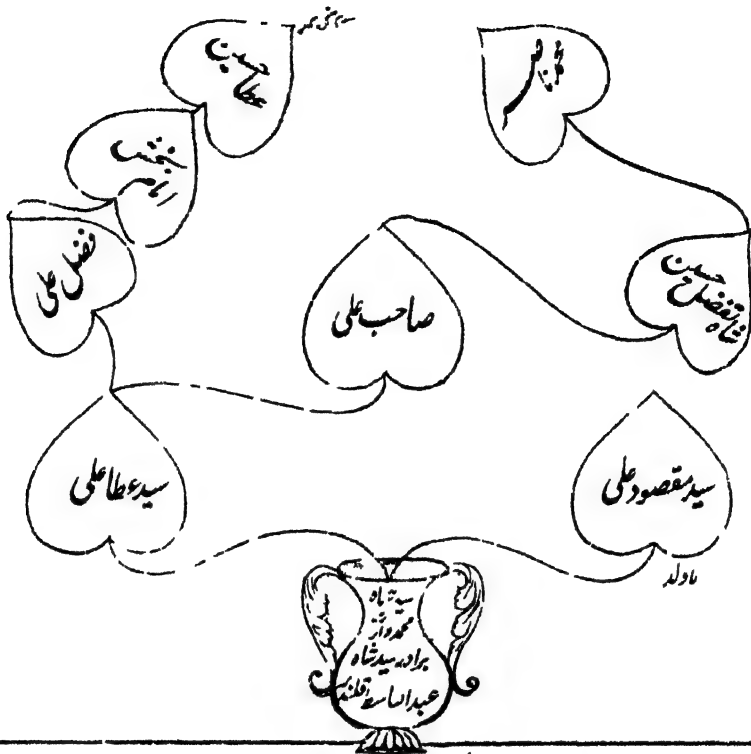
سید مبارک اونکے سید ناصر الدین اونکے سید نظام الدین اونکے سید رکن الدین اونکے سید علی الدین اونکے سید غلام حسن اونکے سید غلام رسول اوسوقت تک سب لوگ محلی سنت آبائی کے رکھ کر حیرہ رشد و ارشاد کا جاری رکھتے تھے اور اہتمام اعراض وغیرہ کا برابر کرتے رہے جب اونکے سید غلام حسین ثانی ہوئے انکو عیسائیت کا مال نہ تھا وہ طریقہ آبائی رشد و ارشاد کا ضعیف ہو گیا اونکے دو پسر غلام محمد و غلام رسول ثانی یہ سامنے تھے نواب شجاع الدولہ بہادر کے شکست کر کے جب صلح نامہ گورنٹ انگلشیہ سے ہوا تو نواب محمد اذکر نے حکم ضبطی کل مسافینات صوبہ دہلی کا صادر کیا یہ دونوں بھائی برطانیہ جہاں مسافین بہ تبدیل مذہب آبائی پابند مذہب مامیہ ہو گئے اس قدر فائدہ تبدیل مذہب سے ہوا کہ نصف مسافین بہاں اور نصف ضبط ہو گئے اوسوقت سے پہلے اعراض کے محاسن تفریہ داری کرنے لگے بعد نواب سعادت علی خان شالہ خلی میں وہ نصف مسافین بھی ضبط ہو گئے اب شل زمینداران کے انکی اولاد ہو گئی پروردایام وہ خالص سییح و رہن کر ڈالی اور جو کچھ دیہات باقی رہے اوسکو بنوٹ سنگینی جمع شامل تعلقہ لکیو نہ و پیاپور کر دیا بفضل چار کلین فصلہ ذیل باقی ہیں اکبر پور متوکی پور علی پور قاضی پور اب انکی اولاد میں غلام محمد سی چوٹی پشت میں سید محمد حسن و محمد حسن اور اولاد غلام رسول سے سید غور شید حسن تیسری پشت میں موجود ہیں مگر تعصب مذہبی ہر تقدیر کے جب تک انکی ملاقات کو بغرض دریافت حالات تاریخی حاضر ہوا تو سوائے تذکرہ مذہبی کے دوسرا ذکر کیا ہر چند مولف نے عرض کی کہ میں ہمان ہوں ہمان سے تذکرہ تعصب مذہب خلاف ہمان نوازی ہو مگر کچھ اثر پذیر نہ ہوا اور یہ بھی کہتے تھے کہ آباے کرام ہمارے ہمیشہ سے ہی مذہب کھتے تھے مگر بنوٹ سلاطین عرب جو تقیہ کیے رہے بعد ایالت مذہب شجاع الدولہ ملو جب ہمارے مولف نے کوئی باقی نہ رہا تو ترک تقیہ کیا مہارت نسب میں ان لوگوں کے کچھ شک نہیں مصلحت و مصاہرت کے ساتھ سات جہول کے جوہر مزار شریف سید افضل الدین ابو جعفر امیر ماہ بہرائچی کا جانب اور ترکائے آبادی بہرائچ اندر گنبد خشتی کے واقع ہر حوالی اوسکے چار دیواری پختہ ہو اور چار دیواری کے دروازے پر ایک چھوٹی سے سہیو انوار و برکات مزار شریف سے اسوقت تک پائی جاتی ہیں اور اہل باطن والا مال فیض نسبت سے ہوتے ہیں و فقہ ہم و ذکر سادات کز لئی پر گنہ و ضلع بانڈہ ہوا اللہ فیج الانساب میر سید سلیم المعروف سلونی بعد سلطان فیروز شاہ اول علی میں اگر سکین گزین ہوئے اونے ایک پسر سید بڈا متولد ہوئے وہ کز لئی میں اقامت گزین ہوئے اولاد امجاد و مزار و کا وہ ہیں ہوا بفضل سرخیل اوس قوم کے سید شاہ احمد حسین ہیں جنکے پندہ ہر گوارنے سلسلہ تعلقہ ریہ میں خرقة و بیعت حاصل کی تمام لوگ اوکی قوم کے اب پندہ مذہب انما حشری ہیں تھلثہ عیسوی میں مولف بانڈہ جانا تھا جو رہ جانے رات کے اوسدن اونکا ہمان ہوا اونکے مذہب کی تصدیق ہو گئی حامل اچھے ہیں ہمارے چھوٹک کا بازار گرم رہتا ہے یہ بھی سید جوہر ہیں مصلحت و مصاہرت کے ساتھ سادات اوکاسی و سونی ضلع بانڈہ کے ہوا کرتے تھے و فقہ ۶ ذکر سادات مشہدی جب اثر ظہر کو خان تذکرہ و فقہ ۶ کا مشہد مقدس پہونہا تب سید قطب الدین بن سید جہاں میں سید قائم

غانی بن سید اسماعیل بن سید ضیاء الدین بن سید علی بن سید ہشام بن سید قاسم بن سید طاہر بن سید طیب بن سید شمس الدین
بن حضرت امام موسی کاظم بن حضرت امام جعفر صادق بن حضرت امام محمد باقر بن حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین
علیہ السلام بن حضرت علی نقی کرم اللہ وجہہ شہد مقدس اپنے مقررہ نمبر کے باضلاع شہرہ اسمن بادشاہ سلطان ناصر الدین محمد
شاہ ہندوستان نے اپنے پسران سید محمد و سید ابوالخیر کے عازم دہلی ہوئے بوجہ ضعف پیرانہ سالی ان کے راہ میں مصوبت سفر
عالم دنیائے مقل نہ کر سفر آخرت اختیار کیا مگر دونوں صاحبزادے مع اخیر دہلی پہنچے و باکتاب علم مصروف ہوئے جب
تسکین علمی و نگاہان حاصل ہوئی اور اس وقت کر وہ اودھ معدن علما و مشائخ تھا بغرض تسکین اتم سید محمد اودھ اور
سید ابوالخیر کسے گئے ذکر سادات نگر اوٹن سید محمد نے اودھ میں بعد تسکین علم طاہر و باطن بسلسلہ حضرت شیخ اسحاق
گادرونی بہت حاصل کی اور بعد مجاہدہ نفسی صاحب خرقہ و ارشاد ہوئے اور بحکم اپنے پیر کے قصبہ بودیا آباد ضلع نواب گنج بارہ بنگلی
میں طرح اقامت کی ڈالی اور اپنے نور باطن سے اس نواح کو فیضیاب فرمایا جب اس جہان سے رحلت کی اون کے
خلف الرشید سید محمود و سجادہ نشین ہوئے میر سید شاہ پسر سید محمود نے دریا آباد سے منتقل ہو کر قصبہ نگر اوٹن ضلع گننہ میں
سکونت اختیار کی مراد اولاد اوٹنی وہیں اہل اعتبار سے موجود ہیں ان کے طہارت نسب میں کوئی شک نہیں علت مصاہرت
اون کے ہونے بیخ و سادات مشاہیر اس جہاں سے ہوتی ہو لیکن باوجود کچھدی ہونے اولاد سید ابوالخیر کے اون سے اب تک کوئی خراب
واقعہ نہی سبب اسکا معلوم نہوا ذکر سادات شہمدی قصبہ لڑہ ضلع آٹھ آباد و سید ابوالخیر باکتاب سلم معقول و منقول
متوجہ ہوئے بعد فراغ تامل ہو کر ہمیشہ قیام اپنا و اپنی اولاد کا کروٹ میں اختیار کیا و ان کے پسر سید قاسم ان کے سید حسین اون کے سید
تھام الدین ان کے سید محمود اون کے سید محمد اون کے دو پسر سید شاہ و فرید و سید شمس سید شاہ فرید نے عالم تہجد و فقیر سالک نے و سید شمس
محض مجذوب تھے کیفیت فضل و کمال خرقہ عادات ان دونوں بھائیوں کے بعد سلطنت محمد جلال الدین اکبر بادشاہ شہشاہ
فرید ہوئے اگرچہ اولاد سادات شہمدی محلا قضاۃ میں بہت ہو لیکن اس حکم صرف شجرہ اعتقاد سید شاہ فرید کا کمال لکھا جاتا ہے

دفعہ ۴ ذکر سادات کنویر پر گنہ بدہ سرے ضلع بارہ بنکی جو اللفوظ سید عام بخاری و کتاب نسیح الانساب



سادات جہول کے مہارت نسب میں کوئی شک نہیں و جعلت و مصاہرت انکے ساتھ ماحات اولاد سید ابو جعفر امیر ماہ بہر ایچی سے ہو اور کان نسب شل آفتاب کے روشن ہو ذلر فتح پور سہوہ جو اب ضلع فتح دفعہ ۴ میر سید علا الدین شکر برش کا ناگ بھی سلسلہ حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ سے منتہی ہوتا ہے یہ بزرگ اور اولاد امجاد و انکی ضلع فتح پور خاص میں رہے جب تک انکی نسل میں طریقہ رشد و ارشاد عالم باطن کا جاری رہا اور سوقت تک ہر طرح کا نشوونامیش خلافت قائم رہا جب سے اون لوگون نے اس فن خاص میں کابلی اختیار کی اور طرف حصول دینکے متوجہ ہوئے تو برود ایام آہستہ آہستہ وہ اقتدار ایسا گیا کہ اب جو اونہیں باقی ہیں لائق ذکر کے نہیں ہیں دفعہ ۴ ذکر سادات و مکہ ہا پر گنہ کیوالی و بڑاگانون پر گنہ پھول پور ضلع الہ آباد حضرت امام نقی رضی اللہ عنہ انکے بیٹے سید حسین انکے بیٹے سید رضی الدین انکے بیٹے سید سعواد انکے بیٹے سید تاج الدین احمد انکے بیٹے سید اسماعیل انکے بیٹے سید جعفر انکے بیٹے سید عبدالرشید انکے بیٹے سید عبدالواحد انکے بیٹے سید حسین ثانی نیشاپوری انکے بیٹے سید فخر الاسلام یہ بزرگ خلفشار چنگیز خان بن ہلاکو خان منتقل ہو کر ہمراہ مورخان سادات کنویر ضلع بارہ بنکی بعد سلطنت سلطان غیاث الدین بلبن دہلی تشریف لائے اور تاسلطنت محمد شاہ تغلق مسکن گزین دہلی رہے جب بادشاہ نے دہلی کو ویران



اب انخاص آخر مندرجہ شجرہ قابض معافی موضع دگہ باد موضع بڑا گانوں کے ہیں کہ جو حسب شد آمد قدیم بجانب منٹ
 انگلیشہ نسل بعد نسل معاف و بحال چلے آتے ہیں شادی بیاہ ان سادات کا ساتھ سادات موضع سیوت پرگنہ سورام کے
 جو سادات ساکن بڑے گانوں ہیں ہوتا ہے اور کو تعزیر داری میں بہت غاشی ہوا و تسلسلہ پیری مریدی کا بھی اب جاری
 نہیں ہے لیکن جو بزرگ دگہ بایں سجادہ نشین ہیں وہ اپنا سلسلہ پیری مریدی کا اب تک جاری کیے ہوئے ہیں حضرت
 شاد عبدالباسط صاحب قلندر قدس سرہ سے بہت بڑا سلسلہ قصبہ کا کوہی ضلع لکھنؤ میں آیا کہ جسکا ذکر حالات قصبہ
 کا کوہی میں کر چکا ہوں دفعہ ۹۹ ذکر سلطنت غیاث الدین محمد شاہ تغلق ثانی فی اربعہ شعبان ۸۰۰ ہجری قمریہ
 کا ذکر آخر محمد فیروز شاہ مہذب میں ہو چکا ہے بعد مرنے فیروز شاہ کے یہ مستقل بادشاہ ہو کر لقب اپنا سامان غیاث الدین
 محمد شاہ تخلق رکھا و ملک فیروز علی کو خطاب خان جہانی خطاب کر کے وزیر کیا جب خبر سلطنت غیاث الدین کی سامان
 ناصر الدین بادشاہ مغرور کو پہنچی تو وہ ہار سے اوتر کر سلطان غیاث الدین سے سخت برا آخر منہ ہوا کہ قلعہ بٹوہ میں
 محصور ہوا مگر فرج بادشاہ مجدد ستانت قلعہ دیکھ کر واپس دہلی آئے بادشاہ مجدد جوانی کے نشے میں غمور رہ کر انتظام ملک سے
 غافل ہو گیا اور اپنی کوتاہی سے عزیز و کمو قتل کیا ابوبکر شاہ برادر عماد بادشاہ بدیع خان بدینا خان رکن الدین بدینا
 وزیر المملک غلاموں کو اپنے ساتھ ملا کر دیوانخانے میں گیا اور ملک مبارک اخیر الامار قتل کا باصفاہ اسلحہ بادشاہ محمد
 اور وزیر ایک دروازے سے جانب جہانباغ کے رکن الدین اوکلی مغروری سے مطلع ہو کر پیچھے گیا اور دونوں کو گرفتار کر کے

جان سے مارا لادت سلطنت اس بادشاہ کی پانچ مہینے کی دن وفات ہوئی۔ ذکر سلطنت ابو بکر شاہ بن ظفر خان
 بن فیروز شاہ جب یہ بادشاہ ہوا تو ملک بکن الدین وزیر المملک ہوا وزیر اور بادشاہ کے باہم ناچاقی ہوئی وزیر بادشاہ
 کے ہاتھ سے مارا گیا بعد اسکے امیر من صدہ سانا بادشاہ سے باغی ہوتے سلطان سے خوشدل مستوالیہ بادشاہ کو مار کر سر
 اور کا بخور سلطان ناصر الدین بھیج کر واسطے تخت نشینی کے بلایا اور بقیام سنانا تخت سلطنت پر جلوس کر کے دہلی چڑھا
 امر لے دہلی ترک نہ فاق ابو بکر شاہ کر کے شریک سلطان ناصر الدین ہوئے ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۷۰۰ ہجری میں اندر
 شہر دہلی کے دونوں بادشاہوں میں سخت لڑائی ہوئی کسی لڑائی میں ابو بکر شاہ اور کسی میں سلطان ناصر الدین ظفر
 منصور پتلا آخر تاریخ ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۷۰۰ ہجری مطابق ماہ نومبر سنہ ۱۳۰۰ عیسوی کو ابو بکر شاہ دستگیر سلطان ناصر الدین
 کا ہو کر قلعہ میرٹھ میں بھیجا گیا اسی قید میں اس جہان سے گزر گیا دفعہ ۱ ذکر سلطنت سلطان ناصر الدین
 محمد شاہ جب اسکو سلطنت دہلی کی مکر حاصل ہوئی پہلا کام اسکا یہ ہوا کہ غلامان شاہی کا استیصال کلی کیا چنانچہ حکم
 دیا کہ اگر یہ جانبری چاہیں تین دن کے عرصے میں شہر چھوڑ دیں جو کل گئے دہلی گئے رہ گئے مع دیگر بیگناہوں کے
 باشندہ غلاموں کے مائے گئے یہ بھی ایک انقلاب عظیم دہلی میں واقع ہوا پہلے دستور تھا کہ سولے اہل ولایت کے کوئی
 شخص منصب جلیلہ پر مامور نہ ہوتا تھا اسکے وقت میں اکثر نو مسلم قوم ہندو بڑے عہدوں پر مامور ہوئے بعد ختم قتل غلاموں کے
 جب بادشاہ کو اطمینان کلی حاصل ہوا تو فرحت المملک ماکم جرات نے بغاوت اختیار کی ظفر خان اسکے استیصال کو بھیجا
 گیا سنہ ۷۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۰ عیسوی میں آنرومی جن نامہرنگہ قوم راٹھور اپنی قوم کے علاوہ باغی ہوا اسکی
 سزا دی کے لیے اسلام خان متعین ہوا اسنے حکمت علی نامہرنگہ کو مطلع کر لیا اسی شہنشاہین زمینداران اٹاودہ خوف
 ہوتے بادشاہ انکے استیصال کے لیے خود گیا اور چند لڑائیوں کے بعد آخر وہ زمیندار خائب و ناخوش ہوئے اور قلعہ اٹاودہ
 کھودا گیا بعد اس مہم کے بادشاہ براہ قنوج جا لیسر میں آکر ایک قلعہ تعمیر کر کے باسم محمد آباد موسوم کیا اسی مقام پر
 عرضداشت وزیر المملک باطلع بغاوت اسلام خان پونہی فوراً بادشاہ نے دہلی میں آکر اسکو طلب کیا عند الاستفا
 وہ اپنی بغاوت سے منکر ہوا لیکن وزیر نے اسکے برادر زادے کی گواہی لوائی آخر کو جان سے مارا گیا ہنوز بغاوت
 کج رہت و راٹھور رفع نہیں ہوئی تھی کہ لکھنؤ نے لاہور میں بغاوت اختیار کی اور امر لے شاہی میں بھی نفاق قائم
 ہوا ایسی حالت میں نظروں سے غفلت کا بالکل جائز تھا سنہ ۷۰۰ عیسوی مطابق سنہ ۷۰۰ ہجری میں چھ برس سات
 ماہ سلطنت کر کے بادشاہ اس جہان سے گزر گیا دفعہ ۲ ذکر سلطنت سکندر شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ بعد مہرنگہ
 بایون خان مہین پور بادشاہ و سادہ آرا سے مامور جہانگیری ہو کر نام اپنا سکندر شاہ رکھا صرف ایک ہفتہ شاہت
 کر کے بستر بیماری پڑا اور پندرہ دن بیمار ہو کر اس جہان سے رخصت ہوا دفعہ ۳ ذکر سلطنت سلطان
 محمود برادر کوچک سکندر شاہ بعد فوت سکندر شاہ کے سلطنت دہلی کی ایسی بد حقیقت و مضیف ہو گئی تھی کہ

تیسرے روز نقض عہد کر کے نصرت شاہ کو مجبور کرنا چاہا اور تاتار خان اپنے وزیر کے پاس مفروضہ ہو گیا ملو اقبال خان بطور خود مالک فیروز آباد ہو گئی جیسے تک دونوں میں لڑائی رہی اس مابین میں کئی مرتبہ صلح بھی ہوئی آخر مغرب الملک ملو اقبال خان کے ہاتھ سے مارا گیا اور سلطان محمود کو ملو اقبال خان قابو میں کر کے پانی پت کو تاتار خان کے ہتھیار کرنے کو چڑھ گیا تاتار خان دوسری رات سے دہلی پہنچا لیکن حصار پانی پت کا دبان فتح ہو گیا باصناے اسکے تاتار خان اپنے تین بے یار و لشکر دیکھ کر اپنے باپ ظفر خان حاکم گجرات کے پاس چل گیا اب دہلی کی سلطنت کا برا حال ہوا اور دلاور خان مالوہ میں محمود خان خاندیس میں ملک سرور خواجہ جہان کڑہ و مانکپور و اوڈھ و جونیور میں فرماؤ والی کر رہے تھے ایسے نازک وقت میں امیر تیمور صاحبقران گورکان نے جو جگہ خزانہ کی نسل سے تھا ہندوستان کے لینے کا مشورہ کیا تیمور کا مشورہ دربارہ تسخیر ہندوستان امیر تیمور نے اپنے وزیر اور اسے یہ نکالیش کی کہ چین پر چڑھائی کروں یا ہندوستان کو فتح کروں لوگوں نے ہندوستان کی چڑھائی کی چار موانع بیان کیے اول پنجاب کے دریا و دوم بھگتوں کی کثرت سوم مردمان جنگلی کی غارتگری چہارم فیلان جنگی کا مقابلہ لیکن شاہنشاہ مرزا ان کے خلاف متفق الہاے امیر تیمور تھا امیر تیمور ہر ایک آئادہ عزیمت ہندوستان کرتا تھا لیکن فرج اوسکی اس آئادہ نہ تھی اسی اثنا میں میر محمد خان کی عصمتا بمضمون فتح کرنے ملتان و طائف الملوک ہندوستان کے پہنچے اوس سے امیر تیمور قومی دل ہو کر سنسنہ ہجری مطابق ۸۳۰ھ عیسوی میں آغا زباز میں کوہ ہند و کش سے اور پہلے کابل آیا اور وہاں سے سرگند و نکاپل باندھ کر دریائے الملک و جیل سے پار و ترا اور شہر تلیمان کا محاصرہ کیا فرج نے شہر کو خوب لوٹا جب شہر والوں نے مقابلہ کیا تو حکم قتل عام کا صادر ہوا بعد بتا ہی اوس شہر کے پیاس کے کنائے پہنچا یہاں سے ملتان آٹھ میل باقی تھا پیر محمد خان نے دعوت اپنے دام کے لشکر کی اور جو مال غنیمت ملتان کا تھا پیشکش کیا اوسکے صلہ میں امیر تیمور نے تیس ہزار گھوڑے بطور انعام پیر محمد خان کو دیے لوٹتا پھونکتا اجدھن میں جسکو پیک ٹپن بھی کہتے ہیں پہنچا اور پیاس ادب مزار حضرت شیخ فرید الدین گنج شہر قتل عام سے محفوظ رہا بادشاہ بعد زیارت درگاہ شریفین کے قلعہ بھٹیئر کے پاس پہنچا اور وہاں کے راجہ ولی چند سے کچھ لڑائی کی بعد صلح ہو گئی اوسے بہت سا پیشکش دیاجب مفروضہ زباز پور اور اجدھن کا قتل عام ہونے لگا تو اوسکا بیٹا منحرف ہو کر پھر لڑا آخر تیمور کی فرج اوس قلعہ پر غالب آئے اور کل مصوبین قلعہ جانیسی مارے گئے دہلی کا کوچ وہاں سے امیر تیمور براء سنانا دہلی کے جانب متوجہ ہوا راستے میں جو شہر اور گائون ملے اوسکا قتل عام کرتا ہوا جہان خان کے سامنے کنارے دریائے جمنائے اور ترا دہلی کی فتح دہلی کے بادشاہ اور ملو اقبال خان میں ایسی قوت کمان تھی کہ تھنے بڑے بادشاہ جلیل القدر کا مقابلہ کرتے تاہم چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل اور ستائیس فیلان جنگی سے باہر نکل فرج تیمور سے نہ خواہ ہوئے نہ نہزم ہوئے بیگناہ قیدیوں کا مارا جانا داروغہ جس نے امیر تیمور سے عرض کی کہ بروز ہند شاہ دہلی چہرے قیدیان شاہی کے بشاش معلوم ہوتے تھے ایسا نہ ہو کہ باہم متفق ہو کر یہ لوگ کچھ فساد کرا

مقتضای توابع جانداری ہو کہ کچھ مدارک انکا فرمایا جاوے اور سپہر تیمور نے حکم دیا کہ باشتناے ہند و برسر عہدوں
 کے جتنے قیدی ہیں ایک دم سے قتل کیے جا دیں اگر ہمارے لشکریوں سے کوئی شخص اونکی قتل سے باز کرے
 وہ بھی مارا جائے یہ حکم ہوتے ہی فوج نے تمام قیدیوں کے سر مثل خیار کے اوڑا دیے ملفوظات تیموریہ میں ایک
 لاکھ غفر نامہ بین پاس ہزار قیدیوں کی تعداد مرقوم ہو مگر سلطان محمود کا شکست کھا کر جانب گجرات
 کے بھاگ جانا بد شکست کے مکر سامان جنگ جمع کر کے بحیثیت دس ہزار سوار و چالیس ہزار پیادہ و ایک سو پچیس
 ہاتھی بیرون حصار دہلی ایسرتیمور سے رزمنہ خواہ ہوا ایسرتیمور بغرض تاشناے جنگ ایک بلند ٹیکرے پر جا بیٹھا جب دنوں
 فوجیں مقابلے پر آئیں تو تاتاریوں کے تیر مثل اولوں کے برسنے لگے ہاتھیوں نے منہ پھیر سلطان محمود نے گجرات
 کا راستہ لیا ملو اقبال خان برن کے جنگلوں میں غایت خواہ ہوا اگر دو بیٹے اسکے ایسرتیمور کے قید میں آگئے ایسرتیمور
 بڑی شان و شوکت سے سوار ہو کر عید گاہ میں آیا وہاں سب سادات و مشائخ و علما و دیگر رؤساء دہلی باریاب
 ملازمت ہو کر طالب امن و امان ہوئے درخواست اونکی منظور ہوئی۔ ماہ ربیع الاول سنہ ہجری مطابق ۸۰۱۔
 دسمبر ۸۰۱ عیسوی کو تمام مسجد و مین خطبہ و سکے اسکے نام کا پڑھا گیا باعث قتل عام دہلی یہ ہوا کہ بڑا آدمہ
 ایسرتیمور کے بہت سے دو لہند اور شہر و نکلے دہلی میں جمع ہو گئے تھے تیسرے مہینے فوج تیموریہ بغرض شہر میں داخل ہوئی
 و گرفتاری جس امر سے بادشاہی دولت مردان بیرونی شہر کے اندر گئے قتل عام دہلی و تماشائی ہر ایک کی شہزادی
 جب ہندوؤں نے دیکھا کہ ہماری جان و مال آبر و مفت میں جاتی ہو تلواریوں کے وہ بھی اڑنے کو تیار ہو گئے پھر تو آئیں تلواریوں
 کہ لگی کو چہ مثل ایام بارش کے بھر گئی منگل سے دو شنبہ تک قتل عام ہوتا رہا لکھو کہا آدمی سے زائد سکناے شہر قتل ہے
 اور مال و اسباب بے انتہا غنیمت ہو گیا چنانچہ ایک ایک ترک کے پاس کم سے کم سو سو لوندی غلام ہو گئے اور قتل
 کرتے کرتے تھک گئے جب سے لوگ پورانی دہلی میں بھاگ گئے اسوقت خود بخود قتل موقوف ہو گیا مگر علما و مشائخ
 و سادات اس قتل عام سے مامون و محفوظ رہے معلوم ہوتا ہے کہ تیمور نے اونکے دروازوں پر کوئی نشان پاس
 وغیرہ کا کر دیا ہو یا کچھ لوگ اپنی تعینات کر دیے ہوں اور جو لوگ اونہیں سے باہر نکلے وہ بھی شہید کیے گئے بعض
 مورخ تحریر کرتے ہیں کہ جب اسکوا من دہلی کا خیال آیا تو سوار ہو کر شہر کے گرد جامع مسجد میں آیا اور بے غنما و
 علما و سادات کو طلب کر کے بتظیم و ذکر ہم پیش آیا اور ان سے معذرت کی کہ میری مرضی قتل عام کی تھی مگر میں
 کیا کروں مرضی خدا کی یہی تھی اگرچہ مورخین اس تیمور کی سفاکی و برحمتی پر ہزار ہزار نفرین کرتے ہیں مگر میں یہ کہتا
 ہوں کہ اسکی سفاکی علما و الدین ظلمی و محمد شاہ تغلق سے زیادہ نہ تھی بقاعدہ ہو کہ جب ایک بادشاہ دوسرے ملک
 میں جاتا ہو اگر ایسے کام نہ کرے تو قہر و استیلا و سکا کیونکر ہو تیمور نے اگر ملک غیر میں یہ حرکت کی تو کچھ تعجب کی بات
 نہیں ہو طرہ یہ ہو کہ محمد شاہ و علما و الدین نے خون ناحق و قتل مام ایسے کیے کہ جو اسکی برحمتی و سفاکی سے سو درجہ

بڑے ہیں کیفیت انصاف امیر تیمور بعد قتل دہلی میرٹھ گیا وہاں بھی قتل عام کر کے ہر دو اور وجہ ہوتا ہوا جبر
 آیا تھا اور سیطرہ چلا گیا اور ہندوستان میں اپنے بعد قتل و دبا اور ہر ایک طرح کی بے انتظامی چھوڑ گیا تانچ و لادیت
 اور سکے لٹھنہ ہجری و وفات ششہ ہجری ہو کہ بعد جانے تیمور کے دہلی تھوڑے روز ویران پڑی رہی آخر کو محمود تغلق
 گجرات سے آیا اور کچھ دن برائے نام بادشاہت کر کے راہی ملک عدم ہوا تمام ہندوستان طائف الملوک ہو گیا ملتان
 دلاہور و دیہا پور میں حسب اجازت صاحبان گورکان سید خضر خان حاکم خود سر ہو گیا ذکر اس کا مقالہ و دم میں
 مرقوم ہو گا اور ولایت میان دو اب تب صرف اقبال خان درائے کہ و گجرات میں خان اعظم ظفر خان سمانین
 بالی خان پزانہ میں شمس الدین خان کالپی دسونہ میں محمود خان بن ملک زاوہ فیروز مالکانہ قابض ہو گئے کہ قنوج
 داوود و جہنپور و کٹیوا نگپور کا خواجہ جہان وزیر جسکو سلطان الشرق کہتے ہیں مالک ہو گیا اگرچہ موضعیں آمد صاحبقران
 میں انقلاب عظیم ہندوستان کا تحریر کرتے ہیں کہ خلفتہ ابراہیم جگہ کا مفصل تحریر نہیں کیا کہ بروایت محمودی رسالہ نظام
 جب سلطان محمود بعد مات اپنے بھائی کے تحت سلطنت پر بٹھایا اسطے بنیہ مرزا دہی سرکاران و سمران طران
 کے چار امیر دن کو ایک ہی روز روانہ کیا کہ خواجہ جہان بدیار مشرق دلاور خان غوری طرف
 مالوہ و ظفر خان جانب گجرات و خضر خان سمت ملتان بروقت مدد و حکم تعیناتی ہر ایک کے
 ایک بنجم حاضر الوقت نے عرض کیا کہ یہ چاروں امیر ایسی ساعت سید پر مقرر ہوئے
 ہیں کہ بعد چند بادشاہ ہوئے آنر کو ویسا ہی ہوا انقصہ خواجہ جہان کو بادشاہ
 نے خطاب ملک الشرق سطا فرما کر جہنپور بھیجا تو اسے تنفیق سے صوبہ بہار
 تک اپنے قبضہ میں کر لیا اور باہر جب ششہ ہجری مبارک نمان نے اپنے
 پر خواندہ کو ملک الشرق خطاب کیا کہ اللہ ماہ سلطنت کا کیا اور واسطے
 تہنیک ملک بگاڑ وغیرہ کے روانہ کیا اسے مگر کو فتنہ فساد سے
 خوبصاف کیا و خراج شاهی را بناسہ شمالی و جنوبی
 سے حاصل کیا کہ سلطان الشرق نے بھی آ
 زمانہ بہ نیک و نیک جہنپور میں رہا
 سلطنت بلند کیا اور باہر بک بک
 لقب کر کے خدیوہ سلطنت
 نام کا جانی
 کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ دوم

بہ حالات سلطنت سلاطین جوہر

وقفہ ہم سے محمدہ سہم حضرت نایب جوالہ تاریخ مبارک شاہی ارقام فرماتے ہیں کہ سترہ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۰ عیسوی میں بہ سلطنت نادر دین محمد شاہ ملک سرور خواجہ جہان پہلے بہ وزارت ماسور ہوا و بہمد سلطنت سلطان محمود شیر سلطان فیروز غائب ملک الشرق ہو کر واسطے نظم و نسق ولایت جوہر و قنوج و بہار و ترہٹ کرادہ و نگہ پور بھیجا گیا است جوہر کو دارالامارت قرار دیکر سرکشان کوئل و علی گڑھ و ایٹانہ و برارچ کو سترترہ و اقصی دی اور پرگنات حوالی بہار و ترہٹ اپنے قبضے میں کر لیا جب انتظام ولایات مفوضہ سے اطینان کلی حاصل کر چکا تب سلاطین بنگالہ و کاکہ و پراہنی شوکت و صولت ظاہر کر کے ایسا کچھ دباؤ ڈالا کہ وہ لوگ بلا لڑائی کے مطیع و منقاد اسکے ہوئے اور تحفہ اور ہایا جو بادشاہان دہلی کو بھیجا کرتے تھے وہ سب اسکو بھیجے گئے جب ایسے تہوہ و قران گورکان محمد شاہ بادشاہ دہلی کو زیر و زبر کر کے واپس خراسان ہوا اوکل صوبہ داران ہندوستان فتح و سر ہو گئے تو اس نے بھی مقام جوہر کو دارالسلطنت قرار دیکر بطریق سلاطین یورپ حشر شاہی سرور رکھ کر خطبہ و سکے اپنے نام کا جاری کیا مگر اجل نے زیادہ مصلحت مذی چھ برس کئی عینے جوہر میں حکمران رکھ کر سترہ ہجری مطابق سنہ ۱۲۸۰ عیسوی میں اس جہان سے گزیر گیا و فقہ جلیہ دوم تاریخ فرشتہ و ظہور قطبی و اخبار الانبیا و انیس العاشقین وضع الانساب میں سرقوم سے کہ سید جلال الدین الخاطب مخدوم جہانیاں بہمد سلطنت خواجہ جہان جوہر تشریف لائے بادشاہ بہرجہ متفقہ مخدوم صاحب کا ہوا اور اسکے بعد اور ابراہیم شاہ بڑا مبارک شاہ پسر خاندان ملک الشرق نے بیعت کی تفصیل اس اجال کی یہ ہے کہ مخدوم جہانیاں

عل یاجی یا قیوم کا مقام اچھ واقع ملک پنجاب انکے مسکن سے مانکپور سیکڑون کوس کے فاصلے پر ہو تا یہ اوس علی
 قویہ دوسرے مسافت طر کرتے تھے ملفوظات خزائنہ اجمالی میں مرقوم ہے کہ مخدوم جہانیاں نے سیاحت بہت کی اور
 بہت سے اولیاء اللہ سے برکت حاصل کی نقل ہے کہ جس فقیر سے حضرت مخدوم صاحب نے سناٹھ کیا اوسکی نعمت لیلی
 یعنی اوسکی ایسی خدمت کی کہ اوسنے بے اختیار ہو کر اپنی نعمت اوانگو دیدی اس باعث سے جو اسے خدمت نظر زیادہ
 رہا کرتے تھے چنانچہ قبل تشریف آوری جو پھور کے باصفاسے حالات فقیری بحضور مخدوم علاء الحق پنڈوی جکا ذکر دفعہ آئندہ
 میں کیا جائیگا تشریف لیکئے اوسی عرصے میں مخدوم پنڈوی نے انتقال کیا بعد ادا سے مراسم سجادہ نشینی شاہ نوبت عالم
 پنڈوی کے انکو یہ تحقیق ہوا کہ مانکپور میں ایک رنڈی موسومہ نازنگ ہو ظاہر پیشہ اوسکا کسب ہو لیکن باطن میں خدا پرست
 و شب بیدار نماز گزار نصیذہ باطن میں یکتا ہو رہا تھا حصول ملازمت اوسکی پنڈوہ سے اول جو پھور تشریف لائے اور ایک
 عالم کو اپنا معتقد و مرید کیا وہاں سے مانکپور پہونچکر بیباکانہ مکان خلوت نازنگ میں چلے گئے اور اوسکی ملازمت سے بہرہ اندوز
 ہوئے چونکہ مخدوم جہانیاں صفت ظاہری و باطنی میں پیش خلایق ممتاز تھے بحضور نازنگ آپکے عقیدہ آجائے سے کل
 سکناے شہر اوسکے معتقد ہوئے اور معلوم ہوا کہ اب تک اوسنے اپنے تئیں اس پردے میں مستور رکھا جب اوسپر ازدحام
 خلایق ہوا تو بوجہ افتائے راز مخدوم صاحب سے ناخوش ہوئے و علی یاجی یا قیوم کا اوسنے سلب کر لیا اور اسے بد
 کر کے ایک چادر اوڑھکر ملک عدم کو سدھارے اب مزار اوسکا بسر جدا حاطہ خافہ مانکپور زیارت گاہ خلایق ہو کہ بوجہ سلب
 علی یاجی یا قیوم کے مخدوم جہانیاں کو مانکپور میں چندے قیام کرنا پڑا نقل ہے کہ کثرت آبادی مانکپور اوس زمانے میں
 اسقدر تھی کہ صرف مجلہ قوم دام غایان مستذکرہ بالا کے نو سو نو اسی پاکی نشین تھے مخدوم جہانیاں بغرض اٹائے
 نماز عید الفطر عید گاہ قوم دام غایان میں تشریف لیکئے جب ادا سے ناز عید میں عرصہ گزارا عند دریافت مخدوم صاحب
 کو معلوم ہوا کہ جب تک کل قوم دام غایان حاضر نہ ہونگے تب تک امام مسجد ناز نہ پڑھاویگا اور نیز صف صدر سے
 صف نعال میں بٹھلایا مخدوم جہانیاں کو یہ دونوں امر ناگوار گذرے آپ نے کلمات دعلے بدباین عبارت اوس
 قوم کی نسبت ارشاد فرمائے کہ باوجود اسقدر کثرت قوم کے ملک الموت کا پھیرا کیوں نہیں ہوتا شعرا رکان دعای شیخ
 بے چون بروعاتہ فانی ست گفت او گفت خداست ہ چون خدا از خود سوال کہ کند ہ پس دعای خویش پہ چون
 رو کند ہ پس اوسوقت سے اثر دعا کا اسطورہ ظاہر ہوا کہ ایک عارضہ وبائی اوس قوم پر ایسا جاری و ساری ہوا کہ
 اول دوران سر ہوا پھر شدت بخار کی ایسی ہوئی جس سے جان بڑی مشکل سے نکلی تھوڑے عرصے میں اوس ہلاک
 مانگانی سے قوم کی قوم مثل قوم عاد و ثمود کے ہلاک ہو گئی باقی ماندہ بجز ہلاکت اطراف و اکناف مانکپور میں مفروز
 ہو کر مسکن گزین ہوئے جب کوئی دام غانی کسی وجہ سے مانکپور میں آگیا فوراً بعارضہ دوران سر مبتلا ہو گیا اور حد
 مانکپور سے نکل گیا بالفصل چند گھر اس قوم کے قصبہ الطیف پر تعلق رام پور میں آباد ہیں ہمیشہ کا شکاری کا کرتے ہیں

نہایت ذلیل ہیں اور دو گھر موضع پھر ہندی ضلع رائے بریلی میں جسکے نام سے سابق میں پر گنہ شہور تھیں وہاں کپہ زمینداری بھی اونکے پاس ہو لیاقت و شرافت ملوکی شیوخ و سادات مگر انون وغیرہ سے کم نہیں ہوئے انون بھی بنفسہ اونکی ملاقات کو گیا عند الاستفسار انھوں نے تصدیق مراتب مندرجہ بالا کے بوالہ بیانات اپنے بزرگوں کی کی واسطہ اعلم بالصواب دفعہ ۶ ذکر ترقی قوم گرویزیان مانکپور جب خبر رونق افروزی مخدوم جہانیاں کی قوم گرویزیان کو معلوم ہوئی اسوقت سید شرف الدین و سید عزیز الدین فرزندان سجادہ نشینان سید شہاب الدین گوتیری متذکرہ دفعہ ۴ کہ کمال زہد و تقویٰ و علم ظاہر و باطن آراستہ و پیراستہ تھے مع اپنی قوم کے مخدوم صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے و باعزاز و اکرام تمام اپنے مکان پر لاکر شرائط مہانداری و نیاز مندی جیسا کہ چاہیے بجالائے کوئی امر فرو گذاشت نیکابو ایداس حسن خدمت کے مخدوم صاحب بدرجہ خوش ہوئے اور استفسار فرمایا کہ تم لوگ قوم سادات عظام سے ہو تم لوگوں میں بعض کوسلح باصلاح حرب سپاہ اور بعض کو باخرقہ درویشان دیکھتا ہوں اسکا کیا باعث ہو سید شرف الدین و سید عزیز الدین نے کمال ادب عرض کیا کہ بوجہ طائف الملوک زمینداران و قلعہ داران قوم ہندو بکالت غفلت مسلمانوں پر تاخت لاتے ہیں اور نہایت اذیت پہنچاتے ہیں لہذا ہجرم احتیاط ہر ایک شخص ہماری قوم میں ہتھیار رکھ کرنا ہو مخدوم صاحب نے دونوں صاحبوں کو اپنی طرف مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ آج کے روزے امیر عزیز الدین مگھراج کیا اور امیر شرف الدین مگھراج قضا عطا کیا اب کسی ستم دکانہ تم لوگوں پر نہیں چکے گا مگر شرط یہ ہو کہ جب تک تم اور فرزندان تمھارے ہمہرہ ملت آباد و جد و خود رکھ کر اہل کتاب اسد و کتاب رسول کی کر دے گے تو یہ دونوں خدمت ہماری منتزع نہوگی بقول مولوی معنوی مصحح آن دعا از ہفت گردون در گذشت ۴ اور وقت رخصت مخدوم صاحب کے تاسرہ پر گنہ پرتا بلکہ دو دنوں برادران موصوفین ہمراہ گئے جسوقت مخدوم صاحب رخصت ہونے لگا اسوقت مخدوم صاحب نے فرمایا کہ یہی ستر تھاری راج کی ہو اس تاریخ سے برکت انعام مخدوم صاحب فی قوم گرویزیان کی شروع ہوئی ہے چنانچہ خواہد کس احسان کند ۴ انچہ در وہمت بناید آن کند ۴ چونکہ خواہش الہی مقید باسباب ظاہر یا پیکر مہ ۴ سنت الدالتی قد خلعت من قبل و ان تجد لسننہ الدتبدیلانیت یک سبب انکحت صنع ذوالجلال ۴ کہ رہا نیش ز نفرین و بال ۴ بعد زوال سلطنت خاندان شمسہ بوجہ بدسافت مانکپور کے مقام دہلی سے کوئی سلاطین متوجہ حالات سادات مانکپور کا نہوا تھا جبکہ سلطنت مجذ مقام جوہور میں قائم ہوئے اور مانکپور مقام تخت گاہ سے صرف اتنی میل رہ گیا سلاطین جوہور بوجہ عظمت و لیاقت سادات متوجہ حالات سادات گرویزمی کے زیادہ ہوئے اول زمینداری جاگیر و سانی و متر و کوہ و ملوکہ قوم دام غایان بوجہ تباہی اون لوگوں کے عطا ہوئی اس کے بعد بعد ہاے جلیلہ ملی قدر مراتب ممتاز ہوتے گئے یہاں تک ثبوت پہنچی کہ تھوڑے عرصے میں تمام تحصیل گونڈہ پر جہیں چار پر گنہ نصف تحصیل سلون جہیں دو پر گنہ تھے بطور زمینداری و جاگیر و سانی کے قابض ہوتے گئے اور تازمان سلطنت فرخ سیر بادشاہ برابر ترقی پاتے رہے اور کثرت اس قوم کی اس

پر گئے کہ تین بیہرائی رسے کے کوئی کام نہ ہو سکتا تھا اور خدمت تولیت کی بھی بے اعلق رہی اور دو ڈھائی سو خاص ہندو
سے کم نہیں رہی زمانہ اوکا ترقی پر تھا کہ اجل نے ملت مذمی دونوں بجائی بہت جلد جلا انتقال کر گئے اور ایک کے اوکے بہت
خرد سال تھے اس باعث سے بوجہ نایافتی کارپردہ ازان و زیادتی عالان علاقہ اور اسباب منقولہ میں بہت نقصان
واقع ہوا بہانک نوبت پونہمی کہ بخون والدہ میرنار علی و پرورش علی وغیرہ کہ عمہ حقیقی پدربزرگوار کی تحسین کو روادات
میں جا کر کڑی برس تک ساکن رہیں جب ان کے لڑکوں کو کچھ قیر ہوئی ہنجلہ تعلقہ کے چند مواضع نزولی وغیرہ کا لکڑا باغ ہو
اگرچہ اس مرتبہ کو نہ پہنچے مگر شمار و کاشل تعلقہ الان متوسط کے کیا جاتا ہو اور یہ بات بہت قیمت ہو کہ ان کے بھائیوں
میں ایسا اتفاق ہو کہ کسی خاندان میں نہیں دیکھتا بن سید محمد شاکر بن سید بڑے بن سید تراب بن سید علی بن سید قمری
ابن سید عطاء الدین عرف سید عابد بن سید علی الدین بن سید سعد الدین سید عبدالمدین سید عبدالوہاب بن سید شہاب الدین
ابن سید ناصر الدین محمود بن سید جلال الدین المعروف مخدوم جانیان جہان گشت دفعہ ۷ ذکر شیخ سراج الدین
عثمانی الشہور باخی سراج شاہیر و مناقاے حضرت شیخ نظام الدین سلطان الاولیاء مرید شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی پتر
نقل ہو کہ علم ظاہر پہلے انکو تھا اس باعث سے شیخ فرید شکر گنج نے عطاے خرقہ خلافت موقوف حصول علم ظاہر پر فرمایا
تب مخدوم اخئی سراج نے عرصہ چھ عیسے میں تحصیل علم تمام قوانین صرف و نحو و قدوری و مجمع البحرین مولانا کریم اللہ
سے تحصیل تحقیق کر کے مرتبہ تکمیل کو پہنچے ہنوز علم ظاہر سے فراغت پائی تھی کہ حضرت شیخ فرید شکر گنج نے انتقال فرمایا
اور وقت انتقال سلطان المشائخ سے ارشاد عطاے خرقہ خلافت کا فرما گئے تھے بعد اکتساب علم ظاہری بروایت اجازت
تین برس کامل سلطان المشائخ سے تعلیم پائی و بحصول خرقہ خلافت و اجازت بمقام کو الشہورہ کہنوتی تشریف لائے
اور شاہ علاء الحق ہندوی وزیر بادشاہ بنگالہ کو اپنا مرید و خلیفہ کیا اور جانشین اپنا قرار دیکر انتقال فرمایا اللہ تعالیٰ آئینہ ہندوستان
پہلوی سلسلہ عظیم ہندوستان میں جاری ہوا کہ مخدوم شیخ علاء الحق ہندوی حشمتی مرید شیخ سراج الحق عثمانی
کے ہیں مامور والد آپ کے عمر بن سعد لاہوری ہیں بعدہ وزارت بنگالہ عبد الملکی سرکار بادشاہ بنگالہ میں مامور تھے اور
کل افرو با و اعوام آپ کے امراء سلطنت بنگالہ سے تھے جب آپ مرید و خلیفہ اخئی سراج الحق خلیفہ سلطان نظام الدین کے
ہوے تو عمدہ وزارت کو چھوڑ دیا اور بجائے آپ کے اعظم خان پسر بزرگ حضرت کے مامور ہوئے مگر حالت فقیری میں
بھی لنگر خانہ ایسا عظیم جاری تھا کہ سلاطین بنگالہ کو ہیشہ رشک ہوا کرتا تھانستہ بھری میں جب انتقال حضرت
شاہ علاء الحق ہندوی کا ہوا تو حسب وصیت انکی حضرت مخدوم جانیان نے جگا ذکر و فہرہ بالا میں ہو چکا ہوا ان کے
بیٹے حضرت شاہ نور قطب عالم کو ادم کا قائم مقام کیا اور کل مراسم تمیز و تکفین و نماز جنازہ باہتمام سید مخدوم جانیان
ادا ہوئی اور چندے پاس خاطر شاہ نور قطب عالم قدس سرہ کے وہاں مقیم رہے دفعہ ۹ ذکر حضرت سید
اشرف جہانگیر سمنانی بے نظیر رزگار تھے خلیفہ حضرت شاہ علاء الحق ہندوی جگا ذکر و فہرہ قابل میں ہو چکا کہ

حسب ارشاد اپنے پیر کے صاحب ولایت جو پور کے ہو کر جو پور تشریف لائے تفصیل اس اہمال کی کتاب لطائف اشرفی
 و منبع الانساب انبار الانوار و تذکرۃ السادات میں یوں مسطور ہے کہ مخدوم سید اشرف جہانگیر بن سلطان ابراہیم سمنانی
 جو مسیحیہ علیہ السلام بن علی بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے منتہی ہوتا ہو اور ابو جعفر اسیراد علی بن قبرہ راجع میں ہو وہ مرید حضرت علاء الدین جو پوری کے تھے انکا بھی سلسلہ نسب
 ساتھ میر سید علی بن سید محمد اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام سے منتہی ہوتا ہو مخدوم سید جہانگیر اشرف کے والد سلطان
 ابراہیم سمنانی بادشاہ تھے لطائف اشرفی میں مرقوم ہے کہ سات برس کی عمر میں باہفت قرأت قرآن حفظ کیا اور چودہ
 برس کی عمر میں تمام علم سے فراغت حاصل کی جب سلطان ابراہیم سمنانی نے انتقال کیا تو با اتفاق ارکان دولت کے
 تخت سلطنت پر بیٹھے مگر اکثر صحبت ساتھ فقر کے رکھتے تھے تاہم پھر ۷۰۰ رمضان مگوشب قدرتی حضرت خضر علیہ السلام سے
 ملاقات ہوئی انھوں نے یہ نصیحت کی کہ سلطنت میں فقیری نہیں ملتی اسکو چھوڑو پیر تھارے بقام پنڈ و استعارہ بنگالہ ملک
 ہندوستان میں ہیں وہاں تمھارا کثود کار ہو گا تب مخدوم صاحب امور سلطنت کو اپنے بھائی سلطان محمد کو تفویض کر کے
 پنڈ و اشرف لائے اور حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی سے خرد و خلافت پیران چشت کا حاصل کیا اس کے بعد آپ صاحب
 ولایت جو پور کے ہوئے مگر سامان شاہانہ اس فقیری میں بھی تھا بقولے درجنوں اہم میرزائی از مزاج نازق و
 واپسان و شتران و خیر بے شمار و غنہ نگاران و قلندران پانسو کس آپ کے ہمراہ رہتے تھے آپ سادات بہشت صمیم نسب
 ہیں آپکا مزار مقام کچھوچھو میں ہو درگاہ لونگی دربارہ و قبیحہ آسیب جن و برچی کے تریاق مجرب ہو اکثر مردمان اس پیر
 دور دور سے درگاہ کچھوچھو میں جاتے ہیں اور جو سادات وہاں بلقب اولاد سید اشرف جہانگیر کے معروف ہیں یہ منتہی
 میں اولاد سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہیں یہ ورثہ مادری وہاں مقیم ہیں اولاد مخدوم جہانگیر اشرف کی نہیں
 ہیں اور کچھ اوہین سے بقام قصبہ جالیں ضلع راسہ بریلی میں ہیں و فقہرہ ذکر حضرت شاہ نور قطب عالم
 پنڈوی خلیفہ دوسرے حضرت شاہ علاء الحق پنڈوی کے ہیں آپ کے حالات و کمالات علم ظاہری و باطنی کے بحساب ہیں
 یہ مختصر گنجائش اسکی نہیں رکھتا نقل ہے کہ آپنی مجاہدات نفسی بہت کی کہی برس تک خدمت جبار و کبشی و بکشی و
 ہیزم کشی خانقاہ اپنے پیر اور باپ کی کرتے رہے ایک روز پشاور کلونیوں کا جنگل سے لیے جاتے تھے اعظم خان برادر بزرگ
 آپ کے جو دربر الما ملک بادشاہ بنگالہ کے تھے حال آپکا دیکھ کر بہت ناصح ہوئے اور کہا کہ بھائی اس حال کے مجھے شرم
 آتی ہو تاہم وفات حضرت شاہ نور قطب عالم پنڈوی سلسلہ پوری ہو اور دفن آپکا بقام پنڈ و خاص ہو ایک لاکھ
 روپیہ کی معافی جاگیر بصرن خانقاہ بادشاہوں کے وقت سے پہلی آتی ہو اور اب بھی مخانب سرکار انگریزی بحال
 اور قریب ایک ہزار ہزار روپیہ کے ہوتا ہو روایت تاریخ فرشتہ یہ معلوم ہو اگر سلطان
 علاء الدین بادشاہ بنگالہ آپنی درگاہ کا زیادہ معتقد تھا ہر سال واسطے زیارت مزار حضرت شاہ نور قطب عالم صاحب دی

کے مقام دار السلطنت سے پٹوا میں بننا زاکر تھا اور یہ دیہات معانی کے جو واسطے مصارف خانقاہ و عرس کے معارف ہیں اسی بادشاہ نے نذر درگاہ کی تھی اس بادشاہ نے ۹۲۷ھ ہجری میں قضا کی دفعہ ۱۷ ذکر سلطنت مبارک شاہ سلطان الشرق ملک سرور خواجہ جہان خواجہ سراج تھا اپنی جیات میں بغرض بقائے نام اپنے ملک قرض کو تہنی کر کے ولیمہ کیا جب وہ مرا تو اتفاق کل سرداران اشراف جو پور کے قرض نے تخت سلطنت پر جلوس کر کے تمام اپنا مبارک شاد رکھا ملو اقبال خان وزیر مطلق العنان سلطان محمود بادشاہ دہلی باصفائے خبر سلطنت اس کے طیش میں آکر ستمیہ ہجری مطابق سن ۸۸۷ھ عیسوی میں بقصد اتصال اس کے متوجہ جو پور کا ہوا اور سلطان مبارک شاہ بھی بحیثیت عظیم فوج افغان وغل و تاجیک و راجپوتان کہ اکثر انہیں زمینداران و تعلقہ داران علاقہ کوٹہ مانگیر تھے بغرض استقبال بمقام قنوج پہونچ کر ملائی پھو چونکہ دریائے گنگا میں حامل تھا ہر دو لشکر دو طرف دریائے دو مہینے تک پہونچے مگر کسی نے جیتندی لگی آخر ملو اقبال خان وزیر تنگ آکر بلالڑائی کے مشرف دہلی ہوا اور مبارک شاہ جو پور پہونچا پھر آج پھر سادوت جو پور کے دریافت ہوا کہ سلطان محمود ملک مالوہ دہلی کو پھر ملو اقبال خان اس کو لیکر واسطے تسخیر جو پور کے پھر آتا ہوا باسراع اس کے سلطان مبارک شاہ بقصد لڑائی قنوج جمع کر رہا تھا کہ ستمیہ ہجری مطابق سن ۸۸۷ھ عیسوی میں عازم ملک بقا ہوا مدت سلطنت اس کی کسی مہینے کم و برس ہو یہ بادشاہ شجاع و سخی و عادل تھا مگر عمر نے اس کو مہلت نہ دی لہذا اس کے جوہر ذاتی کا اثر پیدا نہوا مگر اس تھوڑے عرصے میں اکثر سادات مستقر اختلاف جو پور میں تشریف لاکر بحصول علوفہ و جاگیر علی قدر مراتب بادشاہ مرحوم سے مواضعات مفصلہ ذیل میں سکون گزین ہوئے و مورثان سادات ٹانڈا ضلع فیض آباد و سادات مسوی و سادات پچو کھر و سادات ملو پور گڑھ کا دی پور ضلع سلطان پور و سادات وردے پور و سادات کمال پور عرف کنہی و سادات منڈیاؤن پرگنہ خاص سادات دیوگانوں پرگنہ خاص۔ بتصدیق اس کے بیٹے عبارت کتاب فیح الانساب کی یہ ہر ذکر حضرت میر سید محمد ثانی بہکری ایشان ہم اولاد میر سید محمد کی انکہ قراود بہکریست و قیکہ در جو پور آمدہ مخدوم شیخ منجی شکاری دختر خود را بایشان کنھا کردن چنانچہ در موضع کمال پور عرف کنہی کہ در سرکار جو پورست استقامت کرد و در قبرش در موضع مذکورست یہ صحائف صاحب کمال بودہ ذکر سازنگ پور دیہیست در سرکار چار گڑھ پرگنہ بہروردہ ذکر میر سید بازید سادات نجیب اندنیش حضرت امام زین العابدین منتہی میشود سادات مسوی و سادات پچو کھر و سادات ملو پور رہے ہایا نجیب و اکابر و باراند ذکر سادات ٹانڈا کہ متصل جو پورست سادات آن بسیار نجیب اند و اکثر در قبائل ایشان صاحب جاہ و جلال بودہ اند و در سیاوت ایشان ہی حقیقت ذکر در بیان شیخ میر سید عبدالوہاب حبیبتی سادات نجیب اند چنانچہ نقل مشہورست کہ ہر خازن ہندوان کہ در نظر او شان می افتد اگر ہزار من ہیرم آورد آتش دہند ہرگز نہیںوزد و بسیار کثرت و کرامات از ایشان مشہور اند قبر ایشان در شاہ و پورست نسب ایشان بحضرت امام

زین العابدین علیہ السلام متہی میشود و سادات منڈیا نون و وروے پور کے متصل جو پورست بسیار نجیب و صلیح نسب
اندو سادات دیوگان نون ہم بسیار صلیح نسب اند و نسب ایشان بحضرت امام علی موسی رضی علیہ السلام متہی میشود و موضع منڈیا نون
میں علاوہ سادات کے شیوخ عباسی و فاروقی کمال طہارت نسب جنگی و صلت مصاہرت ساتھ سادات کے چلی
آتی ہر ساکن ہن چنانچہ اونہیں سے مولوی سخاوت علی صاحب مرحوم مغفور جو سابق بین نواب باندہ کے مدرس تھے
اور بالآخر مقام جو پور میں قیام پذیر ہو کر ایک عالم کو نور ظاہر و باطن سے مالا مال فرمایا اور آخر میں شش باطن سے
حرمین شریفین میں جا کر تاقیامت آسودہ ہوئے و منشی شیخ امام بخش رئیس جو پور کہ انہیں بھی ابواب خیر کے بہت جلدی
ہوئے انہوں نے بھی مکہ معظمہ میں جا کر انتقال کیا اب انکے خلف الرشید مولوی حیدر حسین بعدہ و کالت الی گڑ
مامور ہیں و دودختر منشی امام بخش کی زوجہ اولی سے تھیں ایک موضع ولید پور بہرہ پرگنہ محمد آباد میں دوسرے نور پور
پرگنہ مابل ضلع اعظم گڑھ میں ساتھ ایزد بخش خلف الرشید مولوی قادر بخش جو دہشتی کلکٹر ضلع جل پور تھے منسوب ہوئے
اور یہ شیخ عباسی سے ہیں انکے صلیح نسب ہونے میں کچھ شک نہیں اور سادات لوی و خراسون بھی نہایت صلیح نسب
تھے و صلت و مصاہرت انکی سادات ٹانڈا سے تھی اونہیں سید مظفر جہان موجود ہیں ذکر سادات ترمذی
سید سید احمد تخته قدس العسراء العزیز کہ قبر ایشان در لاہورست بن سید علی بن حضرت میر سید حسین بن حضرت میر
سید محمد مدنی عرف شاہ ناصر ترمذی بن میر سید موسی بن میر سید حسین حمیس بن میر سید علی بن میر سید حسین اصغر بن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مرید و خلیفہ حضرت خواجہ بنید بغدادی اند چندی صحبت از خواجہ دوم داشتہ چنانچہ
در حق ایشان حضرت خواجہ بنید فرمود کہ یک قلاب از نسل شما دام خواہ بود اکثر از فرزندان ایشان صاحب حال
بود و میر سید عاشقان عطار بن میر سید قوم الدین کہ قبرش در سراے میر ضلع جو پورست از نسل ایشان ست
و حضرت میر سید حسین کہ از خلفائے حضرت مخدوم انجی جمشد کہ مزارش در قنوج ست ہم از فرزندان حضرت میر سید احمد
و میر سید عبدالوہاب ست کہ قبر او در شاہ دہوزہ است و این ہر دو بزرگ مرید و خلیفہ حضرت چشت اند نقل ست
کہ پیش دروازہ او شایان ہر جنازہ ہنود کہ سیر و ہرگز نیمسوز و چنانچہ نام او شان مشہورست کہ میر سید عبدالوہاب و زنج
نہ عذاب ایشان ہم از فرزندان میر سید احمد اند و سوائے آن در ہندوستان فرزندان بسیار اند ایشان
بلفظ سادات ترمذی اند و سید نجیب اند چنانچہ سادات دائی پور تحصیل قنوج ضلع فرخ آباد
و ساڈھی پالی ضلع ہر دھنی ز نسل میر سید حسین ترمذی اند و اکثر فرزندان میر سید احمد تخته در ہندوستان اند و در
لاہور و نواحی لاہور و در سرکار قنوج و بطون بنگالہ و ٹانڈا کہ متصل جو پورست بسیار اند ششہ صیوی میں مؤلف
آلہ جاتا تھا سرے لنگوہ رازان زمینداری سادات دائی پور میں شب باش ہوا شام کو سید مہدی علی کہ بنظر
تفج طبع دہان تشریف لائے تھے بحسن اتفاق مؤلف کو لے بیما افہ تمام جگہ وائے پور جو دہان سے بقاصلا ڈیڑھ میل

تھالیکے اور مراسم ہماذاری مکان میر ابو الحسن صاحب ادا فرمائے معلوم ہوا کہ وصلت و مصاہرت انکی مساوات
چورا ضلع ہمیر پور سے ہو وہ پیر زادہ اہل سنت و جماعت دین یہ لوگ مذہب امامیہ رکھتے ہیں باعث اجراء اس
قربت کا جو دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ بلحاظ تخطیب لانا مذہبی نہیں کرتے چند گھر موضع کورولی پر گنہ دلوں ضلع
رامی بریلی اور ایک گھر خاص دلوں اور دو گھر خاص ای بریلی میں ہیں وصلت مصاہرت میر سید اعلیٰ میر سید امجد علی میر سید سہیل
زمینداران کورولی کے سادات قطیبہ سے ہوا اور حاجی میر سید احمد حسین پٹن دلوں کے لائل فہاسہ میر سید محمد علی میر سید شجاع علی
گرویزی ہیں میر وزیر علی ساکن ای بریلی ہیں فقہاء ذکر سلطنت سلطان ابراہیم شاہ شرفی جب مبارک شاہ مازم
ملک عدم ہوا تو برادر کتر او سکا مخاطب سلطان ابراہیم بادشاہ ہو کر اورنگ فرما نہ ہی جو نہ پور پر جلوس فرما ہوا یہ بادشاہ
فضل و دانش و عقل و تدبیر میں یکساں سے حسرتاں کے عہد سلطنت میں اکثر علماء و فضلا مالک ہندوستان و ایران و توران
کے کہ آشوب دہر سے پریشان خاطر تھے دارالامان جو نہو میں اکثر امن و امان پائی و خان احسان بادشاہ
سے آسودہ ہوئے اور بہت سی کتابیں اور رسالے اسکے عہد میں تصنیف ہوئے اور وزیر او امرے صاحب عقل و
کیاست بودا دیکھ سکے قدر افزائی کی جمع ہوئے باجماع ایسے لوگوں کے بارگاہ ادب کی مثل و رکاہ سلاطین ایران کے
مأمور ہوئے بیت جہان آفرین تاجہان آفریدہ چو اور مرزا نے آہ پدیدہ اسکے امام سلطنت میں ملو اقبال خان
وزیر مطلق النان سلطان محمود شاہ بادشاہ دہلی کو بیکر تہہ و تحنہ جو نہو شہر قنوج میں آئے سلطان ابراہیم شاہ بھی
ساتھ لشکر ہزار کے تاکنا راب گنگ با استقبال اسکے جا کر ملاقی ہوا و دونوں لشکر مقابل کیے با دیکر سے چند روز پڑے رہے
اور کسی نے لڑائی میں سبقت نہ کی چونکہ تمام حل و عقد امور سلطنت کا قبضہ اختیار ملو اقبال خان وزیر کے تھا اور بادشاہ
برسے تمام تھاہر پردہ و بخیال خود رائے ایک روز بھیلہ لشکر اپنے لشکر سے باہر آیا اور بدووں اسکے کہ سلطان ابراہیم شاہ کو
کچھ خبر دی اچانک اس کے پاس آکر بانٹھا حقوق و نصیبی اپنی یہ درخواست کی کہ ہماری کمک کر کے ملو اقبال کو زندہ
کو نکال دی اور جگہ بدستور مستقل بادشاہ کرے چونکہ سلطان ابراہیم شاہ لذت سلطنت کی چاکا تھا اصلاً متفت و متوجہ نہ ہوا
تب سلطان محمود شاہ اپنے آنے سے نہایت نادم و پشیمان ہو کر جانب قنوج کے منصرف ہوا اور تھانہ دار قنوج کو کہ نہایت سلطان
ابراہیم کے مقرر تھا جہاں قرا شہر سے نکال آیا اور خود اس شہر پر قابض ہو گیا جب ملو اقبال خان وزیر نے دیکھا کہ سلطان
محمود کو صرف ولایت قنوج پر قناعت ہو تب اس ولایت کو اوپر رازنی کر کے جانب دہلی کے مراجعت کی اور سلطان ابراہیم
جو نہو کو واپس آباست شہر ہجری مطابق سن ۱۰۷۰ عیسوی میں جب ملو اقبال خان دہلی میں مارا گیا تب سلطان محمود
قنوج چھوڑ کر بغرض حصول تخت سلطنت دہلی چلا گیا شہر ہجری مطابق سن ۱۰۷۰ عیسوی میں سلطان ابراہیم شاہ
قنوج کو قتل دیکھ کر ہلاک و تسمیر اسکے عازم قنوج ہوا اور دریافت اسکے سلطان محمود شاہ بہت سا لشکر لیکر بقصد جنگ قنوج
آیا اور دونوں لشکر اوہرا و دھریاے گنگ کے چند روز مقابل پڑے رہے آخر بلحاظ جادو و لون بادشاہ اپنی اپنی سلطنت

کہ وہاں گئے جب سلطان محمود نے بعد پونپنے دہلی کے سرداران لشکر کو دہلی جاگیروں پر رخصت کرکے سلطان
 ابراہیم کو قلعہ پانچوئے پور میں رکھا اور چار مہینے تک محاصرہ اور کشتی کے رہا اور وہاں حکام برابر لڑتا رہا جب کوئی ملک دہلی سے
 نہ آئے ملک محمود حاکم قلعہ نے تنگ ہو کر سلطان ابراہیم کو بعد طلب امان قلعہ و شہر والہ کر دیا سلطان ابراہیم باطنی
 تمام تالیام برسات دہان کا نظم و نسق بخوبی کر کے ماہ جادی الاولیٰ سنہ ۸۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۸ عیسوی میں بقصد
 تسخیر دہلی روانہ ہوا چونکہ ابراہیم شاہ بادشاہ عادل عالی ہمت و سنجیدہ تھا بہت سے امراء کبار دہلی مثل تاتارخان لہ
 سارنگ خان و ملک خان و طو خان و غیرہ دہلی سے اگر شریک سلطان ابراہیم ہوئے اس وقت سلطان قوت انہی
 دیکھ کر کے متوجہ ولایت سنبل ہوا اسد خان لودھی حاکم سنبل مفروض ہو گیا سلطان ابراہیم نے اس ملک کو حوالہ تاناچا
 کر کے آگے کو روانہ ہوا جب کنارے دریاے جمن کے پونچھا اور قصد عبور کا کیا اس وقت مخبروں نے خبر دی کہ سلطان
 مظفر شاہ گجراتی نے سلطان ہوشنگ کے پٹنوں میں ٹنگ کر کے ملک والہ پر قبضہ کر لیا اور اب بغرض ملک سلطان محمود کے دہلی
 آتا ہوا اس کا قصد جنوب لینے کا ہے سلطان ابراہیم نے باستماع اس خبر کے قصد دہلی کا کیا اس عرصے میں سلطان محمود
 سنبل پر چڑھ آیا تاتارخان دہان حاکم مفروض ہو گیا سنبل پھر بقصد سلطان محمود آگیا سلطان ابراہیم اپنی ولایت
 جنوب کو پھر آیا اور لشکر آراستہ کر کے سنہ ۸۰۰ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۸ عیسوی میں برتنہانی بقصد تسخیر دہلی روانہ ہوا چند
 میل راہ سے نہ معلوم کیا سوچ کر وہاں جو پور آیا و باہتمام ملکی تعمیر عمارت و کثیر زراعت کے مشغول ہو کر صحبت ملا و اخلا
 و مشایخ کے امتیاز کی اور برسوں بیرون و خطر اپنے مقام میں ساکن رہا پھر کسی طرف غزیت نہ گئی اس عرصے میں کوٹا
 لائق اطراف و اکناف ہندوستان سے کہ صد مائے الملوک و بدانتظامی سے تنگ آگئے تھے باسن امان اس
 بادشاہ کے اگر موافق اپنے اپنے مرتبے کے بحصول جاگیر و علو قدر و سرفراز ہوتے گئے جب یہ جو د و علما بادشاہ کے نسبت
 ہر ایک ذی کمال کے جاری و ساری ہوئے تو کثرت سے ازدحام مشایخ و علما و سادات و ہر ایک اہل کمال کا ایسا
 ہوا کہ جو پور رشک دہلی ہو گیا سنہ ۸۰۰ ہجری میں محمود خان حاکم میوات سلطان مبارک شاہ سے ناخوش ہو کر پختون
 سلطان ابراہیم حاضر ہوا اور اس کو درغلان کر بغرض تسخیر ملک بیان کے لے گیا مبارک شاہ بھی ملو کے مقابلہ میں
 ہوا اور دونوں بادشاہوں نے اپنے اپنے لشکر کے گرد خندق کھودا کر بغرض تحفظ شہزادوں کے باہر بائیں روز تک
 فیما بین دونوں بادشاہوں کے اسی سنگر سے محاربہ عظیم ہوتا رہا آخر الامر سلطان ابراہیم شاہ و مبارک شاہ سنگر
 سے نکل کر صف آرا ہوئے اور صبح سے شام تک فیما بین دونوں لشکروں کے قتال عظیم ہوتا رہا جب قوتین دونوں
 کی برابر پائی گئیں تو دونوں بادشاہوں نے آشتی صلح کر لی سلطان ابراہیم جانب جو پور و مبارک شاہ دہلی
 منصرف ہوئے سنہ ۸۰۰ ہجری میں یہ خبر پونپھی کہ سلطان ہوشنگ غوری بقصد تسخیر ولایت کاپہی آتا ہے سلطان ابراہیم
 بھی اپنی فوج لیکر اس کے استقبال کو روانہ ہوا جب دونوں بادشاہ کاپہی میں پونپھی گئے اور قریب مکر ہونے کو

لیگیا تو دفعتاً خبر ہوئی کہ مبارک شاہ بن خضر خان دہلی سے لشکر لیکر عازم دارالسلطنت جوہپور ہوا اور باصفا اس خبر
 کے سلطان ابراہیم سرسید ہو کر صرف جوہپور ہوا تب سلطان ہوشنگ نے میدان خالی پا کر قادر خان ملازم سلطان کو کشتا
 سے جکے تصرف میں کالپی تھی تھوڑی سی لڑائی کے بعد ولایت کالپی اس سے جبین کے اپنے قبضہ میں لی اور قادر خان سفر
 ہو گیا ذکر وفات سلطان ابراہیم سلسلہ شہنہ ہجری مطابق مسئلہ عیسوی میں بیست بادشاہ کی طیل تھی اسی
 میں روح پاک اسکی بہشت برین کو کوچ کر گئی انا لہ وانا الیہ راجعون اس غم میں ہر خاص و عام شہر جوہپور
 بنامہ سے پر حاضر ہو کر ایسی گریہ و زاری و شور و فغان کی کہ آثار محشر کے نمایاں ہو گئے اور عرصے تک اس کے ماتم میں ہر
 برتاؤ پر مثال ہدایت سلطنت اسکی چالیس برس چنواہ و بوالذبیح فرشتہ فشتی بلکہ بریلی جواب مقام ضلع ہو نہایت
 استحکام کے ساتھ اسی بادشاہ نے طیار کرایا یہ بادشاہ علا و فضلا کی اس قدر تعظیم و توقیر کرتا تھا کہ کسی ہمد سلطنت میں ایسی
 قدروانی نہیں ہوئی پناہ غلہ فضلا اس کے عصر کے ایک قاضی شہاب الدین جوہپوری تھے جنکی اصل غزنی سے تھی اور
 شہر دولت آباد کن میں نشو و نما حاصل کیا تھا بادشاہ اسکی تعظیم و تکریم میں یہاں تک کوشش کرتا تھا کہ بروز تہر کی عیاد
 اپنی مجلس میں اسکو کرسی چاندی پر بٹھلایا کرتا تھا جو وقت مولانا کو مرض طاری ہوا سلطان ابراہیم شاہ برسم عیادت
 اس کے مکان پر گیا اور بعد فقیش احوال کو لازم مہربانی کے یہاں پر از آب طلب کر کے قاضی صاحب کے اوپر بالاکردان
 کیا اور اسکو پی لیا اور ہاتھ دھا کر یہ دعا مانگی کہ خدا یا بلا و مرض قاضی صاحب کے نصیب میرے کرو قاضی صاحب
 شفا دے ابکہ سے ظاہر ہو کہ بادشاہ کو ساتھ ملائے شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے کس قدر عقیدہ تھا قاضی صاحب بعد
 انتقال بادشاہ مرحوم کے اس قدر معز و غناک ہوئے کہ اسی صدمے میں آپ بھی عازم بہشت برین ہوئے قاضی صاحب
 کی نوے کتابیں مثل بیع ایسان و فتاویٰ ابراہیم شاہی و تغیر المعراج و مناقب السادات و صباح بلم و غیرہ وغیرہ توفیقاً
 سے ہیں دفعہ ۲۰ ذکر سید صدر الدین جوہپوری وزیر الممالک سلطان ابراہیم کے اولاد میں میر سید
 علا الدین جوہپوری شہزادہ دفعہ ۲۰ کے ہیں چونکہ ہر علم و فن میں یکساں عصر تھے لہذا بادشاہ نے انکو ادب انکے فرہنگ
 دانش کے اپنا وزیر مقرر کیا بقولے وزیر خیرین شہر آجہان و جہان چون نگیر و قرار چنان و چنانہ تصدیق ملے
 عبارت کتاب منج الانساب کی یہ ہے و از فرزندان سید علا الدین جوہپوری نامذ و رح ایشان مخدوم جہانیاں
 فرمودہ بودند کہ میر شو و پیر شو و وزیر شو والدہ ایشان عرض کرد کہ حضرت ابن دعا کردند لیکن این لفظ وزیر شو و رح
 ایشان چرا فرمودند مخدوم جہانیاں فرمودند کہ من لوح محفوظ را دیدہ گفتم ام آخرش ایشان وزیر سلطان ابراہیم شاہ
 شرقی شہزادہ سید نجیب اند دفعہ ۲۰ ذکر سادات مدرسہ المشہور بہ مدرسہ ضلع فیض آباد اسی بادشاہ کے وقت
 میں آکر بحصول صافی مسکن گزین ہوئے بتائید اسکے مؤلف منج الانساب تحریر فرماتے ہیں کہ سادات مدرسہ کہ
 متصل صوبہ اودھ بہت مشہور بہم بہت مدرسہ بہت و حضرت شاہ محمد غوث گوالیری نسباً ہیں ہندو سیر سہیل اعجاز بن حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام متنی میشود و در سلسلہ شکاریہ نام حضرت محمد غوث کو الیری مشہورست قبل ایشان در گویا راست
 بافضل موضع بدر رسد خلع فیض آباد میں ہر سادات یہاں کے نبیا و حبا اہل اعتبار سے ہیں دفعہ ۸ ذکر رسید
 مسعود المعروف بہ شاہ سید و بچہ الانسب از فرزندان سید حمزہ بن حامد متذکرہ دفعہ بالا غرہ سلطنت
 اس بادشاہ میں پہلے بزرگ امایان منصوب ہوئے بعد اسکے بعد صوبہ داری الہ آباد و کٹوا و گجپور و کوڑہ کے مامور
 ہو کر مدت تک انصرا م کام عمدہ صوبہ داری کا کرتے رہے نقل است کہ ایشان بتقریب اتھارم ملکیت فیما بین کرڈو
 ناگپور مت لشکر نزول داشتند ہمارو ز غرس حضرت شاہ نور قطب عالم پیر حضرت مخدوم شاہ حسام الحق قدس سرہ العزیز
 بود و قوالان سرود میگرد و فقیران برقص و سماع محبوب و دندہ یماں سید مسعود اینچنین مجلس فقرا ویدہ ہنگام حضور
 نقل کیا کرد کہ قوالان می سرانید و مشایخ ہمار قص میکنند اینہم از راہ تسخر فرمودند کہ ما ہم قص مشایخان خواہم دید ہنگام
 حضور مجلس سماع بہ تبسم آمدند حضرت مخدوم قدس سرہ قص کناں نزد ایشان رسید و استین مبارک خود بر روی
 حضرت شاہ سید و مالید مذکور و س آن بخود شدند چہیکہ قدری افتادہ شد نوکران را جواب دادہ ہمہ مال و اساس خود
 بدروازہ حضرت مخدوم قدس سرہ ایشاں کرد و دستغاسے منصب نوشتہ خود را دیدہ خدا انما تھتد مخدوم قدس سرہ ایشاں از
 ہمدرازہ خود نشاندہ شش ماہ بدروازہ دیگر آمد و رفت کرد و ایشان یک چلہ کہ نقش شش ماہ بودہ بدروازہ نشاندہ
 گذرانیدند و ہمای ہول و غایط ہم نہ برخواستند چنان محویت بود کہ مدت شش ماہ معلوم نشد کہ کام جانب رفت بعد
 انقضاسے این مدت مخدوم قدس سرہ بطرف شاد سید و آمدہ دست ایشان گرفتہ و فرمودند کہ برینے سید و کار تو را تمام
 رسید نقل است کہ رونے شاہ سید و پیش حضرت مخدوم قدس سرہ نشستہ بودند کہ وقت نماز ظهر رسید خواستند کہ برای نماز بخیز
 مخدوم قدس سرہ فرمودند کہ بنشینند باز بوقت عصر تا دند بازار شاد و فرمان شد کہ بنشینند و فرمودند کہ اگر نشستہ کا تو را تمام
 رسید چرا تکلیف ظاہری کنی باز نشیند بعدہ وقت مغرب رسید مخدوم قدس سرہ فرمودند کہ با سید و برخیز و نماز ادا کن ایشان
 بر صلا ایستادند محویت چنان تھلی شد کہ از نوشتن بیرون ست بعدہ شاہ سید و این مصرع جوئی شراب بر سر سجادہ میفرست
 خواندند و بجواب آن مخدوم قدس سرہ فرمودند کہ سید و کہ مست ماست چہ بر جادہ میسرودہ ایشان از طرف قبلہ پشت کردہ
 سجودہ بطرف مخدوم قدس سرہ کردند نقل است کہ بروز عید پوشش بخانہ مخدوم قدس سرہ بود کہ او را پوشیدہ برلے غلامی دند
 طالبی قبای مذہبہ مخدوم قدس سرہ آوردہ آنرا استرونبہ و ابرہ جدا کردہ ابرہ بھضرت مولانا کے کا لوہا ستبر بھضرت شاہ
 سید و او دند ونبہ خود پوشیدہ پھلانکے کا لگفتند کہ از کفری ترسم گر ترا الہی الہی حضرت شاد سید و بجواب کن فرمودند نماز
 گما قی است گما را دینا چہ دخلی ست حسام خدا ست حسام رسول ست ہرچہ ست حسام ست بعد از چند مدت حضرت شاہ
 سید و بھول خلافت صاحب ولایت فقہور شدہ رخصت شدند و قیکہ رخصت شدند یک بریاد بھل و یک سچہ و در دست
 بود ہنگامیکہ آنجا رسیدند بہا لم دولت ملواییکہ ملازم ایشان بود و دو چار شدہ احوال ایشان دید و آب دھشم گما دیند گفت

کامی سید و شما المیہ شد یہ چون ایشان این سخن شنیدند بسیار رخص کردند کہ انھوں نے مذہب سید بائند شدیم بعد و فتح پور را تعلق
 کروند احوال ایشان لاتعد ولا تحصى ست نقل ست کہ ننگوہ ایشان برسہ پسر خود کا کتبہ بنیت سالار مسعود غازی بہشت
 چون ایام حسن میلہ نزدیک رسید با حضرت شاہ سید و گفت کہ من نیت بزرگوار مذکور گویا ہم و نیز اہم کہ چیزی بہت حد
 تا این پہلو بریج فریم حضرت شاہ سید و فرمودند کہ بچہ را چہ تکلیف سیدی من آن بزرگوار را پیش تو مہ طلبم او باور نہ کرو
 آخرش یکپاس شب نگاشتہ بود کہ روح حضرت سالار مسعود غازی حاضر شد و گفت کہ سید و را تکلیف بناید و او نہ تو قبول
 کردیم ہمین طور ہزار احوال آنحضرت ست تا کہا بیان کنم بیان مولف وسط آبادی فتح پور میں درگاہ آپکی طبع
 صاحب ولایت حاجت روا و در بار نگاہ خلق اسد ہوا اکثر کتبہ وہاں کے داخل سلسلہ بیعت ہو کر نور باطن سے
 منور ہوئے علی الخصوص باشندگان کوٹا تحصیل لکھنؤ و قند گڑہ دفعہ ۵ پہلے اسی خاندان کے مرید تھے جب او دہ پری
 باقی نہ رہی اور اولاد و ختری نے مذہب امامیہ کیا تب سلسلہ بیعت کا بالکل منقطع ہو گیا ذکر اعتبار آنحضرت عریض
 لکے فرزند نہیں کوئی پایا نہیں جاتا جب تک شاہ امین الدین صاحب مذہب وہ سلسلہ بیعت خاندانی اور کھارباہی
 و ساری رہا چونکہ شاہ صاحب کوئی اولاد پسری نہ رکھتے تھے ایک دختر اونکی ایک سید ساکن امر دہ کے ساتھ منسوب تھی
 منسوب المیہ نظام سنی اور فی الواقع اثنا عشری تھے اونکی اولاد ساکن کنور پور پر گئے نہندکی ہو کر اپنے باپ کے مذہب
 پر رہے جب لوگوں کو حال اونکے تقیہ کا دریافت ہوا تو سلسلہ اعلیٰ و تکریم کہ سری تھا جاتا رہا اور جو معافی بابت اس کو
 معتقدون نے دی اونے متبرع کر کے اونکے خادموں کو دیدی چنانچہ کوٹ میں جو اسطرح کی معافی تھی خادم حسین کہ
 جو قدیم سے ادن لوگوں کے خادم مشہور تھے دے ڈالے اور وہ معافی جو منجانب بادشاہ دہلی واسطے صرف درگاہ و غیر
 کے معین تھے وہ اب بھی منجانب گورنمنٹ انگلشیہ بحال و برقرار ہے مگر جو لوگ اپنے تئیں مرید واران درگاہ میں جا
 ہن محافل معافی و جو معافی میں صرف کہتے گئے چنانچہ چند مرتبہ محافل ایک ایک دو دو سال کا صاحب لکھنؤ بہاؤ علیہ
 فتح پور نے ضبط کر کے عزت درگاہ شیرین کی کرادی اور جب کبھی وہ لوگ اوپر خل تصرف پگئے تو محافل اوں کا خود
 کھا گئے دفعہ ۸۶ ذکر آبادی فتح پور کی جواب ضلع ہو یہی دو حضرات باعث ہن ایک حضرت شاہ سید و صاحب
 ولایت دوسری شیخ نظام الدین جنکا سلسلہ انساب پدری حضرت پیر رضی اللہ عنہ سے جو عشق و مشعر میں داخل ہن
 منتہے ہوتا ہوا سلسلہ بیعت پیران طریقت حضرت مخدوم جانیان سے اور منجملہ فرزندان شیخ نظام الدین کے دو شخص
 ایک مخدوم شاہ قطب الدین دوسرے مخدوم شاہ فخر الدین نہایت صاحب مال گذرے و شیخ زادگان ماجری عمل نہایت
 فتح پور انھیں دونوں صاحب کے اولاد میں ہن بالفعل اونہیں سے سلوی ارشاد ملی موجود ہن یہ مجرم جناب مکر صاحب
 بہا صاحب فتح پور مشتبہ ہو کر مشتبہ ہوئے نہ نہ عیسوی بقام بنارس ملا بخش بر قنداز نے گرفتار کیا آخر عہد مہم ثبوت جرم
 رہائی پائی مگر عیاض و ضبط ہو گئی دفعہ ۸ ذکر حضرت نصیر الدین پنڈوی اکوئلند علم ظاہر و باطن اپنے

مامون حقیقی شاہ نور قطب عالم ہندوی سے جو حالات مجاہدات نفسی انکی بہت ہیں بعد سلطنت ابراہیم شاہ بھول خرقہ خلافت
 صاحب خدمت مانگپور کی ہوئی اور ایک عالم کو اپنے نو یاطن سے منور فرمایا تا سچ ولادت و وفات معلوم نہیں ہوئی بعد
 خانقاہ جانب پورب ایک بلکے پر آسو دو دین دو قبرین اندر ایک گنبد تخت کے زیار گاہ خدائی ہیں اور واسطے مل شنگار
 کے تین کوڑی کی شیرینی پر عوامانہ تھوڑا چکاڑتے ہیں تخصیص ان تین کوڑیوں کے کسی ثنات کے بیان سے معلوم نہیں ہوئی
 سلسلہ عیسوی کی طغیانی بادشہ میں گنبد و ضلع مبارک کا گنبد گنبد صحرایہ باقی ہو نہاں احاطہ درگاہ گزیر بان بر
 چرکہ مران خانقاہ اوس خاندان کے قدیم الایام سے خادم رہے ہیں لہذا اب بھی احاطہ درگاہ شریف کا اہتمام تعلق
 صاحب سجاد و اہل خاندان خانقاہ مانگپور کے ہوا یہ ذکر بھی اوس جن کے ہدایت سے حاصل ہو دفعہ ۸۰
 ذکر حسرت مجددوم شیخ شاہ حسام الدین صاحب لادیت مانگپورین حضرت مولانا خطہ الشہر مولانا
 خواجہ دانشمند مذکورہ دفعہ ۹ دین مولانا جلال الدین تذکرہ دفعہ ۶۴ میں مولانا اسماعیل قریشی تذکرہ دفعہ ۱۱۱ عبارت
 اخبار لاخیر شیخ حسام الدین مانگپوری مرید و تلمذ شیخ نور قطب عالم انایمان شریف وقت خود بود و عالم بطل
 شہادت طریقت اور ملفوظات مست رفیق العارفین کہ یکے از مریدان اوصیح کردہ دران مرقوم است کہ مریدان نسبت
 بہ پیران بشابہ پوندان از جامہ و لیکن مرید صادق حقیقی کہ در گفشتہ پیر و دشمن پوند سفید است بر جامہ سفید کہ بشتن جامہ
 شستہ شود و ہم سفید گرد و پہنجان ہر فحشی کہ بہ پیر رسد بہ ہم رسد و ہم بخورداری گیر و کسی کہ گفشتہ پیر زود آمد بہ
 رسمی است اوچو پوند سیاہ است بر جامہ سفید اگر چہ پیش پیرا ہم پیدا اچندان نفع نہاشد و ہر خورداری کہ بود و رخی مرید
 سنی ہیں است اگر نیک انداز ایشان دانند اگر بد انداز ایشان بخشند این دولت کامل نیست ہمہ حال پیرامی یا بد
 فرمان شد و جلسہ ہر دو ان نشہ سے بود ناگاہ غولک جرجست نزدیک مجلس افتاد مردی ۱۰۱ بود و بگرفت تمام مجلس منہ
 شد و نشتند از غولک چہ تیر سیدی گفت از غولک نمی ترسم اما این می ترسم نباید کہ غضب و فاری باشد پس اگر ویشی ناقص
 سلک مستقیم و صحیح دارد از تیر سید کہ بجنابان در بنائیدن او ہمہ پیران مسلک پنچہ فرمان شد و نظر گیرہ بود و بہتر تیر
 ہر خود ماندن چنانکہ شتری در بابان بچہ پر موش کشت او شتر آقاں کشتہ و باش شتر لغت از آقاں تو شدم تاروش
 برگ رختی میخورد و مہار بر شاخی آویختہ شد شتر و رہاند موش زیاد کرد و موش پیدا شد و موشن دیگر راجع آورد و مہار شتر
 بہرہ شتر خلاص یافت بہت یقین میدان کہ شہان شکاری بہ درین خواہند از نو بہاری بہ فرمان شد سانک
 اند کہ مہاشق گردد و از فکر عارت فرمان شد فیض آبی ناگاہ رسد و لیکن بر دل آگاہ رسد پس سائلک نظری باید باز
 بردہ غیب چہ کشاید فرمان شد ذوق کجاست با اوست یا نور است یا پرتو نور اوست فرمان شد ویشی بر ویشی سید
 مردن ناگاہ آن درویش گفت اے صاحب خانہ آئینہ ہر روی زن خود کشید و پردہ کرد زن اورا از سر کاہ پڑ
 گفت دران زمان کہ او آمدہ و بگانہ بود بیچ خبر از خود نہداشت چون اے گفت بگانہ شد با خود باز آہ فرمان شد کہ بعد از

خلافت تہا ہفت سال فقرویدم وفاتہ کشیدم چون گرنگی میگرفت آب میخوردم و مشغول میشدم روزی یکی از فرزندان
 گرسنہ شد بر من آمد و گریہ کرد این مقدار از زبان من برآمد مصحح علی عجا چون کوئی بھو منی ایسے پس بپس شتے یک
 طبق طعام فرستاد کہ او بہرگز برای ما چیزی نفرستادہ بود و دیگری از تہ پہل من ماش فرستاد چندان پیشمانے
 حاصل شد کہ از برای چہ این مقدار از زبان من بیرون آمد برخوہ جبر با کردہ شد فرمان شد کہ تن بیشتر کتابا یاد آتر
 چون پایوس شیخ رسیدم ہمسہ آن فراموش شد اما علم دارم از ان خوبتر فہم میشود اگر کسی خواہد تمام ہدایہ نبی سلوک
 گفتہ آید فرمود خدمت والدہ در ابتدا از من میر بخندند کہ ترک علم کردہ است این سخن قطب عالم رسید فرمود و روش
 میخواست کہ در تیغ خویش دارد و دانشمند میخواست کہ در تیغ خویش بدارد پس مرد آنست کہ بہر دو کار یکند از ان روز با کہ پیوستہ
 گفتہ می آید ہیچ یاد نیست وقت گفتن فہم میشود و گفتہ می آید و بعد از ان الما و بجاہ و اہل بجاہ و بودگی و نہا بہر دو کار
 اند گفتن ممکن نبود چون اس اکبری گفت بیتاب می گشتیم جدی کہ بعضی مردم افسوس میخوردند کہ ہسری دانشمند دیوانہ
 بعد از ان بہ قصد ملازمت قطب عالم برآدم در ہر منزل در جواب میگفتند کہ من برابر تمام غمیخوہم چون درشتی وار شدیم
 درویشی زندہ پوش نیز با مساوا شد چون کشتی از آب برآمد آن درویش در آب افتاد کس از حال او خبردار شد چون بہ
 پندو رسیدم پایوس حضرت حامل کردم دیدم کہ میان صورت ایشان صورت آن ویش ہیچ فرق نیست دست راہروانی کہ
 ملائک پے اندہ در رہ کشف از کفنی کم فیندہ فرمان شد کہ من در ابتدا سال ہر روز پانزدہ بارہ قرآن غزوات
 بعد از او را و بعد از شروع میکردم تا نماز چاشت تمام میشد تفسیر مدارک ماشرعی بود اگر جاس و معنی توقت یزید و تفریہ
 می دیدم فوق بسیار حاصل میشد روزی ہاقت آواز دود کہ خوب میخوانی پناہیہ باید میخوانی فرمان کرد کہ ای تقطیبت سہر بہا
 کہ تلاوت قرآن ترک نکند الا اقل یک چہارہ ہر روز بخواند فرمان شد و روش را چہا چیز می باید و وزیت و شکستہ
 دین درست یقین درست پاسہ شکستہ دل شکستہ فرمان شد الطع مریض و الاسوال ساریات واث موت فرمان شد
 کہ دنیا بھو سایہ است و آخرت بھو آفتاب ہر چند کہے جانب مایہ رود گرفتار نیاید چون سومی آفتاب رود سا بہرہ روز
 او روان شود فرمان شد کہ چنان شیرین نشہ کہ گمان بلینہ فرمان شد آئینہ ہمہ کس باش آئینہ کس باش فرمان
 شد مری بعد از تلاوت با حریفان کہ نہ نشست خاست نکند کہ از راہ بر نہ و ظل رکافر افتد و در دایرہ نشیند کہ مری شہا
 صفت بیانہ و از راہ بر نہ بجا المہ رفیق العار فیمن حضرت شاہ نور قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مخدوم شاہ حسام الدین کہ
 بعد عملہ مام پندہ و شریف سے دہلی لیا کہ یہ مجمع علمائے کرام و مشایخ عظام بیرون دروازہ درگاہ سلطان المشایخ
 با عطائے خرقہ خلافت سرفراز فرمایا آورد متا را قیاز کے لپنے دست مبارک سے مخدوم صاحب کے سر پاک پر باندھا
 ولایت نانکپور پر مامور فرمایا بیت ہزاران درو و ہزاران پاسہ کہ کہ گہر سپردہ بھو ہر شناسہ کسی نے غور
 کیا کہ مانکپور کے صاحب خدمت حضرت نصیر الدین آگے ہمیشہ زادہ ہین اجملع دو صاحب ولایت کا ایک بھائی ان کی

ارشاد و فرمان چنانہ نصیر المصیر و حام تا قیام اور یہ بھی ارشاد و فرمان ہوا کہ امیر حسام الدین شمشیر بہرہ بہ تو دادم تو
 سینہ امتیازی ہرگز نہ زدن شریک و مدد گرد و تب بھول شرف ستوری دہلی سے مانگ پور میں تشریف لائے اور مسند شہدادت
 رشید و ارشاد ہر طبقہ فرما کر ہر خاص عام امام کو اپنے فیض عام سے مالا مال فرمایا اور علم باطن کو ساتھ علم ظاہر کے کسی
 تطبیق دی کہ کسی مشلخ و عالم اوس عصر کو بجز تسلیم کے مقام چہن و چرا کیا باقی نہ رہا اسوقت سے آج تک جہد عالم
 و مشلخ گذرے آپکے ارشاد کو بطور تسک کے استدلال کرتے ہیں اور اہل باطن فیضیاب مزار پرانوار سے اسوقت تک
 ہوتے ہیں ایک اونسے تصرف کرامت اچکایہ جاری و ساری ہو کہ ہر صلیح و صالح جو درگاہ شریف کا خاتمہ خیر ہوتا ہو
 یہ مؤلف بھی مترصد اسی عنایت بابرکت کا ہو بصدق اسکے گویہ ہوں یا بجلایا ہوں نہین کہ گنگ سے
 ہی درکا کلاتا ہوں نہین دفعہ ۹۰ مولد مسکن و تلمیذ و جاسے وفات حضرت مجدد دوم صاحب مکان
 مسکو نہ شاہ محمد محسن صاحب جو خانقاہ سے ملحق رہا ہو اور جاسے نشست خانقاہ خاص جواب ملو کہ
 و متروکہ و مرکز شاہ محمد اسماعیل سجاد نشین اس مؤلف کا بھی تھا یہ دلائل خانقاہ بان مخدوم صاحب سفت بچھاؤنی
 کہ پیر مل تھا یہ مجھے خوب یاد ہو کہ ایک مرتبہ بروز عرس ہنگام پنج بجے بمقام خانقاہ شریف شاہ محمد نپاہ عطا صاحب
 مرحوم مغفور سجادہ نشین سابق سلون فرماتے تھے کہ میں نے اپنے پیران طریقت سے عن عن کر کے سنا کہ یہ مقام
 جہان میں اسوقت بیٹھا ہوں مقام نشست گاہ مخدوم صاحب کا ہو جب میں یہاں پہنچ کر سماع کرتا ہوں نہین
 کیف ہوتا ہوں سبحان اللہ یہ سیکھ لکھ نشان کف پاسے تو بودہ سالما سجدہ صاحب نظران خواہ بودہ و در مقام
 اب جانب کچھ ملحق دیکھی خانقاہ ہوتا ہے و وفات چار دہم ماہ صیام ۱۰۲۹ھ بمطابق ۱۶۲۰ھ عیسوی ماہ تاسع
 سماع محلی ثانی سے ہنگام لم بزیلی پاسے بروی شاہ حسام قطعہ تاریخ طبع شد چون حسام الدین شہر دوسرا دفعت
 ہونا نہ بفرمودہ دوسرے برین گفت سال انتقال و خرواہ آدمی مشکوکا مطلب نہین یہ ماہ تاریخ منقطع التاریخ سے
 نہ معلوم نہین کہ اسکے مصنف کون ہیں لیکن اسمین زائد نہین یہ بالکل غلط ہے کہ آپ زندہ رہے اسی برس سے کچھ زیادہ
 شب چوان خان شب ہانزدہم اور روزگار کا ہانزدہم ماہ رمضان المبارک ہو و جب تقسیمہ گاہ گزشت ہو کہ بیوم عرس حضرت
 شاہ علاء الحق چٹوٹی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ نور قطب عالم قدس اللہ سرہ مجلس سماع میں بحالت تواجد تھے اوس
 حالت میں ہتم لنگر خانہ متمسک ہوا کہ آپ کسان کارخانہ کسی وجہ سے غیر حاضر نہین لہذا بخت طعام غیر فرستادہ باصناف
 اسکے اوس حالت میں فرمایا کہ اپنے پیر کے عرس کا جو کھانا پکاتا ہو اسکا بکشت یہ فقیر جو اونٹ کھڑے ہونے اور سماع
 کرتے ہوئے لنگر خانہ چلے گئے اور کوئی طرف گئی ادھار اپنے سر پر رکھ لیا جب یہ حال لوگوں نے دیکھا تو سب لوگوں
 نے ہیک ایک طرف واسطے پانی بھرنے کے لے لیا اور ایک تالاب سے پانی بھر لائے اور منہل سماع کی برابر قائم
 رہی بعد انفران اس مجلس کے اپنے فرمایا کہ اس پانی بھرنے کی حالت میں جو کیفیت ہو سماع میں ہوئی کبھی

نہیں ہوئی ارشاد و فرمان ہوا کہ کمال آئندہ پھر پانی بھرتے دوسرے سال غروت مکی چھوٹے چھوٹے جگر گار
 کتے جن میں کیا کیے گئے اور آپنے سلع کرتے ہوئے پانی بھرا پھر اوس طرح پر متلذذ ہوئے جب سے تا بیات اپنے میل
 کرتے رہے جب اونکا انتقال ہوا تو مخدوم شاہ حسام الدین قدس سرہ بھی پابند طریقہ اپنے پیر کے رہے بعد الا ان
 کما کان، اونکی اولاد ایک دوسرے کی مقلد علی آئی انتقال آپکا بعد سلطنت سلطان محمود شرقی اور سلطان علاء الدین
 بادشاہ دہلی کے ہو اور دہلاہ آپکی اندر حلقہ خانقاہ مانگیو کے زیارت گاہ خلق احمد ہو اور مرزا مولانا خواجہ دانشمند آپکے والد
 ماجد کا ملحق آپکے مرقد کے جانب پورب ہو رضوان اللہ علیہم اجمعین دفعہ ۹۰ ذکر فرزند ان مخدوم قدس سرہ
 اول شاہ فیض احمد بنجامی الولد سر لایہ سجادہ نشین اپنے پدر بزرگوار کے ہوئے اور فیض رشد و ارشاد علم عالم ہو
 کا ایسا سایہ فلک ہو کہ اکثر لوگ مرتبہ ابدلیت اور قطبیت پر فائز ہوئے اور اولاد کی کثرت ہوئی تفصیل انکی غایت
 و اعتقاد کی دفعہ آئندہ میں ہوگی تاریخ وقات و تعداد سن معلوم نہیں مرزا آپکا جانب بچم مرقد مخدوم قدس سرہ
 واقع ہو دوم شاہ بڑی کیفیت رشد و ارشاد انکی کسی کتاب سے معلوم نہیں ہوئی مگر اسقدر بزرگوں سے معلوم
 کیا کہ انکو شوق موسی کا زیادہ تھا اور یہ فضل خلاف مخدوم قدس سرہ تھا شجرہ اقسام میں لکھا ہو کہ آپ ولد ہے
 قبر آپکی زیر تابان جانب پورب دہلاہ مخدوم صاحب کے واقع ہو سوم مولوی شاہ محمود المعروف شاہ تہن بعد
 انتقال مخدوم قدس سرہ گشتہ ہجری میں عمر پنجاد سال بطور سیاحت مانگیو سے نکلے اور ضلع غازی پور خاص پور
 پہونچ کر مقیم ہوئے نصیر خان لوہالی حاکم غازی پور بودید کمالات صوری و منوی آپکے معتقد ہو کر مرید ہوا اور تبریل
 عرضداشت بجنور شاہ دہلی آپکو بعد میر عدل مامور کرایا با صغائے اسکے اونکے صاحبزادے شاہ محمد حاکم اپنے باپ
 کے لائے کو غازی پور گئے نصیر خان لوہالی نے آئے ندیا مجبور مانگیو واپس آکر ایک بہن ناکندہ کو اپنی قوم میں
 شادی کر کے مع اپنی والدہ کے بجنور پدر بزرگوار چلے گئے انتقال شاہ محمود کا ۹۵۰ سنہ ہجری مدفن غازی پور خاص
 چونکہ شاہ محمد حاکم مانگیو سے ناکندہ گئے تھے لہذا شادی اونکی شیخ حبیب صدیقی ساکن زمانیان کے دختر سے ہوئی
 زمانہ ایک قصبہ ہو آئندہ مریدی غازی پور سے سات کوس پر واقع ہو بطن اوس دختر سے چار پسر اور دو دختر متولد ہوئے
 اول شیخ محمد دوم شیخ جمال سوم شیخ حسن چہارم شیخ احمد پسران سماء جنوابی بی و خوبان بی بی دختر ان نسبت
 و مصاہرت انکی بنامندان اما جد شیوخ و سادات اوس جوار کے و قافو قفا ہوئے چلے آئے از انجملہ شیخ عبد اللہ
 صاحب فرزند ان شاہ محمود رحمۃ اللہ علیہ کے محلہ قاضی ٹوہ منحلات غازی پور اہل اعتبار سے ہیں مسلمہ پدی اوبکا
 یہ ہو تو شیخ عبد اللہ بن شیخ حسام حیدر بن شیخ غلام صمد بن شیخ غلام حیدر بن قاضی محمد حاکم ثنی بن قاضی برکت اللہ
 بن قاضی شہر اللہ بن قاضی جبار اللہ بن قاضی محمد قاسم بن قاضی حسن بن قاضی محمد حاکم بن میر عدل مولوی
 محمود عرف شاہ تہن بن قطب الاقطاب صاحب لایت مخدوم شاہ حسام الدین مانگیو رہی تا عمر فاروق چھوٹے

تفصیل ہر ایک کی باعث تعویذ کتاب ہی برکت طہارت نسب ان لوگوں میں کوئی شک نہیں کیونکہ قرابت انکی
 بافضل بچاندان اما جد و رسا سے جو اقبال اعتبار سے ہو اسی صورت میں اگر خافہ مانگیو کے لوگ بلحاظ صحت
 ان لوگوں کے ساتھ قرابت کریں تو کوئی مضائقہ نہیں شیخ عبد اللہ چند مرتبہ مانگ پور تشریف لائے اور سلطان
 شجرہ انساب کا بیان کے شجرہ انساب سے کئے بیعت آبادی برادر محمد شاہ محمد اسماعیل سجادہ نشین کے ہاتھ پر کی اور دو مرتبہ
 اوکو غازی پور لیکے ۶ برادر محمد اسماعیل مجھ سے بیان کرتے تھے کہ شیخ حسام حیدر پدیشیخ جدامد سے چند مرتبہ
 ملاقات تھی اور کیفیت وہاں کی لوگوں سے انکی وصلت و مصاہرت کی دریافت ہوئی بیشک انکے طہارت
 نسب میں کوئی شک نہیں اور انکے پاس بقدر تین ہزار سالانہ منافع کی زمینداری ہو ۶ شیخ محمد علی خلیفہ شیخ عبد
 فرید کمال بغرض اکتساب علم مانگیو میں سے بھل معلوم ہوا کہ شیخ جدامد نے انتقال فرمایا انا مددانا اب
 راجسون دفعہ ۱ ذکر راجی حامد شہ چرخ خاندان گرویزہ مرید و خلیفہ بن محمد شاہ حسام الدین
 رحمۃ اللہ علیہ کے بوالہ کتاب نلبان واجارالاخیا رسلہ انساب پوری یہ ہو راجی سید حامد شہ بن راجی سید
 ماجد شہ بن راجی سید عزیز الدین بن سید شہاب الدین شنی بن سید حسام الدین بن سید شہاب الدین گرویزی
 تذکرہ دفعہ ۳۳ نقل ہو کہ ایام شباب میں طریقہ آپکا سپاہیانہ تھا مگر گاہ و گاہ صحبت بابرکت حضرت مخدوم قدس
 سرہ میں حاضر ہوا کرتے تھے آخر انرا و سکا یہ ہوا کہ طبیعت آپکی طرف تصفیہ باطن کے متوجہ ہوئی تھوے رو
 نگہ سے تھے کہ بسلسلہ ارادت درائے مخدوم قدس سرہ کو آپکے ساتھ ایسے تجاشی تھے جیسا کہ سلطان المشائخ کو
 امیر خسرو دہلوی کے اس توجہ و التفات نے تمام مریدوں و خلفائوں پر بالاکر دیا بعد تکلمہ تمام جنہوں کے اہل خدمت
 ہوئے وہ مقام دارالعلم تھا وہاں کے مفتیوں نے مسئلے پوچھا شروع کر دیے چونکہ علم ظاہر نہ تھا لہذا مجبور ہو کر وہیں
 پیر ہوئے ارشاد و فرمان ہوا کہ پھر جاؤ تمہارے ساتھ روح حضرت امام ابو حنیفہ کی ہو چنانچہ جواب سالہ طہارت آپ
 یہ فرمایا۔ دیکھ کے۔ چیکہ کے۔ سو گئے۔ اس طرح پر بہت سے حالات ہیں پھر تو بڑے بڑے عالم اور دانشمند علیٰ خصوص
 حسن طاہر علائہ عصر داخل سلسلہ حساسیہ ہوئے نقل ہو کہ مافی الضمیر ہر جنس و ملت تقریر اپنی سرگشتہ نیز
 بیان فرماتے تھے تاریخ ولادت معلوم نہیں تاریخ وفات سلسلہ ہجری نقل ہو کہ سو برس بعد انتقال کبچ درخت
 نب کی اندر مزار کے پہنچ گئی اسی راہ سے ایام برشکال میں پالی اندر قبر کے گیا اوکئی اولاد نے متواتر خواب
 دیکھے اگرچہ کھوئے قبر میں انواع بمشیں تھیں لیکن جب قبر مہاتو مجبوری لاش نکالی گئی بھنہ ٹھکی کہیں سے دوسرے
 نہ تھی ۶ بعد وہ ناخن تراشے و تبدیل کفن مجدد پھر مدفون ہوئے وہ تبرکات اب تک پاس میر حسین علی جواد کے
 فرزندان میں ہیں موجود ہیں اور لوگ اسکی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں مولف نے خود دیکھا کفن اور پرانے
 چشمی ویسی کپڑے کا ہو کفن تو کچھ بوسیدہ ہو مگر سیرا ہن مضبوط ہو ۶ اکثر لاشے امراء و ملوک جارا شریف کے کھنڈ

عقیدت اگر حوالی مدگار شریفین مدفون ہوئے ہ آخون درویش و اتمان آپکے ایک خلاق و نہیں ہیں اور تمام
 اتمانستان میں ان کا سلسلہ جاری ہو باقی تذکرہ آپکے اعتبار کا دفعت آئندہ میں ہو گا دفعہ ۹۲ ذکر شیخ
 کمال الدین المعروف مولانا کالویہ بھی خلیفہ و مرید مخدوم قدس سرہ نہایت صاحب ذوق و شوق
 تھے قبلا و انکی بمقام کرنا متصل سرا واقع ہو فرزند ان اوکے موضع رکن پور پر گئے کڑہ میں ہیں زمینداری اوکی اولاد
 ہر سہاے و رام سہاے پسران لالہ بھائی سہاے نے بنام میں خرید کے اب اولاد اوکی بطور کاشتکار سہاے
 شیخ تادم علی مع اپنے برادران و فرزند ان کے موضع مذکور میں قائم ہیں و میرزا قمر علی کتاب فروشی کرتے ہیں
 اور برشتہ مصاہرت قاضی پور پر گئے ہنگام میں رہتے ہیں مگر عرصے سے ان لوگوں میں کوئی فضل و کمال ایسا
 نہیں ہوا کہ انکا ذکر و سلسلہ انساب پوری تحریر کیا جائے دفعہ ۹۲ ذکر شاہ سید خان رحمۃ اللہ علیہ
 سلسلہ انساب پوری آپکا یہ ہو جو شاہ سید خان بن سید حسین بن سید محمد بن سید احمد اصفہانی بن سید جعفر چرم پور
 بن سید فخر الدین بن سید محمود بن سید ابراہیم بن سید حسین بن حضرت امام نقی رضی اللہ عنہ تاملی مرتضیٰ کرم اللہ
 سید لعل محمد علی مفتی طبعیہ میں احوال تشریف آوری سید السادات رفیع الدرجات شیخ بزم ہدایت مہر سہر ولایت
 واقع اسرار نہانی میر سید محمد اصفہانی کا ولایت دہلی یوں ارقام فرماتے ہیں کہ سید محمد اصفہانی بخلفشار ہلاکو خان
 از اصفہان مع اہل و عیال جلوس و طن گردیدہ عازم ہند شد نہ ہنگامیکہ دہلی رسیدند از نصیر الدین محمود چراغ
 دہلی مستعد گردیدہ بلسلہ بیعت حضرات چشت درآمد و خرقہ پوشید مذہبان حالت نقد و جنس کہ ہمراہ داشتند
 در راہ خدا تبار کردند شمارش بدویشان اکل بودہ از انجا بحکم مرشدہ کراہ آمدہ توطن اختیار کردند قبرش بہ پہلو سے
 مسجد بازار است اولاد امجادش بہ موضع منڈوا پر گئے ہنگام ضلع فتح پور اند صاحب منبع الانساب اسقدر باضافہ
 عبارت اقام فرماتے ہیں ہ گلستان ارم محلہ است باصفہان از انجا در ہند تشریف آوردند ہ شاہ سید خان غیر
 اونکے بعد کتاب علم ظاہر باجماع سنت آبائی طوط مجاہدہ نفس و تصفیہ باطن کے متوجہ ہوئے شدہ شدہ حاضر خانقا
 حاسیہ مانگپور ہو کر مثل شاہ سید و صاحب تذکرہ دفعہ ۹۰ مرید و خلیفہ ہوئے حالات انکے فضل و کمال کے بہت
 وزن الانجملہ ایک نقل یہ ہو کہ عارضہ و بانا نگپور میں کثرت سے تھا ارشاد پیر ہوا کہ اس بلا سے ناگمانی کو چرنازل
 شہر ہو سلب کرو آپ متوجہ سلب ہوئے اور او سمین انتقال کر گئے قبر او کی زیر دیوار درگاہ مخدوم صاحب جنا
 پور ب واقع ہو جب کسی یہ بیماری اس جوار میں آتی ہو تو لوگ اوکی قبر پر نقارہ بجاتے ہیں اور گورڈ ہنیا اینی
 قذیبہا دگندم بریان مخلوط کر کے چڑھاتے ہیں اور جیسے اس عارضہ کو شاہ سید خان نے سلب کیا ہو شب
 یہ بیماری اول تو مانگپور خاص میں نہیں ہوتی اگر ہوئے تو محدودی چند ضلع ہوئے وجہ تسمیہ منڈوا
 نقل ہو کہ کسی امر خاص میں شاہ سید خان اور سید موسیٰ و سید عیسیٰ سادات طبعیہ سے طال واقع ہوا چونکہ

ہر وسادات قطبیہ اہل قن و رئیس شہر تھے شاہ سید خان صاحب بغیر سلوک اونکے قیام اپنا کر وہ مین و شواہت کے لئے اپنے پیسے مستعدی سفارش ہوئے ہنگام سفارش مخدوم صاحب خادم مرسل سے سادات قطبیہ نے ملاقات تک نہ کی یہ امر خلاف مزاج صاحب ولایت ہوا کہ ممکن تھا کہ وہ دونوں اپنی زندگی سے متبع ہوتے ارشاد و فرمان ہوا عیسیٰ و ہر پیادہ موسیٰ و ہر گونسہ بتائیں اس ملک کے سید موسیٰ بضر بصد گھوسہ با تھی و سید عیسیٰ بوجہ کرنے مسجد کے و بکشد ہونے لیکن شاہ سید خان کو باوجود مر جانے دونوں سیدوں کے اس نہ تھا لہذا شاہ سید خان کو کرہ سے لجا کر بقاء منڈوا آباد فرمایا تفصیل اس اجال کی یہ ہے کہ مخدوم قدس سرہ شاہ سید خان کو بغرض ظاہر ارض مطبوع و تقیش زمین صلح لیکر چلے جب بقاء منڈوا پونچھے کسی ہندو روفیل یا قوم پاسی کے گھر مانڈا کر پیادہ ہو رہا تھا مخدوم صاحب نے عصا گاڑ کر فرمایا کہ اے سید خان اس جگہ ساکن ہو اور اس منڈوی کے تم دو لجا رہو گے اور اسی نام سے اس کو موسوم کیا جب تب شاہ سید خان نے اس مقام منڈوا پر ایک چو ترہ بلقب چو ترہ مخدوم صاحب تینا و تبر کا بنا کر اپنی اولاد کو یہ وصیت فرمائی کہ جب تم مین سے لیکر شادی یا دہو بغرض حصول برکت پہلے دو لجا دو مین یہاں ہو کر پھر گھر جایا کریں اور تاثیر دے مے مخدوم صاحب سے وہ موضع ہر تہمرد و ظالم کے ظلم سے محفوظ و مامون چلا آتا ہے مگر اب یہ باعث مذہب نامیہ کے وہ طریقہ رشد و ارشاد کا اس خاندان مین جاری نہیں ہے الا سید علی اوسط و سید ظہر حسن و سید فرح حسین و سید محمد عیسیٰ بانان سید بندہ علی بشری ملت آبادی اکرام قلم ہم ہیں سلسلہ پدری اونکا یہ ہے سید علی اوسط و سید ظہر حسن و سید فرح حسین و سید محمد عیسیٰ بانان سید بندہ علی بن سید تراہلی بن سید طغٹ المعروف پیر بیان بن سید و ارباب احمد بن سید تاجران احمد بن سید شاد احمد بن سید بابا احمد بن سید ہاشم بن سید احمد بن سید ملک بن سید رحمن بن سید راجہ بلی بن سید خان شاہ بن سید حسین بن سید صفائی منڈوہ میں ہے اس قوم کے دیگر قوم بابا لاقیان آباد و مین پر زبنداری تمام و کمال موضع کی بطور جیا پارہ کے ہر شادی یا دہو نامی مین ہی نہیں بلکہ تفریق ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ خاندان ماجد سادات گرویز قطبیہ مثل مصطفیٰ آباد و دیوانہ رکوہ سادات و ابہہ کرتے ہیں اور کچھ لوگ سری سادات و شیوخ جوار سے شادی یا دہو کرتے ہیں کچھ ایسے ہیں کہ اوٹکو کچھ قید نہیں ہے اس قوم مین آخر زمانے مین ایک منشی صاحب دوسرے میر سید ولد علی سرآؤڑ ہونے لگا فوس ہو کہ منشی محمد روح لاؤڑ مرے اور میر ولد علی بوجہ انزع سلطنت اودہ خان نشین ہوئے اس باعث سے دونوں کا منفع فیض سدود ہو گیا اور سوائے اس منشی کے میر بنیا علی پسر میر مظفر علی المعروف نگلی بیان کن پائے گلی واقع کرہ خاص و میر محمد بخش و میر محمد حسن وکیل عدالت دیوانی الہ آباد پسر میر صاحب علی المعروف شبرانی بیان موضع ٹپی پر گنہ کوتلہ و میر بندہ علی پسر میر تراب علی کورہ سادات مین برشتہ مصاہرت متوطن ہیں چنانچہ اتنازی مین باد صفت بے بضاعتی علم و دولت کے ہر ایک تقض کو توغل ہو اور کچھ گھر سادات اصغفانی کے گویا ر خاص مین ہیں معلوم نہیں کہ وہ لوگ بھی اس خاندان سے

ہیں یا اونکا علیحدہ خاندان ہو سلسلہ پدری اون لوگوں کا مولف کو نہیں ملاور نہ یہ شبہ نہوتا دفعہ نہم ذکر شیخ
 معین الدین خلیفہ و مرید مخدوم قدس سرہ جو الاطوار قطبی و منبع الانساب نہایت صاحب شوق حال
 دست و قلندر تھے سلسلہ انساب پدری آپکا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے تھی ہوتا ہوا شاہ نعمت اللہ شکی قبر و اولاد موضع
 زیر لوہر متعلقہ لکھنؤ میں ہو وید علاء الدین بخاری انھیں کے خلیفہ و مرید تھے موضع لہدری خطیب پر گزرا ضلع اڑناہ
 جو محاذی مانگپور ہے اگر سکون گزین ہوئے وارا ویکانہ سے دریائے جانب گوشہ پچھم واد تر لہدری کے قطع ہو و و باضاً
 لفظ خطیب ہمراہ موضع لہدری یہ معلوم ہوئے کہ انکے یا اس کے اولاد کو خدمت خطیبہ خانی عیدین کرہ شاہ دہلی سے
 عطا ہو کر یہ موضع واسطے اطمینان معاش کے ممان ہوا اور مدت تک اونکی اولاد بسلسلہ حسابہ مرید ہوتے چلے آئے
 نقل ہو کہ بعد سلطنت معز الدین بن بہادر شاہ شاہ عالم شیخ حسام روس رئیس اپنے خاندان کے تھے گماشتہاے
 قانونگوے کرہ و شخص صاحب سبق الذکر سے در و صوبہ دار اکراہا و صحت پیدائش مواضع معانی میں ایسی بحث واقع
 ہوئی کہ جس سے تکذیب قانون گویوں کی ثابت ہو گئی اسی عداوت سے قانون گویوں نے موضع لہدری میں شیخ بابر
 اور تمام خاندان شیخ حسام کا شہید ہو گیا اسی رات کو عرس حضرت مخدوم قدس سرہ کا تھا اسی شیخ حسام بغرض خسر کرت
 عرس مانگپور میں آئے ہوئے تھے و نہج گئے عند الاستغاثہ شخص صاحب حکم گرفتاری قانون گویان صادر ہوا مگر وہ کو
 کسی غیر عملداری میں بھاگ کر روپوش ہو گئے تب عہدہ قانونگوئی بغرض اشک شوقی شخص صاحب موصوف کو
 اونھوں نے اپنے بیٹے کے نامزد کر دیا او سوقت سے عملداری سرکار تک شیخ خدا بخش عرف میا نصاحب اس خدمت
 پر مامور رہے سلسلہ انساب پدری اونکا یہ ہو شیخ خدا بخش و جدر علی ابناں شیخ بسا و بن شیخ جہا و بن شیخ بوڑ
 بن شیخ حسام محمدی اسطرح تاحضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد حصول اس عہدہ کے اشخاص متذکرہ بالا فیہ
 لہدری اور کرہ کے ایک بکر کوٹا بنا کر ساکن ہوئے جب اوسین نوبت آبادی کی آئی تو باہم گدھی مشہور ہوا اب
 موضع ہمسرد وہم سیوانہ سوا و قصبہ کرہ ہو شیخ خدا بخش کی زوجہ بدکنوہ سے ایک دختر چلے لطن سے جو دھری اسی
 رئیس کرہ میں اور زن مدخلہ غیر کفہ سے ایک پسر شیخ محمد بخش بھی لڑکا مالک متروکہ پدری ہوا ایام خدین بجلت بغداد
 موضع مذکور ضبط ہو کر بجلدوی خیر خواہی حافظ رحمت اللہ صاحب اکراہا و می فضل علی نواسہ شیخ جدر علی
 برادر شیخ خدا بخش کی اولاد زمیندار موضع وارا نگہ باقی اور اولاد شیخ معین الدین کی موضع لہدری میں موجود ہے تفصیل
 اوسکی ابجگہ باعث التطویل ہو و قعہ ۵۵ ذکر سلطنت محمود شاہ بن سلطان ابراہیم شرقی بعد انتقال
 اپنے باپ کے با اتفاق کل امراء اراکین سلطنت کے ۷۷۷ ہجری مطابق ۱۳۷۷ عیسوی میں تخت سلطنت
 پر جلوس کر کے ہر ایک کو بھٹائے خلعت و منصب علی قدر مراتب سر فرزد متناذ کیا اور بایمن جہانماری تہریت لشکر
 و انتظام مملکت کے متوجہ ہوا ۷۷۸ ہجری مطابق ۱۳۷۸ عیسوی میں نصیر خان پسر عبدالقادر خان متوفی ضابطہ

کاپلی سے چند بے اعتدالیان ایسی ہوئیں جن میں آئین جس سے سلطان محمود غزنوی بادشاہ مالوہ کو واسطے تہذیب و دولت کاپلی کے لشکر کشی کرنی پڑی تفصیل اس اجمال کی یہ ہو کہ بجانب سید ہوشنگ بادشاہ مالوہ عبد القادر خان پدر نصیر خان ضابطہ دار بعد حکومت کاپلی کے امور تھا بعد فوت اپنے باپ کے سنداوسے حکومت ہو کر کاپلی اور آٹھ دھوبہ پر مٹا خانہ و مالکانہ قبضہ کر لیا و بیکمال خود مختاری تحت سلطنت ہندوستان پر جلوس کر کے لقب اپنا نصیر شاہ رکھا۔ مصنف تاریخ فرشتہ سبب اسکی بناوت کا یہ لکھتا ہے کہ بوجہ انتقال سلطان ابراہیم بادشاہ جو پور و سلطان سید ہوشنگ بادشاہ مالوہ کے دونوں سلطنتوں میں ایک ساتھ انقلاب واقع ہوا مالوہ میں سلطان محمود غزنوی جو پور میں سلطان محمود شرقی بادشاہ مجدد ہوئے۔ اوائل میں ان دونوں بادشاہوں کو نظم و نسق امور سلطنت سے ایسی فرصت نہ تھی کہ جانب حالات نصیر خان کے متوجہ ہوں جب علاوہ جنازات کے جادہ شریعت محمدی سے قدم باہر کیا و منیات شرعیہ کا ترک ہو کر زندگی و مرد ہو گیا اور انواع ظلم و تعدی مسلمانوں پر شروع کی اور ایام میں سلطان محمود غزنوی بغرض بگوشالی و سزا دہی راجہ جو رگڑ کے فوج کشی کر رہا تھا کہ باندراک حالات نصیر خان نہایت چٹانہ کھا کر عثمان عزیمت جو رگڑ سے سطون کو کے جانب کاپلی بغرض اتیمصال نصیر خان رعایہ ہوا۔ نصیر خان عربیت سلطان سے مطلع ہو کر نہایت دست و پا چڑھا اور علی خان اپنے اوتار کو ساتھ ساتھ تھانہ و انواع پیشکش کے بحضور سلطان محمود غزنوی کے روانہ کیا و بیکمال خوشامد عرضداشت پہنچی کہ خبر زندہ وارتد و نسبت اس خانہ زاد کے جو بیع مبارک بندگان شاہی کے پونہی منحل افزا و جھوٹ ہو حضرت تبریل و تعیناتی مستدان کے تحقیق فرما وین اگر ارعاد میل پایہ ثبوت کو پونہی سزاوار سزا کا ہوں لیکن بادشاہ متوجہ حال صفیر نصیر خان نہ کر د سکودھار میں داخل نہونے دیا اور تھنڈا و سکا قبول نفرما کر برابر کوچ کرتا ہوا تا مقام ساگر پو پہونچ گیا آخر بہت وسعت و شفاعت اعظم ہما یون و دیگر ملوک و امولے ہما یہاں اپنے اس کے قصور سے درگزر اور پیشکش اور کا منظور کر کے فرمان معافی قصورات کا صادر فرمایا مقام ساگر پور سے پھر جانب چنور گڑھ واپس آیا۔

۳۳۰ سنہ ہجری مطابق ۹۴۰ سنہ عیسوی میں اعلیٰ سلطان محمود شرقی کا ساتھ سوغات نفیسہ کے بحضور بادشاہ مالوہ حاضر ہو کر یہ عرض کی کہ نصیر خان ضابطہ دار کاپلی دین محمدی سے منحرف ہوا اور قصبہ شاہ پور کو جو کاپلی سے نیا دھو تھا ایرتاحت و تاراج کیا کہ ہزار ہا مسلمان قتل ہوئے اور جو بچے او خون نے جلایے وطنی اختیار کی اور اس کے مملکت عصمت بغرض تعلیم قصص حمالہ لویان بازار ہون میں اور ان مسلمانوں میں اکثر سزائے تھے جو کچھ ضابطہ کاپلی شہسان بادشاہ مالوہ سے ہر قلع و قمع اور سکا او سپر لازم و ختم ہو اور در صورت منع کسی امر خاص کی اجازت ہو کہ یہ دوستدار او سکودھار واقعی سزا دیکر بندگان الہی کو اس کے ظلم و تعدی سے محفوظ کرے چونکہ بادشاہ مالوہ نصیر خان سے بوجہ وقوع ان حرکات کے ناخوش تھا لہذا سلطان شرقی کو اجازت اس کے اتیمصال کی تجویز

جواب بکارتہ دی نیز حکمرانی اس کے رسول نے حاصل کیا جب سفیر اور سکا یہ جواب لیکر بخضر سلطان شرقی واپس آیا اور بادشاہ جت استیصال نصیر خان عازم کالپی ہو کر تاحد و ملک چندیری پہنچا تا نصیر خان نے تبریل عرضداشت متواتر و سفارش ایمان سلطنت سے اپنے بادشاہ کا شفق ثانی باین مضمون بنام سلطان شرقی روانہ کر لیا کہ نصیر خان خطاطہ دار کالپی کا قصور بوجہ اسکی نمانت و ذمت کے بحاف ہو چکا ہو آپ بھی ماوس کے استیصال سے مد گذر فرماوین بوصول اس کتابت کے سلطان شرقی نہایت ناخوش ہوا اور اپنے اراہے سے باز نہ آیا تب سلطان مالوہ بغرض اعانت خطاطہ دار کالپی کے شہنشاہ ہجری مطابق سلسلہ عیسوی میں ہجرام چندیری پہنچا کہینہ خواہ ہوا اوس وقت سلطان شرقی نے چندیری سے باہر نکل کر اسکی حوالی کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور مبارک خان وہاں کے حاکم کو گرفتار کر کے ایک ایسے مقام تنگ و قلب بین جہاں گرد اعدا سے محفوظ ہے پناہ لشکر لیکر مقیم ہوا تب پناہ مالوہ کوچ فوج اپنی اس کے مقابلہ میں چھوڑ کر کالپی چلا گیا اور فیما بین دونوں بادشاہوں کے عرصے تک لڑائی ہوئی یہی کالپی بقبضہ سلطان شرقی آگئی اور کبھی سلطان مالوہ نے قبضہ کر لیا جب دونوں بادشاہ لڑتے لڑتے تنگ آ گئے تب بوساطت شیخ جالندہ کر بزرگان وقت سے قہ فیما بین دونوں بادشاہوں کے اسطرح پر صلح قرار پائی کہ کالپی بقبضہ سلطان شرقی و راتم و مہو و تصرف نصیر خان و توسل بادشاہ مالوہ کے رہے بعد اس صلح کے دونوں بادشاہ اپنی اپنی دراست سلطنت کو واپس گئے سلسلہ ہجری مطابق سلسلہ عیسوی میں فیما بین سلطان بہلول و سلطان محمود کے محابات شروع ہوئے تفصیل اس احوال کی بحوالہ تاریخ محمدی و رسالہ انعامی یہ ہو کہ ابتدا سے سلسلہ ہجری لغایت سلسلہ ہجری قریب چھ سال کے فیما بین دونوں بادشاہوں کے محابرات عظیم رہے اس میں سلطان محمود چند مرتبہ ظفر و منصور چند مرتبہ مخدول و مفرد ہوا آخر سلطان محمود شکست کھا کر چھپوڑ آیا اور یہاں پر از سر نو اپنی فوج آراستہ کر کے جانب مالوہ کے عازم ہوا اور دوسرے سلطان بہلول بھی بغرض استقبال اس کے دواڑا ملاو کے متصل دونوں بادشاہوں میں محاربہ عظیم واقع ہوا اوس لڑائی سے دونوں آسودہ ہو کر صلح جو ہوئے و بصلاح خیال و نشان ہر دو جانب باین شرط صلح قرار پائی کہ جس قدر ملک تبصرن ہلک نہا تھا وہ بقبضہ سلطان بہلول و ملک مقبوضہ سلطان ابراہیم بقبضہ سلطان محمود رہے و مؤمنین آباد بعد انقضائے ایام بزرگال کے سلطان بہلول جو نان خان گماشتہ سلطان محمود سے لے لیوے بعد فرزین مہر و دستخط سلطنت کے سلطان محمود جانب چھپوڑ و سلطان بہلول جانب فوج چلا گیا لیکن سلطان بہلول بجلیلہ قومی انتظار انقضائے ایام برسات کا نگر کے فرمان و انگداشت مؤمنین آباد بنام فرمان جاری کر دیا جو نان خان اصلا و سکی تحریر پر توجہ نہ کر آمادہ جنگ ہوا کہ بین فیما بین جو نان خان و سلطان بہلول پنے لڑائیاں ہوئیں و جو نان خان مخدول ہو کر مفرد ہوا و سلطان بہلول نے مؤمنین آباد کو سپرد راء کرن اپنے گماشتہ کے کر دیا جب سلطان محمود اس بد عہدی سے مطلع ہوا تو کمال پشیماب کھا کر فوج حواری کے بقصد تیرا

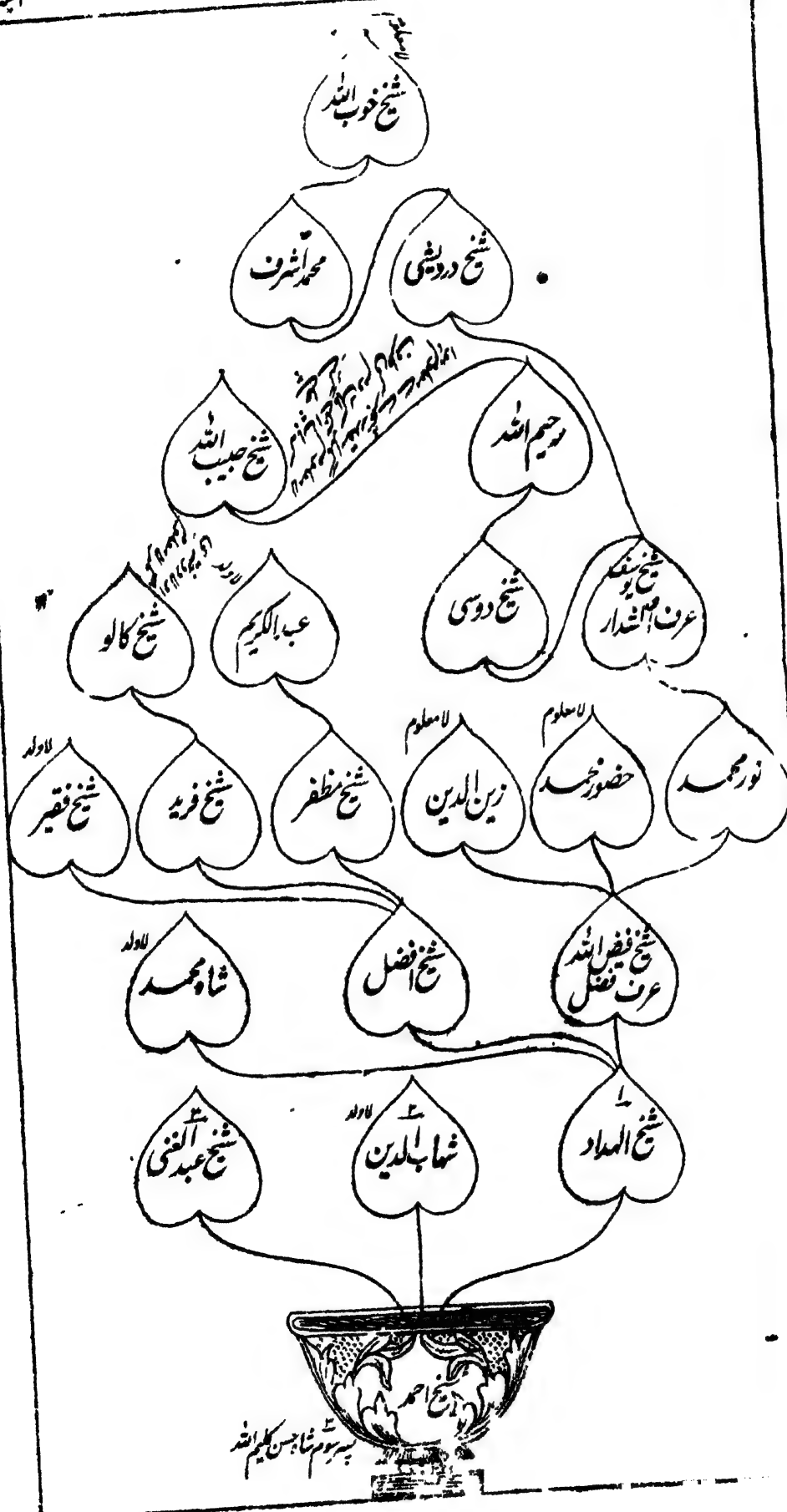
موشمس آباد و انتظام شکست جو نان خان روانہ موشمس آباد و اس سلطان بھلول خود بنظر پشیمانی او کے مقابلے پر
 آیا مگر قطب خان و دریا خان کو بغرض شہن سلطان محمود پر مامور کیا ہنگام شہن قطب خان بحسب اتفاق گھوٹے
 سے گر گیا و سنگیر سلطان محمود ہو کر جنوبیہ گیا سلطان محمود ان فتوحات سے قوی دل ہو کر آمادہ تہذیب ملی تھا
 کہ بابتلائے مرض صعب سر ہنگان ملک الموت سے لیک پکار آمدت سلطنت اسکی اٹھارہ سال یہ بھی مثل اپنے باپ کے
 تعظیم و تکریم جمع کرنے سادات عظام و مشائخ کرام و علمائے فہمی الاحترام میں کوشش بلیغ کرتا تھا دفعہ ۹۶
 ذکر حضرت شاہ عاشق ابدال بجز الفیج الانساب و دیگر موقوفات یہ مرید و خلیفہ حضرت شاہ فیض احمد زند کو دفعہ
 بالاکے تھے جو بجا طین اپنے پیر کے مرتباً بدایت کو پہنچے اور اپنے نور باطن سے اس جوار و دیار کو منور فرمایا او کی قبر
 ایک ٹیکرے پر کنارے دریائے گنگ کے موضع چوہ شمولہ حلقہ ہنسے بزرگ میں اندر ایک جلیفہ ہشتی واقع ہوا و محاذی
 اس درگاہ کے انبروے دریائے گنگ مانپور میں درگاہ مخدوم صاحب کی ہر یہ مزار حضرت عاشق ابدال کا نہایت
 دلکش و پر فضا ہے ہر ایام میں وہاں جی لگتا ہے اکثر مجذوب لوگ جب وہاں جنگل تھا اگر ٹھہرتے تھے وہ مجاہدات نفسی کیا
 کرتے تھے یہ بزرگ اولاد نفل بن قصبے میں جو برادر عزاد حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ کے تھے اکثر بزرگان حضرت
 عاشق ابدال کے سلاطین مصر سے نقل ہو کر ایک سید زادہ بابتلائے فکر عاشق آوارہ ہو کر مجذبت سلطان رحیم
 مورث حضرت عاشق ابدال کے حاضر ہو کر زمرہ گس رانان ملازم ہوا ایک روز ہنگام گس رانی سلطان رحیم نے حال
 اس کے نسب کا پوچھا و استدراک سیادت اسکی ایسی تماشائی محبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوئی کہ بے اختیار
 ہو کر اول اس کے پیر پر گڑا بعدہ اس کو تخت سلطنت پر جلوس کر کے خود آوارہ وطن ہوا اور اس کے کفارہ دین بنکر جہاد
 ہوا ہنگام امیر کبیر سید قطب الدین مدنی جانب ہند مدد و معاون اس کے جہاد کا ہوا اور بعد فتح کڑوہ موضع جہرہ تو طین اختیار
 کیا اولاد امجاد دہلی وقتاً فوقتاً اوپر سجادہ رشد و ارشاد کے قائم رہے سخاوت و شجاعت میں یکتا عصر سے بافضل
 او کی اولاد میں شیخ منظر حسین و شیخ نصیر الدین و شیخ حسام الدین ہمان نوازی اور اخلاق محمدی میں پیش ہیں
 دفعہ ۹۷ ذکر سلطنت محمد شاہ جب خبر فوت سلطان محمود کی جو پور پونجی تو با اتفاق رائے سماء بی بی راجی
 و لاکین سلطنت کے شانہ زادہ لاکین مہین پور تخت سلطنت پر بیٹھ کر باسم محمد شاہ موسوم ہوا و بغرض تسکین فتنہ بدستور
 سلطان بھلول سے رزخوارہ راجہ تین دونوں لشکروں کی مسادی پائی گئیں تب بقضائے مصلحت وقت
 یہ صلح ہوئی کہ دونوں بادشاہ بلا مزاحمت ایک دوسرے کے اپنی اپنی ولایت پر قابض رہیں بعد اس صلح کے سلطان
 بھلول دہلی کو اور محمد شاہ جو پور کو واپس ہوا چونکہ محمد شاہ کو امور جہاد اری میں اصلاحیافت نہ تھی لہذا کل امرائے
 سلطنت اسکی سلطنت سے و گئے ہوئے علی الخصوص ملکہ بی بی راجی کو درپردہ فکر زوال سلطنت کی رہی نقل ہو
 کہ جب سلطان بھلول دہلی پہنچا تو سماء شمس خاتون خواہر قطب خان مجوس منکوہ سلطان بھلول نے دروازہ

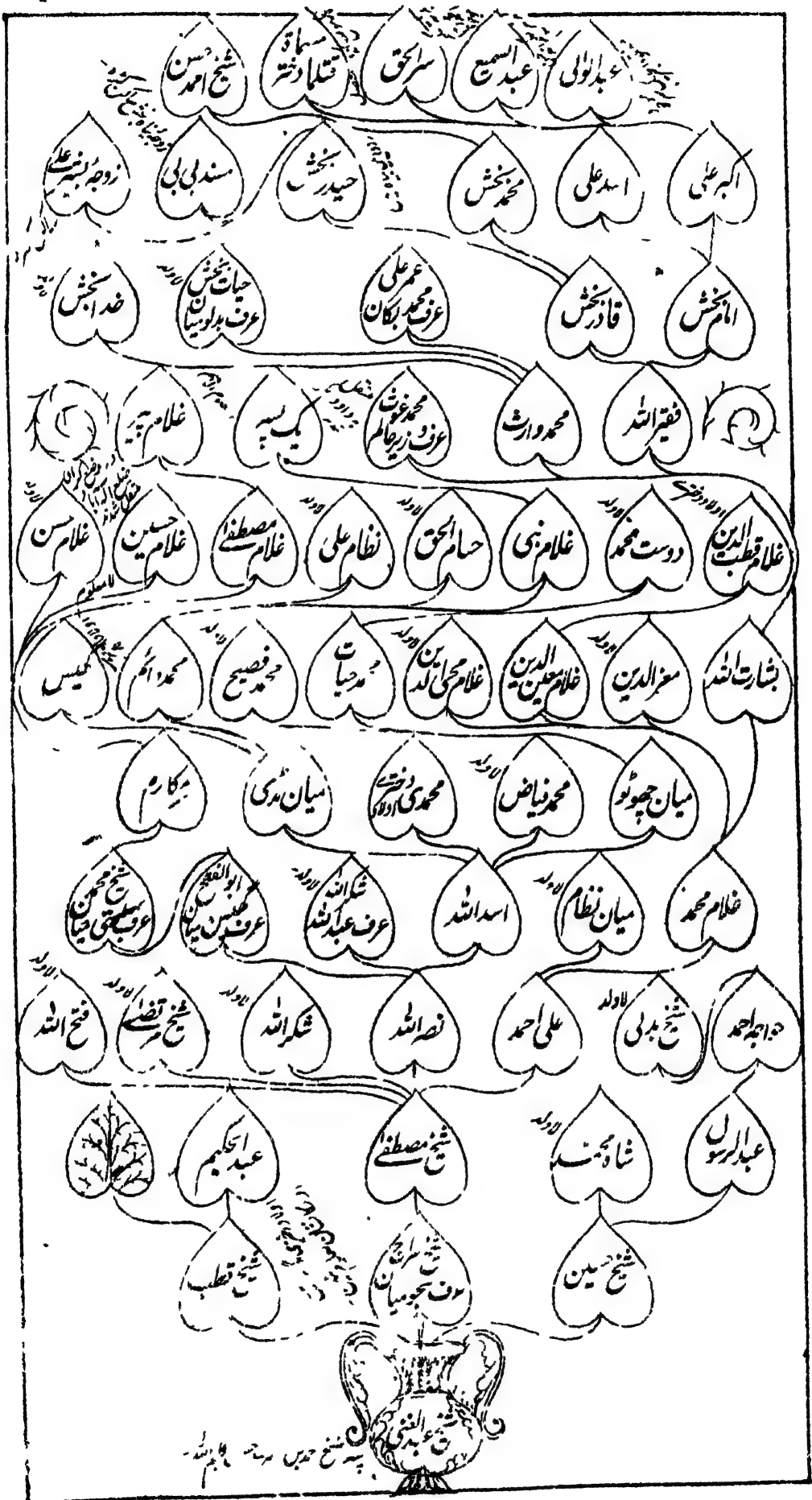
شہزادہ سلطان پر بندہ کر کے پیغام بھیجا کہ آپ کی ہمت عالی کیونکر مقضیٰ اسکی ہوگی کہ قطب خان قید حریف نہیں ہے اور بادشاہ عیش و آرام کرے بہتر یہ ہو کہ بادشاہ اندرون سراپردہ بیٹھ کر لباس زنانہ پہنے اور اسلحہ حرب مجھے عطا کرے۔ دینے قسم کرتی ہوں کہ جب تک قطب خان قید سے چھوٹے گا مجھ پر خوابِ خور حرام ہو سلطان بہلول کو یہ کلمہ اور کساحت گزارا یا تاکہ مجھ پر محبت اخوت بقصد استخلاص قطب خان برادرِ عمرا و بھرازم جو پور ہو اور دوسرے محمد شاہ بھی باصفائے خبر انصاف اور سکے جو پور سے جانب قنوج چلا اور دونوں بادشاہ بمقام بھون گانون ضلع میں پوری میں پہونچکر سلطان بہلول بمقام راسے برٹی و محمد شاہ مذی سستی پر خمیز زن ہوا اگرچہ اسے پر تاب ملکہ زمیندار بھون گانون قدیم سے ہوا خواہ ان سلطان بہلول میں تھا لیکن بجائے غلبہ فوج شریک لشکر محمد شاہ ہو گیا چونکہ قوت و خست میں دونوں بادشاہ برابر تھے کسی نے لڑائی میں بہادرت نہ کی اس میں عرصہ گزرا کہ محمد شاہ نے کوتوال جو پور کو خفیہ لکھ بھیجا کہ برادرِ حقیقی حسن خان قطب خان و اسلام خان لودیان کو جس طرح ممکن ہوئے جان سے مار ڈال اور سنے جواب میں یہ عرضداشت کی کہ وہ تینوں آپ کی لڑائی کی محافظت میں ہیں لہذا میں ادنیٰ قتل پر قادر نہیں ہو سکتا تب محمد شاہ نے اس کے قتل کی یہ فکر کی کہ تنہا ملک علیحدہ کر کے حسن خان کو وہاں کا حاکم مقرر کیا اور یہ امر باعثِ خوشنودی مسعود راجی بی بی کا ہوا اسی خوشی میں وہ اپنے پسر محمد شاہ کے پاس چلی آئیں تب کوتوال نے موقع پا کر حسن خان کو جان سے مار ڈالا بوقوع اسکے ہر وضع و شریف بادشاہ سے منفرد ہوئے نقل ہو کر بعد شہادت حسن خان اپنے بھائی کے جلال خان و حسین خان باتفاق سلطان ملک شہ و ملک جلال اجد و حسنی کے ایک دن بحضور بادشاہ حاضر ہو کر متمسک ہوئے کہ لشکر سلطان بہلول فوج شاہی پر شیون بڑا چاہتا ہو اگر حکم ہو تو ہم لوگ پہلے سے اسکے لشکر پر شیون کریں چنانچہ بموجب حکم بادشاہ حسین خان بحیثیت تیس ہزار سوار و یکہزار زنجیریل اردوے شاہی سے علیحدہ ہو کر بارادہ شیون کنارے مذی جہرہ کے ٹھہرا سلطان بہلول کلانے بدشت اسکے اپنی فوج کو اس کے مقابلے پر بھیجا اطلاع اسکی شاہزادہ حسین خان نے بحضور بادشاہ کر کے یہ استدعا کی کہ بغرض ملک میری شہزادہ جلال خان مامور فرمایا جاوے شہزادہ جلال خان حسب حکم بادشاہ واسطے اعانت حسین خان روانہ ہوا ہنوز شریک اردوے حسین خان نہوا تھا کہ حسین خان وہاں سے کوچ کر کے عازم جو پور ہوا اور شہزادہ جلال خان جب اس مقام پر پہونچا تو تھوڑی سی لڑائی کی بعد وٹیکر سلطان بہلول لودی کا ہو گیا اور اسے بعض اپنے بھائی قطب خان کے اس کو پاس شمس خاتون اپنی زوجہ کے بھیج دیا وہ حسین خان جو پور میں پہونچکر باتفاق کل امرائے سلطنت تخت سلطنت پر جلوس فرما ہوا و خطبہ و سک اپنے نام کا جاری کر کے نام اپنا حسین شاہ رکھا چونکہ محمد شاہ کی خیف الحمر کاتی سے ہر ایک و لگیر تھا اس خبر کے مشہور ہونے ہی ملک مبارک و ملک علی گجراتی و سائر امرا سے اردوے محمد شاہ علیحدہ ہو کر شریک سلطان حسین ہو گئے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بہادرت حسین شاہ کی بلا اتفاق اراکین سلطنت کے نہیں ہو کیونکہ ممکن نہیں کہ بیجاٹ بادشاہ و دوسرا بادشاہ بلا کسی مجاہد و مقابلہ کے ہو جائے۔ جب محمد شاہ کے پاس فوج باقی نہ رہی اور یہ

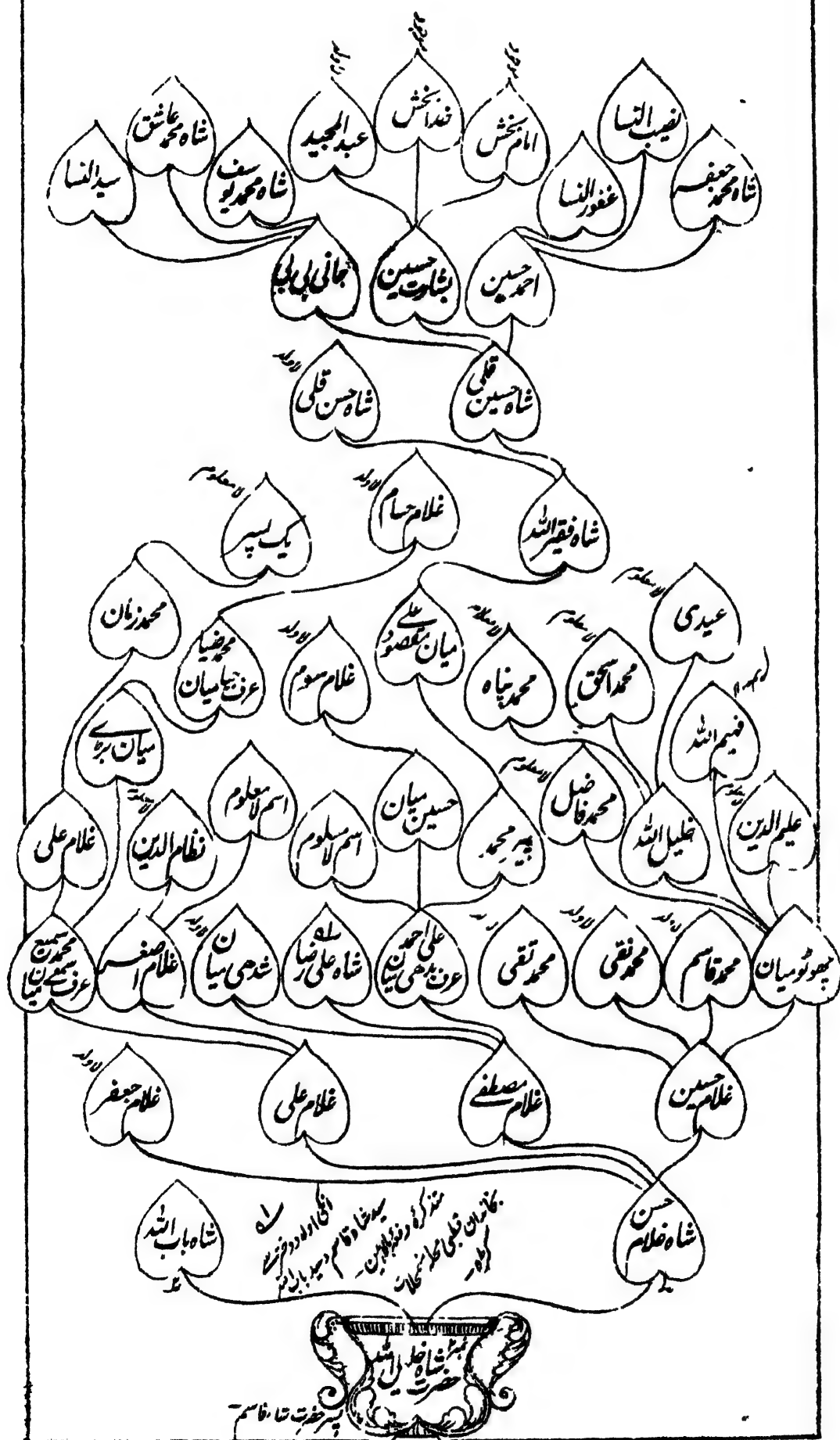
اراکین سلطنت باغی ہو گئے تو دہلی دیوانہ دار جانب قنوج کے مفروض ہوا اور سلطان بہلول تعاقب اس کے روانہ ہو کر اسباب پس ماندہ اس کا لوٹا چلا گیا محمد شاہ چند سواروں سے بھاگ کر ایک باغ میں محصور ہوا اور تھوڑی لمبائی کی بعد زخم مبارک خان لنگ سے مارا گیا بعد اسکے فیما بین سلطان حسین بہلول کے صلح ہوئی کہ چلہ برس تک دونوں بادشاہ اپنی اپنی ولایت پر قلعہ رہیں اور اس پر تاب سنگہ زمیندار بھوئن گانون جو سلطان محمد شاہ سے مل گیا تھا بھنور سلطان بہلول حاضر ہو کر عذر خواہ ہوا کہ حاضری میری بھنور سلطان محمد شاہ بغرض خبر داری شہزادہ قطب خان مقید کے تھے اس عذر پر سلطان بہلول غلے کے جرم سے درگزر کر مودعنا بایات سلطانی فرمایا اور سلطان حسین شاہ قنوج سے کوچ کر کے بکنارہ تالاب موسومہ ہرنہ جا اور ترا اور قطب خان لودمی کو جو پور سے طلب کر کے بھلائے خلعت و سپہ و انعامات کے باعزاز تمام پاس سلطان بہلول کے بھیج دیا اور سلطان بہلول نے اس کے عوض میں شہزادہ جلال خان کو نہایت عزت و حرمت کے ساتھ بھنور سلطان حسین شاہ نصرت فرمایا اور دونوں بادشاہ اپنی اپنی دار السلطنت میں پہونچا گیا اور احکام جامذاری متوجہ ہوئے مدت سلطنت محمد شاہ پانچ مہینہ و قلعہ ۹۸ ذکر سلطنت سلطان حسین شہرئی جب بواسطہ صلح سلطان بہلول سے اطمینان حاصل کیا اور سوقت باستجماع تین لاکھ سوار و یک ہزار چار سو زخمیر فیل برتخیز ولایت ڈوئیرہ روانہ ہوا پہلے ٹرہت آباد کو تاخت و تاراج کر کے ویران کیا پھر ڈوئیرہ میں پہونچا اور اسکے اطراف و حوالی میں بغرض تاخت و تاراج اپنی فوج تعینات کی راجہ وہان کا مضطر و سرسیمہ ہوا اور بواسطہ رسول تیس زخمیر فیل و یکصد اسب تازی و ترکی و دیگر تحائف نفیسہ و زرقہ بھیجا اظہار اطاعت و فرمانبرداری کا کیا بواہد اعانت اس کے بادشاہ اوکی ولایت سے درگزر کر کے مظفر و منصور صرف جو پور ہوا ہنگام ضرور دولت دار و دولت بقام بنارس قلعہ کہنے کو جو مدت سے ویران تھا سر نو تعمیر کرایا بھنور اس فتح عظیمہ ہمت و اسکی برتخیز گویا بار صرف ہوئی اور ششہ ہجری مطابق ششہ غزینہ فوج اوکی مع مردان نامی گرامی کے گویا بارین جا کر بحاصرہ قلعہ وہان کے راجہ سے لڑا جب محصوران قلعہ تادی ایام سے تنگ آئے تب تبریل پیشکش رسول باقرار اسے خراج خواہان امان ہوئی بادشاہ نے اوکی استدعا کو منظور کر کے لشکر اپنا طلب کیا ووقع ان فتوحات متواترہ و نیز ترغیب و تحریص و خیر سلطان علاء الدین محمد شاہ بادشاہ دہلی سے جواوکی بیگم تھی ششہ ہجری مطابق ششہ عیسوی میں ہوا اسے سلطنت دہلی جمعیت ایک لاکھ چالیس ہزار سوار و چار سو ہاتھی دہلی چلا باصفائے اس خبر کے سلطان بہلول بادشاہ دہلی اپنا وکیل بھیجا محمد شاہ غلی بادشاہ مالوہ سے استعانت خواہ ہوا ہنوز جواب بادشاہ مالوہ سے حاصل نہیں ہوا تھا کہ سلطان حسین اطراف دہلی میں پہونچا صرف ہو گیا تب سلطان بہلول نے اپنے میں تاب مقادمت نہ دیکھ کر تبریل وکیل اظہار عجز و نیاز کا کر کے یہ پیغام دیا کہ دہلی خاص مع پندروہ کوس اس کے حوالی کے بطور داروغی کے مجبر معاف کیجائے کہ بطور نوکروں کے مطیع رہو گنا مگر سلطان حسین نے اوکی التماس کو نامنظور کیا تا چار سلطان بہلول

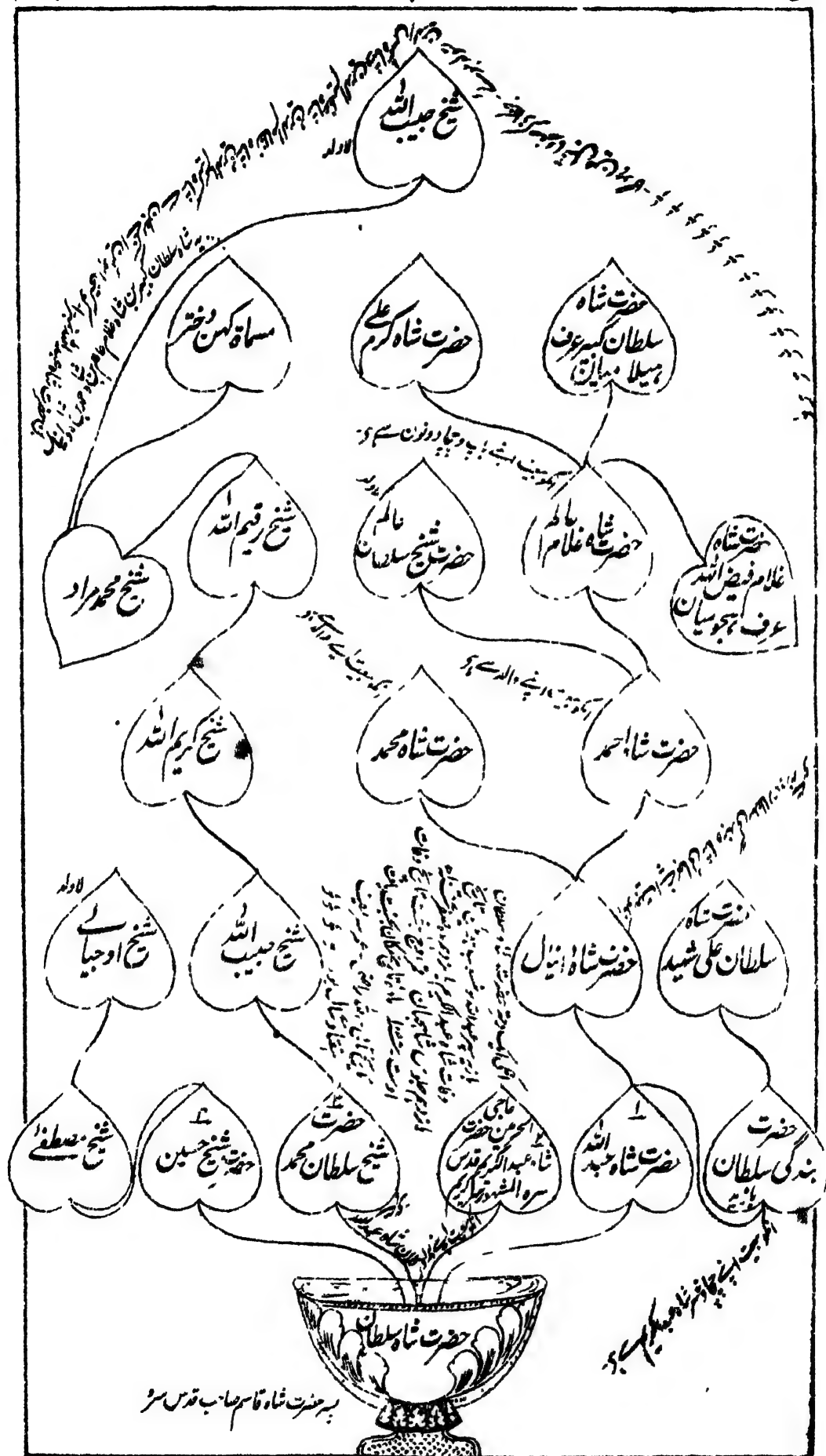
جان سے ہاتھ دھو کر انٹ ایزدی پر تکیہ کر کے بحیث اٹھارہ ہزار سوار دہلی سے نکلا کر زمر خواہ ہوا وہ لڑائی کسی بن ٹیسی کے سلطان حسین
 شکست کھا کر بھاگا اور کل مخدرات او سکی دستگیر سلطان بھلول ہوئیں با سلطان بھلول نے لٹا ٹٹک پدیریکم کا کر کے کل
 حرم سلطانی کو با عزت تمام او سکے پاس بھیج دیا اور عزت خواہ ہوا لیکن سلطان حسین اپنی نادانی سے برابر لڑتا رہا جو بھی ٹٹلی
 میں گھوڑے سے گر کر مفرور ہوا اور تھوڑی سی دلایت جو بنو پر قابض ہو کر قلعہ ہوا چ سلطان بھلول پاس مروت سے غز
 او سکے حال کا ہوا اور حکومت دیگر ممالک متعلقہ جو بنو کے اپنی بیٹی باریک شاہ کو دیا اس ملک کو اپنے قبضے میں لایا اور بعد
 مرنے سلطان بھلول کے جب سکندر شاہ او سکا بیٹا بادشاہ ہوا تو سلطان حسین پردہ ہوا خواہی باریک شاہ کو ہمارا لیکر
 دہلی پر چڑھ گیا آخر نتیجہ او سکا یہ ہوا کہ سلطان حسین شکست کھا کر پاس سلطان علاء الدین بادشاہ بنگالہ کے پناہ گزین ہوا
 و باریک شاہ بھنور سلطان سکندر اپنے بھائی کے حاضر ہو کر حکومت جو بنو پر مامور ہوا اٹھٹھ ہجری مطابق ششہ عیسوی
 سے سلطنت جو بنو کے شامل سلطنت دہلی ہو گئے مدت سلطنت سلطان حسین شاہ اوئیس سال چند ماہ باریک شاہ سبب ترمذی
 راجہ سے وزیرداران اطراف جو بنو کے اپنی میں طاقت استقامت نہ لیکر سلطان سکندر کو اطلاع دی وہ عین بریکال
 میں جو بنو پہنچ کر متوجہ انتظام ہوا اسی مابین میں بیکراجہ سالباہن حاکم کو ہٹھٹھ سلطان حسین نے آغاز ششہ ہجری
 میں سلطان سکندر پر بخون مارا ناچار سلطان سکندر قلعہ چار گڑھ کو اپنا ماسن قرار دیکر متعدد محاربہ ہو سلطان حسین
 صف جنگ سے پھر جانب بنگالہ فرار ہوا تب سلطان سکندر بہار سے تا کو ہٹھٹھ اپنے قبضے میں لایا چ ششہ ہجری
 میں کو ہٹھٹھ سے مراجعت کر کے داخل جو بنو ہوا اور پاداش حرکات سلطان حسین شاہ کے حکم دیا کہ تمامی مکانات
 و مقابر سلاطین شرقیہ سمار کیے جاوین چنانچہ تھوڑے عرصے میں عمارات بلند و قصرات دلپند کھود کر جو بنو کو خراب آباد
 بنا دیا مستزاد بلانچ بھا کر اسی عرصے میں خطہ جو بنو پر مودو و باے الیم و زرا لہ غنیمت ہوا کہ اس سے لکھو کھا آدمی صلح ہوئی
 ششہ ہجری میں سلطان سکندر جلال خان اپنی پس کو تخت سلطنت جو بنو پر بٹھلا کر آگرا آیا اور ششہ ہجری میں برضر
 خناق مرگیا چ او سلطان حسین بنگالہ میں مدت تک سرگردان رہا آخر سلطان جلال الدین اپنے بیٹے کے پاس کہ وہ
 داماد نصیب شاہ والی بنگالہ کا تھا آیا اور وہیں مر گیا سلطان جلال الدین نے نقش پد کو جو بنو بھیجا یہاں محضر
 خانقاہ شمر لہ جامع مسجد میں مدفون ہوئے چ جب سلطان جلال الدین مرا تو او سکے بیٹے سلطان محمود نے نمشر
 اپنے باپ کی پہلوے سلطان حسین اپنے دادا میں دفن کی اور جب خود بمبارہ شیر شاہ مارا گیا اور شیر شاہ بعد فتح تن
 نیم سہل سلطان محمود پر حاضر ہو کر بعد عزت خواہی تمنی وصیت ہوا تو اس سے یہی کہا کہ میری نعش کو جو بنو میں بھیجا کر
 پد میں دفن کرنا چنانچہ شیر شاہ نے باعتماد تمام نعش او سکی جو بنو میں بھیجا کہ وصیت او سکے دفن کرایا اور کرایہ بنگالہ
 شاہانہ و محاصل جو بنو واسطے مصارف کے داگذاشت کیا چ ہمایون نے ہندوستان پر قلعہ پایا تو جانب سلطان حسین
 ثانی پسر سلطان محمود ثانی کے متوجہ ہو کر طلب کیا اور بہت خاطر و دلاری کر کے بعد خطاب عمر خان منصب مفت نزاری

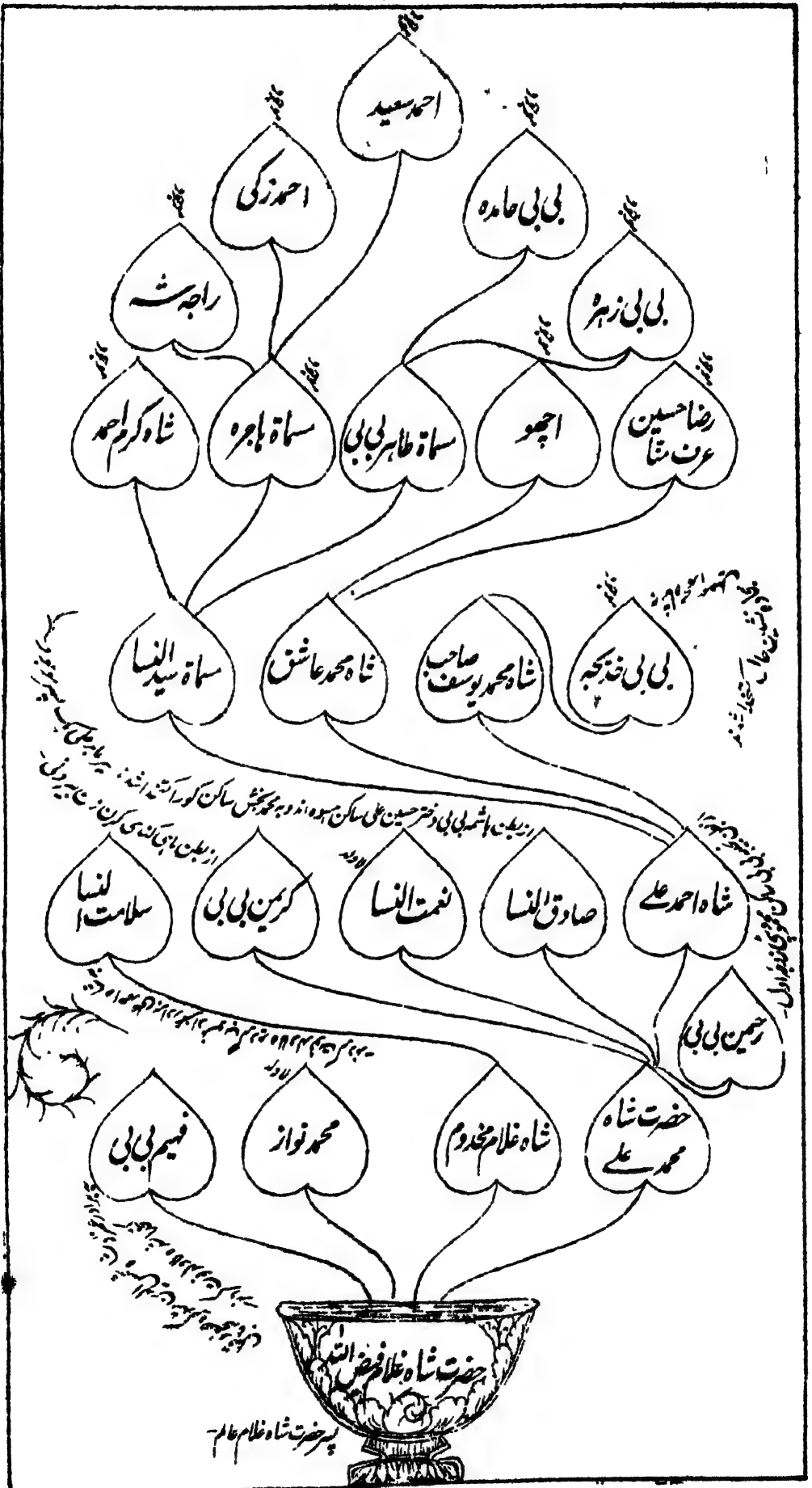
عطا کر کے ضلع بہار اوسکی جاگیر میں دیا بعد چند سے سلطان حسین عمر خان واسطے انتظام صد بہ بہار کے رخصت ہو کر
 جوہنپور آیا اور قریب جامع مسجد و مقبرہ بزرگان اپنے مکانات شاہانہ و مساجد ہمارے اپنے نام سے طیار کر کے
 توجہ بہار ہوا اوسکے حسن سلوک سے تمامی راجہائے اطراف راضی و فرمانبردار ہوئے اور جمیت کثیر حاصل
 ہوئی یہاں تک غمازون و حاسدون نے بحضور محمد جلال الدین اکبر بادشاہ خراسکی بغاوت کی دی یہی
 بادشاہ از بس برہم ہوا اور برہمی بادشاہ سے سلطان حسین مطلع ہو کر تمامی اسباب سلطنت
 فقیران و محتاجان کو دیکر آپ بلباس درویشی جوہنپور سے بحضور بادشاہ آیا اسوقت بادشاہ
 نے اوسکی نیک نیتی کو خیال کر کے بھٹائے خلعت سرفراز فرما کر قطب خان اوسکے بیٹے کو
 منصب ہفت ہزاری کا دیا و جاگیر سیر حاصل ہو بہ بہار اوسکی جاگیر میں مقرر کی بعد فوت
 اوسکے حسن خان اوسی جاگیر و منصب پر بدستور بحال رہا اور پانسویکھ اراضی
 مزدور حسب اسدعائے وکیل حسن خان بہت مصارف خداداد و نہ سلطان حسین
 کی معاف ہوئی بعد سلطنت اورنگ زیب عالمگیر جاگیر ضبط علوفہ ہو کر
 نقدی بنام محمود خان و محمد خان و محمد خان فرزندان حسن خان مقرر ہوا
 بعد بہادر شاہ پھر جاگیر حوالی جوہنپور بنام مراد شاہ و محمد شاہ پسران شاہ
 خلف عمر و خان مقرر ہوئی آخر عہد محمد شاہ میں انبساط خان
 برہان الملک نے تمامی تنخواہ جاگیر اتار دیناں جاگیر داران
 جوہنپور کی ضبط کر لی اسوقت سے شرفاے جوہنپور
 اور اولاد سلاطین شریقیہ کی خراب و پریشان
 ہوئی فقط - قسمت با نخی
 من ابتداء سنہ لغایت
 سنہ ہجری ۱۱۰۰
 سال ہوتے
 بین جوہنپور
 سلطنت قائم
 رہی

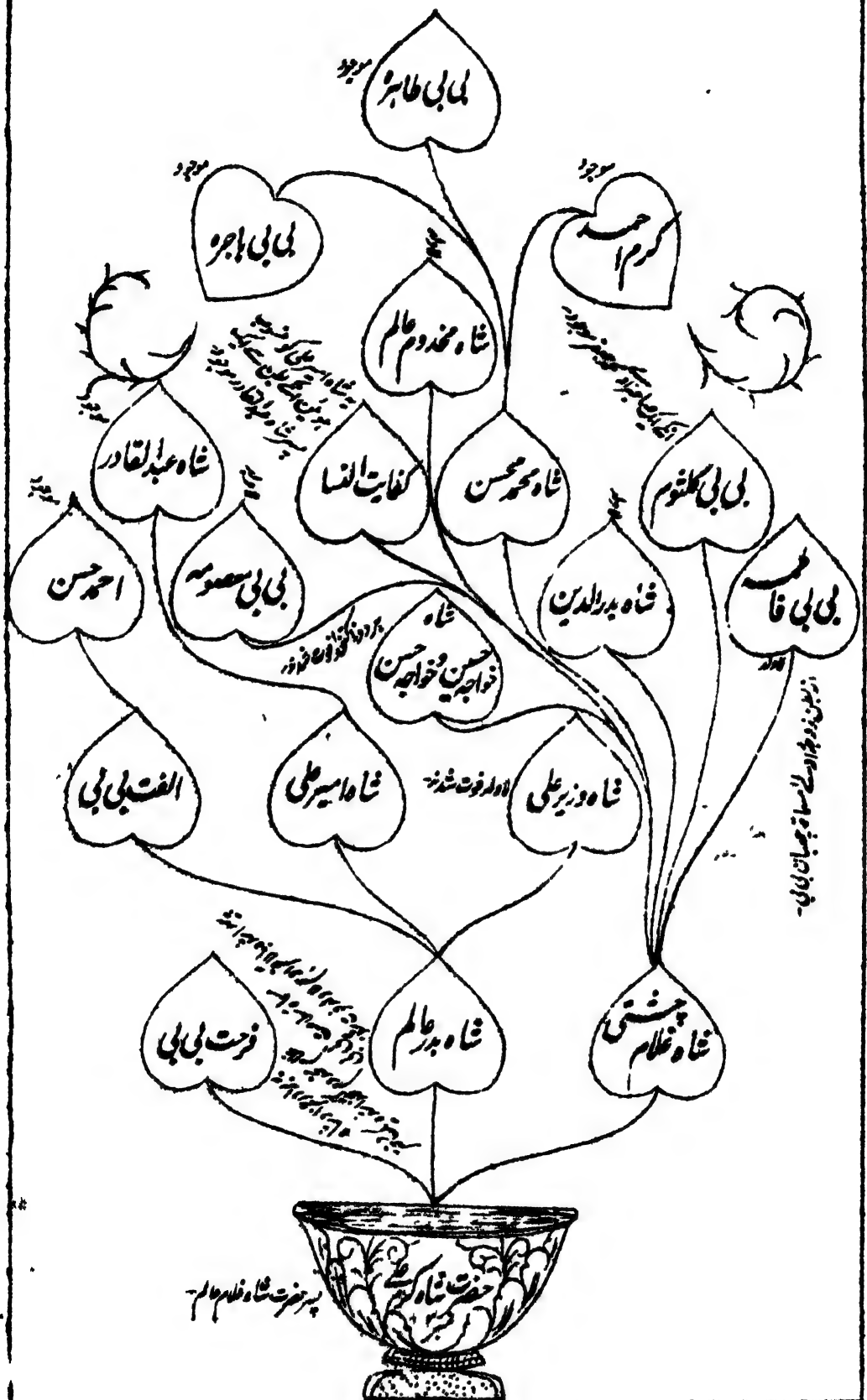












بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقالہ سوم

صفحہ ۹۹ اب پھر تذکرہ حالات دہلی کا جو بعد واپسی امیر تیمور کورن صاحبقران کے گزری کیا جاتا ہے۔ بعد چنانچہ امیر تیمور کے دو بیٹے نک دہلی میں کوئی حاکم نہ رہا اور شہر نہایت ویران ہو گیا ملو اقبال خان سردار محمود شاہ بہو سلطنت دہلی کچھ ہاتھ پانوں مارتا رہا مگر کامیاب نہ ہوا اور ہم ملتان میں مارا گیا سنہ ہجری مطابق ۸۸۸ عیسوی محمود شاہ تغلق حوالی گجرات سے واپس ہٹی آیا و برے نام و طیفہ داروں کی طرح بادشاہ ریکرا ہی ملک عدم ہوا بعد اسکے دولت خان لودمی بادشاہ بناندرہ مینے پورے گزرتے تھے کہ سنہ ہجری مطابق ۸۸۸ عیسوی میں سید خضر حاکم پنجاب نے اوسکو دہلی سے نکال دیا اور کاربار سلطنت دہلی کا بنام امیر تیمور خد کرنے لگا۔ نسا بان ہند سید خضر خان کو ایسا بھول انسب جانتے تھے کہ تذکرہ اوسکا اپنی کتاب میں کہیں بھولے سے بھی نہیں کیا۔ لیکن مصنف طبقات محمودی و مبارک شاہی سلسلہ انساب پدہمی اوسکا جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات میں واسد اعلم۔ بان خضر خان ملک یلہان کا بیٹا ہی اور خطاب ملکی مخصوص واسطے پٹھانوں کے ہو اور ملک یلہان ملک مردان خان ملتان کا پسر خزانہ تھا جب ملک مردان مراد اوسکا پسر صلیبی ملک شیخ جانشین پر ہوا لیکن موت نے اوسکو ہمت ندی چھو تو بے تردد و بے کلفت بلا کسی جملہ شرعی کے پسر خزانہ و مالک ملک و مال ہوا بعد اسکے اوسکا پسر خضر خان نام مقام ہوا لیکن سازگ خان حاکم دیتال پور نے اوسکو شکست دیکر نکال دیا۔ ہنگام تشریف آوری امیر تیمور گورکان صاحبقران کے خضر خان نے غاشیہ اطاعت اوسکا دوش پر لیا وقت واپسی جب امیر تیمور ملک پارہونے لگا تو خضر خان

سلطنت بادشاہ کے دشمن جانی ہو کر باعث ہلاکت ہوئے ذکر وفات بادشاہ ۱۹۔ اور جب شمسہ جہری سبقت
 ۱۹۔ جنوری شمسہ نسوی کو بادشاہ بمرض اعلیٰ نماز جمعہ چند ہر میون سے مسجد تعمیر کردہ خود واقعہ ہلاک آباد
 میں گیا اول رکعت کے پہلے سجدے میں بے ادبش سرور الملک کو رنگ ایک جماعت ہندو نے آکر گھیر لیا اور
 سر پر ایک ایسی تلوار ماری کہ جانب علیین سد عیادت سلطنت تیرہ سال تین ہولہ یوم وقعہ اور سلطنت
 محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان یہ بادشاہ بادشاہ متوفی کا برادر زراو تھا با عانت سرور الملک وزیر تخت
 سلطنت پر بیٹھا اور سکندریہ بخت گشت جاری کیا عبارت طرف اول السلطان الاعظم ابوالمہامد محمد شاہ ابن
 فرید شاہ ابن خضر شاہ سلطان عبارت طرف ثانی امیر المومنین خلدت خلافت فی دار الامار
 اور وزیر کو فاکر تھی کہ بادشاہ مجدد کو مار کر خود بادشاہ ہو مگر اراکین سلطنت نے وزیر ہی کا کام تمام کر دیا سلطان
 محمد شاہ تھوڑے دن بے مور بہا مذاری تھوڑا سا توجہ ہوا تھا پھر نہ معلوم اپنے عیش و عشرت کے خیال سے ڈاکو اپنے
 قابلیت بہا مذاری کے نہ تھی بالکل حل و عقد سلطنت اپنی کار پر دازون کی سپرد کر کے آپ ناچ و رنگ میں
 مدون ہوا ایسے خفیت وقت سلطنت میں کہتے ہیں بعد غوث اسلام خان اپنے چچا کے حاکم سر ہند ہوا اور پھر دیا پور
 اور اوجہ پر بغاوت قفسہ کر لیا اور تاپانی پت کرناں اپنے عامل بھیجے بے بادشاہ نے اسکی یہ جہارت دیکھی
 تو اسے استیصال کے لیے فوج بھیجی مگر ملک بھلول اس فوج کے مقابلہ پر تیار نہ تھا فوج شاہی واپس آئی
 تو پھر اپنے عامل بٹھا دیے تب حسام خان وزیر اس سے لڑنے کو بھیجا گیا مگر اسے شکست کھانی ملک بھلول
 نے بادشاہ سے استدعا کی کہ اگر بادشاہ حسام خان کو مار کر حسید خان کو وزیر بنا دے تو میں یہ ملک چھوڑ دوں بلکہ
 نے اسکی پیغام پر حسام خان کو جان سے مار کر حسید خان کو وزیر کیا اس حرکت ناشایستہ سے کل ملازمین اسکی
 منحرف ہوئے اور سلطان محمود ظلی بادشاہ مالوہ کو بغرض تسخیر دہلی کے طلب کیا اسنے اگر محاصرہ دہلی کا کیا اور سوقت
 بادشاہ سے کچھ نہ بن پڑا ملک بھلول سے استعانت خواہ ہوا وہ میں ہزار سوار لیکر دہلی آیا اور بادشاہ کا معین ہوا اور
 دونوں بادشاہوں میں لڑائی شروع ہو گئی ہندو تیس فتح و شکست کی کسی جانب نہیں ہوئی تھی کہ محمد شاہ نے محمود شاہ
 ظلی سے پیغام صلح کا دیا چونکہ بھلول کی حملوں سے سلطان محمود ظلی تنگ ہوا تھا اس پیغام صلح کو غنیمت جانکر
 قبول کر لیا مگر ملک بھلول صلح سے راضی نہ ہوا اور بادشاہ مالوہ یعنی سلطان محمود کا تعاقب کرتا ہوا چلا گیا اور بہت سا
 مال اور اسباب ذخیرہ و خزاں لایا اسکی صلہ میں بختاب خان خانی متنازع ہو کر حکومت لاہور و دیال پور
 کی مستقل پائی اور آخر کو بختاب فرزند می سرفراز ہوا بعد تھوڑے دنوں کے شمسہ جہری مطابق شمسہ جہری
 میں بادشاہ اسی کشاکش میں مر گیا دفعہ ۱۰۲ ذکر سلطنت سلطان علاء الدین بن محمد شاہ امر کو
 اتفاق سے یہ تخت سلطنت پر بیٹھا مگر ملک بھلول اسکی بادشاہت سے راضی نہ تھا اسکو اپنی سلطنت کا خیال

تھا بادشاہ بغرض انتظام مملکت جانب بیان کیا اثنائے راہ میں باصناف خبر عزیمت شاہ جو پورخون گھا کر دہلی
 پھر اہر چند حید خان الملقب خام خان وزیر نے سمایا کہ بادشاہ ہو نگو ایسا خوف کرنا باعث بے چہری ہوگا اور نہ
 نے اپنی نامردی سے نہ سنا پہلے دہلی آیا پھر بدایون چلا گیا اور سوت سلطنت کی یہ کیفیت تھی کہ حاکمان دشمن
 و کجرات و جنگالہ و مابوہ و جھنڈو روپال پور و سرہند و قہرولی خود صاحب تاج و تخت تھے شہنشاہ کے ایک
 جانب آدھ کوٹس اور تین جانب چار و پنج کوٹس اور تمام ولایت بدایون پر بادشاہ کی عمارت تھی پڑھے قوت
 میں سلطان علاء الدین نے ملک بہلول کو لکھ بھیجا کہ تم میرے باپ کے پسر خواندہ ہو اسوجہ سے میرے بڑے
 بھائی ہو لہذا بدایون میرے حصہ میں اور دہلی آپ کے حصہ میں ہو وہاں تخت سلطنت پر بیٹھ کر فرمانروائی کیجیے
 خود بدایون میں شل جاگیر داروں کے رہ کر سٹشنہ ہجری میں مرگیا مدت سلطنت دہلی سات برس و مدت قیام
 بدایون اٹھائیس برس ان سیدوں کے خاندان میں برائے نام چھیس برس سلطنت رہی دفعہ ۱۰۳
 و کر سلطنت قوم لودیوں نے غنئی نرہ سے کہ یہ قوم افغان ہمیشہ سے دوش سیرت سیح سیرت مشہور ہیں
 اور قدیم سے اس قوم کو قابلیت جہاد اری کی نہیں رہی اور سلاطین غور و غزنی نے ہمیشہ اس قوم کو خوار
 و زبون رکھا اور ہمیشہ فرقہ سپاہ میں ملازم رکھ کر کام چاہنا لیا جب ہندوستان کی سلطنت قوم ترکوں سے
 زائل ہوئی اور سید خضر خان کی اولاد اسکا انتظام نہ کر سکی اور سوت اسد چاٹھانہ نے اس قوم افغان کو
 جسکی لیاقت کیلئے خیال میں نہ تھی بادشاہ کیا اگرچہ قوم لودیوں اپنی افغانیت سے انکار کر کے سلسلہ انساب کیا
 اپنا بادشاہان عجم ضحاک تازی سے منشی کرتے ہیں لیکن لودی و غلزئی دونوں بطن مسماہ منوبی بنی بنت شیخ
 بیٹ قوم افغان سے ہیں اسوجہ سے باسما افغان موسوم ہیں تا وقتیکہ اصل املی بجوالہ کتب سیر کے تحریر ہوئی فطریہ
 کتاب کو باسندہ رک کیفیت خاندان قوم لودیوں کی ایک طرح کا خلیجان رہیگا لہذا کیفیت انکی بجوالہ کتب سیر چکا
 صحیح طور پر ممکن ہوئے تحریر کیا جاتا ہو۔ اگرچہ وقایع نگاران سلطانی باستقرار بنیاد انساب سلسلہ افغانی مختلف ہیں
 مگر بحوالہ الصفحہ ۲ لغایت ۳۰ کتاب تاریخ فرشتہ مطبوعہ سابق محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ یہ ارقام فرماتے ہیں۔ غنئی
 نرہ کہ پہلے جس کسی نے ارباب اسلام سے قدم سرحد افغانستان و ہندوستان پر رکھا اور عزادت مجاہدانہ کیے
 لب بن ابی صفہ ہو تفصیل اس سخن کی یہ ہو کہ بعد خلافت حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ سلسلہ
 ہجری میں عبد اللہ بن عامر حاکم بصرہ تھے بعد شہادت امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہلیان فاس جب
 دین نبوی سے مرتد ہو کر نقض عہد کرتے گئے عبد اللہ بن عامر فوج کثیر لیکر فارس کو گئے اور بعد سزا دی مرتدان
 فارس کے مظفر و منصور بجانب بصرہ کے معاودت فرمائی۔ سلسلہ ہجری میں ولید بن عقبہ کو بوجہ شرب مد
 خلیفہ ثالث نے حکومت کو فہ سے معزول کر کے سعید بن العاص کو مقرر فرمایا اسی سال میں سعید بن العاص نے

مع امیر المومنین حضرت سیدنا علیہ السلام نے ہندوستان کے لشکر کشی کی برکت قدم حسناات لزوم امامین ہائیں
 ولایت جرجان کہ در الملک است آباد کا ہوا جو اسے صلح منفق ہوا اور دولاکھ و بیار سچ بطور بخشش کے مردہ بچ جان
 نے تذر کیے اور شرف اسلام ہو اپنے اپنے گھر و زمین آباد رہے۔ سلسلہ ہجری میں عبدالمد بن عامر حب اکلم
 خلیفہ ثالث کے ہمسایہ ولایت خراسان لشکر گران لیکر براہ کرمان عازم خراسان ہوئے وہاں اس لشکر کے
 حنیف بن قیس تھے انھوں نے سیدتان و قستان و نیشاپور کو فتح کیا اور حاکم طوس نے بلا کسی مجاہد کے لغت
 قبول کی۔ ہرات و بادعیس و غور و غور جتان و مرو و طالقان و بلخ قبضہ تصرف مسلمانوں میں آیا جب
 اس تھوڑے عرصہ میں فتوحات کلی نصیب عبدالمد بن عامر کو ہوئیں تب انھوں نے قیس بن ہاشم کو خراسان
 بن اور حنیف بن قیس کو مرو و طالقان و نیشاپور میں اور خالد بن عبدالمد کو ہرات و غور و غور جتان میں والی
 کیا اور غور و احرار طوائف کعبہ بانہ کا عازم حجاز ہوئے۔ سلسلہ ہجری میں عبدالرحمن بن ربیعہ حب اکلم خلیفہ
 ثالث کے بغرض غور و بلخ کے امور کیے گئے انہوں نے انصرام اس لڑائی کا اچھا نہوا ہائیک کہ بہت مسلمانوں کے
 ماتمہ تہید ہوئے اور باقی لوگ وہاں سے مفور ہو کر باطراف جرجان میلان پناہ گزین ہوئے اسی سال میں سی و چھ
 کہ امیر اسے عہد تھا جو ابد اس حال کے اور نیز بوجہ عزیمت عبدالمد بن عامر جانب ملک حجاز کے میدان خالی پاکر
 چالیس ہزار آدمی طیس و ہرات و بادعیس و قستان و غور وغیرہ سے جمع کر کے مسلمانوں پر خروج کیا مگر عبدالمد
 نے مہلتے اتفاق حنیف بن قیس کے اور کا مقابلہ کیا اور آخر کو قارون بمقابلہ لشکر اسلام کے غائب و خاسر ہوا اور
 جلد ہی اس خدمت کے عبدالمد عازم کو حکومت خراسان کی عطا ہوئی عہد سلطنت امیر معاویہ بن
 سنیان سلسلہ ہجری میں زیاد بن ابیہ جو پہلے والی بصرہ تھا حاکم خراسان و سیدتان کا ہوا اسی سال میں اس
 اجازت سے عبدالرحمن بن ثمر نے کابل فتح کر کے وہاں کے سکنا کو مطیع و منقاد کیا اسی عرصے میں حبیب بن ابی صفور
 کہ اداے کبار عرب سے تھا خالی مرو سے کابل و زابل آیا اور وہاں سے بہ تغیر ہندوستان متوجہ ہوا اور ہالیان ہند
 سے لڑائیاں کر کے بارہ ہزار نوٹھی غلام پکڑے گیا اسی ایام میں بعض بعض مردم ہند اپنی قوم سے علیحدہ ہو کر
 بوحدایت امد و نبوت رسالت پناہ کے اقرار کر کے مسلمان ہوئے۔ سلسلہ ہجری میں ایک پھنسی یعنی پھوڑہ
 طاسونی انوکھی پر زیاد بن ابیہ کے نکلے کہ اس صدمے سے جان بحق تسلیم ہوا تب امیر معاویہ نے اسے بیٹے
 عبدالمد کو امارت کوفہ کی عطا کی اور اسے بعد تھوڑے عرصہ کے جانب ماوراء النہر کے فوج کشی کر کے بعض بعض شہر
 فتح کر کے مراجعت کی اور حکومت کوفہ سے تغیر ہو کے حاکم بصرہ ہوا تب اسے اپنی طرف سے اسلم بن زوعد الصلانی
 کو حاکم خراسان مقرر کیا بقول ثانی تاریخ فرستہ سلسلہ ہجری میں امیر معاویہ نے حکومت خراسان کی سعد
 ابن عثمان بنی امیہ کو حاکم کی اور سلسلہ ہجری میں زید بن معاویہ نے سلم بن زیاد کو حاکم خراسان کا کیا اور

یزید بن حبیب بن ابی صفہ کو اوسکے ساتھ مقرر کیا اور سلم نے اپنے چھوٹے بھائی یزید بن زیاد کو حکومت سیستان پر روانہ کیا جب یزید بن زیاد کو یہ معلوم ہوا کہ بادشاہ کابل نے براہِ قریہ ابو عبد اللہ بن زیاد کو کہ حاکم کابل کا قید کیا ہے تب بہت سالشکر جمع کر کے متوجہ حرب اہل کابل ہوا اور بعد لڑائی کے یزید بن زیاد نے شکست کھائی اور بہت فوج اوسکی مار دی گئی جب یہ خبر سلم بن زیاد کو پہنچی تب اس نے طلحہ بن عبد اللہ بن حنیف خزاعی کو کہ بطلحہ الطلمیحات مشہور ہو کر کابل کے روانہ کیا کہ ابو عبد اللہ کو جو بادشاہ کابل کے یہاں قید ہو کر قید کر کے قید سے رہائی دلا دی اوسنے پانچزار درہم دیکر خرید کیا بعد اوسکے سلم نے امارت سیستان کے طلحہ کو ارزانی کی اور لشکر غور و بادیس کو کابل پر تعین کیا اوس لشکر نے ابالیان کابل کو پھر جبراً قہراً مطیع و منقاد اہل اسلام کا کیا ذکر نسب خالد بن عبد اللہ بن حصہ کہتے ہیں کہ خالد بن عبد اللہ نسل خالد بن ولید سے ہیں اور مصنون کا قول ہے کہ نسل ابوہل سے ہیں اوس عرصے میں یہ خالد بن عبد اللہ حاکم کابل کے مقرر ہوئے جب دیان کی حکومت سے مغزول کیے گئے تب انکو مراجعت عراق حرب کی شاق و دشوار معلوم ہوئی اور خوفِ حاکم مجد بنی حلاج بن یسف سے بحیال و اطفال و ایک جماعتِ مردم عرب کے برہمنوں نے ایمان کابل کے کو سلیمان بن جو فیما بین لمٹان و پشاور کے ہر جا کر سٹوٹن ہوئے اور اپنے دختر ایک پٹھان معتبر کے نکاح میں دی اوس دختر سے بہت سے لڑکے ہوئے از انجملہ دولوکوئی اولاد اسنے بہت شہرت پائی ایک لودی دوسرا سوسو اب جو قوم لودی و سوسو مشہور ہیں انھیں دونوں کی نسل سے ہیں۔ بحوالہ کتاب مطلع الانوار مندرجہ کتاب تاریخ فرشتہ قوم انٹانان نسل قبلی فرعون سے ہیں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ بغوی آیہ کریمہ و فرقانکم البحر فاجیناکم و اعرقنا آل فرعون و انتم تنظرون فرعون مع اپنی آل قبلیوں کے غرق دریائے رودیل ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بقیہ قوم قبلی پر غالب اور سلاطہ ہوئے تو اکثر قوم قبلی مشرق با بیان ہوئے اور ایک جماعت جو بوحدانیت فرعون کے قابل و راسخ تھے کمالِ جبل سے اختیار کرنے دین اسلام سے منکر ہو کر مصر سے جلا وطن ہوئے اور ہندوستان میں آکر وہ سلیمان پر ساکن ہوئے یہاں تک کہ ہمدردیام بہت بڑے قبیلہ دار ہوئے اور آخر آخر کو موسوم بافغان ہوئے جب بادشاہ ابرہہ بن رض اندام کعبہ مشرف کے روانہ ہوا ہی تب بہت بے دینان دور و نزدیک نے اوسکی متابعت اختیار کی از انجملہ یہ قوم افغان بھی اوسکے شریک ہو کر بنرض ڈھانے کعبہ منظرہ کے روانہ ہوئے تھے۔ القصہ جب کثرت قوم کی کو حلیان میں زیادہ ہوئے تب زراعت و تحصیل باہر معاش میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ صاحبِ اسب و گاسے و بکری کے ہو گئی اور جب وقت قوم مسلمانوں کے جسکا سردار محمد قاسم تھا راہِ سندھ سے ملتان میں آیا یہ لوگ بھی اوسکے ہمراہ آکر زیرِ کورہ سرحد ہندوستان پر ساکن ہوئے وجہ تسمیہ قوم افغان مسئلہ کلمہ پوری میں جب کثرت اولاد کی ہوئی کہ ہستان سے قتل ہو کر زیرِ دامن کہ موضع سمورہ ہندوستان میں شل کر لاج و پشاور و شوران میں مقیم ہوئے راجہ کلاہور کہ راجہ اجیر سے واسطہ خویشی رکھتا تھا قاصد دفع فتنہ پٹھانوں کا ہوا اور ایک اپنے سردار کو بھیجت ہذا

سوا کے اوپر سراسر قوم کے تعین کیا پٹھانوں نے بھی اسکی پیشوائی کر کے منہزم و پس پا کیا بعد اس شکست کے
 راجہ لاہور اپنے برادر زادہ کو دو ہزار سوار و پانچ ہزار پیادہ دیکر پٹھانوں پر کوچ کیا اس مرتبہ مردان خلیج و غورو کابل کیلئے
 دین اسلام کے مزین تھے اگر قوم پٹھانوں کی امداد کرتے گئے ۔ مدت پانچ مہینہ میں ستر لاکھ یان دو نوں فوج میں و قہر
 ہند میں اکثر لڑائیوں میں قوم افغانہ فوج راجہ لاہور پر غالب آئے اس عرصہ میں بسبب شدت سرما کے مردان ہندوستان
 و زبون ہو گئے لہذا تھڑائی سے کھینچ کر جانب لاہور کے واجت کی انقضا سے ایام سردی کی کرت ثانی برادر زادہ راجہ
 لاہور نے لشکر تازہ ہراہ لیا اور اسی مقام پر جا کر رنجناہ ہوا و پستور سابق اہل کابل و خلیج لگ پٹھانوں میں پھرتے مابین
 کرلیق و پشاور کے محاربہ عظیم شروع ہوا کہ جسے برادر زادہ راجہ لاہور پٹھانوں کو پہاڑوں تک ہٹا لیا تا تھا اور کچھ مسلمان
 زور کر کے اسکو دیک بھگا دیتے تھے یہاں تک کہ موسم برسات کا آگیا لشکر راجہ لاہور بخوف طغیانی دریائی ایک بلاتین غلاب
 مغلوب کی دالامارۃ لاہور میں پس آیا اور مردوم کابل و خلیج بھی اپنے مقام کو چلے گئے بعد اس معرکہ کے جو کوئی کہ
 پٹھانوں سے پوچھتا تھا کہ احوال مسلمانوں کو ہر نان کا کھانے کماں تک پونہا اور کیا صورت پیدا کی یہ جواب دیتے
 تھے کہ کوہستان مت کہو افغانستان کہو کہ بچہ فغان اور غوغا کے بان دوسری چیز نہیں ہوا سوجہ سے ہر ایک آدمی و فکی
 سکونت کو افغانستان اور انکے وجود کو افغان کہنے لگے لاکھ ہاشدگان ہند اس طائفہ کو پٹھان کہتے ہیں وجہ تسمیہ اسکی
 معلوم نہیں وجہ تسمیہ پٹھان اسے یہ قائم صفت تلخ فرشتے کے مقتضی ہوئی ہو کہ بعد سلاطین اسلام دفعہ اول میں
 یہ قوم جب ہندوستان میں آئی اور بلوچستان میں آکر ساکن ہوئے بوجہ سکونت پٹنہ کے اہل ہند پٹھان کہنے لگے
 ہی اس معرکہ سے اسی ایام میں راجہ لاہور اور قوم بلوچوں سے مخالفت واقع ہوئی لکھنؤ بوسیٹ قرب جو افغانستان
 کے پٹھانوں سے متعلق ہوئے تب راجہ لاہور نے بغض نامے وقت پٹھانوں سے صلہ کر کے بساط منازعت کی اور ٹھاڈالی
 اور پٹنہ اسع بطور جاگیر و پیشکش کے انکو دئے اور قوم خلیج کو بظلیل افغانوں کے اوس صحابہ جاگیرین تھے شریک اور
 جاگیر میں کر کے یہ شرط کی کہ محافطت سرحد و فکی ایسی کریں کہ سپاہ سلاطین اسلام کے داخل ہندوستان نہ ہونے پاوے
 تب پٹھانوں نے کوہستان پشاور میں ایک حصہ کھنچا نام اوسکا خیبر رکھا اور ولایت رودہ پر متصرف رہی تاہم ملوک سامانیہ
 ایسے پور محافطت راہ کی کرتے رہے کہ لکھنؤ کوئی لشکر سلاطین اسلام سے ولایت لاہور کے مامون و محفوظ رہے انھیں
 وجہ سے جو لشکر سلاطین سامانیہ کا رود خیبر ہو کر نہیں ہوا اور ہولان ہو کر براہ سندھ متعلق آتا رہا ۔ رود عمارت ہو
 کوہستان مخصوص سے کہ باعتبار طول کے سوا و جوہر سے ہوتا قصبہ سوی کے کہ وہ قصبہ تلخ ہو کر کے اور باعتبار عرض کے
 حسن ابدال سے کابل و قندھار تک یہ ولایت ہندوستان انھیں کوہستان کے حدود میں واقع ہو جب نوبت حکومت
 غزنی کے الینگین کو پہنچی سنگتین سپہ سالار اوسکا اکثر تاخت اور بلخان اور بلخان کے لایا کرتا تھا اور لوڈمی غلامت
 قید کر لیا کرتا تھا پٹھان لوگوں نے اس کے مقاومت سے عاجز ہو کر راجہ جی بال راجہ پنجاب کو یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم قصد

کرو تو تھا اسلطان غزنی بن ہم کراوین جیپال یہ خوب جانتا تھا کہ لشکر یان ہند شدت سرا سے اون سرحد زمین قیام
 کر سکیں گے لہذا بزم تسخیر غزنی پس پیش کرنا تھا چونکہ راجہ مذکور لکھنوی سلاطین غزنویہ سے تنگ آگیا تھا لہذا بشوہ
 اراکین کے شیخ حمید کو کہ درمیان قوم بچانوں کے صاحب اعتبار تھا اپنے حضور میں بلایا اور پرنسب امارت کے سر آڑ
 کیا اور واسطے ضبط ولایت لغمان اور ملتان کے اوسکو تعین کیا وہاں پہونچکر اوسنے بوجہ فیض تصرف کر کے ہر ایک
 موضع نامی میں ایک ایک حاکم اپنی جانب سے مقرر کیا اوس تاریخ سے قوم فاغہ مرتبہ امارت کو پہونچکر صاحب جاہ
 و چشم ہوئے بعد اسکے جب الیگیں مر گیا اوسکی لگیں قائم مقام اوسکا ہوا تب شیخ حمید مذکور نے مولت اور شوکت بکلیگیں
 سے خوف کھا کر یہ پیغام دیا کہ ہم اور تم بواسطہ شرکات دین اسلام میں ایک ہیں نہ اور کا دم اخلاق خداوندی کے یہ ہو کہ
 اس مخالفہ کو اپنا مطیع و متقا سمجھ کر اپنے سرداران لشکر کو یہ حکم دیجیے کہ حدین تاخت تاج ممالک ہند کی مزاحمت اوپر اجماع
 قوم ہماری کے نمائند بکلیگیں نے بقضای مصلحت وقت التماس اوسکا منظر کیا اور بعد فتح جیپال کے اقطاع ملتان
 شیخ حمید پر جبال و برقرار رکھا لیکن سلطان محمود غزنوی نے اپنے باپ کے خلاف قبایل بچانوں کو مقبور و مخدول کیا
 و سرکشوں کو قتل کر کے مطیعوں کو ملازم لشکر کیا ہوا لکھنوی کتاب خزائن افغانی مصنف خواجہ نعمت الدین خواجہ حبیب اسد
 ہروی کہ یہ بھی معاصر محمد قاسم مصنف تاریخ فرشتہ کا ہے اور شمسہ بھری میں بعد سلطنت محمد نور الدین بھانگیر بادشاہ کے
 حسب فرمایش نواب خانبھان خان لودی کہ خطاب فرزند ممتاز تھا یہ تحریر کرنا ہو تب احوال غلط بچانوں کا
 کسی مورخ نے لکھا مبنی مفصل و شرح تحریر نہیں کیا اس باعث سے سلسلہ انساب بچانوں کا بمحلول و نامعلوم ہو اور آج
 انکی بیچ دیار روہ اور کوہ سلیمان کے متصل قیام زمان دریافت نہیں ہوا ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ
 علیہ السلام اوپر فرعون اور ادملی آل قبطیوں کے قیام ہوئے اور تمام ملک مصر و شام پر قوم بنی اسرائیل مسلط ہوئے
 تب اکثر اس قوم کے لوگ ساکن بیت المقدس ہوئے بعد بخت نصر بادشاہ کے جب خرابی بیت المقدس کی ہوئی اسکے
 ہاتھ سے واقع ہوئی تو بعض قوم بنی اسرائیل وہاں سے جلسہ وطن ہوا لشتاب جبال و دہان زمین مثل کوہ سلیمان کے
 ساکن ہوئے اور وہ قیام پہاڑوں کے علم و ہنر اس قوم سے یکسر مفقود ہوا اور زبان انکی لبر بانی تھی ہوجہ قیام کوہ
 و صحرا کے تغیر ہو کے زبان پشتو ہو گئی کہ کسی ملک کی زبان سے مناسبت نہیں تفصیل اس اختصار کی یہ ہو کہ یہ قوم بچان
 بنی قبیلہ بنین بلکہ بنی اسرائیل ہیں اسرائیل نام حضرت یعقوب علیہ السلام کا ہے وچشمہ اس نام کی کتاب غیاث اللغات میں
 بندہ امد و برگزیدہ خداوندی ہے لیکن مصنف خزائن افغانی بنی شب رومنی رات کے چلنے والے لکھتا ہے شرح اسکی یہ ہے۔
 روایت ہو کہ کاح حضرت اسحاق علیہ السلام کا ایک دختر بنی عالت سے ہوا اس کو فرزند توامان پیدا ہوا۔ نے اب کا نام
 عیص اور دوسرے کا نام یعقوب ہوا جب یہ دونوں سن تیز کر پونچے تو بوجہ مخالفت بعض امور حضرت عیص کے نہایت
 یعقوب کنعان سے ہجرت کر کے شباشب طرف شام کے اپنے خالہ کے یہاں چلے آئے نام انکی خالہ کا لبان تھا بسبب چلنے

شاشب کے نام کا اسرائیل ہو حضرت یعقوب کے چار محل تھے منجملہ چار کے دو دختر خالہ کی تھیں اردو کینز کی عانی ہونے کی بطن سے بارہ بیٹے حسب تصریح ذیل متولد ہوئے

ان بطن لہنان دختر کلان لیان چہرے				از بطن راجل دختر خرد لیان دوپہرے	
یہودا	روہیل	شمعون	یوسف علیہ السلام	یامین	
لاوی	بلون	یناخز	.	.	
از بطن کینز زلفہ نام دوپہرے				از بطن کینز ثانی سر یہ نام دوپہرے	
دان	ہال	جیا	شیرین		

ان بارہوں کو کون سے بارہ سبط قرار پائے کہ بنی اسرائیل کہلائے یہ بقول مصنف مخزن افغانی سلسلہ انساب اس طبعہ چٹانوں کا حضرت یہودا امین پور حضرت یعقوب سے بنتی ہوتا ہو لیکن صد امد ستونی مورخ تاریخ افغانی حضرت یامین برادر خور حضرت یوسف علیہ السلام سے قرار دیتا ہے و اسد اعلم جب حضرت یوسف عزیز مصر کے ہوئے تو ان کے گیارہوں بھائی گنان اپنے وطن اصلی سے قتل ہو کر ساکن و رئیس مصر کے ہوئے اور اولاد ہر ایک بھائیوں کی بارہ سبط ہے تا فرزند ہو کر بطن قوم بنی اسرائیل ملے ہوئے اور تمام ملک شام بیت المقدس پر مسلط ہو کر بغرامی آئیہ کر یہ خطاب کیا اسرائیل اذکروا نعمتی الی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العالمین۔ متنازع ہوئے آخر آخر کو شریعت دین اسلام سے کابل ہو کر مرتبت بیت المقدس سے غافل ہو گئے تب اسد جلثانہ نے از زبے تنبیہ اس قوم پر فرعون کو کہ قوم عادت تھا بادشاہ کو کے مسلط فرمایا تب فرعون نے اپنی وحدانیت کی طرف دعوت کی اس قوم نے انکار کیا اس وقت بانواع عذاب فرعون کے مبتلا ہوئے چنانچہ اسد جلثانہ اپنی کتاب میں یہ فرمایا ہے۔ واذ یخيلکم من آل فرعون یسومونکم سوء العذاب یذبحون ابنائکم ویفسدون فی ذلکم بلادکم من یکرم عظیم تب قوم بنی اسرائیل رات دن ہر گاہ قاضی اکھا جات دعا مانگنے لگے کہ نبات دے اس کے عذاب سے دعا دینی متجاہ ہوئی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور عذاب فرعون سے تمام قوم بنی اسرائیل کو نبات دلوائی کہ تفصیل اس کی کتاب میں موجود ہے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضرت یوشع اولاد حضرت یوسف علیہ السلام بنی ہوئی جب اونھوں نے انتقال کیا تو حضرت خرقیل باسباط یہود اسے قائم مقام ہوئے جب وہ بھی گزر گئے تو حضرت اشموئیل بن یاسا بن علقوہ سبط لاوی سے تھے ۵ بنی یہوٹ ہو کر آئے قوم بنی اسرائیل نے ان کے نبوت کی تکذیب کی تب اسد جلثانہ نے ملک جالوت آکر باشندہ ساحل دریائے روم کا تھا اور وہ مقام فیما بین مصر و فلسطین کے واقع ہے اور یہاں قوم

کے مسلط فرمایا اوسنے ان لوگوں کو یہاں تک خوار و ذبون کیا کہ پچھ سو سے زیادہ لڑاکا لوگ کئی گھنٹے میں ہلاک ہو گئے اور
 تابوت سکینہ کو گنہ گستر آدم سے اوس وقت تک بطور برکت کے چلا آتا تھا جس میں لیکھا تھا تابوت سکینہ ایک مسند و قیاس تھا
 شمشاد سے اور اوزین تمام صورت انبیاء و ان کے مناقب و مناقب انہیں امد قیاس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بہشت سے
 بھیجا تھا اور وہ نوبت بہ نوبت سب وصیت کیے ہوئے دیگرے حضرت موسیٰ کو پہنچا تھا اور بقول انیس بن جین کے اوس
 تابوت میں ایک شکل تھی جی سے بہت مشابہ سر و دم میں مذکور آدمی کا تھا آنحضرتین روشن مثل مشعل کے کسی مرد کی
 طاقت نہ تھی کہ اوسکو دیکھ سکے اور وقت لڑائی کے مانند بادشت کے ایسی تیزی کرتا کہ دشمن متفرق و منتشر ہو جاتے
 اور بنی اسرائیل کہیں لڑنے نہ جاتے تو تابوت مذکور اپنے ساتھ لیجاتے جب وہ چلتا تو یہ جی پہنتے اور اوسکے ٹھہرنے پر
 یہ بھی رک جاتے ہر روایت و سبب بن امیہ بوقت شکل قوم بنی اسرائیل کے وہ کلام بھی کرتا تھا جب یہ خواری
 و زبونی قوم بنی اسرائیل کو بوجہ تسلط ملک جالوت کے ہم پونجی تب اشموئیل سے یہ استدعا کی کہ خدا سے دعا کرو
 کہ ہم میں سے کسیکو بادشاہ کرے کہ اوسکو ہمراہ لیکر ملک جالوت پر جادو کرے اور فتح پائے تب ہم لوگوں کو دلیل
 و برہان تمہاری نبوت کی ہو بغیر نے دعا کی فی الحال ایک عضو وقع پر از روغن امد نے بھیجا حکم فرمایا کہ جسکے قد سے
 یہ عصا برابر ہو اور اوسکو دیکھ کر یہ روغن جوش کرے اور تیل کی مالش سے موسیٰ سر گلیل یعنی تلج ہو جائیں ہی
 لائق بادشاہی ہو عظام بنی اسرائیل اسے امتحان کرتے تھے کوئی لائق بادشاہی نہ ٹھہرتے تھے سارول نامی
 طویل القامت الملقب بہ طاوت کہ بہ مصوبت فقر و محتاجی کے مبتلا تھا اور دریا سے روئیل سے پیشہ ستالی کا کرتا تھا
 اتفاق گذرا و سکامکان ہتر اشموئیل پر ہوا عصا موافق قداوسکے پایا روغن جوش میں اور وقت طے ہوا بون کے موسیٰ
 مثل اکیل کے ہو گئے تب قوم نے اوسکی بادشاہت سے انکار کر کے اپنے پیغمبر سے یہ عذر کیا کہ یہ طاوت کتر اسہلا
 بنی اسرائیل ہو اور کی طرح پر لائق بادشاہی نہیں ہو ہتر اشموئیل نے جواب دیا کہ یہ حکم خدا کا ہے مگر ہوسولے قبول کیا
 اور کوئی چارہ نہیں ہو اور یہ غمخواری و پرورش طاوت کی سہی جیلہ فرمانے لگے اور قوم بنی اسرائیل کو مبالغہ کر کے
 غضب خدا سے ڈرانے لگے تب قوم بنی اسرائیل نے یہ بات کہی کہ اگر یہ حکم خدا بادشاہ ہو تو تابوت سکینہ کو جسکو ملک
 جالوت اوٹھا لیکھا ہو یہ خدا سے مانگی اور اسکے پاس تابوت سکینہ آجائے تو اسکی سلطنت میں ہم لوگوں کو برہان
 قطعی ہو ہتر اشموئیل پیغمبر و طاوت نے خدا سے دعا کی اور کئی دعا سے ایک روز خود بخود ہوا اسنے تابوت سکینہ کو دروازہ ہتر
 اشموئیل کے لا کر ڈال دیا یا نقل ہو کہ جب کفار کا لقمہ تابوت سکینہ کو بنی اسرائیل سے اوٹھا لگئے تھے تو ہالے نے اوس
 قوم کو بہ عذاب و باسے الیم و طاعون عظیم کے مبتلا کیا تب اوصخون نے کہا کہ بنی اسرائیل میں اس تابوت کے
 و برکت و فتح و نصرت حاصل کریں اور ہم لوگ با تملک بلا گرفتار ہوں بہتر ہو کہ اسکو کسی مزلہ میں ذالہ میں نہ جائے
 تابوت کو دھٹکا کر ایک مزلہ میں ڈال دیا اوس سے اوپر اور ہالے خدا نے نازل ہوئی ایک عورت بنی اسرائیلیہ

ملکی قید میں تھی اور سنہ ۱۱۵۱ھ کی کہ اگر اپنی خات پاتے ہو تو اس تابوت کو نئی مسکریل کے پاس سپرد دے دو۔
 وزیر جامع کھانے تابوت کو اوپر پشت دو پیلون کے باندھ کر اون پیلون کو طرف مصر کے انکسار حکم الہی سے اون پر
 کو چڑھتا تو تہہ کھاتا فرشتوں نے ہانک کر دروازہ مہتر شہسویل کے لاکر کھدیا علی الصبح مہتر شہسویل اور اکابر اپنی اسلحہ
 جب تابوت مکینہ کو دیکھتے گئے سجدات شکر اُٹھائی بجالائے اور طاوت کساتھ خطاب بادشاہی کے موسوم کر کے اور خزانہ سلطنت کے
 بٹھالہ شجرہ نسب طاوت کا یہ ہجوہ سارول الملقب ملک طاوت بن قیس بن قلع بن ملت بن خنوخ بن حضرت
 یسودا بن حسن بن یعقوب بن رباح بن بطل کر ملازمت کی باندھ کر خدمت ملک طاوت میں حاضر ہوئے اور ہوجی الہی واسطے
 ہمارے ستر ہزار سوار جبرائیل ملک طاوت پر عازم ہوئے اور اودھ ملک طاوت بھی میں لاکھ سوار لیکر مجاہد نے اگر
 زخمی ہو ابوجہ کثرت فوج کھار کے ملک طاوت نے اپنے لشکر میں یہ اشتہار کیا کہ جو کوئی ملک طاوت کو قتل کرے وہ
 اپنی لڑائی اور نصف سلطنت دے گا آخر اکرام ملک طاوت ہاتھ داؤد بن عیسیٰ سے قتل ہوا اور ملک طاوت نے بغیر
 ایقانے وعدہ اپنی لڑائی حضرت داؤد کے نکاح میں دیکر نصف سلطنت اوکو عطا کی بیتالیس برس سلطنت کر کے ہنگام
 حرب کفار درجہ شہادت کو پہنچے بعد شہادت ملک طاوت کے مہتر داؤد اور تہامی ملک و خزانہ کے متصرف ہو کر بادشاہ
 ہوئے بعد تھوڑے دنوں کے حق تعالیٰ نے اوکو اور پر رسالت کے مبعوث کیا کہ نقل ہو کہ ملک طاوت کے بارہ بیٹے
 تھے بنجایاؤنگے دس بیٹے ہمراہ اپنے باپ کے جنگ کفار میں فہید ہو گئے برجیا اور تہا جو خود سال تھے وہ زندہ رہے
 حضرت داؤد علیہ السلام نے بعد تربیت و تعلیم کے برجیا کو بھدہ وزارت واریا کو بھدہ سپہ سالاری سرفراز و ممتاز کیا
 بعد انتقال اونگے آصف پسر برجیا بھدہ وزارت و افغانہ پسر لریا بھدہ سپہ سالاری مامور ہوئے بعد انتقال حضرت
 داؤد علیہ السلام کے جب پسر سلیمان علیہ السلام قائم مقام اپنے باپ کے ہوئے تو یہ دونوں بھائی بدستور سابق
 اپنے عہدہ پر مامور رہے نقل ہو کہ مسجد قصبی واقع شہر بیت المقدس باہتمام انھیں دونوں بھائیوں کے چالیس
 برس کی مدت میں طیار ہوئے اور بنانے والے اسکے تمام بود و بوری تھے اور ہر قسم کا ہود جو اہر بھاسے مناسب اور سہز
 نصب کیا گیا تھا جب بسجی و اہتمام آصف و افغانہ کے یہ مسجد قصبی طیار ہو چکی تو سکونت انکی ہمارا اگلی اولاد کی شہر
 بیت المقدس میں ہوئی نقل ہو کہ آصف کے آثار اور افغانہ کے چالیس بیٹے پیدا ہوئے ہر دو ایام تربیتی
 او انکی اولاد خصوصاً فرزند ان افغانہ کی بہانک نوبت پونجی کہ کوئی قبیلہ ریح مسکون سے تعداد و جمعیت میں نہ
 برابر ہی نہ کر سکتا تھا اور تمام بلاد شام اور بیت المقدس میں پھیل گئے جب بخت نصر بادشاہ نے بلاد شام اور بیت المقدس
 پر تسلط پایا تو او بیٹے بنی اسرائیل کو قتل کر کے شہر بیت المقدس اور مسجد قصبی کو خراب کیا اور آٹھ سو گونا گویا غرق
 یہاں سے بابل کو ادھائی گیا ہر تہائی سجدہ داؤد ہی سے اس وقت تک چار سو چوبیس کا عرصہ گزرا تھا مدت تک بیت المقدس
 خراب پڑا ہوا تا کہ فرعون کو شک بادشاہ تھا جس نے سرفرو سے مرست بیت المقدس کی کی نقل ہو کہ پانچ مرتبہ

بیت المقدس خراب ہوا اور پانچ مرتبہ اسکی تعمیر مرت ہوئی اس جگہ تفصیل اسکی باعث تطویل ہو بخت فصل ثانی
 نے بارہ ہزار عالم بنی اسرائیل کو جمین اکثر عالم ذرا دے تھے قتل کیا بقیہ بنی اسرائیل سکے ولایت شام اور بیت المقدس
 اس خلعشار میں جلائے وطن ہو کر ساکن ولایت دور دراز کے ہوئے از انجملہ اولاد افغانہ متذکرہ کے اوسى خلفشار
 میں بخت قتل بخت نصرت المقدس سے منتقل ہو کر کوہستان ولایت غور و غرنی تاکوہ فیروزہ و قندھار ساکن ہوئے
 یہ ولایت متذکرہ حسب تقسیم حکماء اقلیدس کے داخل اطمینم ہو چوہ جب بنی افغانہ ساکن کوہستان مذکور کے ہوئے
 اور بوجہ کثرت قوم وہاں کے حاکم نے اسکو اس ملک کو اپنے قبضہ و تصرف میں لائے یہاں تک کہ فرد سلطنت
 سلطان محمود غزنوی تک بطور حاکم خود سر کے رہے ذکر خالد بن ولید مصنف مخزن افغانی حضرت خالد بن ولید
 کو اپنی کتاب مخزن افغانی میں نسل افغان سے قرار دیتا ہے باین تفصیل کہ ہنگام خلفشار بخت نصرت شاہ کے تمام
 افغانہ جلا وطن بیت المقدس سے ہوئے تو مورثان خالد بن ولید بیت المقدس سے منتقل ہو کر ساکن کنگرہ ہوئے
 انہو جو وصلت و مصاہرت مورثان خالد بن ولید ساتھ قوم قریش کے بھی بلقب قریشی ایک ہزار پنج سو برس کے بعد
 جب آفتاب جمال نبوت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ملک حجاز میں روشن ہوا اور صنادید عرب مشرف باسلام
 ہوئے چو کہ عبد شمس صنادید قریش انکی مان کے دادا تھے باعث سے انکو بھی قریش کہنے لگے اور فی الواقع
 یہ قریش نہ تھے بلکہ بنی اسرائیل تھے ہایام خلافت خلفائے راشدین بعد اسیہ سالاری مامور ہوئے جسکی شہادت
 کی تفصیل کتاب فتوح الشام و فتوح المصرین مندرج ہو چو کہ الہ تاریخ مجمع الانساب افغانہ کہ جب خالد بن ولید
 مشرف باسلام ہوئے تب بطاعت محبت ہم قومی کے اپنے بنی اہام کے نام کوہ رود و سلیمان و فیروزہ میں ایک طرسلہ بانہ
 مضمون لکھا کہ بھیا کہ بنی آخر الزمان مبعوث ہوئے ہین حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو چناںچہ اپنی قوم افغانہ
 کے ہتمام مدیہ منورہ حاضر ہو کر بہ لالت خالد بن ولید مشرف باسلام ہوئے تفصیل اسامی اجداد قیس یہو قیس
 بن عیص بن سلول بن عقبہ بن نعیم بن قرا بن سکندر بن رمان بن علین بن معلول بن سلم بن صلاح بن قارود
 بن آیم بن قبول بن کرم بن اعمال بن خلیفہ بن حذیفہ بن ہنال بن قیس بن طیم بن سہوئیل بن ہاروان بن
 قرد بن ابی بن صیب بن زل بن ہوی بن عامیل بن طلحہ بن ارزند بن مبدل بن سلم بن افغانہ بن صیاب بن
 الملعب ملک طالوت بن قیس بن عقبہ قلع بن ہلتیش بن زوائیل یا اختیج بن یہودا بن ہتر یعقوب علیہ السلام
 بن ہتر اسحاق علیہ السلام بن حضرت ابراہیم خلیل امدت حضرت آدم علیہ السلام کہ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 بانواع مہربانی نوازش فرما کر ہر ایک کو اسم و خطاب عطا فرمایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ قیس نام ہر زبان غری میں اہ
 ہم ہل عرب سے ہین لہذا نام قیس کا عبد الرشید کہلاوے بھی بدو شاہ کیا کہ تم نسل ملک طالوت سے ہو حق تعالیٰ نے تمکو
 خطاب عطا ہو مو کیا ہے چاہیے کہ تمکو بھی لوگ ملک کہیں وجہ تسمیہ پستان بروایت مخزن افغانی بروز

غزوہ مکہ معظمہ خالد قیس عبدالرشید وقت نبرد اہلیان قریش سے کمال داد شجاعت کی دیتے گئے جب خبر کی پہنچ مبارک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پہنچی آپ نے کمال ماطفت سے یہ ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ نسل قیس عبدالرشید سے سلسلہ عظیم پیدا کرے گا اور یہ مشاہیر ہوں گے جو ساتھ اوس آثار لکڑی کے جس سے ابتدا بنا دھما کی شروع ہونی ہو اور باطل و باطلان جہاز اوس لکڑی کو بچان کہتے ہیں اور ساتھ خطاب بچان کے موسوم فرمایا بعد فتح مکہ معظمہ کے قیس عبدالرشید کو حضرت انصران و باغوراؤں کے وطن کی فرا کر ایک اپنے صحابی کو لے کر وہ انصار سے تھے بغرض تعلیم شریعت کے ہوا کہ وہ قیس عبدالرشید بچان اپنے وطن مالون میں پہنچ کر جانب اپنی قوم کے تعلیم احکام اسلام کے متوجہ ہوئے اور عدا یالت معاویہ بن ابی سفیان منسخت ہجری تک زندہ رہا اس جہان سے گذر گئے رے مؤلف بنی اسرائیل ہونا حضرت خالد بن ولید کا اور ان کی تربیل کتابت سے حاضر ہونا قیس عبدالرشید کا بغرض قبول دین اسلام مدینہ منورہ میں اور شریک ہونا غزوہ مکہ معظمہ میں اور بعد فتح مکہ معظمہ کے مخاطب ہونا باسم بچان بارشاد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تہبہ مشابہت لکڑی ابتدا سے بنیاد جہاز کے کسی آثار و اخبار سے ثابت نہیں بلکہ قریشی و ہاشمی ہونا حضرت خالد بن ولید کا اخبار متواتر سے پایا جاتا ہے نظیراً بتائید اسکے بعینہ عبارت کتاب خزینۃ الاصفیہ صفحہ ۳۵ بحوالہ المعارج النبویۃ ایراد کرتا ہے شیخ علاء الدین علاء الحق از قریشیان صحیح النسب ہاشمی ست و نسب شریفش حضرت خالد بن ولید منہی میشود بحوالہ غفر ۲۸ جلد اول تاریخ فرشتہ ۶ در کتاب مطلع الانوار کہ تصنیف کیے از مردم نقد است و در برہان پور و خاندنیں نظر درآمد کہ کوفتا از نسل قبیلہ فرعون اندم کلامہ بعد خلافت حضرت عثمان ذی النورین و بروایت بعدایالت امیر معاویہ بن ابی سفیان بعد فتح کابل مشرف بہین اسلام ہوئے و قہم ۱۰ ذکر تو والد و ناسل افغانان بحوالہ کتابت بن افغانی تحقیق ہوا کہ قیس عبدالرشید کے تین پسر متولد ہوئے سرینی ٹہنی غرغشتی سوائے انکے گزالی دوسرے خاندان سے ان کو انخاص متذکرہ بالا سے حسب تصحیح ذیل سامعہ خیل قرار پائے سرینی ٹہنی غرغشتی گزالی باقی و اسد علم واضح رہے کہ مذکورہ ان چاروں کا اوپر جاری طبقہ کے کیا گیا

طبقہ اول

فرع اول — ذکر اولاد سرینی ولد قیس عبدالرشید تھمن اوپر دو فرع کے — اسکے دو پسر نہج و نہج خرمیون
فرع اول — ذکر اولاد شیرخون ولد سرینی متذکرہ طبقہ اول نمبر ۱ — اسکے پانچ پسر متولد ہوئے شیرانی عربی سیانہ طریج اردین اردین نمبرہ دختر آہنگرہ عاشق ہو کر اسکو اپنے نکاح میں لایا اوس سے ایک پسر موسومہ اثر پیدا ہوا اور اولاد اثر کی صاحب جاہ و حشم ہوئے اس باعث سے اولاد اسکی بمقتبہ اثر مستہم ہوئی — ضمناً ذکر اولاد شیرانی ولد شیرخون متذکرہ فرع اول نمبر ۱
یہ نواسہ کا ملک کا ہے جب اسکی ماں مر گئی اور اس کے باپ سرینی نے دوسرا نکاح کیا تو بوجہ نا اتفاقی دوسری ماں کے

لپٹے نامال میں چلا آیا اور برہمات پرورش نامالی کے سلسلہ انساب پوری کو قطع کر کے اپنے ناما کے خیل کے نام سے
کہ وہ اولاد غرغشتی سے تھا غرغشتی مشہور کیا اس کے ایک پسر موسومہ چار پیدا ہوا اس کے تین پسر پیدا ہوئے

و دم جلوانی ہریال

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد و دم ولد چار متذکرہ ضمیمہ نمبر ۱ اسکے چار پسر ہوئے عمر و سیدانی
میانی بابر منجھلہ اسکے سیدانی نمبر ۲ و میانی نمبر ۳ کے کوئی اولاد نہیں لاؤ فوت ہو گئے

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد جلوانی ولد چار متذکرہ ضمیمہ نمبر ۲ اسکے چار پسر صلیبی اور ایک وصلی
اور یکی سلاخیل مروت جیل راسپندی تیار گونگری پسران صلیبی عمر و پسر وصلی

ضمیمہ ۴ ذکر اولاد عمر پسر خواندہ جلوانی متذکرہ ضمیمہ نمبر ۲ اسکے سات پسر پیدا ہوئے
اونے سات خیل ہوئے یعقوب خیل مس خیل کدیا خیل کید عمر موسی خیل بویا خیل سلاڑون اگرچہ عمر پسر
وصلی مہول النسب ہو گئے بقول نسل شیرانی سے ہو

ضمیمہ ۵ ذکر اولاد بابر و دم متذکرہ ضمیمہ نمبر ۲ اسکے دو پسر ابجہ سخر اولاد
ابجہ کا تذکرہ کسی کتاب میں پایا گیا

ضمیمہ ۶ ذکر اولاد بنجہ ولد بابر متذکرہ ضمیمہ نمبر ۲ اسکے پنج پسران سے پنج خیل ہو
مسعود خیل غوریا خیل اسماعیل خیل یعقوب خیل ابراہیم خیل

ضمیمہ ۷ ذکر اولاد ٹرین ولد شریخون متذکرہ فرع اول نمبر ۲ اسکے تین پسر متولد ہوئے
تور اسپن اول تور کارنگ سیاہ اور اسپن کا سفید تھا تور و اسپن زبان پشتو میں سیاہ بھف کو کہتے ہیں بتا
رنگ ان دونوں کے نام رکھے گئے

ضمیمہ ۸ ذکر اولاد تور و ٹرین متذکرہ ضمیمہ نمبر ۱ اسکے چار پسر متولد ہوئے
ملولی کنڈری سیلی بابو

ضمیمہ ۹ ذکر اولاد ملولی ولد تور متذکرہ ضمیمہ نمبر ۱ اسکے دو پسر ہارون علی
ضمیمہ ۱۰ ذکر اولاد کنڈری ولد تور متذکرہ ضمیمہ نمبر ۲ اسکے پنج پسر ہوئے

متذکرہ زری شکل زری بیکھنیالی نزل زری سناڑی

ضمیمہ ۱۱ ذکر اولاد سیلی ولد تور متذکرہ ضمیمہ نمبر ۳ اسکے دو پسر کوک پاٹھی بابو ولد تور پسر نمبر ۴ کی اولاد کا کوئی تذکرہ دیکھا گیا
ضمیمہ ۱۲ ذکر اولاد اسپن ولد ٹرین متذکرہ ضمیمہ نمبر ۲

اسکے چار پسر و زبیر سلیمان نام انجمنی

ضمیمہ ۱۲ ذکر اولاد اول ولد طوسین متذکرہ ضمیمہ نمبر ۳

اسکے تین پسر بزرگ بوتل علی

ضمیمہ ۱۳ ذکر اولاد ہارون ولد ملولی متذکرہ ضمیمہ ۹ نمبر ۱۰

اس ہارون کے صرف ایک دختر اور ایک زوجہ تھی مگر یہ شخص نہایت مفلس اور عاجز تھا اور روزی اسکی محض شکار پر تھے جب تمام دن صید کرتا تو شام کو اس سے قوت کرتا ایک روز حسب معمول اپنے جنگل میں شکار کو گیا تھا چنبد فقرا اسکے گھر میں مہمان ہونے اسکی زوجہ نے ایک بکری کہ وہی مایہ بضاعت تھی ذبح کر کے کباب اسکے بنا کر پیش کیا فقرا اسکی اس اثنا میں ہارون بھی شکار سے واپس آیا اپنی زوجہ سے زیادہ خدمت اون فقرا کے کی جب فقرا اسکے گھر سے رخصت ہونے لگے ہارون مذکور نے بنظر حسن عیقت اپنی دختر نکاح کو بطور نذر کے پیش کیا وہ لوگ اس سے نہایت خوش ہو کر دماغے خیر و برکت اسکے رزق کی کرتے گئے اور یہ کہا کہ ہارون کا سید جمال جو ہمارے ساتھ ہوا اسکو اپنی فرزند بی بی قبول کر اور اسکے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کر دے اور ایک لڑکا اور سید کا فلان مقام پر بڑا ہو اسکو لاکر اپنا فرزند کر خداوند تعالیٰ برکت قدم ان دونوں سیدوں سے بہت سے پسر تھے عطا کر گیا ہارون مذکور حسب اکھام اون فقرا کے پرورش و تربیت دونوں لڑکوں میں مصروف ہوا تھوڑے عرصے میں بین قدم ان لڑکوں کے سات پسر صلیبی ہارون کے پیدا ہوئے تو روزی ملک یار اسماعیل زری باؤ روزی جند زری یعقوب زری ابو بکر زری سید جمال جبکہ فقیر دیگئے تھے اور رشتہ دامادی کا اسکے ساتھ رکھتا تھا اولاد اسکی ملقب پر سید زری ہوئی اور جبکو حسب نشانہ ہی فقرا کے اوٹھا لاکر پرورش کیا تھا اسکا نام کر بلا زری رکھا اسکی اولاد ملقب کر بلا زری مشہور ہوئے

ضمیمہ ۱۵ ذکر اولاد ابو بکر بن ہارون

متذکرہ ضمیمہ ۱۴ نمبر ۵

اسکے چار پسر متولد ہوئے احمد ہیکل خان ہندیا

ضمیمہ ۱۶ ذکر اولاد ایمانہ ولد شرفیون

متذکرہ فوج اول نمبر ۳

اسکے تیرہ پسر بارہ صلیبی ایک وصلی حسب ذیل

تفصیل پسران وصلی

ہر شین

تفصیل پسران صلیبی
غریبی قیسی لہی لٹ صلاح حوت
اسکون لانی چانی مرغ جکوب نہ کہتے بن جعفر حوت

ہرین پسر علی رکا کسی سید کا تھا اسکو اپنی فرزند بی بی بیکہ پرورش کیا تھا

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد اسکون ولد بیانہ مذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر

اسکے دو پسر بڑی جسکو وزیری کہتے ہیں کراچ

ضمیمہ ۱ ذکر اولاد توغ ولد بیانہ مذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر

اسکے چھ پسر سوار ستر کیلی امرغی روٹا دتیس کوئی ذکر تبقیہ پیران نمبر ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۲۰-۱۳۰-۱۴۰-۱۵۰-۱۶۰-۱۷۰-۱۸۰-۱۹۰-۲۰۰-۲۱۰-۲۲۰-۲۳۰-۲۴۰-۲۵۰-۲۶۰-۲۷۰-۲۸۰-۲۹۰-۳۰۰-۳۱۰-۳۲۰-۳۳۰-۳۴۰-۳۵۰-۳۶۰-۳۷۰-۳۸۰-۳۹۰-۴۰۰-۴۱۰-۴۲۰-۴۳۰-۴۴۰-۴۵۰-۴۶۰-۴۷۰-۴۸۰-۴۹۰-۵۰۰-۵۱۰-۵۲۰-۵۳۰-۵۴۰-۵۵۰-۵۶۰-۵۷۰-۵۸۰-۵۹۰-۶۰۰-۶۱۰-۶۲۰-۶۳۰-۶۴۰-۶۵۰-۶۶۰-۶۷۰-۶۸۰-۶۹۰-۷۰۰-۷۱۰-۷۲۰-۷۳۰-۷۴۰-۷۵۰-۷۶۰-۷۷۰-۷۸۰-۷۹۰-۸۰۰-۸۱۰-۸۲۰-۸۳۰-۸۴۰-۸۵۰-۸۶۰-۸۷۰-۸۸۰-۸۹۰-۹۰۰-۹۱۰-۹۲۰-۹۳۰-۹۴۰-۹۵۰-۹۶۰-۹۷۰-۹۸۰-۹۹۰-۱۰۰۰

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد بڑیج ولد شرخون مذکرہ فرج اول نمبر

اسکے دو پسر دادویج حسین

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد دادویج ولد بڑیج مذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر

اسکے چھ پسر پنج ثابت ملن بڑی بدل بڑی خبان بڑی شکر بڑی کوک بڑی شیخ ثابت نے فقیری اختیار

کی اساعت سے تعظیماً اوکھ شیخ کہنے لگے

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد حسین ولد بڑیج مذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر

اسکے پانچ پسر بارک بڑی بسا بڑی اکو بڑی سند بڑی داو بڑی

بیان فرج دوم

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد خرنیون ولد سہنی مذکرہ طبقہ اول نمبر

اسکے تین پسر کند جند کاشی

ضمیمہ ۲ ذکر اولاد کند ولد خرنیون مذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر

اسکے دو پسر غورا شیخ

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد غورا ولد کند مذکرہ ضمیمہ ۲ نمبر

اسکے پانچ پسر دولت یار خلیل منو بڑی زیرانہ چکن

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد دولت یار ولد غورا مذکرہ ضمیمہ ۲ نمبر

اسکے دو پسر مہند داو بڑی

ضمیمہ ۳ ذکر اولاد مہند ولد دولت یار مذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر

اسنے دو نکاح کیے زوجہ اولی جیسا نام بی بی دو بیہ تھا خواہر حقیقی شیخ ملن قتال کے ہیں اونکی ملن سے آٹھ

پسر پیدا ہوئے کلا سن ملن عمر بوند یعقوب بن لاکون کے نام معلوم نہیں ہوئے بچہ آٹھونکے

دو پسر لاولد فوت ہوئے بطن زوجه ثانی موسومہ حالون سے تین پسر متولد ہوئے یاکر کوکی موسیٰ

ضمیمہ ۱۰ ذکر اولاد یامولہ محمد متذکرہ ضمیمہ ۹ نمبر ۱

اسکے چار پسر ابٹوزی راجہ جگنور زہرہ پوتے ہیں دو گت شہ یوسف

ضمیمہ ۱۱ ذکر اولاد داؤزی ولد دولت یار متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۲

اسکے چار پسر ایٹن جسکی اولاد بلقب امین زمی مشہور ہوئی نامو یوسف منڈکی

ضمیمہ ۱۲ ذکر اولاد مامولہ داؤزی متذکرہ ضمیمہ ۹ نمبر ۲

اسکے آٹھ پسر علی زمی بی بی زمی بالک زمی سیدی خیل بازید خیل پونس خیل محمد خیل تاج خیل

ضمیمہ ۱۳ ذکر اولاد یوسف ولد داؤزی متذکرہ ضمیمہ ۹ نمبر ۳

اسکے دو پسر متولد ہوئے وفا صفا

ضمیمہ ۱۴ ذکر اولاد منڈکی ولد داؤزی متذکرہ ضمیمہ ۹ نمبر ۴

اسکے تین پسر حسین تنیکو بابو نقل ہو کہ منڈکی مذکور کے دوزوجہ تھین ایک کی بطن سے حسین

اور زوجہ ثانیہ سے نیکو و بابو جب منڈکی عمر طبی کو پہونچ کر مر گیا حسین میراث پدری کا جانشین ہوا اسوجہ سے نیکو

و بابو نمبر ۲ کو ایسی عداوت ہوئی کہ در پر قتل کے ہوئے ایک رات کو دونوں بھائی متفق ہو کر واسطے قتل حسین

کے گئے مگر اسکے قتل پر قمار نہ ہوئے صبح کو بخون مواخذہ حسین نیکو نمبر ۲ طرف ہندوستان کے مفرد ہوا اور بابو

دوسری طرف چلا گیا اور وہیں جا کر ساکن ہوئے

ضمیمہ ۱۵ ذکر اولاد غلیل ولد غورا متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۲

اسکے آٹھ پسر شاگ ہارو سکرستی زمی تور زمی اوتوزی اکاڑی سلاڑی

ضمیمہ ۱۶ ذکر اولاد شیخا ولد کندھن متذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۲

اسکے چار پسر ترکلانی گلیانی عمرو یوسف زمی

ضمیمہ ۱۷ ذکر اولاد گلیانی ولد شیخا متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۲

اسکے دو پسر ٹوٹک سیدا

ضمیمہ ۱۸ ذکر اولاد عمرو ولد شیخا متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۳

اسکا ایک پسر منڈر اسنے یوسف اپنے چاکی بیٹی سے نکاح کیا اور اسکے گھر میں جا کر ساکن ہوا عشا

سے اولاد اسکی لقب بہ یوسف زمی ہوئی

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد یوسف زمی ولد شیخا متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۴

اسکے دو پسر اول جگام نہین معلوم ہوا اولاد اسکی یوسف زئی کملائی دوسرا مندر اسکے چار پسر ایساں اگر ملتی عیشی

ضمیمہ ۱۸ ذکر اولاد مندر ولد عمر متذکرہ ضمیمہ ۱۴ نمبر ۱

اسکے چار پسر منور خدر زخیر نامو خدر نمبر ۲ مرتبہ ولایت و قطبیت فائز ہوا

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد منور ولد مندر متذکرہ ضمیمہ ۱۶ نمبر ۱

اسکے تین پسر کمال آبا آتھان

ضمیمہ ۲۰ ذکر اولاد آتھان ولد منور متذکرہ ضمیمہ ۱۶ نمبر ۲

اسکے چار پسر سدو اکا کٹا علی

ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد سدو ولد آتھان متذکرہ ضمیمہ ۱۶ نمبر ۱

اسکے چار پسر ہزاد خضر ابو محمد عمرو میر احمد میر احمد

ضمیمہ ۲۱ ذکر اولاد ہزاد ولد سدو متذکرہ ضمیمہ ۱۹ نمبر ۲

اسکے دو پسر علی فراؤ

ضمیمہ ۲۱ ذکر اولاد فراؤ ولد ہزاد متذکرہ ضمیمہ ۲۱ نمبر ۲

اسکا ایک پسر خان گنج مورخان اخبار النساب افغانی نقل کرتے ہیں کہ کثرت اولاد یوسف زئی کی

یہاں تک ہوئی کہ لاکھوں سے متجاوز کر گئی اور سب خان گنج کے مطیع تھے اور یہ سب کا سردار تھا۔ یہ خان گنج

حضرت خضر علیہ السلام سے ملاتی ہوا اور شیر شاہ بادشاہ ہندوستان سے دعویٰ برابری کا کیا

ضمیمہ ۲۲ ذکر اولاد حمید ولد خورشید متذکرہ ضمیمہ ۱۸ نمبر ۲

اسکے پانچ پسر خوشیگی تکی زئی کٹانی نوچی مندری

ضمیمہ ۲۳ ذکر اولاد خوشیگی ولد حمید متذکرہ ضمیمہ ۲۲ نمبر ۱

اسکے چار پسر توڑی حسین آجو آبزب بدین ابراہیم

ضمیمہ ۲۴ ذکر اولاد توڑی ولد خوشیگی متذکرہ ضمیمہ ۲۳ نمبر ۱

اسکا ایک پسر شوربانی اسکی اولاد کو جون زئی کہتے ہیں اور توڑ کو مرتبہ ولایت کو پونجا اور اسکی

اولاد میں بھی اکثر لوگ ولی ہوئے

ضمیمہ ۲۵ ذکر اولاد کٹانی ولد حمید متذکرہ ضمیمہ ۲۴ نمبر ۲

ضمیمہ ۲۶ ذکر اولاد عیسیٰ ولد کٹانی متذکرہ ضمیمہ ۲۵ نمبر ۱

اسکے دو پسر عیشی عمرو

اولاد اور اسباب اس کے مخفی ہو کر گوہستان غورین آکر مسکن گزین ہوئی اوس زمانہ میں گوہستان غورین آبادی نہ تھی بجز قوم افغانہ کے باصناف قیام اولاد و خفاک گوہستان غورین ذیہ دین اور سلیم اور تور اپنے فرزندوں کو بہت سا لشکر ہمراہ کر کے واسطے اوکلی قتل کے بھیجا فرج سلیم اور تور کے چھوٹے شواری گدار غورین نہ جاسکے بے نیل مرام واپس گئے اور جب چھوٹے بن یوسف نے محاصرہ غور کا کیا بعد کشت و خون بسیار کے بروئے مسلح حجاج بن یوسف شہر غور پر قابض متصرف ہوا اور کمال الدین محمد سپہر جلال الدین حسین کو حجاج نے بجنور ولید بن عتبہ روانہ کیا اور شاہ حسین اپنے باپ سے علمدہ ہو کر بنکاشہ شیخ ٹہنی آکر رہا ہوا چوڑا کانا بیک راوی پیشانی شاہ حسین سے ہو یا تمی شیخ ٹہنی نے باعتماد شرافت اپنے گھر میں مقیم کرایا اور پرورش و ملوک اس کے ساتھ پرانہ کرت لکھا یا نیک کہ تمام امور نیک و بد بغیر صلاح اس کے کرتا تھا اور چونکہ قوم غور میں مرد غیر سے پردہ نہیں تھا لہذا شاہ حسین بد خدغہ و بے دہشت اس کے گھر میں آمد و رفت بہر وقت رکھتا تھا نتیجہ اوس آمد و رفت کا یہ ہوا کہ سماء متوبی بی دختر ٹہنی سے آشنائی ہو گئی اور متوبی بی شاہ حسین سے حاملہ ہو گئی جب آثار حمل کے ظاہر ہو گئے تب والدہ متوبی بی نے اطلاع اس کی اپنے شوہر سے کی اور یہ کہنا کہ بہتر یہ ہے کہ شاہ حسین کے ساتھ نکاح کر دیا جائے ٹہنی نے بیجا اب اس کے یہ کہنا کہ شاہ حسین ہمارے کفو سے نہیں ہے عاودہ اس کے حقیقت اہل و نسل سے ہم وقت نہیں تب والدہ متوبی بی نے سسی کلغ دوز میرانی کو واسطے دریافت حسب و نسب شاہ حسین کے غور کے وائیکلا غور و مذکور بعد ازاں حسب و نسب شاہ حسین کے پٹاراستے میں شاہ حسین سے ملائی ہوا شاہ حسین نے پوچھا کہ کیا خبر لایا ہے اس کا جواب دیا کہ نسب تمہارا تحقیق کر آیا ہوں مگر اس شرط پر ظاہر کروں گا کہ تم سماء مہمی میری دختر کو اپنے نکاح میں لائیں گے وعدہ کرو تو البتہ صحیح انہی تمہاری کروں گا ورنہ بھول النسب بیان کرو و نگاہت شاہ حسین نے وعدہ نکاح کا لے لیا جب سماعت حسب و نسب شاہ حسین کی شیخ ٹہنی مذکور کو سلام ہوئی تو اسے نکاح متوبی بی کا ساتھ شاہ حسین کے کر دیا بعد شہدائے دنون کے متوبی بی نے وضع حمل کیا جب ولادت پر سر کی شیخ بیٹ کو پوچھی کہ کیا استقرار لطف اس پسر کا بلا رضائے ماؤ و پدر کے ہوا ہو لہذا مناسب یہ ہے کہ نام اس پسر کا غازی رکھا جائے اور زبان پشتو غل چور کہتے ہیں پس وہ اوسی نام سے مشہور ہوا اور شاہ حسین نے بغرض ایفائے وعدہ سماء مہمی دختر کلغ دوز سے نکاح اپنا کیا اوس سے جو پسر پیدا ہوا نام سکا شہزاد رکھا اور بعضہ کہتے ہیں کہ شہزادانی پسر متوبی بی کا ہے جو رابا نام متوبی بی سے ابراہیم پیدا ہوا کہ اس کو لودی بھی کہتے ہیں وجہ تسمیہ لودی نقل ہے کہ ایک مرتبہ شیخ بیت کہانا لکھاتے تھے اور زوجہ انکی روئی گیم پکا کر غازی اور ابراہیم کے ہاتھ بھیجتی تھی اگرچہ ابراہیم عمر میں غازی سے چھوٹا تھا مگر روئی لیجانے میں اپنے ناناکے پاس جلدی کرتا تھا شیخ نے فریاد اسکے تیزی کے مخاطب لودی کر کے عادی کہ تیری نسل سے خداوند تعالیٰ بادشاہ کرے گا اور لودی زبان پشتو میں کلان کہتے ہیں و چونکہ شاہ حسین قبیلہ افغان سے نہ تھا لہذا نام اس کا قبائل افغانہ میں مذکور نہیں ہوا اور اولاد اس کی نے نام اپنی ماؤ کے شہرت پائی۔ متوبی بی سے باون خیل ہوئے تفصیل فرزندان کی یہ ہے۔

ضمیمہ ۲
ذکر اولاد غازی پسر سماء متوبی بی مذکورہ بالا
اسکے تین پسر ابراہیم توکر بوکر ابراہیم ولد غازی نمبر اسکے دو پسر حبیب شہاک حبیب ولد ابراہیم کے
تیرہ پسر سلیمان خیل علی خیل عمر خیل محمد خیل کاظمی خیل ہر دکن جی دینا خیل بابو خیل
نیاز خیل ہر دکن خیل باری خیل اور شہاک ولد ابراہیم نمبر اسکے دو پسر بوچی خیل اسماعیل خیل
تور ولد غازی زبیر کے تین پسر ترکی مجتو اور

ضمیمہ ۳
ذکر اولاد لدوی پسر سماء متوبی بی
اسکے تین پسر نیاز بی سیانی دوتانی بعضے کہتے ہیں کہ دوتانی پسر وصلی ہو
ضمیمہ ۴
ذکر اولاد نیاز بی ولد لدوی تذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۱
اسکے تین پسر باہی جام حاکم باہی نمبر کی اولاد بلقب باہی خیل ملقب ہو
ضمیمہ ۵
ذکر اولاد جام ولد نیاز بی تذکرہ ضمیمہ ۳ نمبر ۲
اسکے آٹھ پسر پندار سبیل خان خیل دولت خیل عیسیٰ خیل علی خیل مرہٹ خیل جی
ضمیمہ ۶
ذکر اولاد پندار ولد جام تذکرہ ضمیمہ ۵ نمبر ۱

اسکے دو پسر بیہم خیل
ضمیمہ ۷
ذکر اولاد حاکم ولد نیاز بی تذکرہ ضمیمہ ۴ نمبر ۲
اسکے پانچ پسر عیسیٰ موسیٰ مبارک اسد خدر
ضمیمہ ۸
ذکر اولاد عیسیٰ ولد حاکم تذکرہ ضمیمہ ۷ نمبر ۱
اسکے دو پسر کندھی لالا

ضمیمہ ۹
ذکر اولاد سود ولد لالا تذکرہ ضمیمہ ۸ نمبر ۱
اسکے دو پسر سود سہرنگ
ضمیمہ ۱۰
ذکر اولاد سود ولد لالا تذکرہ ضمیمہ ۹ نمبر ۱
اسکے دو پسر جام ثانی سوزی جام ثانی ولد سود کی دو پسر نیلو مہسن
ضمیمہ ۱۱
ذکر اولاد سیانی بن لودھی تذکرہ ضمیمہ ۱۰ نمبر ۱
اسکے دو پسر اسماعیل بیک بنگلی
ضمیمہ ۱۲
ذکر اولاد اسماعیل ولد سیانی تذکرہ ضمیمہ ۱۱ نمبر ۱
اسکے تین پسر سوار روحانی مہیال

ذکر اولاد سور دلیہ اسماعیل متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۱

اسکے چار پسر پوتے بہلی سادو

ذکر اولاد یونس ولد سور متذکرہ ضمیمہ ۱۳ نمبر ۱

اسکے دو پسر ایک دختر محمودزی یشتن پسران سماء قری بی بی دختر اس دختر سے جو اولاد ہوئی بلقب ترکی مشہور ہوئی

ذکر اولاد محمودزی بن یونس متذکرہ ضمیمہ ۱۴ نمبر ۱

اسکے چار پسر داؤد خیل شاد خیل دولت خیل شیر خیل

ذکر اولاد داؤد خیل ولد محمودزی متذکرہ ضمیمہ ۱۵ نمبر ۱

شیر شاہ سلیم شاہ اسی نسل سے ہیں تفصیل اسکی یہ ہو داؤد خیل ولد محمودزی متذکرہ بالاک کے چار پسر کوئی بہرام مرلی نور خیل اور شیر خیل پسر چارم محمودزی کا ایک پسر جگنا نام ایمان تھا اسکی دوزج اولاد زوجہ تانیہ کی تفصیل نہیں ملی بطن زوجہ اول سے ایک پسر محمد خان اسکے تین پسر بہاء الدین صدر اللہ رکن الدین بہار الدین مہین پور کا ایک پسر متولد ہوا اسکا نام حسن خان رکھا گیا حسن خان کے دو عورتیں اون سے حسب تفصیل ذیل اولاد ہوئی

تفصیل اولاد بطن زوجہ شکوہ

تفصیل اولاد بطن لونڈی

فرید خان نظام خان سلیمان احمد خان ، انان سادو خان یوسف خان علی خان

فرید خان نظام خان

فرید نبرا جو بطن بی بی سے تھا وہ اپنے نصیب کی یاوری سے سلطنت ہجری میں بادشاہ ہندوستان کا ہو کر مخاطب بر شیر شاہ ہوا جسکی کیفیت آگے لکھی جاوے گی اسکے دس پسر ہوئے عادل خان جلال خان کتب خان نصرت خان کمال خان سلیم خان رکن خان رشید خان نور خان قائم خان اور ایک دختر سلیمان خاتون جب شیر شاہ نے انتقال کیا تو سلطنت ہجری میں اوسکا بیٹا سلیم خان نمبر ۶ بادشاہ ہندوستان کا ہو کر مخاطب بر سلیم شاہ ہوا بعد انتقال سلیم شاہ کے مرزبان پسر نظام خان برادر شیر شاہ کہ اوسکی بہن بجالا کلاچ سلیم شاہ کے تھی اپنے بھانجے فیروز خان پسر سلیم شاہ کو مار کر آپ بادشاہ ہوا ۱۲۰۱ زمام اپنا محمد شاہ علی رکھا اور سلیمان خاتون بنت شیر شاہ بجالا کلاچ حضرت مخدوم شاہ محمد قاسم صاحب پیر زادہ مانگ پور کے آئین جسکی کیفیت بعد سلطنت شیر شاہ کے مفصل تحریر ہوگی

ذکر اولاد لوحانی ولد اسماعیل متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۱

ضمیمہ ۱

تمام اسکا اصل میں فوج تھا اور پہلے اسکی اولاد کو نو حانی کہتے تھے بوجہ غلطی سوامہ کے دانی مشہور ہوا اسکی دوزج تھیں

ابن زو جہ اول موسوہ توری سے پانچ پسر
 نما میاں تیتو تیتج ہوڈ نما نہرا کے تین پسر
 یسین خیل جید خیل یقوب خیل یسین ولد نہرا کے
 ۱۰ دوسرے دولت خیل حسن خیل جید ولد نہرا کے چار پسر
 دو خیل تو را خیل ابہا سیم کوڈری میاں نہرا ولد نہرا
 پسر زو جہ اولی موسوہ توری کی اولاد میاں خیل کملانی
 خواجہ عثمان کہ مدت تک حاکم بنگالہ ہا نسل میاں خیل سے
 تھا اور تو نہرا سے دو نیل ہوئے رستوب خیل پتشی خیل
 چنانچہ دریا خان لومانی کہ امرا یان سلطان سکندر لودی
 سے تھا اسی خیل میں سے تھا پسر اوسکا بہادر خان ملک
 بنگالہ میں صاحب خطبہ و سکھ ہوا۔

ضمیمہ ۱۸ ذکر اولاد نہرا ولد اسمیل متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۳
 اسکی زوجہ کا نام مساقہ بی بی تھا اس سے جو اولاد ہوئی وہ اپنی مان کے نام سے ملقب ہوئی بی بی زری ہوئی۔
 ضمیمہ ۱۹ ذکر اولاد برنگی ولد بیانی متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۲
 اسکے سات پسر عمر ویدی ارشد رائی زیتون انڈر ترغندی سوائے اولاد نہرا کے اور کسی
 اولاد کا ذکر نہیں پایا گیا۔

ضمیمہ ۲۰ ذکر اولاد عمر وولد برنگی متذکرہ ضمیمہ ۱۲ نمبر ۱
 اسکے دو پسر اسحاق شرک
 ضمیمہ ۲۱ ذکر اولاد اسحاق ولد عمر متذکرہ ضمیمہ ۲۰ نمبر ۱
 اسکے دو پسر ملک شاہو ملک یوسف

ضمیمہ ۲۲ ذکر اولاد ملک شاہو ولد اسحاق متذکرہ ضمیمہ ۲۱ نمبر ۱
 اسکے دو پسر تولد ہوئے پہلا یسین دوسرا احمد یسین ولد ملک شاہو کے تین پسر پیدا ہوئے ملک بہرام ملک محمد
 ملک موحی ملک موحی کے دو پسر ہوئے آلا کال آلا لود مرا کالاکے دو پسر ہوئے ایک محمد دوسرا جلال
 جو بادشاہ ہندوستان کا ہوا اور محبت برس تک اوسکے خاندان میں بادشاہت رہی جسکا ذکر آگے تحریر ہو گا۔ اور
 اولاد محمد بہادر سلطان بہلول کے مرتبہ مارت کو پونچھ اور قصبہ بلوت میں سکونت پذیر ہوئے اب تک اوسکی اولاد

محمد بنیل کتے ہیں

ضمیمہ ۲۲ ذکر اولاد ملک یوسف ولد اسحاق متذکرہ ضمیمہ ۲۱ نمبر ۲

اسکی دوزو جہتین اور دونوں سے اولاد حسب تفصیل ذیل ہوئی۔

زوجة اولی موسومہ آسو کی بطن سے جو بنیل کا بیٹا ہے تھی تین
پسر متولد ہوئے جیمو، الجی، مانی اولاد مانی زبیر سے
پانچ تین ہوئے کہ بمقام بچورہ اور بعض بعض مقام ہندوستان
میں متوطن ہوئے اور انجی نمبر کے شیخ عالم خان جکی اولاد
قصبہ روہر میں جو متصل غیب آباد ضلع بجنور کے ہے ایک بہت
کثرت سے ہے مابقی بمقام پٹی پت کرنا ل زیادہ آباد ہے اور اولاد
بیر و نمبر کے بہت کم ہے۔

ضمیمہ ۲۳ ذکر اولاد ملک یوسف متذکرہ ضمیمہ ۲۳ نمبر ۳ جو بطن زوجه ثانیہ سے تھا

سنگہ چار پسر، مہدین، علاء الدین، نٹو، غوری اولاد علاء الدین نمبر ۲ کے علاء الدین خیل شہر ہوئی

ضمیمہ ۲۴ ذکر اولاد سمو ولد ملک یوسف متذکرہ ضمیمہ ۲۴ نمبر ۳

اسکی بھی دوزو جہتین ایک غلانی دوسری کئی

بطن غلانی سے دو پسر
بیر علی، مکر دین ان دونوں کی اولاد بجن کے ہے
کے خیل سے مشہور ہوئے۔

بطن زوجه کئی سے جو دولت خیل سے تھی دو پسر
غیر وز شاہ، ستم اولاد ستم کی طبقہ بہر ستم خیل ہوئے
اور غیر وز شاہ کے دو پسر محمد خان، تانار خان ان دونوں کی
اولاد محمد خانی و تانار خانی کہلائی۔

ضمیمہ ۲۵ ذکر اولاد سرک ولد عمر متذکرہ ضمیمہ ۲۵ نمبر ۲

اسکے دو پسر تور، سور تور نمبر اسکے دو پسر توٹی، محمود زئی توٹی ولد تور کے تین پسر احمد خیل، کدائی خیل
سیدتی خیل، سور پسر دوم سرک کے چار پسر حسن زئی، اسحاق زئی، ابوسعید خیل، سید زئی حسن زئی ولد سور
کے تین پسر یوسف خیل، بنائیل، عمر زئی اسحاق ولد سور نمبر ۱ کا ایک پسر شیخ زئی ابوسعید ولد تور کے دو پسر
ذکر بنائیل، الف خیل

ضمیمہ ۲۶ ذکر اولاد شروانی بن سماء متوبی بی اسکی دوزو جہتین

بطن زوجه ثانیہ سے ایک پسر

سیران صلی	سیران صلی
جہانم	جہانم
سیراد	سیراد
رہنوی	رہنوی
چپن	چپن
میشین	میشین
پیرکری	پیرکری
غنی	غنی
تغری	تغری
موسی	موسی
مالی	مالی
یونس خیل	یونس خیل
ساکھیل	ساکھیل
انگلی خیل	انگلی خیل
مکرائی خیل	مکرائی خیل
سج	سج
لب نیر	لب نیر

کا کرڈ کرنے اپنے سیران صلی اور صلی من کچھ فرق کر کے اپنی سیراٹ علی السو یہ تقسیم کر دی منجملہ سیران صلی کے پانچ پسر کا سلسلہ انساب نہیں معلوم ہوا کہ کس خاندان سے تھے الا تارن نمبر ۱ کو سید زئی کہتے ہیں اور سلسلہ انساب اور تارن میں سید ناصر الدین بن سید علاء الدین بن سید قطب الدین بن سید امام علی موسی بن امام موسی کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن حضرت امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

طریق ولد کا کرڈ کے چار پسر سحر الملقب سیران یونس خیل ساڈا خیل سوڈن سیران نمبر اولہ طریق کے سات پسر علی خیل ازلی خیل برٹ کیوٹی حرم زئی اتان خیل اوڈل علی خیل نمبر کے چار پسر سادو زئی سیر زئی غوزی زئی جید زئی ازلی خیل ولد سیران نمبر کے چار پسر اتوزی محمد زئی بھادو چوٹا اسم لا معلوم جہرام ولد کا کرڈ کے دو پسر ابو بکر حبشی ابو بکر ولد جہرام کے دو پسر ایلاس شیشہ سید ولد ابو بکر کے تین پسر یوسف نبی حبشی حبشی نمبر اولہ جہرام کے چار پسر اودم شام عمرو جی کیوی ولد سیران نمبر کے چار پسر حسن یاشین شمس الدین شوم سیراد ولد کا کرڈ کے آٹھ پسر شادشی خیل تاج خیل ابو تاج خیل باجو خیل مندی زئی تاج خیل منی زئی شاک تارن جو سید زادہ پیر وصل کا کرڈ کا تاجی اد کا ایک پسر انور اد کا بھی ایک پسر خاجہ کیری اسکے پانچ پسر کاکون اد بن کسٹ نور ابراہیم واضح ہے کہ سید تارن کا نام سید طاہر تھا۔

ذکر اولاد باغ ولد دالی بن غرضتی تذکرہ ضمیمہ نمبر ۱

اسکے دو پسر یونس دمس

ذکر اولاد یونس ولد ناغہ تذکرہ ضمیمہ نمبر ۲

اسکے چھ پسر بلٹ ڈاٹو مترو جڈر سٹی رنگ ان چھون سے چھ خیل ہوئے

ذکر اولاد بس ولد ناغہ تذکرہ ضمیمہ نمبر ۳

اسکے بھی چھ پسر بھرن نرک سلج عبدالرحمن دو لوکون کا نام معلوم نہیں جو ان چھون سے بھی خیل ہوئے

نفل ہو کہ دو کس قبیلہ اطر سے بغرض انساب مایقوت صحرا کے نسب نہ نشہ کو اس صوابین لشکر کی بادشاہ کا
 اور کر کوچ کر گیا تھا یہ دونوں بقیام فرو گاہ اشیائے پس ماند و لشکر کی تلاش کرنے کے ایک نے شغل آہنی اور
 نے ایک طفل شیر خوار پایا جسے شغل آہنی پایا تھا وہ لالہ تھا اس باعث سے شغل آہنی سے اس کے کو تبدیل
 کر لیا اور اپنے مکان میں لا کر شغل فروزون کے پرورش کرنے لگا اور نام اس کا بنا سبت شغل آہنی کے کہ زبان
 پشتو میں اس کا گڑاڑی کہتے ہیں اگر اس کی اکثر استعمال عوام سے کرانی ہو گیا مگر مسلم نہیں ہو اگر یہ کرانی کس
 خاندان اور قبیلہ سے ہو۔

ذرا اولاد کرانی تذکرہ بالا

اس کے دو پسر کو دٹی گلی کو دی نیر کے سات پسر سوتی نری ہوئی سنگلی دلازاق و توڑی دروگ
 اور ک نری بروایت ثانی ہوئی دروگ پسران و صلی ہین اور نسل پیدا گیا و دراز سے شمار کیا جاتے ہیں
 و اسدا علم۔ دلازاق اور ک نری متفق البطن ہین باقی دیگر فرزندان ایک مان سے ہین دلازاق نیر کے
 دو پسر توڑی یعقوب توڑی مذکر کے چار پسر امید خیل شیخی نری و ک نری عمر خیل یعقوب نیر و ولد دلازاق
 سے سات پسر سندوڑی امر نری سنی نری سنی نری خد نری یسین خیل مانی نری

ذرا اولاد گلی ولد کرانی تذکرہ ضمیمہ انبر

پانچ پسر دور خیل جیلگ سوزانی کیسوی امر

بجاولہ سالہ حافظ رحمت خیل ہاے آخر

بش نانی زمانے یک پسر آفریدش نام در عالم شمر ہم بناش آفریدی قوم اوست قوم اور ہر مکان
 بے حیوت و بود پورے پچین ناش خک و خیل او چون موج دریاے اکھ و وزگی بودند گیتی او پوچھیک
 دیرمان باشورہ از سلیمان مانی قوم در بر ہم حک میر و دگر خیل کیر و است بالابکش و قوم لوہات و سکن
 این قوم نادر التفات و پچین این مجمع کرانان و خیلما و ازند گیتی روان و سواے انکے اور بھی پچان تفرق
 ہین جیسا کہ فرملی و خطائی۔ فرل ایک موضع ہو تو اب کابل و غرانی سے اور وجہ تسمیہ اس کی یہ ہو کہ وہ موضع واقع ہو
 کنارے ایک دریا کے اور اس مقام دریائی کو فرل کہتے ہیں بوجہ سکونت وہاں کے وہ لوگ فرملی کہلاتے ہیں نقل
 کہ آبا و اجداد نے اس قوم کے اوپر ہاتھ نہج محمد افغان کہ شمارا و کا اولیاے الدین ہو دین اسلام سے شرف ہو کویت
 حاصل کی جب سے قوم فرملی بوجہ سلسلہ بہت کے اپنے تئیں داخل قوم افغان کرتے گئے اور اصل خلک کے ملک خطا و ختن
 سے پائی جاتی ہو یہی اسے تئیں داخل زمرہ افغان کرنے ہیں مگر بروایت صحیحہ نسل سے ٹہنی ولد غرانی سے
 ہین سواے ان دونوں قوموں کے جو کوئی دعویٰ پچالی کا کوے لائق اعتبار کے نہیں ہو۔

ذکر نسب بختیار و اشترانی و ہونی و درک
یہ بھی شیرانی کہے جاتے ہیں۔

نقل ہے کہ اسحاق نامی قوم سید قصبہ اوش توالج بغداد سے بوجہ نامساعدت بخت مسافر ہو کر کوہ کا شغیر پر کہ وطن شیرانی
کا ہو پونچھا اور مدت تک اوس قوم میں بالکتاب فکر مآش متوجہ رہا اور سماء سینا و خرقوم شیروانی سے نکاح کر لیا اوس
جو پس پیدا ہوا اوس کا نام ابی سعید رکھا نسب نامہ اوس کا یہ ہوا ابی سعید بن سید اسحاق بن جعفر بن نظام بن عیسیٰ بن
محمّد بن سید محمد بن حافظ بن نور بن جمال بن ابو علی بن یادگار بن نشان علی بن امام زین العابدین بن حضرت
امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ بعد ایلاد ابی سعید کے اسحاق مذکور اپنے وطن اوش کو عیال
ہوا اثنائے راہ وطن قوم مشوانی میں بیمار ہو کر انتقال کیا مادر ابی سعید نے قس شیرانی میں وہیں اُن کو
مادر ابی سعید جو ان تھی اوسنے اپنا نکاح بیانی قوم شروانی سے کیا یہ بیانی بدرجہ مملوک تھا بہن قدوم سید ابی سعید کے بدرجہ
مال درہو اتب و ابی سعید کو بختیار و رکھنے لگا اس عرصے میں مادر ابی سعید لطفہ بیانی سے دوسرا پس پیدا ہوا جب وہ جوان
ہوا تو اوسنے اوس کا نکاح کرنا چاہا مادر ابی سعید نے کہا کہ پہلے نکاح ابی سعید کا کرنا چاہیے کہ اوسکے باعث سے تو دولت مند ہو گیا تب
اوسنے پہلے ابی سعید کا نکاح کیا بعد اپنے پسری صلیبی کا نکاح کر کے کل مال علی السویہ تقسیم کر دیا۔

ذکر اولاد ابی سعید المعروف بختیار و خیل

اسکے پانچ پسر آٹھ کورتی پیرتی توشی نام آتو نبرا کا عطاے اللہ ہو قبیلہ شیرانی میں
باسم آتو مشہر ہوا اوس کا ایک پسر سید محمد اوس سے خواجہ محمد الیاس اوسکے خواجہ بھی کبیر اوسکے شیخ زری متولد
ہوئے چونکہ تربیت اور پرورش سید ابی سعید کی قبیلہ مادر می بن تھی اس باعث سے وہ بھی باسم افغان ملقب ہوا
احوال فرقہ دیگر کہ فی الواقعہ قوم سادات ہیں مگر
اپنے تینیں باسم افغان مشہر کرتے ہیں۔

نقل ہے کہ سید محمد بن سید غور بن سید عرب بن سید قاف بن سید قاف بن سید جمال بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق بن
امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے موطن اصلی سے نقل
ہو کر فہا بن تمن کرانی و کانڈو شیرانی کے قیام پذیر ہوئے ایک مرتبہ یہ تینوں تمن ایک بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے
تھے بہن دعا سے اودن سید محمد کے نجات پا گئے تب تینوں تمن نے تین دختر نکاح اپنی قوم سے بطور نذر کے سید صاحب
کو دین سید صاحب نے تینوں سے نکاح کیا دختر کانڈو سے مشوانی اور دختر شیرانی سے اشترانی متولد ہوئے اور دختر
کرانی سے دوسرا قوم مذکور رہائی پیدا ہوئے تصحیح اولاد ان چاروں کی چار فعی بہر

بیان فرع اول

ذکر اولاد شوانی و دختر زادہ کا مکمل

اسکے نوپسرققیض لودین نکالی سلمانی روٹانی کرانی غریب حراتاری ریاض ققیض نہرا کے چارپسرقیوڑ مہند بدور بگل بدور ولد ققیض نہر کے چارپسریوٹن آدم موسیٰ سبھ

بیان فرع دوم

ذکر اولاد اوشترانی و دختر زادہ شیرانی

اسکے پانچ پسرنچی تری میری امربل ہتر

بیان فرع سوم

ذکر اولاد وک و دختر زادہ کرانی

اسکے سات پر مکت تور دانی میٹر کڈا تورٹ مہار

فرع چہارم

ذکر اولاد ہونی و دختر زادہ کرانی

اسکے پانچ پسردوٹ یوہنی رودن مکتی و دشت اگرچہ ان چارون فرع کی اولاد ایل سادات سے ہن گریہ لوگ اپنے تئیں بچان کہتے ہن اور یہ کہتے ہن کہ جب ہماری پرورش ناہال میں ہوئی تو ہم مروت سے بچد جانتے ہن کہ اس قوم کی رعایت نکرین اور اپنے تئیں یہ کہیں بلکہ جو ہمارے نطفے سے ہوگا وہ دعوائے سیادت نکرے گا و الہ اعلم۔ دفعہ ۱۰۵ نسب نامہ سلطان بہلول لودمی ہو سلطان بہلول بن کالا بن ملک موچی برادر ملک بہرام بن یسین بن ملک شاہو بن اسحاق بن عمرو بن برنگی بن بیانی بن لودمی بن مسماۃ متوبی بی دختر شیخ بینٹ و زوجہ شاہ حسین متذکرہ دفعہ ۱۰۶ طبقہ دوم فرع سوم ضمیمہ اول نقل ہے کہ ملک شاہو چوتھا مورث سلطان بہلول کا تجارت پیشہ تھا ہمیشہ اشیائے تجارت افغانستان کی ہندوستان میں لایا کرتا تھا جب وہ مراٹو ملک یسین اوسکا پسری پیشہ کرتا رہا اسکے تین پسرنولد ہوئے ملک بہرام ملک محمود ملک سبھی یہ تینوں بھی اسباب تجارت لیکر ہندوستان میں آنے لگے چونکہ ملک بہرام سب میں

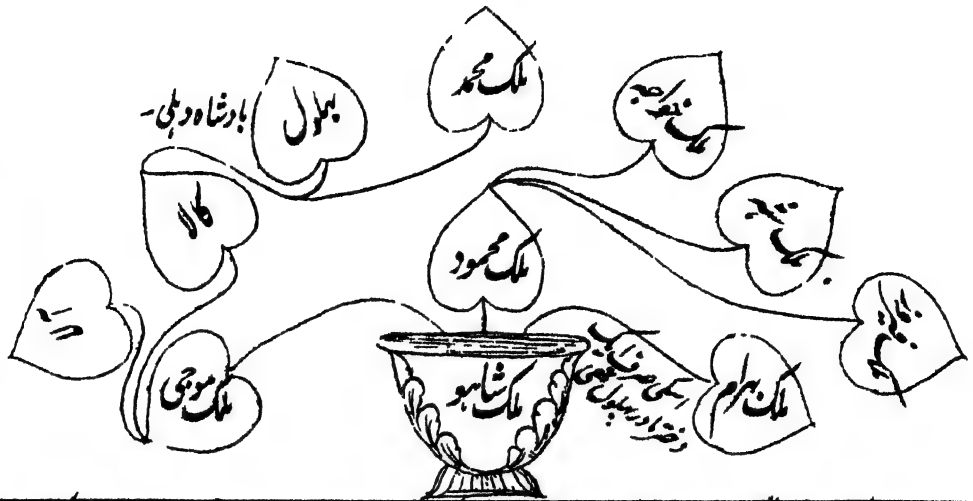
بڑا تھا لہذا خرید و فروخت مال میں بھی پیشوا کا رتھا اور اسی وجہ سے اکثر امرا

ہند سے ملاقات و معرفت ہو گئی تھی ایک مرتبہ کسی امر

میں اپنے برادران سے کہیدہ ہو کر ملتان

چلا آیا اور سب کا رجا کم ملتان میں

سپاہ ملازم ہوا



برورایام اسکے بھائی و دیگر افتانان اسکے پاس آئے اور اسکی سفارش سے بعد سلطان فیروز شاہ ملازم ہو کر اسکا یہ جہدار ہوا جب وہ مرا تو بجائے اسکے ملک شہ برادر زادہ اسکا قائم مقام ہوا۔ بعد ایالت ید خضر خان بوجہ سپاہگری مابہ الاقبار ہوا جب ملو اقبال خان اور خضر خان سے لڑائی ہوئی اور ملو اقبال خان ملک شہ کے ہاتھ سے مارا گیا اسکے صلے میں ید خضر خان نے ملک شہ کو حکومت سرہند کی عطا کر کے مخاطب باسلام خان کیا۔ پھر توجو جوق جوق اسکی قوم افغانستان سے آکر اسکے ملازم ہوئے اور ایک بڑی جماعت اس قوم کی ہندوستان میں ہو گئی کیفیت پیدائش بہلول ملک کا لاہور اور عمرا ملک شہ نے اپنی شادی دختر ملک بہرام اپنے چچا سے کی اس سے پہلے ایک پسہ محمد متولد ہوا جب بار دیگر حاملہ ہوئی تو قریب ایام وضع حمل کے اوپر چھٹ گری وہ قوم گئی مگر فی الفور پٹ چاک کر کے بہلول نکالا گیا اوسین جان تھیں ویش شروع ہوئی تھوڑے دنوں میں کالامر گیا تب یہ باہتمام پرورش ملک شہ اپنے چچا کے آیا جب یہ جوان ہوا تو منجانب اپنے چچا کے ایک مہم میں جا کر اسکو فتح کیا اسپر ملک شہ نے اپنی بیٹی اسکے ساتھ بیاہ کر باوجود موجودگی اپنے بیٹوں کے اسکو اپنا قائم مقام کیا۔ جب ملک شہ مرا تو اسکے ورثاے خاص میں نفاق ہوا اور باخود اقبال ہوا چونکہ ملک بہلول کی تقدیر میں سلطنت ہندوستان کی تحریر تھی لہذا یہ سب پر غالب آیا اور قوت و مکت اسکی ملک شہ سے زیادہ ہو گئی۔ اسپر محمد شاہ بن فرید خان بن خضر خان اسکا دشمن ہوا اور اسکے استیصال کے لئے بہت سی فوج تعین کی پہلے بہلول لڑا جب مغلوب ہوا تو بھاگ کر پناہ زمین چاچھا مدت تک فوج شاہی اسکے تعاقب میں رہی جو پٹیان جہان ملا قتل کیا گیا آخر ملک بہلول اپنی قوم کو جمع کر کے ملک شاہی پر وڑ مارنے لگا اور جو کچھ غنیمت ہاتھ آتی اسکو علی السوہ سبھون پر تقسیم کر دیا اسکی یہ قدر دانی دیکھ کر بہت سی قوم آغا غنہ و غل رفیق ہوئے جب اسطرح کی قوت اسکو بہم پہنچی تو اکثر امرا یان دہلی اس سے جا ملے اور ملک بہلول نے سرہند بھر لیا۔ بادشاہ نے سامانان بزرگوار کو اسکے مقابلے کے لیے بھیجا مگر وزیر اس سے مخدول و مغرور ہوا اور بہت سامان غنیمت ملک بہلول کے ہاتھ آیا نقل ہے کہ ایک ن ملک بہلول اپنے چچا اسلام خان کے دربار میں بمقام سامانہ چلا ساسے اہمین ایک تہہ بھندہ

ملقات ہوئی یہ اس کے ساتھ دو ارفو ہو کر مودب جنگا فیرنے اسکے جانب متوجہ ہو کر کہا کہ وہ نہارتنگہ پرین سلطنت ہندوستان کی فروخت کرنا ہوں ملک بھولنے سولہ سو تنگہ جو اس وقت موجود تھے پیش کر کے کہا کہ انکے سوا اور میرے پاس نہیں ہو اس فیرنے اوسقدر روپیہ پر سلطنت ہندوستان کی فروخت کر ڈالی اسکے یاران ہمراہی اس حرکت پر ہنسے ملک بھولنے کہا کہ یہ دو حال سے خالی نہیں۔ اگر فقیر سچا ہو مفت سلطنت دہلی خرید لی۔ اگر جھوٹا ہو تو فقیر کی خدمت کرنا خالی از حسانت نہیں۔ اوسدن سے ہواے سلطنت ہندوستان کی جاگزیں غلط بھول ہا کرتی تھی۔ جب اسنے وزیر الممالک سام خان کو شکست دی تو پانی پت تک اپنا قبضہ کر لیا جب محمد شاہ بادشاہ خوار و زبون ہوا تو اس سے الیام شروع کیا پہلے بھول کے کہنے پر سام خان نے اپنے وزیر کو مار کر ملک حمید خان کو وزیر مقرر کیا آخر آخر میں ملک بھول کو اپنا پسر فرغانہ بنایا جب علار الدین انتظام سلطنت دہلی نکر سکا اور بدایون اپنے تصرف میں رکھ کر تخت دہلی پر بھول کو قائم کیا تب حمید خان وزیر الممالک درپردہ متمنی سلطنت ہوا لیکن دونوں میں منافقانہ اخلاص و محبت بڑھا ایک دن حمید خان نے بھول سے کہا کہ میری خواہش یہ کہ تاج شاہی دہلی سر پر رکھو بھول نے کہا کہ مجھ کو امور جہان داری میں وقوف نہیں آپ بادشاہ بنے اور مجھے پہ سالار بنائیے غرضکہ اس طرح کی گفتگو دونوں طرف سے رہا کرتے تھے نقل یہی کہ ایک روز ملک بھول نے اپنی قوم کے بقرب دعوت حمید خان کے مکان پر گیا جب اس کے مکان پر پہنچا تو سب ہدایت بھول کے اس کے ہمراہی بٹھانوں نے جیتان اپنی اپنی کرسی سے باندھ لیں اور کسی نے اپنی جوتی کو طاقون رکھا اور کسی نے حمید خان سے یہ عرض کیا کہ آپ کا فرش نہایت مکلف ہے اگر اس میں سے کچھ بھوکو عنایت تو اپنی اپنی ٹوپیاں بنائیں اس پر حمید خان بہت ہنساجا نوبت عطر و پان کی آئی تو کسی نے عطر میں چونہ ملایا اور کسی نے پان بڑا عطر لگا کر کھایا اور کسی نے اس قدر چونہ کھایا کہ منہ میں چھلے پڑ گئے بو اید اس حرکت کے حمید خان کو یقین ہو گیا کہ یہ قوم بالکل بیوقوف ہی بھول نے التماس کیا کہ یہ جانور ہن سوائے کھانے سونے کے کچھ نہیں جانتے۔ دوسرے دعوت میں دربانوں نے ہمراہیان بھول کو روکا سب بکار کر کہنے لگے کہ ہم سب حمید خان کے غلام ہیں کیا بھول ہی سلام کرنا جانتا ہے ہم اپنے آقا کو سلام نہ کریں اس پر حمید خان نے سبحون کو بلایا جب وہ سب اندر داخل ہوئے تو حمید خان کو قید کر لیا اور بھول نے بخاطر جمع ۱۷ بیس الاول ۱۰۸۰ھ ہجری مطابق ۱۹ اپریل ۱۷۶۳ء عیسوی کو تخت سلطنت پر بیٹھا خطبہ دیکر اپنے نام کا جاری کیا۔ پہلے ہی سال جلوس میں خواجہ بازید بابرک شاہ مہین پور کو دہلی میں چھوڑ کر خود بغرض تسخیر انتظام ممالک ملتان و دیوال پور کے روانہ ہوا وہاں کے انتظام سے مطمئن نہوا تھا کہ دریافت عزیمت سلطان محمود شری کے منصور دہلی ہوا اور چھبیس برس تک متواتر لڑتا رہا جسکی تفصیل مقالہ دوم میں ہو چکی ہے ۱۰۸۰ھ ہجری مطابق ۱۷۶۳ء عیسوی میں سلطنت جو بنور کو فتح کر کے شامل خالصہ دہلی کر لی بعد اس فتح کے حسب تصریح ذیل ملک فرزندوں و عزیزوں و اراکین سلطنت کو تقسیم کیا۔

نمبر شمار	نام شخص یا بندہ	تفصیل ملک
۱	باربک شاہ مہین پور	جو پور
۲	شاہزادہ مبارک خان پسرودم	مگریدہ مانک پور
۳	شیخ محمد علی فرملی ہمیشہ زادہ بہلول الخاطب بہ کالہاڑ	بہراج
۴	اعظم ہمایون نیرہ بہلول	لکھنؤ دکانچی
۵	خانچان	ہمایون
۶	شاہزادہ نظام خان المشد یا مان سکند	بیان دواب

بعد اس تقسیم کے خود گویا یارین جا کر راجہ مان سنگھ دانی گویا پراپسار عجب دواب ڈالا کماؤسنے اسی ہزار رنگہ بیشتر کر کے اطاعت قبول کی اور وہاں سے اٹاؤہ میں جو اب ضلع ہری آیا اور اسے سکھ دہان کے زمیندار کو زیر دیر کر کے جانب دہلی مراجعت کی چونکہ ضمت و پیری حد کو پونجی تھی اتنا سے راہ میں بیمار پڑا اور حسب مشورہ افسران قوم لودیان کے دربارہ تجویز و لیجہ گفتگو پیش ہوئی آخر شاہزادہ اعظم ہمایون بغرض ولیجہدی دہلی سے طلب کیا گیا مگر عرض وزیر کو اسکی ولیجہدی ناگوار تھی اور مادر سکندر شاہ سفر میں ہمارا رکاب سلطان تھی ایسا کچھ نخل ہوئی کہ نوبت تکمیل مراتب ولیجہدی کی نہ پونجی تھی کہ ناگاہ سلطان بہلول ملتان سے ہجری مطابق ۱۲۸۷ھ عیسوی میں مابین سفر و اٹاؤہ کے نہضت فرماے عالم بقا ہوا مدت سلطنت اوتیس سال آٹھ ماہ سات یوم اور وسعت ملک جناسے کوہ ہمالیہ تک و حد مشرقی تابنا رس کو چھ ملک بوندہ لکھنؤ کا بھی قبضے میں آگیا تھا خصال سلطان بہلول اوسط تیر پابند شریعت صحبت علما و مشائخ کو بہتر جانتا تھا اپنی قوم کے ساتھ برتاؤ برادرانہ رکھتا تھا اور اس کے سامنے تخت سلطنت پر نہ بیٹھتا تھا اور جو کچھ غنیمت سے ہاتھ آتا تھا علی السویر تقسیم کر دیتا تھا اور خود بھی مثل سایر مسلمانوں کے حصہ لیتا تھا روزانہ اراکین سلطنت کے مکانون پر جا کر کھانا تناول کرتا جو سواریان بادشاہوں کے واسطے مخصوص تھیں اور پیر کم سوار ہوتا اور مکاتول تھا کہ میں نام بادشاہت کو غنیمت جانتا ہوں مغلوں کی سپاہ کی ترقی کا زیادہ شوق رکھتا تھا

مردانہ فرزانه غیر تمام انصاف رعایا میں جمیع کرتا تھا کسی کام میں چلیی گزرتا تھا دفعہ ۱۰۶ ذکر سلطنت
سلطان سکندر لودی بعد مرنے سلطان بہلول کے سرداران بودیان اور بادشاہت عظم ہایون نیز
سلطان بہلول کے راغب اور بعض اوجین باریک شاہ مہین پر کا بادشاہ بننا چاہتے تھے۔ جب سناؤ زمین اور
نظام خان جو قوم زندگرسے تھی وہ پردیسے بولی کہ میرا بیٹا طرح پر لائق جہان داری جو اسپر سیسی خان برادر عمر
سلطان بہلول نے اسے دشنام دیکر کہا کہ سپہ سالارن سزاوار جہان داری نہیں بقولے درود گری از بوزینہ بہت
تایہ خان فرملی کو سخت گوئی عیسی خان کے ناگوار ہوئی اور اسکی حمایت سے نظام خان تخت سلطنت پر چکر
ملقب بہ سکندر شاہ ہوا باعث سے اس کے غرہ سلطنت میں بہت فساد و جھگڑے ہوئے اور قبا میں اس کے بھائی کے
نوبت محاربائی بہت سے لوگ مار گئے آخر کو سلطان سکندر سب پر غالب آیا اور جو لوگ اس کے شریک تھے ان سے بجز
سلوک پیش آیا اور باریک شاہ بڑا بھائی اسکا با اتفاق کالاہار بقیام تفرج آکر کینہ خواہ ہوا مگر شکست کھا کر جانب ہلاکو
مغورہ ہوا جب وہاں بھی بادشاہ اسکا تعاقب کیے ہوئے چلا گیا تو اسے اطاعت قبول کر لی تب سلطان سکندر غفور
تخصیر کر کے چھوڑ لایا اور بنو رسانی وہاں کی حکومت اور سپہ سالار رکھی پھر کاپلی گیا اور عظم ہایون برادر زادہ کو موقوف
کر کے اسکی جگہ محمود خان لودی کو مقرر کیا وہاں سے بہت سی قلعہ گویا راتو جہوا اور محمد خان فرملی کو پہلے سے پاس
راجہ مان سنگھ والی گویا راکے بھیجا خواستگار طاعت ہوا چنانچہ راجہ گویا راکر ہر مردہ ہوا خاٹان داخل ہو کر ملک بیانہ کے حضور
ملک ہالیس و چند اور ماہریرہ ضلع علی گڑھ پایا جب لشکریان بادشاہ نے قلعہ پانہ پر داخلیت چاہی تو والی گویا راکے نصیر
عہد قلعہ پر قبضہ نہ کیا بادشاہ وہاں سے کوچ کر کے آگے آیا بہت خان جلوئی بھی قلعہ آگرہ میں محصور ہو کر رہا ہوا
لیکن بادشاہ کچھ فوج چھوڑ کر خود واسطے استخلاص قلعہ بیانہ کی روانہ ہوا ۹۲ھ میں بھری مطابق ۱۲۹۲ھ عیسوی
میں نہایت بھامری و مردانگی سے اس قلعہ کو فتح کر کے قابض ہو گیا مگر خانان فرملی کو وہاں کی حکومت پر مقرر
کر کے بغرض سزا دہی راجہ گویا راکے واپس آگرہ آیا اور آگرے کا قلعہ لیکر دہلی پہنچا اس اثنا میں خبر پڑی کہ وہاں گھوڑ
کی بیس مبارک بادشاہ کے یہ پونجی کہ زنداران حوالی جنہو رو بنارس ایک لاکھ سوار و پیادہ جمع ہو کر شیر خان برادر
مبارک خان نے حاکم کو قلعہ کو بمقام کر دیا اور لاالا اور مبارک خان اونکی مقادمت کی تاب نہ لا کر مغرور ہوا عند العیور دریا
لنگ راجہ شہید لودی ٹھہرنے گرفتار کر کے قید کر لیا اور باریک شاہ بھائی غلبہ باخیاں جنہو میں نہ ٹھہر سکا پاس کالاہار
بقام بہر ایج بجاگ گیا تفصیل اس احوال کی بحوالہ اخبار مورخان و کتاب قلعہ قطبی کے یہ ہو کہ زبان جادویر کہیر قطب العیور
دنی متذکرہ و خدایا بالبقا الاول فتح تفرج و کردہ و مانکپور ولایت راجگان جی چند و مانک چند قوم مانکپور کی بنیاد ایزدی
نصیب لیاے لشکریان اسلام ہوئے قتل و غارت و اسیری کمال ذلت و خواری لاحق حال راجگان کے ہوئی
یہاں تک کہ زمین دوشیزہ اس کے ہم فراش اونی اہل اسلام و اطفال اس کے نوٹھی غلام اعلان لشکریان کی بنی

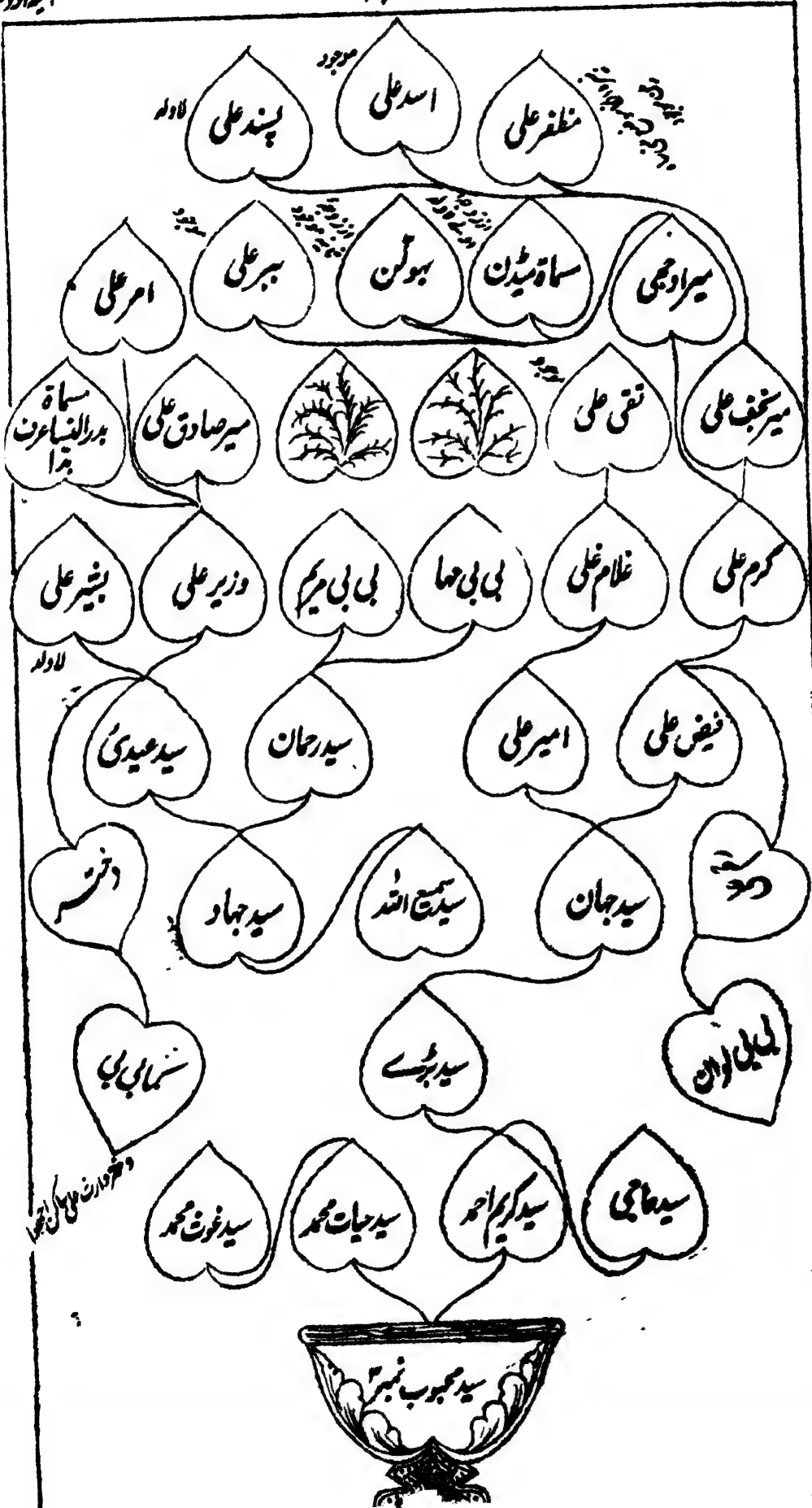
لہذا راجگان کثرت ہمیشہ درہم انتقام سادات قطبیہ سے رہا کئے لیکن ظاہر اوقات و شوکت سلاطین اسلام کے
یو مانو یا ایسی افزون ہوتی رہی کہ ہمیشہ باخدا جو یہ شکست تہانوں کی سر بلندی ہی نظر بران ایسا موقع اون ہوا
کو حاصل نہوتا تھا کہ مدعی انتقام کے ہوں اگرچہ بعد انصراف امیر تیمور گورکان صاحبقران کے وہ شوکت و صلابت
و قوت اہل اسلام کے بوجہ طائف الملوک کی باقی نہ رہی تھی تاہم سلاطین جو پورا سقد رز کے تھے رہے کہ ہر دلی
ریاست کو بجائے خود ساکن رکھا بعد امتداد زمانہ بوجہ انتقام سلطنت سلاطین جو پورا و نا اتفاقی اکبرین سلطنت
و شہزادگان خاندان لودیہان کے راجگان کثرت کو سر دست موقع بلوے کا ہاتھ آیا و باستعانت قوم راجپوتان بہت
ایک لاکھ سوار و پیادہ پیشاں بغرض انتقام کینہ دیرینہ سادات قطبیہ سے اور قائم کرنے سر نو بنیاد راج گدی بعام کو
و مانگیو ر عازم شہر کرہ ہوئے نقل یہی کہ اوس ایام میں بوجہ طائف الملوک خاندان نبوت کی پندمان غفلت باقی
نہ تھی تاہم سادات قطبیہ کو اسقد رجاہ و کثرت باقی رہی تھی کہ ہزار ہا موانع بطور جاگیر معافی کے اوتکے فیض
میں باقی تھی اور سات سو بالکی نشین اوس قوم میں شمار کیا جاتا تھا۔ بدریافت آمد راجگان کثرت یہ لوگ بھی بلوچان
شیر خان اور مبارک خان حاکمان کے بہر شہر کے جا کر رزم خواہ ہوئے اور ایسی واد بہادر می شجاعت کی نسبت کئے
کہ ہزار ہا بلوئی انکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئے چونکہ کثرت فوج مخالف کے زیادہ تھی انہیں سے قریب تین ہزار
سادات قطبیہ علاوہ فوج حاکم کرہ کے درجہ شہادت کو پونچھے ب شہزادہ شیر خان برادر مبارک خان بھی شہید
ہوا تب سلمان تاب مقاومت کی نہ لاسکے مبارک خان بیور دریا سے گنگ جانب بہر ایچ مفور ہو ا سادات
قطبیہ اپنے اپنے مکانوں میں محصور ہوئے لیکن مبارک خان ہنگام بیور دریا سے گنگ و سنگیہ راجہ شہید و والی
ٹھٹھ کا ہو گیا تب راجہ مانڈہ بلا ترد و داخل قلعہ شہر ہو کر مند آرا سے حکومت جامی مائی پر ہو کر ہوا۔ س سلطنت ہند
محاصرہ جو پور کا کیا۔ باربک شاہ باصفائے شکست مبارک خان شہادت شیر خان با کسی مقابلہ و ہار کے
بھاگ کر پاس حاکم بہر ایچ کے پناہ گزین ہوا نقل یہی کہ جب راجہ مانڈہ کو داخلت تامہ شہر کرہ پہ حاصل ہوئی
تو اذن قتل عام سادات قطبیہ کا صادر کیا و سوقت ہر ایک انہیں سے بخوف جان آبر و مخفی قتل ہو کر موانع و درز و یک
میں جا کر عافیت خواہ ہوئی تفصیل بہر نقل کی بعد ختم ذکر سلطنت کے مشر و جاتویر ہوئی۔ اور بعضے نقل کرتے ہیں کہ باشند
سادات قطبیہ اکثر سادات شہدی بھی اوس قتل نام میں شہید ہوئے چند دیگر کسی کتاب تاریخ میں لکھا نہیں گیا کہ مانڈہ
سید ابو خیر شہدی متذکرہ و فدا بالا کا بھی نام قطب الدین تھا کیا عجیب ہو کہ باشندہ تو ارد نام یہ لوگ بھی شہید ہوئے ہوں اسلام
اب جانب کھن کرہ تا مقام دارا لکھنوی رہا جقدہ۔ مقابر و اقہ بن اوسوق کے شہدائے کھن کو نکدہ ایسا قال عظیم کرہ میں آج
جہاد امیر کبیر سید قطب الدین سے اسوق تک واقع نہیں ہوا استماع اس ہنگام سے جو پس رز کے بعد بادشاہ بالنگر ان شہید
بلوایان عازم کرہ مانگیو رہا ہنگام بیور دریا سے گنگ باربک شاہ بہر ایچ سے اگر بار یا غمت ملھانی ہو کر سور و عزایت سے واد

دو جہ شہید ہوئی تھی۔ خوف و ہراس آمدن شاہ سلطانی ہراسان ہو کر سارک خان نام لکڑہ کو مارا کہ جام بخسور بادشاہ روانہ کروا جب نیم سرفاق تھا
 نواح کوڑہ ہوا راجگان کشت بقابلہ پیش آئے بعد زد و کشت بسیار بادشاہ مغرور منصور دراجگان لڑائی مقدول ہو کر
 مغرور ہوئے اور غمگین عظیم بدست لشکریان سلطان آئی۔ بادشاہ کوڑہ مانگ پور میں جہارک خان کو اور جنپور
 میں بابرک شاہ کو قائم کر کے خود جانب اودھ آیا۔ اور ایک جیسے تک مصروف بہ سیر و شکار رہ کر تیسرے قلعہ و سہارن
 میں کی جھکا ذکر آئندہ تحریر ہوگا۔ ہنوز اودھ سے کسی جانب کوچ نہیں کیا تھا کہ مکر خبر بدش بلوایان باریک
 حاکم جو پور پر بیسج مبارک پونجی اوپر یہ حکم نفاذ پایا کہ کالا پہاڑ و اعظم ہمایون و خانخانان لوہانی اودھ سے او
 سبارک خان کوڑہ سے جو پور میں پہونچ کر اس فتنے کو رفع کر کے بابرک شاہ کو حضور میں بھیج دیں جب یہ لوگ جو پور
 پہونچے بلوہانی مغرور ہو گئے اور بابرک شاہ حسب حکم بادشاہ دیرنگا دہیت خان و عمر خان شروانی کیا گیا
 بعد اوسکے بادشاہ اودھ۔۔۔ براہ جو پور چار گڑھ گیا اور امرایان سلطان حسین شرتی کو منہزم کر کے قلعہ
 بنارہ میں محصور کیا۔ دروہان تھوڑی فوج چھوڑ کر خود بقام راج کشت آیا اور وہاں کے راجگان کا انبصا
 لئی ایک اوس علاقہ کو جلد وی خیر خواہی راجہ شہید ہوئی تھی۔ جواب ربوان ہو جاگیر میں دیا وہاں سے
 بقام اریل جو کہ آباد سے چار میل ہو داخل ہوا راجہ شہید ہو باوصف اس عنایت سلطانی کے اپنی بوقونی
 سے متوہم ہوا اور خواہ و حشم اپنا چھوڑ کر جانب ٹٹھ کے بھاگا مگر کوئی اسباب اوسکا لوٹا گیا۔ اجنبہ اوسکو دوسر
 عنایت ہوا اور منکوہ شیرخان شہید کو اپنے بچا میں لایا وہاں سے براہ دلتو شمس آباد آیا اور چھ مہینے
 مقیم رہا۔ پھر سنہ ۱۲۹۹ھ مطابق سنہ ۱۸۸۲ء عیسوی میں پھر کوڑہ مانگ پور آیا و زمینداران و تعلقہ داران کوڑہ کو پور
 کو سزا دینا ہوا۔ اٹھ گھنٹہ گیا اور راجہ شہید ہو بقابلہ پیش آیا آخر منہزم ہو کر بقام سرگنہ جا کر مر گیا وہاں سے واسطے
 استیصال سلطان حسین شرتی و علار الدین بادشاہ بنگالہ کے جانب بھا گیا کچھ تھوڑی سی لڑائی کے بعد
 صلح کر کے سرحد اپنی ناصوبہ بھارت قائم کر کے واسطے حفاظت اوس ملک کے سارک خان لوہانی کو مقرر کیا
 اور احمد خان مہین پور کو بھٹالے خطاب اعظم ہمایون اور پورہ واری کوڑہ مانگ پور کے مامور فرمایا چونکہ
 اوس سال بوجہ قحط سالی گرائی تھی کہ کوڑہ مانگ پور میں زیادہ تھی محصول جنگلی غلہ کا سات کیا اور چھ مہینے جو پور میں قائم
 کر کے بانتظام ملک و سیر و شکار مصروف رہا اسی ایام میں دختر راجہ ساہباہن سنگھ والی ٹٹھ کی خواہنگری کی
 مگر اوسنے انکار کیا تب بادشاہ بکمال غیظ و غضب سنہ ۱۲۹۹ھ مطابق سنہ ۱۸۸۲ء عیسوی میں اوس پر چڑھ گیا
 اور اوسکے ملک کو خوب تاخت و تاراج کر کے قلعہ باندھو گڑھ میں محصور کیا یہ قلعہ نہایت قلعہ تھا اسبلج
 ربوان میں واقع ہو جب فتح نہ کر سکا تو اوسکے محاصرے سے دست بردار ہو کر جو پور واپس آیا اور سنہ
 ہجری مطابق سنہ ۱۳۰۰ھ عیسوی میں ولایت سنبل میں جا کر وہاں کے ستمزدن کو زبردستی کیا و بظرف جلیج

سیر و کار میں جس وقت ہوا چار برس کے بعد دھوپورہ کو الہ آباد آیا یہاں بھی لڑتا بھڑتا شکار کھینٹا رہا۔
 سالانہ ہجری مطابق سن ۱۱۳۵ عیسوی میں گوالیار سے کوچ کر کے جانب کرناٹک پورے چند جب نوج
 جنگام تحصیل کھاگا ضلع فتح پور میں پونچھا وہاں کے زمینداران متروان کا استیصال کلی کر کے اس ملک
 کو پاک و صاف کیا اور جا بجا تختے مقرر کر کے خاص کر وہ میں مقیم ہوا کہ امین احمد خان پسر میاں ک خان
 حاکم لکھنؤ دین نبوی سے مخزن ہو کر مرتد ہو گیا بادشاہ نے یہ خبر سنا کر اس کو قوت کر کے بجائے اس کے جہان خان کو
 بھائی کو مقرر کر کے اسی مابین میں محمد خان نیر و سلطان ناصر الدین بادشاہ مالوہ بقاؤ اور حشر ہو کر بھیل
 جاگیر ملک چندیری ممتاز ہوا۔ جب بادشاہ کرناٹک سے دھوپورہ پہنچا ہوا تو تاج پورہ، بانیقند، زنگیہ، سنہ
 ہجری مطابق سن ۱۱۳۵ عیسوی میں اٹھائیس برس سلطنت کر کے اس جہانے گزر گیا عادات سلطان سلطنت
 بادشاہ دلیری و خیری و دانشمندی میں اپنے باپ سے بہتر تھا علمائے دین سے بیعت پیش آتا تھا حرارت اسلامیہ
 اس وجہ تھی کہ انسداد بت پرستی کا از حد کیا اپنی جان سے نفس اسلام کو زیادہ عزیز جانتا تھا عقیدہ جمہوریت کا غائب
 و جہ تھا ہندو مت کے تیرتھ اور جاترہ کے انسداد کے لیے حکم قطعی جاری کیا چنانچہ اس کے عہد و اہل میں متوا اور پورہ
 اور پانگ آڈ آباد میں نمان سوتراشی ایکدم سے موقوف ہو گئی جس قلعہ اور ملک کو فتح کرتا وہاں کے تاجران کو پہلے توڑتا
 ایک برہمن کے منہ سے جو علم یا کرن میں گیتا سے عصر تھا سبیل تذکرہ بے ساختہ کل گیا کہ ہندوستان دونوں کا
 دین سچا ہو بادشاہ نے اس غلطی پر برہمن ہو کر اس کو مار ڈالا کہیز نامی برہمنی ساکن برگنہ اسوڑا ضلع تپتی اور یکے وقت
 میں تھا۔ فرنگستان کے برتگیزوں کے ہجاز اور یکے عہد میں پہلے پہل آنے ایام سرما میں دوشالہ غریبوں کو
 تقسیم کرتا روزانہ مساکین کو خوراک خام و پختہ ملتی رمضان شریف اور ایام بار و وفات میں ہر غریب طعام شادمانہ
 پاتا نقل ہو کر جب بادشاہ بارک شاہ اپنے بھائی سے لڑتا تھا ایک درویش نے اس کا ہاتھ پکڑ کر فتح کی دھمکی
 اس سے چین بچیں ہو کر کہا کہ تو کیسا فقیر ہو کہ میری فتح کی دعا کرتا ہو۔ جب فیما بین دو گروہ مسلمانوں کے
 لڑائی واقع ہو تو یہ دعا کرنا چاہیے کہ جو حق پر ہو اس کی فتح ہو۔ اودھ خاص میں فصیح لکھن گھاٹ جہان گھر
 سے تھانے تھے اور گھوٹھندم کر کے ایک بلندی ٹیلے پر قلعہ تمام کی بنیاد ڈال کر اس کو دارالامارہ قرار دیا اور اس کے
 صحن میں صحن کناٹے دریا سے گھاگروخت و سنگ سے ایک مسجد بنایا کر کے اوس میں جمہوریت قائم کی اور
 آواز ماقوس کی بند کرائی بعد اسکے باغبار کتب و تاریخ درگاہ حضرت شیخ و حضرت ابوب بنیران بیجا اسلام
 کی جانب دکن شہر اودھ تعمیر کرائی اور کئی سو بیگہ اراضی واسطے صحن درگاہ کے معاف کر کے اس کے اہتمام
 کے لیے ایک متولی مقرر کیا۔ ماہ جنوری سن ۱۱۳۵ عیسوی میں مولف بقام اودھ گیا معلوم ہوا کہ درگاہ شریفین
 جانب دکن اودھ بیرون قلعہ رام کوٹ فیما بین دو ٹیکڑوں کے واقع ہو اور ایک مذہبی بالین درگاہ خشک ہو چو

زمانہ سابق میں جاری تھی۔ اندر درگاہ کے دو جو ترہ پختہ ہیں جو جانب اور تہہ ہی اوپر مزار حضرت شیخ علیہ السلام کا جو جانب دکن ہی اوپر مزار حضرت ایوب علیہ السلام کا ہو طول قبور شریفین کا بجز الہی سات سات گز ہو بیرون حصار ہزار با قبور کا بران دین کے پختہ موجود ہیں اور اسی متولی کے قائم مقامان سے اوس ارضی دورگاہ کے متمم ہیں ارضی مذکور پنجاب گورنٹ انگلشیہ معائنہ و برقرار ہو۔ بہمد ایالت ابو النصور خان جب مقام دارالامارہ اودھ سے منتقل ہو کر فیض آباد قرار پایا تو وہ قلعہ و مسجد بے غور ہو اب وریام بہمد سلطنت محمد علیشاہ و امجد علی شاہ و دواجہ علیشاہ تمام و کمال مسجد بقیضہ لنگا پتران لچھمن گھاٹ و راکے اور ان لوگوں نے متصل کر کے اکثر شوالہ قائم کر کے مسجد میں مٹھی باڈھا و بھوسہ رکھا شروع کیا عکداری گورنٹ انگلشیہ میں وہ قلعہ بجا و ضلع ارضی گوپتا گھاٹ در آمد چھاؤنی سرکار ایک مہنت کو ملی اوسنے وہاں ٹھاکر دوا۔ قائم کرنے پرستش گاہ قائم کی سلطانہ عیسوی میں حسب استغاثہ مسلمانان وہ مسجد پھر بقیضہ مسلمانان و راکے مسلمانوں نے تعمیر شکست رخت کر کے نام گھاٹ کارمن گھاٹ رکھا اور تھہر کندہ اوپر لگا دیا اور ایک موزن بٹا ہر دین۔ وہ یہ مقرر کر کے جمعہ ہفت قائم کی۔ نبوت مزار حضرت شیخ و حضرت ایوب علیہما السلام کا کسی اخبار و آثار سے پایا نہیں گیا الا کتب یہ سے اس قدر پایا جاتا ہو کہ مزاران دونوں نبیوں کے فیما بین دو ٹیکروں کے جسکے بالین ایک دریا واقع ہو مندوستان میں ہو۔ چونکہ سلطان سکندر لودی کو ان آثار سے یقین ہوا کہ ضروریہ دونوں مزار نبیوں کے ہیں لہذا اوسکو براہ عظمت تعمیر کر کے درگاہ بنوا دی۔ نسبت قول دریا کے مختلف قول ہیں بعضے اوسے دریاے خشک کو دریاے بالین قبور قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسوقت یہ جاری تھا اور بعضے دریاے گھاگرہ سے مراد لینے ہیں دفعہ ۱۰۰ تفصیل اسمائے متبرکہ کہ حضرات ستودہ صفات سادات قطبیہ جو خلفائے اربعہ و اہل خانہ کثرت شہر کرے قتل ہو کر ماہا مسکن گزین پھٹے اندر کچھ وہاں باقی رہ گئے کورہ سادات بعض موضع یہاں قائم فرماتے ہیں کہ ہنگام تشریف آوری امیر کبیر سید قطب الدین کے اس موضع میں منجملہ اہل خانہ ان راجہ جو چند کے کوئی جاگیر دار اہل قلعہ تھا تھوڑی سی لڑائی میں مغذول و مقتول ہوا متاثر شدہ اوسوقت کی جانب کچھ موضع کورہ سادات اب تک موجود ہیں تب سے تا سلطنت سلطان سکندر لودی موضع ہذا جاگیر سادات قطبیہ ہا پزیران سلطان سکندر شہول دیگر دیہات از رے تعمیر بقیضہ امیر سید شاہ محمد اسمیل کے متاخرہ سولہ۔ متلاحج لکھار و سرگرد سلسلہ اکبر و قطبیہ مرید و خلیفہ اپنے ابو جد کے تھے صید پاک کدہ سادات کو قبر کن سمجھا کر ڈسے قتل ہوئے و کورہ سادات میں طرح اقامت کی ڈالی سلسلہ بیعت و انساب پوری یہ ہو تیر سید شاہ محمد اسمیل ابن سید شاہ لاڈلین سید راجہ شہ بن سید شاہ بن سید شاہ موسی بن سید شاہ ضیا الدین بن سید شاہ قیام الدین ابن سید شاہ صدر الدین بن سید شاہ رکن الدین بن سید شاہ نظام الدین بن امیر کبیر قطب الانقلاب سید

سید محمد جان پسر ثانی طرف علاقہ ازبنداری کے مائل ہوئے لہذا اہلوردیگی اولاد بر طریق تعلقہ داران عیالان
شاہی سے لڑنے بھڑتے رہے اور چند مرتبہ راجگان اسو متر سے لڑے اگرچہ اکثر انہیں مقتول ہوئے مگر منظر
و منصور رہے جسکی تفصیل خانہ کتاب میں بحالات خاندان ابوالمنصور خان تحریر ہوگی و تعلقہ دارمی تو اب
آصف الدولہ بہادر ساتھ ستر سواضع شعلہ نظامت بیسوار و جواب ضلع راسے بریلی ہو و پگہ ہنسود کی قبیلہ
بیر سید امام علی اونگی اولاد کے چلی آئے اور پانچ سات سو خاص بردار اونگی اردولی میں رہا کیے چونکہ
خاصہ تعلقہ داران بملدارمی نواب وزیر جبر و ظلم کا تھا منجملے - ظلم ظالم سیکند اولاد و ظالم را خراب و بوبال
و کمال اسکے باد صفت کثرت اولاد اب کوئی اولاد پسر می باقی نہیں رہی اولاد و خرمی باعث یاد گار او
نام کی ہو - تفصیل شجرہ انساب غائب ہو



و اخلاص کی نین پونجی تھی کہ سید شاہ فتح محمد اس جان سے گزر گئے لہذا بعد اس کے سید شاہ محمد ہاشم نے سید شاہ ابراہیم سے جو اولاد حضرت راجہ حامد شاہ مانگپوری سے تھے سلسلہ خشتیہ میں بصورتِ نسل کی اور سید محمد علی کی طرف سپاگری کے متوجہ ہوئی لہذا ایسے اشتغال میں مصروف نہ ہو سکے چونکہ سید شاہ فتح محمد اہل دل و جاگیر تھے ہزار ہا روپیہ و دونوں جانیوں کی تقسیم میں آیا سید محمد علی پسر اصغر کو اس روپیہ اور صفائی نے نفع دیا اور تھوڑے عرصے میں وہ کم مایہ ہو گئے لیکن سید شاہ محمد ہاشم نے اس مال سے تجارت اختیار کی اور اوس میں ہتھ بکت ہوئے کہ نادر و مصدق مایہ تان کے کسی عیب نہ تھا نہ صرف حنات کرتے تھے اور موضع اور سرباگر کے ہتھوڑہ کہ جب برسرِ رک کلان کو رسادات سے بغاوت میں مل گیا تھا لہذا کبیر علی شاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے قتل ہوئی اور وقت ضعیف ہو کر خاصہ ہو گیا قتل ہو کر جب اونٹوں نے اپنی دھڑکی شادی ساتھ شیر علی علی شاہ پٹی شاہ تہہ کر دہ دفعہ کے کی قبل اسکے کہ برات دروازے پر پونجی علاوہ ہتھ کے کل صرف برات کا اتنا سے تن فرمایا کہ اس کے پاس بھیج دیا یہ شاہانہ ہتھ پہنچا دیا یہ اول یہ ارمیش ثانی سید مولوی علی بخش سید علی بن اہلی میں جا کر جو سیادت قوم مغلوں کے واجبِ اقلیم ہونے اور احمین کی صحبت میں اہل اعتبار مذہب شاعری کے ہو گئے جب وہاں سے بعد حصولِ علم وطن میں آئے تو اشاعت اس مذہب کی شروع کی کہ ان نے اس مذہب کو اختیار کیا لہذا سید شاہ محمد ہاشم نے ہمارے اولیٰ اشاعت کے لیے بغیر سید محمد ہاشم کی صاحبِ پسر میں پورے بغرض تعلیم پاس مولوی برہان الدین صاحب رئیس دیو اہر گئے و ضلع نواب پور بارہ بنکی کے بھیجے باساعت سے سوائے والد ماجد کے اور کوئی شخص اس سببی کا مذہب اہل سن پر قائم نہ کیا لیکن اس وقت میں نصیب مذہبی ایسا تھا جیسا کہ فی زمانہ میر سرف حضرت جناب و نقوی کریم احمد وجہہ کہ اوپر سارے صاحبائے کرام کے تفصیل دیتے تھے اور باقی مجاہد اس واقعہ تھا صاحبائے کرام کو سنبھالی اگر تھے تھے اور نماز عیدین اور نماز جنازہ کی امامت اہل سنت کرتے تھے چنانچہ یہ رہم کہ وہ میں تاسلئے ہجری دہسودہ میں تاسلئے ہجری ۱۰۱۰ سی ہی گزروا مانگپور میں ہا می اماری رستہ چھوٹا خوب یاد ہو کہ ہندوہ میں ہونے لگا ہوا نہایت اشاعتیہ شاہ ابوالقاسم صاحب پڑھایا کرتے تھے جب تاسلئے ہجری میں میر بد علی ساکن کو رکھپور تھانہ دہسودہ ہوئے تو انکی وجہ سے نماز پڑھانا سنو کا موقوف ہو گیا بہت محمد علی شاہ و امجد علی شاہ جب اس جوار کے لوگوں کی آمد و شد لکھنؤ میں ہوئی ایسا تعصب مذہبی پڑھا کہ ترکِ قرابت فیما بین واقع ہوا اور دو تہہ تھوڑے تھوڑے عرصے تک ترکِ برادری ہندوہ میں دونوں مذہب کے لوگوں سے ایسی ہوئی کہ مرام سلام علیک کے قطع ہو گئے مگر پھر سلوک ہو گیا پھر بزرگوار نے بعد حصولِ علم چالیس برس تک ہندوہ و کالت لکھنؤ بائذہ مامور رہ کر لکھنؤ کا روپیہ پیدا کر کے صرف حنات کیے کہ اب تک تمام جوار میں شہرت ہو نواب فضل علی خان قنوجی

مہواخذہ سلطانی کھنڈ سے مفرد ہوئے تو ایک مہینے تک چہرہ زبرگوار سے مہمان رہے اور مراسم مہمانداری حسب شان اونکے ادا کیے گئے جب پھر بہمد وزارت امور ہوئے تو بغرض عطاے عہدہ سفارت والد ماجد لکھنؤ کو طلب ہو کر خطاب سید مہدی علی خان ممتاز ہوئے بعد پوچھے انکے فیما بین وزیر الممالک و نسیر الدین حیدر بادشاہ کے دو برس تک ایسی ناچانی رہی کہ نوبت عطاے خلعت سفارت نہ آئی اور نواب ممدوح الذکر اس جہان سے گذر گئے تب والد ماجد وہاں سے آکر بہمدہ وکالت ضلع فتح پور امور ہوئے اور ششم محرم ۱۲۵۹ھ ہجری کو جانب علیین سدھارسے پہلے شادی اونکی حبیبہ حافظہ سید برکات علی متذکرہ دفعہ ۴۹ سے ہوئی جب اونے ایک لڑکی ہو کر کوئی اولاد پسری نہ ہوئی تو شادی ثانی سے ہم پانچ بھائی اور ایک بہن پیدا ہوئے موضع کورہ سادات تاعلمداری نواب شجاع الدولہ بہادر معاف چلا آیا جب فیما بین گورنمنٹ انگلیشیہ و نواب شجاع الدولہ بہادر کے بعد شکست بکسر کے صلح واقع ہوئی تو مضبوطی عام نواب ممدوح میں یہ موضع بھی در آیا لیکن عمالان وزیر الممالک پاس عظمت سیادت کبھی جمع و رعایت مطالبہ مالگداری لیتے رہے لکن ہجری مطابق ۱۲۵۹ھ فصلی میں جب حسب تکلیف مارکوس ولزلی نواب گورنر جنرل بہادر میں الدولہ ناظم الممالک نواب سادات علی خان بہادر نے اضلاع میان دو اب سپرد گورنمنٹ انگلیشیہ فرمایا تب وہ رعایت مطالبہ سرکاری میں باقی نہ رہی اب برائین گورنمنٹ انگلیشیہ نوبت تعلیقہ و قرقی جاؤ و موضع کی آئی جب اس میں بھی روپیہ وصول نہوا تو ۱۲۶۰ھ فصلی مطابق ۱۲۵۹ھ عیسوی میں بمقام آڈ آباد مشہرہ نیلام ہوا یکم اگست سنہ مذکور کو والد ماجد نے بنام سید سید علی اپنے برادر نسبتی کے بسیل ڈاک نیلام خرید کیا اس وقت سے تاحیات اونکی موضع مسلم قائم رہا بعد وفات اونکے بھتیجہ قرضہ لالہ مولال نہیں ہنسوا بوجہ تالافتی و مورثہ میری کارپردازوں کے نصف موضع بیع ہو گیا و قبضہ موضع کا از روئے یہ پائش حال سہ ماہیہ جی جی و بحساب فی ایکڑ روپیہ ۱۰۰ ایکڑ ہوتے ہیں بندوبست سنہ ۱۲۵۹ھ عیسوی میں جمع اسکی اس سے یہ رقم اب بندوبست سنہ ۱۲۵۹ھ عیسوی سے تین روپیہ معاف ہو کر صرف اس سے

علاوہ دیگر ابواب کی جمع ادائے سرکار قرار پائی۔ چونکہ مولد خاص تشوہامی مؤلف و بعض اور

مؤلف کا خاندانہ مالکیہ و ضلع پرتاگٹھ جامی نامناں ہوا لہذا تہامی حال اپنا بحالات

خاندانی مخدوم شاہ حسام الدین صاحب لایت قدس سرہ و حضرت

شاہ عبدالکیم صاحب شروحات تحریر ہو گا شجرہ انساب نقاب

حضرت شاہ سید محمد سے تا مؤلف اسطے

تہمیل تفہیم ناظرین کے

یہ ہے

گنا شروع کیا تو حالت سلیع میں ارشاد و فرمان ہوا کہ جگہ اوٹھ کر کھڑا ہو بتائیں ارشاد فو راشلی او سکی جانی رہی
 بادشاہ نے باظہار اس کرامت کے متعقد ہو کر چند مواضع حوالی فتح پور بھرت خانقاہ اونکے صاف کیے فرار و خانقاہ
 اونکی اب تالاب کنڈھ پتھر خاص بن واقع ہو اور چھتری بالائی درگاہ سنگ آہک سے بنی ہو اور وہ مکان لقب پتھر پائے
 مشہور ہو اور اونکی مقام فرقا اہل اعتبار سے ہوتی رہی چنانچہ بعد تصنیف کتاب ظہور قطبی جسکو عرصہ ایک سو تیرہ برس کا ہوا ہو
 سید عمر علی و سید شاہ علی و سید محمد علی و سید درگاہی و مولانا سید بدر علی و سید راحت علی و سید عبد الرحیم حافداران نہیں کی
 نسل سے بعد تولد امام مامور ستے و سید محمد علی بن حکیم حسین رضا و مولوی سید اسد علی و سید غلام امام و سید ولاد
 و سیرامانت علی اوسی نسل سے موجود تھے مگر اب صرف سید تقی و سید تقی و سید وزیر علی وغیرہ معدودی چند باقی ہیں
 الا وصلت و مصاہرت انکی شیوخ و سادات کرلو مانگ پور و متھلا و پٹی وغیرہ سے عرصے سے واقع نہیں ہوئی اکثر ان لوگوں
 کے شادی و بیاہ بلائیکہ کرہ چمان آباد و بندگی و کنور پور وغیرہ میں ہوتے ہیں بوجہ ضعیفی معافی و زائل ہو جانے و متبدل
 کے بابت لے فکر مائش حیران ہیں دفعہ ۱۰۰ ذکر محلہ بارہ درمی منحللات صوبہ بہار جواب ضلع ہی
 سید شاہ فضل احمد گوسائین برشتہ مصاہرت مخدوم بندگی حضرت قطب الدین بنیاد دل قادری جو پوری اول جو پور
 تشریف لیگے وہاں سے قتل ہو کر خاص بہار میں سالکین ہوئے ہیں قدم انکے بجا نڈراجا اوس جوار کے جواؤ
 تک کوئی اولاد نہ رکھتا تھا فرزند زینہ متولد ہوا اس باعث سے وہ راجہ اپنے توابعین کے عقیدہ ناگوشائین جی
 کہنے لگا آخر اسی لقب سے لقب ہوئے سلسلہ انساب پوری اونکا یہ ہو سید فضل احمد عرف گوسائین مجذوب و سالک
 ابن سید نصیر الدین کنج علم بن میر سید حسن بن میر سید علی شاہ بن میر سید بڑا مجذوب بن سید قیام الدین بن سید صدر الدین
 بن سید کن الدین بن میر سید نظام الدین بندگی بن امیر کبیر سید قطب الدین مدنی ہمیشہ اولاد امجاد اونکی باقتدار ظاہری
 و درخشانی سرز و ممتاز رہے و شیوخ و سادات اوس جوار کے انکی وصلت و مصاہرت کو فخر جانتے رہے بعد محمد فتح سیر
 و احمد شاہ و عزیز الدین عالمگیر ثانی و ماکہ کہ شاہ عالم شاہان دہلی کے سید قطب الاقطاب خان و سید غوث الاعظم خان
 و سید محمدی الدین خان بھٹا سے تعلق و جاگیر و خطاب خانی کے سرفراز و ممتاز ہوتے رہے عظیم الشان و فرخ سیر و دون
 باپ بیٹوں نے پاس سیادت خانقاہ سید صاحب بن حاضر ہو کر حضرت شاہ خلیل احمد و شاہ نقی صاحب سے باعزاز
 تمام ملاقات کی اس سے پایا جاتا ہو کہ یہ خاندان ہمیشہ پیش سلاطین تیموریہ واجب التعلیم و لازم التکریم رہا اب بھلاہری
 سرکار انگلیشہ لوگ بلحاظ اعزاز خاندانی سابق پیش حکام انگریزی کم حاضر ہوئے اور کبھی کبھی صاحب سے حاضر بھی کیے گئے
 توجہ و دعوی سادات حکام اوس سے ناغوش ہوئے اب تک جو لوگ اوس خاندان میں موجود ہیں وہی غلت خاندانی
 سابقہ کا بنیاد ہر ایک سے چاہتے ہیں اور وہ غلطہ میں جو لوگ ساکن ہیں بلقب بارہ درمی مشہور ہو دفعہ ۱۱۰ ذکر
 مالینی پور واقع اضلاع گورکھنشی بنگالہ سید احمد بن سید سرور بن سید حسام الدین بن سید امام الدین

وفاقی میں شباب ارشاد میں مازم علیین ہوئے اسد اوپر رحمت کرے۔

ضمیمہ ۲ ذکر سادات تکیہ شمولہ حلقہ لوہانی پور سید شاہ علیم اسد رمتہ اسد علیہ بعد حصول علم ظاہر و باطن سلسلہ
حضرات نقشبند باکتاب علم باطن مصروف ہوئے یہاں تک کہ بائبلع کتاب اسد و کتاب رسول و مجاہدات شائقہ نفسی
شہرہ آفاق ہوئے آخر کل اثاث البیت اپنا براہ خدا ایثار کر کے چندی قلعہ راسی بریلی میں مقیم رہے جب طالبان
راہ خدا کا ہجوم ہوا بریل میں تکیہ مذکورہ بالا تکیہ بنا کر طرح اقامت کی ڈالی و باہتمام مبلغ اپنے اور اپنے مریدان کے بکرا
احتیاطاً مسجد موجودہ کنارے مذی سی تیار کر کے مسجد و جماعت قائم کی کرامات او انکی بہت ہیں یہ مختصہ گنجائش زمین رکھتا
اور نگ زیب مالگیر بادشاہ سجاد کے متقدان کے تھاج انکی اپنی رفعت میں اکثر تحریر کی ہو نقل باریاد عبارت کتاب قطب
ہنگامیکہ اور نگ زیب مالگیر باتظام ملک دکن مشغول بود شبے برویا معلوم بادشاہ گردید کہ جناب حضور اقدس
صلی اسد علیہ وسلم را دفن میکنم صبح از مہجران تعبیر خواست بعرض رسانید مذکور درین عصر شخصیکہ باین صفت متصف
باشہ غیر از شاہ علیم اسد قطبی نخواہد بود معلوم میشود کہ فوت شدہ بادشاہ آن تاج را بطور یادداشت بزرگداشت ہر گاہ
و قلع ہمسر کارانیکہ و بحضور معنی رسید تاج و وفات شاہ علیم اسد و روایے بادشاہ مطابق او فتادہ سبحان اسد اولاد و امجا
سید قطب الدین سے ایسے لوگ بھی گذرے کہ جنگ و فن کی نسبت ساتھ حضور اقدس صلی اسد علیہ وسلم کے بچانے
سید شاہ علیم اسد کے پانچویں پشت میں سید محمد عدل عرف شاد حل محی طریقہ اب و جد کے ہو کر شاہیر اولیاء اسد سے
ہوئے نقل ہے کہ قبل محاربہ فائقہ رحمت خان رومیہ رئیس راسے بریلی نے آپکے حضور میں عریضہ بغرض معنی
فتح اپنے ارسال کیا آپنے بجواب اسکے یہ ارقام فرمایا کہ تم ناحق پر ہو میں تمہارے لیے دلمے خیر نکرونگا اور وہ اتنا
اتفاق یہ بکڑی گئی و بحضور نواب شجاع الدولہ بہادر پیش ہوئی نواب محمد وج بھائے حق نویسی حضرت کے نہایت متقد
مراج ہوا آخر زمانہ میں سید احمد صاحب ایسے مقدس ہوئے کہ آپنے اب و جد پر گوسے سبقت لیکے اور ایک عالم کو جو
جمل و ضلالت میں مبتلا تھا شرک و بدعت سے بجا کر راہ راست پر لائے اور عرب سے عمر تک غلغلہ ترغیب بہا دیکھا و بکا
قول تھا۔ دست از طلب نذارم تا کام دل بر آید یا تن رسد بجانان یا جان تن بر آید اور آخر افغانستان میں جا بجا
افغانوں کو مطیع و متقا دیکھا بار محمد خان برادر دست محمد خان امیر کابل پاداش اپنے اعمال کے اونکے ماتہ سے مارا
کیا ہ سرحد ہند اور پر راجہ رنجیت سنگھ والی لاہور سے جہاد کر کے مع مولوی محمد اسماعیل صاحب کے شہید ہوئے، مگر فسوس
کہ بعض لوگ اپنی نادانیت سے اونکو ساتھ فرقہ وادیہ کے منسوب کرتے ہیں ہ مولوی محمد اسماعیل صاحب اپنے دست
کے جواب خط میں یہ ارقام فرماتے ہیں کہ اپنے تائید کلام میں واسطے الزام منکر کے اور تقریر میں بہت سے انجا
صحیح و ضعیف بیان کیا ہوں مجھ کو ونسے بری الذمہ سمجھو بیان مؤلف میں نے سنا کہ مولوی بہادر علی خاں صاحب
مفتی گو الیاد مولوی فحین العابدین صاحب ساکن کولہا مولوی احسان النبی جنکو تلمذ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب

سے ہو مولوی عطاء الدین صاحب دلموی و مولوی سید شاہ ابوالحسن صاحب نصیر آبادی قدس سرہ جگہ تکتہ مولوی محمد علی صاحب سے تھا اور مدت تک سید صاحب کی صحبت میں رہے یہ لوگ فرماتے تھے کہ ہرگز ہرگز یہ طریقہ و مذہب سید صاحب سے نہ لایا آجمل صاحب کا نہ تھا اب جو لوگ بیان کرتے ہیں بعض انتہا پر اور جو لوگ کتاب تقویت الایمان تصنیف کردہ مولانا آجمل صاحب پر تبادل کرتے ہیں وہ انکی تصنیف میں اسوقت ایک موقع و تسلیت تھی علاوہ برین بعد کہ اس کتاب میں تحریف واقع ہوئی چونکہ تفصیل ہلکی منافی شان مورخ ہو لہذا یہاں تک تحریر کر کے قلم انداز کرنا تفصیل لادایا۔ شاہ عظیم الدین صاحب جی وقام ہیں کہ مولوی سید سعید الدین و سید سراج الدین و سید عبد الباقی و سید عبد الحلیم باعث قیام مولوی عبد الحلیم اولاد سید خواجہ احمد صاحب برادر چڑا و شاہ عظیم الدین صاحب کا تکیہ پر یہ ہوا کہ مولوی محمد طاہر برادر مولوی محمد سعید الدین کے کوئی اولاد پسری نہ تھی لہذا مولوی عبد الحلیم برشتہ دامادی اپنے برادران سید عبد الغفر و سید عبد الوہاب سے علیحدہ ہو کر مقیم تکیہ ہوئے انکے پسراب مولوی سید فخر الدین موجود ہیں۔

ضمیمہ مذکور سادات قطبیہ اندرون قلعہ رامی بریلی سید عبد الغفر و سید عبد الشکور موجود ہیں سادات قطبیہ خالص ہاتھ منجھات قبضہ رامی بریلی سید بخار الدین انتقال کر گئے انکے بھائی سید نظام الدین جی وقام ہیں سادات قطبیہ ریاست ٹونک تمام خاندان سید احمد صاحب و قصبی نور الدین بسرا و اولاد و امیر خان اہل تہ تھے سادات قطبیہ دلمو ضلع رامی بریلی مولوی سید عبد الاحد و مولوی سید عبد الصمد برشتہ مصاہرت میر شجاعت علی وکیل سرکار ضلع کانپور جنگلی اصل سادات بازید پور سے مولوی مین ساکن ہوئے سید عبد الصمد مع انہی زوہ کے اولاد فتنہ کر کے مولوی سید عبد الاحد صاحب کے اولاد ہوئی انکے خلاف الرشید سید محمد اشرف موجود ہیں اور انکو ترکہ میر شجاعت علی سے حصہ بھی ملا ہے یہی باعث انکی قیام دہلی کا وقت تھا شجرہ انساب اونکا یہ ہے جو سید محمد اشرف ابن سید مولوی عبد الاحد بن سید عبد الرحمن بن سید آل نبی بن سید محمد بنام بن سید برکت الدین بن سید عبد اللہ بن سید شہناش ابن ابوشامہ بن سید فتح عالم بن سید محمد بن سید محمود نصیر آبادی بن علاء الدین بن سید قطب الدین ثانی و قصبہ ہما اور کر سادات قطبیہ موضع ٹہی شاہ پر گنہ کو لکھ تحصیل لکھا گا ضلع فتح پور اس سببی میں بہت گمراہ اعتبار سے تھے اور ایک چک باسم قطبی اون لوگوں کو معان تھا ضلعی عام نواب شجاع الدولہ بہادر بن ضابطہ ہو کر خالص ہو گیا بزرگ مولف ادمنین سے کیسی اولاد پسری باقی نہ رہی جکا ذکر کیا جائے اولاد دختر و درختی وراثت و سید وراثت علی و سید قدرت علی تذکرہ دھوا ۱۱۔ اس چک پر قاض ہیں ذکر سادات موضع ردولی پر گنہ چنار گڈ ضلع مرزا پور میر سید علی مع برادر اپنے جب کل سے جانے لگے ایک حجام اور ایک کاتب کو بھی ہوا لکھ اور موضع ردولی میں جا کر متوطن ہوئے اور بجانب شاہان بطور مدد و معاش موضع سکھ ردولی پر گنہ چنار گڈ و حسام پور پر گنہ بھلولی و کھوسنڈی پر گنہ دھوس ضلع مرزا پور سان پائے برودا بام جب کثرت اولاد کی ہوئی تو بارہ

بھائیوں پر درود موضع تقیم ہو کر بارہ پیمان فرما پائیں بادشاہ طغلت احمد شاہ وندہ واران الہ آباد وہ اضاعت ضبط
 ہو کر خاصہ کیے گئے لیکن عامل عہداران بوجہ غفلت سیادت پوراؤلی رعایت کرتے رہے تھلکنہ سبھی میں اشخاص منصفہ
 ذیل اولاد مورث سے سی و قائم تھے سید فرزند علی سید قیوم علی سید تھور علی سید مقصود علی سید تصدق علی سید مد علی سید محمد
 سید پیر علی و صلت مصاہرت یہ لوگ باخدا کرتے رہے وابستہ طائفہ سادات و شیوخ نواح بنارس سے آبان لوگوں کی
 اولاد میں جو سی قائم ہیں اوکلی کیفیت بالتفصیل مولف کو معلوم نہیں ہوئی اس باعث سے موجودین کا حال قلم انداز کیا
 ذکر سادات قطبیہ موضع منعم آباد عرف راجو پور پر گنتہ و لمو ضلع رام پوری بیان بھی کچھ گمراہان کے
 مرزا ہیر ونگار سے نہیں ہوئی سید شیش علی ٹوٹی ایام قدس شہنشاہ عالمگیر میں اگر ساکن ہیں اور و لوکیان اپنی سادات گروہی سے اور
 ایک نصیر آباد میں بھی لوگ ابھکا شاہاب الدین آباد میں آباد ہو ذکر سادات قطبیہ موضع کورالی پر گنتہ سواد ضلع الہ آباد جمعیۃ
 قطبیہ اس موضع میں مسکن گزین ہو کر شاہیر ونگار سے ہونے چنانچہ سید شاہ ضیاء الدین جنکا مزار شریف حاجت مانگے
 خاص عام ہو کیا ہندو کیا مسلمان ہر ایک کا واجب الاکرام ہو کہ حامی سید شاہ فیض الدین ایسے مراض گذرے کہ عمر
 اور نگ زیب عالمگیر نے ابھکا ساید پور یک اپنے اوپر ڈالا بالکل کثرت اولاد ہو کر حیثیت ظاہری سابقہ حاصل
 نہیں ہو اور اب جو لوگ ہیں تیرک مذہب آہستہ بہ مذہب امامیہ ہیں و صلت و مصاہرت انکی بھل دیگر سکنا ہی قصبہ جانا
 و دیہات سادات قطبیہ سے جاری و ساسی نہیں ہو دفعہ ۱۵ ذکر سادات قطبیہ قصبہ ہنسوہ ضلع فتح پور
 میر سید علی نے ہنسوہ میں جا کر سکونت اختیار کی برور ایام اوکے پانچویں پشت میں سید لعل محمد بڑے عالم مجرب ہوئے
 اور بہت سی کتابیں اور عائشہ علم مقولات پر تحریر فرمائے اور کتاب نسب بنام خود تحریر فرما کر تمام سادات عرب و علم کاتب
 یکا کیا چنانچہ لقب او کا قصبہ ہنسوہ و اپنی کتاب میں نسب نامہ اپنا بایں پنج تحریر فرمائے ہیں سید لعل محمد بن سید حسن
 بن سید فیض الدین سید تھوگ بن سید علی بن سید خان بن سید طاہر بن سید کن الدین ثانی بن سید قطب الدین
 بن سید خاندنہ بن سید امیر ٹوٹا بن سید امیر قیام الدین بن سید محمد الدین بن سید کن الدین بن سید نظام الدین
 ابن امیر کبیر سید قطب الدین محمد مدنی و نسب نامہ مادری او کا سید الواصلین سید علاء الدین جو پوری شکر پور قدس سرہ
 سے جنگو بیت سلسلہ سید قیام الدین محمود ابن الاولاد امیر کبیر سید قطب الدین محمد سے منشی ہوتا جو مدت تک سید لعل محمد
 قصبہ ہنسوہ میں مدرسہ قائم کر کے ہزار طالب علم کو تعلیم علم مقول و مقول کی کرتے رہے جو کہ سید لعل محمد اولاد سے
 ہیں اوکے اولاد اوکے برادران کی برشتہ مصاہرت ترک قیام ہنسوہ کر کے ساکن کر رہے ہیں اب اوکلی اولاد میں بھی
 یعنی اولاد پیری نہیں جو البتہ سید لیکن و سید لیکن تھوہ اولاد پیری کے باقی ہیں گاؤہ دونوں موضع جنید پور پر گنتہ کرنا ضلع
 الہ آباد میں برشتہ دامادی و مٹھالی ساکن ہیں مگر کٹنا سے جنید پور نہ اہل اعتبار سے نہیں بلکہ توسلو سے ہیں و سید کبیر
 عرف منوگرا و کٹھنا مال انجا دھنیکہ سید علی جو خاص اخص اولاد پیری سے تھے جو البتہ یادگار ادھس خاندان کے ہیں

یہ سید اکبر علی پسر پسر خدائش جو نسل سید قاضی حسن مورث اعلیٰ اجمود سے تھی بہن مگر جو ہر جانے اپنے باپ کے ایام نا باہنی
 میں ساکن ہوئے دلاور پور پر گئے لڑا اپنے نامہ مال کے ہوئے جب وہاں بھی اونکو جمیت حاصل نہ ہوئی بابتلا سے فکر عاش
 مدت تک سرگردان رہے آخر میر کا امیر الملک والی باوئی بزمہ سواران ملازم ہوئے جب فی الجملہ فکر عاش سے
 جمیت حاصل ہوئی دختر حیدر علی متذکرہ بالا سے نکاح کیا اور ساکن کر و سادات ہوئے مذہب اوفکا اہل سنت و جماعت
 خاصو برس زندہ کر کے شہر پوری میں اس جہان سے گذر گئے اونکے پسر میر اکبر علی نے تبرک مذہب آبائی مذہب شایہ
 اختیار کیا میر اکبر علی کی پہلی شادی دختر سید عبدالعلی رئیس اجمود سے ہوئی اونسے دو پسر محمد علی و تہذیبانی اور دو لون مجو
 بہن میر اکبر علی نے دو سرائی نکاح دختر چراغ علی سے کیا کہ جو کسی زمانے میں ساکن ضلع اناؤ خاص تھے پھر موضع گٹھام پور
 ضلع کانپور میں آئے وہاں سے سکونت ضلع فتح پور خاص کی اختیار کی اونکی ملین سے ایک پسر موسو سید حسین اور علی شادی
 فواسمہ سادات ماہن منکوہ و دھری احمدیاد سے ہوئی اس قرابت کی وجہ سے سید حسین نے اپنے باپ کی مخالفت کر کے
 مذہب اہل سنت کا اختیار کیا علاوہ اسکے میر یار علی اولاد سید علی سے جو تھے اونکا نواسہ اہل سنت علی پسر شہر علی ساکن
 کورہ جو میر یار علی بھی مذہب آبائی اہل سنت تھی وہ اور یوں وارث متروک سید علی اکثر لوگ بہن مگر جو قرابت مرشدہ دار
 کے اطلاق اولاد دختر و پسر کا اون لوگوں پر نہیں ہو سکتا تفصیل اونکی اس جگہ فضول سمجھ کر چھوڑ دی دفعہ
 ۱۱۶ ذکر سادات قطبیہ جو ساکن کرہ رہے جد سید علی نقی جہد میر علی مامور تھے بہتور ساکن کرہ رہے
 سید علی نقی کے سید عبدالرحیم اونکے سید حیدر اونکے دو پسر سید محمد پناہ و سید ضیاء احمد سید محمد پناہ اولاد میرے سید ضیاء
 کے ایک دختر سادات صحت النساء مہر بندہ ایوان خدمت میر علی کے تاپید ضیاء ابد قائم رہے ہنوز آثار کچا ہات
 پختہ اونکے غلطی ملک میں موجود ہیں دوم جد سید صالح قطبی نے یہ بہد سلطنت سلطان شہاب الدین محمد شہاورد چان شاہ
 قاضی مندار شاداب و جد پر شکر اپنے نور باطن سے ایک عالم کو ماکمال کیا مالات خرق مادات اسکے لاشہ لاٹھی
 بہن نقل ہو کر بادشاہ نے کسی امر خاص میں سید شجاعت علیمان صوبہ دہاکہ آباد کو موقوف کر کے بمرض موافقہ
 اوس جرم کے طلب فرمایا صوبہ دار کو کہنے خوف غضب سلطانی سید صالح قطبی کو اپنے ہنر و لیجا کر اپنا شیعہ کر دیا بادشاہ
 پاس عین اونکے اسکے قصور سے مدد کراد بہتور محمد صوبہ داری پر کمال کر دیا اونکے خلف الرشید سید حامد قطب
 می طریقا اپنے باپ کے ہوئے اونکے شاہ گیسو بڑے کامل گذرے ادا انکے خرق مادات بہت بہن اسکے دو پسر
 شاہ کعبین و سید غلام رضا شاہ کعبین برتر غوثیت پور پکڑ کعبین زبان تھے گویا اونکی زبان تیر قضا تھی وہ ہمیشہ کعبیت پور
 ظاہری رہتی تھی مگر سوائے اولاد دختر کے اولاد پسر ہی نہ تھی وہ سید غلام رضا ایک بھر کے میں شہید ہو گئے مرنے
 شہر نے اجوی بانی اولاد سید صالح سے انخاص مصلحہ ذیل گذرے وہ سید غلام رضی ابن سید قائم بہن سید غلام
 و سید محمد و سید تھیاہ الدین و سید محمد اعجازی پسر ابن سید ثمان سید عبدالکلام سید محمود علی ابن سید محمد جان

وید نظام قطب الدین ابن سید نظام کرک و نظام مبارک ابان سید تبارک ابن سید بد الدین سید نظام الدین سید
 ابن سید محمد امین و سید مل محمد ابان سید نظام الدین و سید سام حلا ابن سید مل محمد و سید مل محمد ابان سید نظام الدین
 و سید جعفر طغان و سید فتح طغان ابان سید اسماعیل طغان ابن سید امام الدین الملقب سید قطبی خان و سید محمد علی
 من سے چنان خوشن عر شان شہدادہ کہ ہرگز کے زان نشانی مذا و افسوس اوس خاندان عالیشان سے کوئی
 اولاد پسری یا دختری کی طرح پر کہیں باقی نہیں ہو جو اسناد زمانہ کوئی آثار مکانات بھی ظاہر نہیں و یہ سب لوگ
 علاوہ علم فقہری کی نہایت مردانہ و فرزاندہ ہوئے اور اکثر سرکہ اسے سلطان جین کارہائے نمایان کر کے بخاں خاندانی
 و حاکماتہ تہہ نماز ہوتے رہے نقل یہ کہ جو حاکم کو میں مامور ہوتا تھا پہلے ان کو گون کے پاس حاضر ہو کر ان کو اپنے
 ہمراہ تمام دارالامارہ بفرست دین لیا اور انکی اجازت سے پہلے رودند حکومت پر چٹکنا دے دیتا سوم سید شاہ محمد
 و سید کن الدین ابان سید موسیٰ بن یغریہ بن سید کن تاج بن سید تاج الدین بن سید اخاندہ بن سید قیام الدین
 ابن سید صمد الدین بن سید کن الدین بن سید نظام الدین بن سید کبیر سید قطب الدین بن سید کن الدین کے سید محمد اونکے
 سید فرید ثانی اونکے سید فیض الدین اونکے سید راجی محمد عرف سید حاری اونکے سید شاہ میر اونکے سید محمد وزیر اونکے
 سید عبداللہ اونکے اب سید محمد حسن محلہ بازار میں جو پہلے باسم قاضی ٹولہ موسوم تھا قائم ہیں سید محمد حسن کی چار بہنیں ایک
 سید باسط علی مامون ٹولہ و دوم سید شاہ محمد اسمیل برادر ٹولہ کو منسوب ہوئیں بعد شادی کے سید باسط علی دس و زوڑ
 رکھ کر گئے زوجہ انکی اب تک شریک ٹولہ ابن و زوڑ محمد اسمیل ایک سال زندہ رکھا و لد مرین سوم مولوی سید مظہر حسین
 برادر مامون زاد کو منسوب ہوئیں اونکے اگرچہ اولاد بہت ہوئی مگر کوئی زندہ نہیں اب ایک دختر موجود ہے امداد کی عمر
 و اولاد میں برکت دے برادر سید ابو الظفر عرف کھن کو منسوب ہو چکا م بر فضل علی زمیندار دارا گنڈہ کر و ذرا باک
 منسوب ہوئیں اونکے چھ برادر و دو دختر ایک پسر کو دختر سید محمد حسن منسوب ہوئی اس سے ایک لڑکا کا اساس علی بھر
 ہفت سالہ ہے خدا کی عمر میں برکت دے اب کو میں خاندان قطب بنین سواسے میر محمد حسن و دختر مولوی محمد جعفر
 زوڑ ابو الظفر کی اطلاق قطبیت کا از روی نسب مادی و پدری دوسرے پر نہیں ہو سکتا و اگر اولاد سید شاہ محمد
 ابن سید موسیٰ سید شاہ محمد کے پسر سید غلام حامد و سید سید شاہ غلیل انکی شادی بخاندان اولاد محمد و سید شاہ حامد الدین
 صاحب قس سر صاحب بلایت ٹکپور کے ہوئے مرزا کا اندھا حاکم مکان میرا سید بخش مصنف غلو قطبی کے واقع ہو
 انکے دو پسر سید قاسم سید باب الدین دونوں تبرک کرنا نہالی بعد حصول بیت و خرقہ خلافت جانشین اپنے جد فاسد
 کے ہوئے سید باب الدین بنام پانی گلی و سید قاسم نصل درگاہ اپنے جد کے خاندان بکر سندار شاد پر بیٹھے اور معتقدین
 و مریدین اپنے نانا کو علی السوئے تقسیم کر لیا۔

کیفیت خاندانی شاہ باب الدین از روئے شجرہ اعقاب

تاریخ علمہ کی شاہ باب اسد اپنے برادر شاہ قاسم سے پھر کوئی رشتہ داری اونسے یا دیگر خاندان سادات قطبہ و گرد و برکی و بخاری داسفہانی وغیرہ سے واقع نہیں ہوئی الا شادی ثانی شاہ غلام حسین کی بخاندان شاہ سید جی جواد لادمولانا

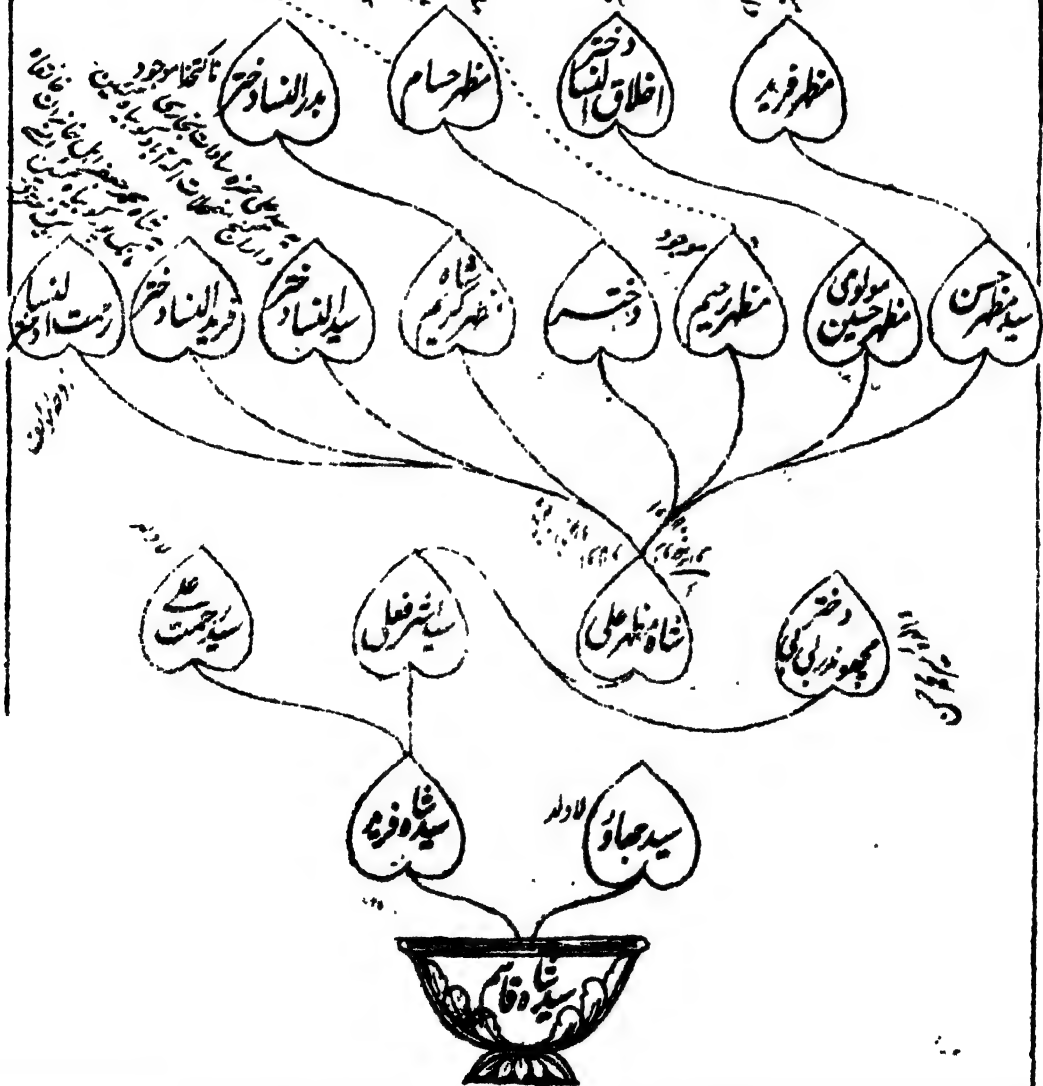
خواجه کی سے تھے ہوئی

میں نے علی کا کہ نہیں کی دختر علی سے بہت شہب ہو کر اپنے زمانہ دارا کو میری محبت میں نہ آئے یہ قتل علی سے نہ ہو سکتے

برادر شرف سید ابوالفضل کو شہب ہو گیا۔

میں نے شادی کی دختر علی سے ہوئی یہاں میں نے شادی کی ایک بیگم بہت شہب ہو گیا پھر میں نے جو بیگم الیہا بہت زیادہ شرف کو شرف ہو گیا۔ اور میں نے بہت دو روئی کی ایک بیگم کو شرف ہو گیا۔

ایک ایک بیگم الیہا جو لادولہ سے تھے کہ ان کے بیگم اب وہ ہو گئے۔ شہب ہو گیا یہی بیگم الیہا کو شرف ہو گیا۔ زوجہ ملک کو شرف ہو گیا ایک لادولہ ملک حاکم کے پاس موجود ہو۔



ذکر اولاد سید شاہ قاسم بن سید شاہ ظہیر

سید شاہ اشرف علی کو دختر میرا سید سلطان مولف کتاب تلوار قطبی کے منسوب ہوئی و پہلے شادی شاد منظر علی کے ساتھ
 سماء فیم القصابی بی دختر سید سادات بخش پسر میرا سید سلطان کی ہوئی اور دوسری شادی سماء و حیدر النساء دختر حاجی
 سید شاکر خان موئین عظیم آباد سے یہ سید حاجی شاکر خان کے موٹ ساکن بنجارا شریف تھے جو اولاد میں سید جلال الدین
 سرخ بخاری کے تھے بعد ایاالت مہابت جنگ ناظم بنگالہ عظیم آباد میں اہل تنغہ ہوئے جب سید صاحب شاد منظر علی
 صاحب عازم سفر حجاز ہوئے تو حاجی شاکر خان بھی مع اپنے متعلقین کے ہمراہ اونکے بیت الہ کے اور وہیں سید صاحب
 نے نسبت شاد منظر علی کی دختر حاجی شاکر خان سے کر کے اندر حرم شریف کے نکاح کر دیا جب شاد منظر علی کو دینیز
 آئے تو زوجہ اولیٰ اونکی قائم مقام مقرر ہوئے کہ اپنے باپ کی تحنیں لہذا بوجہ نازعت دونوں زوجہاؤں کے قیام اپنا الہا
 میں کیا اور چکٹ ٹنڈر کہ موردی اونکا تھا اور اس وقت میں معاف تھا شاد منظر کریم کو ہیہ کر دیا شاد منظر کریم بعد انتقال
 اپنے باپ کے دس برس تک گجرات دکن میں رہے وہاں سے ایک عورت شکوہ قوم چٹانی لائے ایک سال
 زندہ بکریاں بی بی دونوں ایک دختر نابالغہ چھوڑ کر رضا کر گئے قبر اونکی اور اونکی زوجہ اور شیر و سماء رحمت النساء
 کی محلہ بیک اندرا حاطہ پختہ منحلات الہ آباد میں واقع ہو اور قبر اونکی مان کی محلہ اراکچ منحلات دریا آباد میں ہو
 شاد منظر علی آخر زمانے میں محی طریقہ آب سے کرام ہو کر پہلے بیعت سلسلہ اپنے باپ سے اور بیت طلب چند جا کیا آخر نسکین
 باطن مولانا شاد عبدالعزیز صاحب نے ہوئی اور وہی سلسلہ قائم رکھا سترہ برس تک برابر بجا ہدایت نفسی کرتے رہے اور
 تین برس تک ایک نخت پہاڑ پر سکون گزین ہو کر صرف اوراق اشجار پر اکتفا کی نقل ہو کہ ایک مرتبہ برس صاحب لائے
 مخدوم شاہ حسام الدین قدس سرہ شریک گاڑتے اور ہزار آدمی یہ تقلید کا موجود تھا جو وقت دروازہ مخدوم صاحب پر
 شاد صاحب گاڑ لیے ہوئے پہنچے اس وقت اونپر کیفیت تواجہ طاری ہوئی بے ساختہ اونکے منہ سے آواز بلندہ شعر
 نکلا زنجیری برآمد جان عالم ترجمہ بانی اسد ترجمہ میں جگہ کہتا ہوں کہ جسے یہ شعرنا اونکی تاثیر قلبی سے پہلے تو
 قائم نہ رہا اور اکثر بیہوش ہو کر گرے اور جو نہ کرے اونپر ایک کیفیت وجدی طاری ہوئی حالات انکے کرامات کے بہت ہیز
 شمسہ ہجری میں مقام الہ آباد میں موت میں مبتلا ہو کر کلمہ کہتے ہوئے جانب طین سدھارے مزار اونکا زیر دروازہ
 درگاہ مولانا اسماعیل قریشی موضع ہجرولی ضلع الہ آباد میں ہو دفعہ ۱۱ ذکر خانہ ان سید اید علی مصنف
 تلوار قطبی بڑا خانہ ان عالی قطبی علو میں سید نور احمد قطبی کا تھا جکے نیر و سیرا سید علی الملقب مرزا اید بخش بھٹ
 تلوار قطبی تھی اور ہمیشہ برقاقت و مصاحبت سلاطین دہلی و سلطان بنگالہ کے رہے اور اکثر افسری اور کھوار و ہزار و سواروں
 کی ہاکی ہ آخر زمانے سادات قطبیہ میں اقتدار ظاہری ایسا کسی کو نہیں ہوا ہرادر متوسط انکے سید تراب سلطان جو
 اپنے وقت کے رسم دستان تھے راجہ تلوئی کی لڑائی میں ضرب گولہ سے شہید ہوئے اونکے نواسے میر عبد الصمد پور جو گڑ
 قطبی تھے تیسرے بھائی اونکے زین العابدین الشہور جاناں میان آخر عمر میں تابینا ہو گئے شاعر بے بدل تھے مگر آخر

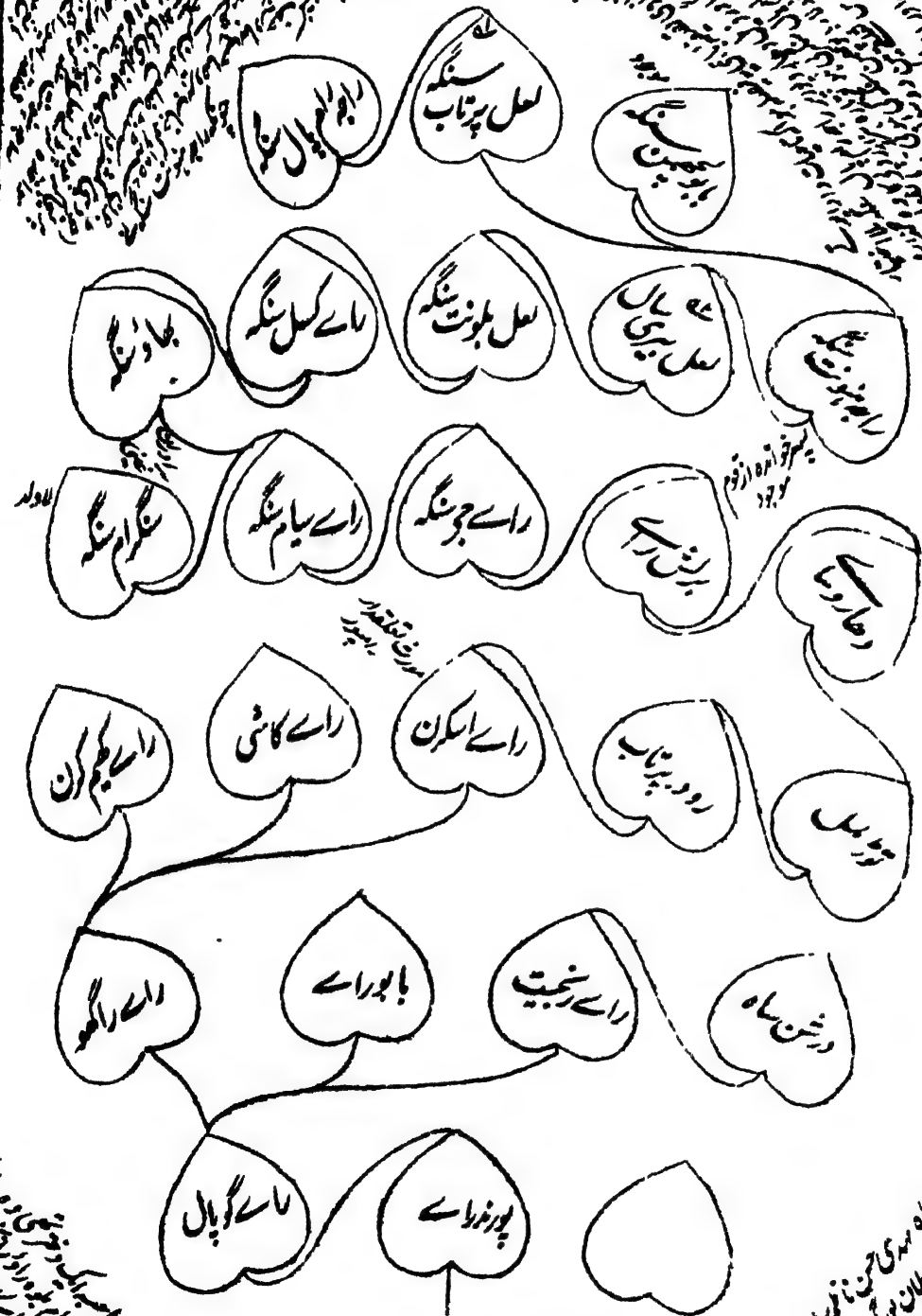
زمانے میں طبیعت انکی طرف نزل کے متوجہ ہوئی اشعار نزل میں ایک دیوان اور نکاحیہ ہنگام رونق افروز می مقام کرۂ نواب
 آنصفت الدولہ بنادر انکی ملاقات کو گذران کدھ جہان اور نکاحیہ کر تھائے اور بعد ملاقات کے اوکو ہمراہ اپنے لکھنؤ لیکے جب نسبت
 شاعرے کی آئی تو فی البدیہہ سو شعرا سی کے بقا لہ شہرت لکھنؤ کے لکھے سب لوگ انکے کمال کے معترف ہوئے گویا وجود بگنا
 واصرہ نواب رفاقت انکی ترک کر کے اپنے وطن چلے آئے اور اولاد اس جہان سے گذر گئے یہ میر سید سلطان کے ایک خیر
 سادہ اطہر الفنا والدہ شاہ مظہر علی متذکرہ شہرہ قابل ویک پسر میر اسعدت بخش خان جو بعدہ خانساناں گرمی ناظم بنگالہ بنائے
 پانسور و پیر بیہ ملازم رہے انکی دختر سادہ بی بی جی شاہ مظہر علی کو منسوب ہوئیں چونکہ زوجہ میر اسعدت بخش دختر راجہ جی علی
 المعروف راجہ سید رئیس تعلقہ ارشباب الدین آباد ضلع پرتاگڑھ کی تھیں اور راجہ ہیلانہایت مرد شجاع اور قوی دل تھے
 اور قسم کھائی تھی کہ اگر اسعدت بخش دوسری شادی کرے گا تو اسکو مار ڈالوں گا اس خوف سے میر اسعدت بخش نے کوئی نکاح
 قوم میں نہیں کیا اگر ایک عورت غیر کف سے بر جیل الدین عرف میر بھولا پیدا ہوئے جب وہ مرے تو بابت سترو کہ انکی شاہ
 مظہر علی و میر بھولا سے متکبر بنا رعت ہی خوار زردی تصفیہ باہمی کر لی پھر نصف علاقہ میر بھولا نے پایا اور نصف علاقہ سادہ بی بی جی
 زوجہ شاہ مظہر علی نے پایا میر بھولا کی زوجہ اولی سے ایک پسر سید حسن بن اپنے خلیفہ موضع بروز ضلع فہور میں بیت انداخت جن
 وزوجہ چنانہ سے محمد علی یہ کل سترو کہ پوری فروخت کر کے تلاش روزگار نکلا اب الورین نوکر کہوہ اور سترو کہ سادہ بی بی جی
 کو بعد انتقال مولوی مظہر حسین کے انکے وراثتے باندی رام بخش ساکن اور دھن پر گڑھ کر کے پاس رہن کر دیا یہ غرض کہ
 اب قطبی محلہ میں زوجہ مولوی مظہر حسین مع اپنی دختر و سید مظہر رحیم و سید مظہر حسام کے ساکن ہیں جو سادات موضع کرنی
 جھڑا ضلع باندوگوالیار دہلی میں اسوقت قتل ہو کر چلے گئے اب اونکا پتہ و نشان کچھ نہیں ہو دفعہ ۱۱۸ توضیح پوشش
 قوم سوم بنیان مانک پور پر خلفائے راجگان کنت میں قوم سوم بنیان تعلقہ لان زمینداران پر گڑھ اور ضلع پرتاگڑھ
 نے موضع پاکر بعض امتیصال سادات گروہی مانک پور چلے باطلاع اسکے سادات گروہی بھی کہ صاحب جاہ و شہرت تھے اپنی زوجہ
 لیکر مقام ویر پر گڑھ بہار جا کر سدا رہے قریب تھا کہ قبا میں فوت متاقلہ و جادہ کے پونچے کہ دفعہ سلطان سکندر لوی بعض امتیصال راجگان
 کنت و گریز بندران بلوائی کرہ میں پہنچ گیا تب خون لشکر سلطانی تعلقہ لان زمینداران گورہ منتشر ہو کر اپنے اپنے مکان میں جا بیٹھے
 اب سادات گروہیہ کو اون لوگوں سے خوف پیدا ہوا لہذا ایک برادری قوم بنیوں کی جنگے حالات آگے لکھے جائینگے بعض جنگ
 سرحدوں کے سرحد موضع ویر میں قیام کر لیا اور اس موضع کو مع بارہ مواضع کے انکی تعداد میں جمع کر دیا دفعہ ۱۹ ایسان صلیت قوم
 سوم بنیان یہ قوم اولاد دختر می راجہ اکٹوا کو متذکرہ دفعہ ۱۰ سے ہے اسی قوم سے بعد سلطنت سلطان علاء الدین
 خلجی راجہ بای سین پسر راجہ رام دیو رئیس اریل ہوا جو ہر رنگ میں جوہی آنروئی گنگ و جمن مجاوی قلعہ اکراہ و سکران تھے
 چنانچہ راجہ ہر بونٹ رئیس جوہی کی پوتنی کے بہت سے افسانہ میں از انجہ او سکے وقت میں یہ ایک خل زبان زد ہر خاص
 و عام کہوہ انھیر گری بے بوجہ راجا جہانگیر کے سیر کھا جہانگیر کے کتاب منبع الانساب بتا خیر علی اقبال و

ودعا می سید شہان الملک والدین تذکرہ دفعہ ۳۴ کے تباہ و برباد ہوا اور کوئی اوکلی نسل سے باقی نہ رہا تب راجہ لعل
 سے ایسا ہی حکم پر پیش آیا مگر رانی اوکلی دریافت کرات سید صاحب موصوف کے بہت مستعد ہوئے اگرچہ شوہر اوکا
 بوجہ تعصب مذہبی سید صاحب سے مانع تھا مگر بالآخر اصرار اپنی زوجہ سے بحضور شاہ صاحب حاضر ہو کر استدعا دعا کی
 تو ملہ فرزند کی کی چنانچہ تاثیر اوکلی دعا سے رانی حاملہ ہوئی ہنوز مولود رحم مادر میں تھا کہ کسی وجہ خاص سے بادشاہ مخالف
 ہوا اور اسکے ملک کو ضبط کر کے راجہ کو قتل کیا مگر رانی اوکلی تھوڑے آدمیوں سے غرو پر گھر پہنچ گئی اور پرتا بگڈھ
 میں سکون گزین ہو کر وضع حمل کیا سہمی کھین سین متولد ہوا جب وہ بالغ ہوا مقتضای جبل قومی اوس علاقے میں بطور
 ڈاکر زونکی و درو صوب کرنے لگا آخر حالان شاہی نے اوکلی ڈاکر زنی سے تنگ ہو کر بغرض امن رعایا کچھ مواضعات
 بطور تاجکار کے اوسکو دلوادیے کھین سین کے تین پسر پیدا ہوئے گوہار و موم کوک سنگھ جو سنگھ پرور یا م ان تینوں سے
 اس قدر کثرت اولاد کی ہوئی کہ تمام پرگنہ اور ضلع پرتا بگڈھ و بعض پرگنات ضلع ہردوئی میں مثل مور و منگ کے پھیل گئے
 مگر راج گدی ہمیشہ سے مور نان راجہ ہندو پت سنگھ و پرتھی پت سنگھ کو رہی جنکا آخری راجہ راجہ گلاب سنگھ تھا لیکن جانشینان
 راج گدی پرتا بگڈھ حقدار ہوئی ایسے طامح و حریص زمینداری کی تھی کہ ہندو پت سنگھ و ملوک سنگھ بطبع ریاست مسلمان
 بھی ہو گئے کیفیت تفصیلی انکی بعد ایالت نواب ابوالنصور خان صفدر جنگ پور ہوگی دفعہ ۱۲۰-۱۳۰-۱۴۰-۱۵۰-۱۶۰-۱۷۰-۱۸۰-۱۹۰-۲۰۰-۲۱۰-۲۲۰-۲۳۰-۲۴۰-۲۵۰-۲۶۰-۲۷۰-۲۸۰-۲۹۰-۳۰۰-۳۱۰-۳۲۰-۳۳۰-۳۴۰-۳۵۰-۳۶۰-۳۷۰-۳۸۰-۳۹۰-۴۰۰-۴۱۰-۴۲۰-۴۳۰-۴۴۰-۴۵۰-۴۶۰-۴۷۰-۴۸۰-۴۹۰-۵۰۰-۵۱۰-۵۲۰-۵۳۰-۵۴۰-۵۵۰-۵۶۰-۵۷۰-۵۸۰-۵۹۰-۶۰۰-۶۱۰-۶۲۰-۶۳۰-۶۴۰-۶۵۰-۶۶۰-۶۷۰-۶۸۰-۶۹۰-۷۰۰-۷۱۰-۷۲۰-۷۳۰-۷۴۰-۷۵۰-۷۶۰-۷۷۰-۷۸۰-۷۹۰-۸۰۰-۸۱۰-۸۲۰-۸۳۰-۸۴۰-۸۵۰-۸۶۰-۸۷۰-۸۸۰-۸۹۰-۹۰۰-۹۱۰-۹۲۰-۹۳۰-۹۴۰-۹۵۰-۹۶۰-۹۷۰-۹۸۰-۹۹۰-۱۰۰۰-۱۰۱۰-۱۰۲۰-۱۰۳۰-۱۰۴۰-۱۰۵۰-۱۰۶۰-۱۰۷۰-۱۰۸۰-۱۰۹۰-۱۱۰۰-۱۱۱۰-۱۱۲۰-۱۱۳۰-۱۱۴۰-۱۱۵۰-۱۱۶۰-۱۱۷۰-۱۱۸۰-۱۱۹۰-۱۲۰۰-۱۲۱۰-۱۲۲۰-۱۲۳۰-۱۲۴۰-۱۲۵۰-۱۲۶۰-۱۲۷۰-۱۲۸۰-۱۲۹۰-۱۳۰۰-۱۳۱۰-۱۳۲۰-۱۳۳۰-۱۳۴۰-۱۳۵۰-۱۳۶۰-۱۳۷۰-۱۳۸۰-۱۳۹۰-۱۴۰۰-۱۴۱۰-۱۴۲۰-۱۴۳۰-۱۴۴۰-۱۴۵۰-۱۴۶۰-۱۴۷۰-۱۴۸۰-۱۴۹۰-۱۵۰۰-۱۵۱۰-۱۵۲۰-۱۵۳۰-۱۵۴۰-۱۵۵۰-۱۵۶۰-۱۵۷۰-۱۵۸۰-۱۵۹۰-۱۶۰۰-۱۶۱۰-۱۶۲۰-۱۶۳۰-۱۶۴۰-۱۶۵۰-۱۶۶۰-۱۶۷۰-۱۶۸۰-۱۶۹۰-۱۷۰۰-۱۷۱۰-۱۷۲۰-۱۷۳۰-۱۷۴۰-۱۷۵۰-۱۷۶۰-۱۷۷۰-۱۷۸۰-۱۷۹۰-۱۸۰۰-۱۸۱۰-۱۸۲۰-۱۸۳۰-۱۸۴۰-۱۸۵۰-۱۸۶۰-۱۸۷۰-۱۸۸۰-۱۸۹۰-۱۹۰۰-۱۹۱۰-۱۹۲۰-۱۹۳۰-۱۹۴۰-۱۹۵۰-۱۹۶۰-۱۹۷۰-۱۹۸۰-۱۹۹۰-۲۰۰۰-۲۰۱۰-۲۰۲۰-۲۰۳۰-۲۰۴۰-۲۰۵۰-۲۰۶۰-۲۰۷۰-۲۰۸۰-۲۰۹۰-۲۱۰۰-۲۱۱۰-۲۱۲۰-۲۱۳۰-۲۱۴۰-۲۱۵۰-۲۱۶۰-۲۱۷۰-۲۱۸۰-۲۱۹۰-۲۲۰۰-۲۲۱۰-۲۲۲۰-۲۲۳۰-۲۲۴۰-۲۲۵۰-۲۲۶۰-۲۲۷۰-۲۲۸۰-۲۲۹۰-۲۳۰۰-۲۳۱۰-۲۳۲۰-۲۳۳۰-۲۳۴۰-۲۳۵۰-۲۳۶۰-۲۳۷۰-۲۳۸۰-۲۳۹۰-۲۴۰۰-۲۴۱۰-۲۴۲۰-۲۴۳۰-۲۴۴۰-۲۴۵۰-۲۴۶۰-۲۴۷۰-۲۴۸۰-۲۴۹۰-۲۵۰۰-۲۵۱۰-۲۵۲۰-۲۵۳۰-۲۵۴۰-۲۵۵۰-۲۵۶۰-۲۵۷۰-۲۵۸۰-۲۵۹۰-۲۶۰۰-۲۶۱۰-۲۶۲۰-۲۶۳۰-۲۶۴۰-۲۶۵۰-۲۶۶۰-۲۶۷۰-۲۶۸۰-۲۶۹۰-۲۷۰۰-۲۷۱۰-۲۷۲۰-۲۷۳۰-۲۷۴۰-۲۷۵۰-۲۷۶۰-۲۷۷۰-۲۷۸۰-۲۷۹۰-۲۸۰۰-۲۸۱۰-۲۸۲۰-۲۸۳۰-۲۸۴۰-۲۸۵۰-۲۸۶۰-۲۸۷۰-۲۸۸۰-۲۸۹۰-۲۹۰۰-۲۹۱۰-۲۹۲۰-۲۹۳۰-۲۹۴۰-۲۹۵۰-۲۹۶۰-۲۹۷۰-۲۹۸۰-۲۹۹۰-۳۰۰۰-۳۰۱۰-۳۰۲۰-۳۰۳۰-۳۰۴۰-۳۰۵۰-۳۰۶۰-۳۰۷۰-۳۰۸۰-۳۰۹۰-۳۱۰۰-۳۱۱۰-۳۱۲۰-۳۱۳۰-۳۱۴۰-۳۱۵۰-۳۱۶۰-۳۱۷۰-۳۱۸۰-۳۱۹۰-۳۲۰۰-۳۲۱۰-۳۲۲۰-۳۲۳۰-۳۲۴۰-۳۲۵۰-۳۲۶۰-۳۲۷۰-۳۲۸۰-۳۲۹۰-۳۳۰۰-۳۳۱۰-۳۳۲۰-۳۳۳۰-۳۳۴۰-۳۳۵۰-۳۳۶۰-۳۳۷۰-۳۳۸۰-۳۳۹۰-۳۴۰۰-۳۴۱۰-۳۴۲۰-۳۴۳۰-۳۴۴۰-۳۴۵۰-۳۴۶۰-۳۴۷۰-۳۴۸۰-۳۴۹۰-۳۵۰۰-۳۵۱۰-۳۵۲۰-۳۵۳۰-۳۵۴۰-۳۵۵۰-۳۵۶۰-۳۵۷۰-۳۵۸۰-۳۵۹۰-۳۶۰۰-۳۶۱۰-۳۶۲۰-۳۶۳۰-۳۶۴۰-۳۶۵۰-۳۶۶۰-۳۶۷۰-۳۶۸۰-۳۶۹۰-۳۷۰۰-۳۷۱۰-۳۷۲۰-۳۷۳۰-۳۷۴۰-۳۷۵۰-۳۷۶۰-۳۷۷۰-۳۷۸۰-۳۷۹۰-۳۸۰۰-۳۸۱۰-۳۸۲۰-۳۸۳۰-۳۸۴۰-۳۸۵۰-۳۸۶۰-۳۸۷۰-۳۸۸۰-۳۸۹۰-۳۹۰۰-۳۹۱۰-۳۹۲۰-۳۹۳۰-۳۹۴۰-۳۹۵۰-۳۹۶۰-۳۹۷۰-۳۹۸۰-۳۹۹۰-۴۰۰۰-۴۰۱۰-۴۰۲۰-۴۰۳۰-۴۰۴۰-۴۰۵۰-۴۰۶۰-۴۰۷۰-۴۰۸۰-۴۰۹۰-۴۱۰۰-۴۱۱۰-۴۱۲۰-۴۱۳۰-۴۱۴۰-۴۱۵۰-۴۱۶۰-۴۱۷۰-۴۱۸۰-۴۱۹۰-۴۲۰۰-۴۲۱۰-۴۲۲۰-۴۲۳۰-۴۲۴۰-۴۲۵۰-۴۲۶۰-۴۲۷۰-۴۲۸۰-۴۲۹۰-۴۳۰۰-۴۳۱۰-۴۳۲۰-۴۳۳۰-۴۳۴۰-۴۳۵۰-۴۳۶۰-۴۳۷۰-۴۳۸۰-۴۳۹۰-۴۴۰۰-۴۴۱۰-۴۴۲۰-۴۴۳۰-۴۴۴۰-۴۴۵۰-۴۴۶۰-۴۴۷۰-۴۴۸۰-۴۴۹۰-۴۵۰۰-۴۵۱۰-۴۵۲۰-۴۵۳۰-۴۵۴۰-۴۵۵۰-۴۵۶۰-۴۵۷۰-۴۵۸۰-۴۵۹۰-۴۶۰۰-۴۶۱۰-۴۶۲۰-۴۶۳۰-۴۶۴۰-۴۶۵۰-۴۶۶۰-۴۶۷۰-۴۶۸۰-۴۶۹۰-۴۷۰۰-۴۷۱۰-۴۷۲۰-۴۷۳۰-۴۷۴۰-۴۷۵۰-۴۷۶۰-۴۷۷۰-۴۷۸۰-۴۷۹۰-۴۸۰۰-۴۸۱۰-۴۸۲۰-۴۸۳۰-۴۸۴۰-۴۸۵۰-۴۸۶۰-۴۸۷۰-۴۸۸۰-۴۸۹۰-۴۹۰۰-۴۹۱۰-۴۹۲۰-۴۹۳۰-۴۹۴۰-۴۹۵۰-۴۹۶۰-۴۹۷۰-۴۹۸۰-۴۹۹۰-۵۰۰۰-۵۰۱۰-۵۰۲۰-۵۰۳۰-۵۰۴۰-۵۰۵۰-۵۰۶۰-۵۰۷۰-۵۰۸۰-۵۰۹۰-۵۱۰۰-۵۱۱۰-۵۱۲۰-۵۱۳۰-۵۱۴۰-۵۱۵۰-۵۱۶۰-۵۱۷۰-۵۱۸۰-۵۱۹۰-۵۲۰۰-۵۲۱۰-۵۲۲۰-۵۲۳۰-۵۲۴۰-۵۲۵۰-۵۲۶۰-۵۲۷۰-۵۲۸۰-۵۲۹۰-۵۳۰۰-۵۳۱۰-۵۳۲۰-۵۳۳۰-۵۳۴۰-۵۳۵۰-۵۳۶۰-۵۳۷۰-۵۳۸۰-۵۳۹۰-۵۴۰۰-۵۴۱۰-۵۴۲۰-۵۴۳۰-۵۴۴۰-۵۴۵۰-۵۴۶۰-۵۴۷۰-۵۴۸۰-۵۴۹۰-۵۵۰۰-۵۵۱۰-۵۵۲۰-۵۵۳۰-۵۵۴۰-۵۵۵۰-۵۵۶۰-۵۵۷۰-۵۵۸۰-۵۵۹۰-۵۶۰۰-۵۶۱۰-۵۶۲۰-۵۶۳۰-۵۶۴۰-۵۶۵۰-۵۶۶۰-۵۶۷۰-۵۶۸۰-۵۶۹۰-۵۷۰۰-۵۷۱۰-۵۷۲۰-۵۷۳۰-۵۷۴۰-۵۷۵۰-۵۷۶۰-۵۷۷۰-۵۷۸۰-۵۷۹۰-۵۸۰۰-۵۸۱۰-۵۸۲۰-۵۸۳۰-۵۸۴۰-۵۸۵۰-۵۸۶۰-۵۸۷۰-۵۸۸۰-۵۸۹۰-۵۹۰۰-۵۹۱۰-۵۹۲۰-۵۹۳۰-۵۹۴۰-۵۹۵۰-۵۹۶۰-۵۹۷۰-۵۹۸۰-۵۹۹۰-۶۰۰۰-۶۰۱۰-۶۰۲۰-۶۰۳۰-۶۰۴۰-۶۰۵۰-۶۰۶۰-۶۰۷۰-۶۰۸۰-۶۰۹۰-۶۱۰۰-۶۱۱۰-۶۱۲۰-۶۱۳۰-۶۱۴۰-۶۱۵۰-۶۱۶۰-۶۱۷۰-۶۱۸۰-۶۱۹۰-۶۲۰۰-۶۲۱۰-۶۲۲۰-۶۲۳۰-۶۲۴۰-۶۲۵۰-۶۲۶۰-۶۲۷۰-۶۲۸۰-۶۲۹۰-۶۳۰۰-۶۳۱۰-۶۳۲۰-۶۳۳۰-۶۳۴۰-۶۳۵۰-۶۳۶۰-۶۳۷۰-۶۳۸۰-۶۳۹۰-۶۴۰۰-۶۴۱۰-۶۴۲۰-۶۴۳۰-۶۴۴۰-۶۴۵۰-۶۴۶۰-۶۴۷۰-۶۴۸۰-۶۴۹۰-۶۵۰۰-۶۵۱۰-۶۵۲۰-۶۵۳۰-۶۵۴۰-۶۵۵۰-۶۵۶۰-۶۵۷۰-۶۵۸۰-۶۵۹۰-۶۶۰۰-۶۶۱۰-۶۶۲۰-۶۶۳۰-۶۶۴۰-۶۶۵۰-۶۶۶۰-۶۶۷۰-۶۶۸۰-۶۶۹۰-۶۷۰۰-۶۷۱۰-۶۷۲۰-۶۷۳۰-۶۷۴۰-۶۷۵۰-۶۷۶۰-۶۷۷۰-۶۷۸۰-۶۷۹۰-۶۸۰۰-۶۸۱۰-۶۸۲۰-۶۸۳۰-۶۸۴۰-۶۸۵۰-۶۸۶۰-۶۸۷۰-۶۸۸۰-۶۸۹۰-۶۹۰۰-۶۹۱۰-۶۹۲۰-۶۹۳۰-۶۹۴۰-۶۹۵۰-۶۹۶۰-۶۹۷۰-۶۹۸۰-۶۹۹۰-۷۰۰۰-۷۰۱۰-۷۰۲۰-۷۰۳۰-۷۰۴۰-۷۰۵۰-۷۰۶۰-۷۰۷۰-۷۰۸۰-۷۰۹۰-۷۱۰۰-۷۱۱۰-۷۱۲۰-۷۱۳۰-۷۱۴۰-۷۱۵۰-۷۱۶۰-۷۱۷۰-۷۱۸۰-۷۱۹۰-۷۲۰۰-۷۲۱۰-۷۲۲۰-۷۲۳۰-۷۲۴۰-۷۲۵۰-۷۲۶۰-۷۲۷۰-۷۲۸۰-۷۲۹۰-۷۳۰۰-۷۳۱۰-۷۳۲۰-۷۳۳۰-۷۳۴۰-۷۳۵۰-۷۳۶۰-۷۳۷۰-۷۳۸۰-۷۳۹۰-۷۴۰۰-۷۴۱۰-۷۴۲۰-۷۴۳۰-۷۴۴۰-۷۴۵۰-۷۴۶۰-۷۴۷۰-۷۴۸۰-۷۴۹۰-۷۵۰۰-۷۵۱۰-۷۵۲۰-۷۵۳۰-۷۵۴۰-۷۵۵۰-۷۵۶۰-۷۵۷۰-۷۵۸۰-۷۵۹۰-۷۶۰۰-۷۶۱۰-۷۶۲۰-۷۶۳۰-۷۶۴۰-۷۶۵۰-۷۶۶۰-۷۶۷۰-۷۶۸۰-۷۶۹۰-۷۷۰۰-۷۷۱۰-۷۷۲۰-۷۷۳۰-۷۷۴۰-۷۷۵۰-۷۷۶۰-۷۷۷۰-۷۷۸۰-۷۷۹۰-۷۸۰۰-۷۸۱۰-۷۸۲۰-۷۸۳۰-۷۸۴۰-۷۸۵۰-۷۸۶۰-۷۸۷۰-۷۸۸۰-۷۸۹۰-۷۹۰۰-۷۹۱۰-۷۹۲۰-۷۹۳۰-۷۹۴۰-۷۹۵۰-۷۹۶۰-۷۹۷۰-۷۹۸۰-۷۹۹۰-۸۰۰۰-۸۰۱۰-۸۰۲۰-۸۰۳۰-۸۰۴۰-۸۰۵۰-۸۰۶۰-۸۰۷۰-۸۰۸۰-۸۰۹۰-۸۱۰۰-۸۱۱۰-۸۱۲۰-۸۱۳۰-۸۱۴۰-۸۱۵۰-۸۱۶۰-۸۱۷۰-۸۱۸۰-۸۱۹۰-۸۲۰۰-۸۲۱۰-۸۲۲۰-۸۲۳۰-۸۲۴۰-۸۲۵۰-۸۲۶۰-۸۲۷۰-۸۲۸۰-۸۲۹۰-۸۳۰۰-۸۳۱۰-۸۳۲۰-۸۳۳۰-۸۳۴۰-۸۳۵۰-۸۳۶۰-۸۳۷۰-۸۳۸۰-۸۳۹۰-۸۴۰۰-۸۴۱۰-۸۴۲۰-۸۴۳۰-۸۴۴۰-۸۴۵۰-۸۴۶۰-۸۴۷۰-۸۴۸۰-۸۴۹۰-۸۵۰۰-۸۵۱۰-۸۵۲۰-۸۵۳۰-۸۵۴۰-۸۵۵۰-۸۵۶۰-۸۵۷۰-۸۵۸۰-۸۵۹۰-۸۶۰۰-۸۶۱۰-۸۶۲۰-۸۶۳۰-۸۶۴۰-۸۶۵۰-۸۶۶۰-۸۶۷۰-۸۶۸۰-۸۶۹۰-۸۷۰۰-۸۷۱۰-۸۷۲۰-۸۷۳۰-۸۷۴۰-۸۷۵۰-۸۷۶۰-۸۷۷۰-۸۷۸۰-۸۷۹۰-۸۸۰۰-۸۸۱۰-۸۸۲۰-۸۸۳۰-۸۸۴۰-۸۸۵۰-۸۸۶۰-۸۸۷۰-۸۸۸۰-۸۸۹۰-۸۹۰۰-۸۹۱۰-۸۹۲۰-۸۹۳۰-۸۹۴۰-۸۹۵۰-۸۹۶۰-۸۹۷۰-۸۹۸۰-۸۹۹۰-۹۰۰۰-۹۰۱۰-۹۰۲۰-۹۰۳۰-۹۰۴۰-۹۰۵۰-۹۰۶۰-۹۰۷۰-۹۰۸۰-۹۰۹۰-۹۱۰۰-۹۱۱۰-۹۱۲۰-۹۱۳۰-۹۱۴۰-۹۱۵۰-۹۱۶۰-۹۱۷۰-۹۱۸۰-۹۱۹۰-۹۲۰۰-۹۲۱۰-۹۲۲۰-۹۲۳۰-۹۲۴۰-۹۲۵۰-۹۲۶۰-۹۲۷۰-۹۲۸۰-۹۲۹۰-۹۳۰۰-۹۳۱۰-۹۳۲۰-۹۳۳۰-۹۳۴۰-۹۳۵۰-۹۳۶۰-۹۳۷۰-۹۳۸۰-۹۳۹۰-۹۴۰۰-۹۴۱۰-۹۴۲۰-۹۴۳۰-۹۴۴۰-۹۴۵۰-۹۴۶۰-۹۴۷۰-۹۴۸۰-۹۴۹۰-۹۵۰۰-۹۵۱۰-۹۵۲۰-۹۵۳۰-۹۵۴۰-۹۵۵۰-۹۵۶۰-۹۵۷۰-۹۵۸۰-۹۵۹۰-۹۶۰۰-۹۶۱۰-۹۶۲۰-۹۶۳۰-۹۶۴۰-۹۶۵۰-۹۶۶۰-۹۶۷۰-۹۶۸۰-۹۶۹۰-۹۷۰۰-۹۷۱۰-۹۷۲۰-۹۷۳۰-۹۷۴۰-۹۷۵۰-۹۷۶۰-۹۷۷۰-۹۷۸۰-۹۷۹۰-۹۸۰۰-۹۸۱۰-۹۸۲۰-۹۸۳۰-۹۸۴۰-۹۸۵۰-۹۸۶۰-۹۸۷۰-۹۸۸۰-۹۸۹۰-۹۹۰۰-۹۹۱۰-۹۹۲۰-۹۹۳۰-۹۹۴۰-۹۹۵۰-۹۹۶۰-۹۹۷۰-۹۹۸۰-۹۹۹۰-۱۰۰۰۰-۱۰۰۱۰-۱۰۰۲۰-۱۰۰۳۰-۱۰۰۴۰-۱۰۰۵۰-۱۰۰۶۰-۱۰۰۷۰-۱۰۰۸۰-۱۰۰۹۰-۱۰۱۰۰-۱۰۱۱۰-۱۰۱۲۰-۱۰۱۳۰-۱۰۱۴۰-۱۰۱۵۰-۱۰۱۶۰-۱۰۱۷۰-۱۰۱۸۰-۱۰۱۹۰-۱۰۲۰۰-۱۰۲۱۰-۱۰۲۲۰-۱۰۲۳۰-۱۰۲۴۰-۱۰۲۵۰-۱۰۲۶۰-۱۰۲۷۰-۱۰۲۸۰-۱۰۲۹۰-۱۰۳۰۰-۱۰۳۱۰-۱۰۳۲۰-۱۰۳۳۰-۱۰۳۴۰-۱۰۳۵۰-۱۰۳۶۰-۱۰۳۷۰-۱۰۳۸۰-۱۰۳۹۰-۱۰۴۰۰-۱۰۴۱۰-۱۰۴۲۰-۱۰۴۳۰-۱۰۴۴۰-۱۰۴۵۰-۱۰۴۶۰-۱۰۴۷۰-۱۰۴۸۰-۱۰۴۹۰-۱۰۵۰۰-۱۰۵۱۰-۱۰۵۲۰-۱۰۵۳۰-۱۰۵۴۰-۱۰۵۵۰-۱۰۵۶۰-۱۰۵۷۰-۱۰۵۸۰-۱۰۵۹۰-۱۰۶۰۰-۱۰۶۱۰-۱۰۶۲۰-۱۰۶۳۰-۱۰۶۴۰-۱۰۶۵۰-۱۰۶۶۰-۱۰۶۷۰-۱۰۶۸۰-۱۰۶۹۰-۱۰۷۰۰-۱۰۷۱۰-۱۰۷۲۰-۱۰۷۳۰-۱۰۷۴۰-۱۰۷۵۰-۱۰۷۶۰-۱۰۷۷۰-۱۰۷۸۰-۱۰۷۹۰-۱۰۸۰۰-۱۰۸۱۰-۱۰۸۲۰-۱۰۸۳۰-۱۰۸۴۰-۱۰۸۵۰-۱۰۸۶۰-۱۰۸۷۰-۱۰۸۸۰-۱۰۸۹۰-۱۰۹۰۰-۱۰۹۱۰-۱۰۹۲۰-۱۰۹۳۰-۱۰۹۴۰-۱۰۹۵۰-۱۰۹۶۰-۱۰۹۷۰-۱۰۹۸۰-۱۰۹۹۰-۱۱۰۰۰-۱۱۰۱۰-۱۱۰۲۰-۱۱۰۳۰-۱۱۰۴۰-۱۱۰۵۰-۱۱۰۶۰-۱۱۰۷۰-۱۱۰۸۰-۱۱۰۹۰-۱۱۱۰۰-۱۱۱۱۰-۱۱۱۲۰-۱۱۱۳۰-۱۱۱۴۰-۱۱۱۵۰-۱۱۱۶۰-۱۱۱۷۰-۱۱۱۸۰-۱۱۱۹۰-۱۱۲۰۰-۱۱۲۱۰-۱۱۲۲۰-۱۱۲۳۰-۱۱۲۴۰-۱۱۲۵۰-۱۱۲۶۰-۱۱۲۷۰-۱۱۲۸۰-۱۱۲۹۰-۱۱۳۰۰-۱۱۳۱۰-۱۱۳۲۰-۱۱۳۳۰-۱۱۳۴۰-۱۱۳۵۰-۱۱۳۶۰-۱۱۳۷۰-۱۱۳۸۰-۱۱۳۹۰-۱۱۴۰۰-۱۱۴۱۰-۱۱۴۲۰-۱۱۴۳۰-۱۱۴۴۰-۱۱۴۵۰-۱۱۴۶۰-۱۱۴۷۰-۱۱۴۸۰-۱۱۴۹۰-۱۱۵۰۰-۱۱۵۱۰-۱۱۵۲۰-۱۱۵۳۰-۱۱۵۴۰-۱۱۵۵۰-۱۱۵۶۰-۱۱۵۷۰-۱۱۵۸۰-۱۱۵۹۰-۱۱۶۰۰-۱۱۶۱۰-۱۱۶۲۰-۱۱۶۳۰-۱۱۶۴۰-۱۱۶۵۰-۱۱۶۶۰-۱۱۶۷۰-۱۱۶۸۰-۱۱۶۹۰-۱۱۷۰۰-۱۱۷۱۰-۱۱۷۲۰-۱۱۷۳۰-۱۱۷۴۰-۱۱۷۵۰-۱۱۷۶۰-۱۱۷۷۰-۱۱۷۸۰-۱۱۷۹۰-۱۱۸۰۰-۱۱۸۱۰-۱۱۸۲۰-۱۱۸۳۰-۱۱۸۴۰-۱۱۸۵۰-۱۱۸۶۰-۱۱۸۷۰-۱۱۸۸۰-۱۱۸۹۰-۱۱۹۰۰-۱۱۹۱۰-۱۱۹۲۰-۱۱۹۳۰-۱۱۹۴۰-۱۱۹۵۰-۱۱۹۶۰-۱۱۹۷۰-۱۱۹۸۰-۱۱۹۹۰-۱۲۰۰۰-۱۲۰۱۰-۱۲۰۲۰-۱۲۰۳۰-۱۲۰۴۰-۱۲۰۵۰-۱۲۰۶۰-۱۲۰۷۰-۱۲۰۸۰-۱۲۰۹۰-۱۲۱۰۰-۱۲۱۱۰-۱۲۱۲۰-۱۲۱۳۰-۱۲۱۴۰-۱۲۱۵۰-۱۲۱۶۰-۱۲۱۷۰-۱۲۱۸۰-۱۲۱۹۰-۱۲۲۰۰-۱۲۲۱۰-۱۲۲۲۰-۱۲۲۳۰-۱۲۲۴۰-۱۲۲۵۰-۱۲۲۶۰-۱۲۲۷۰-۱۲۲۸۰-۱۲۲۹۰-۱۲۳۰۰-۱۲۳۱۰-۱۲۳۲۰-۱۲۳۳۰-۱۲۳۴۰-۱۲۳۵۰-۱۲۳۶۰-۱۲۳۷۰-۱۲۳۸۰-۱۲۳۹۰-۱۲۴۰۰-۱۲۴۱۰-۱۲۴۲۰-۱۲۴۳۰-۱۲۴۴۰-۱۲۴۵۰-۱۲۴۶۰-۱۲۴۷۰-۱۲۴۸۰-۱۲۴۹۰-۱۲۵۰۰-۱۲۵۱۰-۱۲۵۲۰-۱۲۵۳۰-۱۲۵۴۰-۱۲۵۵۰-۱۲۵۶۰-۱۲۵۷۰-۱۲۵۸۰-۱۲۵۹۰-۱۲۶۰۰-۱۲۶۱۰-۱۲۶۲۰-۱۲۶۳۰-۱۲۶۴۰-۱۲۶۵۰-۱۲۶۶۰-۱۲۶۷۰-

کیا گنج شجره انساب راجہ کھرگل قاضی حال راجہ جھولی تامہا راجہ بسوین مورث اعلیٰ راجہ
 کھرگل بن راجہ اودھی نرائن بن ہمارا راجہ تیج بن راجہ اجیت بن راجہ شیول بن راجہ ہیم بن راجہ
 انند بن راجہ لکھی بن راجہ بھوانی بن راجہ بڑوہ بن راجہ پورن بن راجہ کبرادیت بن راجہ روپ بن
 ابن راجہ نرائن بن راجہ ہیم بن راجہ پرشاد بن راجہ دیول بن راجہ ہر چند بن راجہ ترپ بن راجہ
 رام بن راجہ ترپ بن راجہ رگنوبن بن راجہ کیول گرن بن راجہ سید دیول بن راجہ ہادیل بن راجہ
 شرب بن راجہ اردین بن راجہ لہند بن راجہ ہیم بن راجہ دھیر بن راجہ مادھول بن راجہ انند
 بن راجہ دیپ بن راجہ بھوپ بن راجہ ہر دیول بن راجہ دھوم سین بن راجہ گنگا دت سین بن راجہ مینی دت سین
 بن راجہ دھوم سین بن راجہ دھرم سین بن راجہ جیت دھرم سین بن راجہ کمال سین بن راجہ جیت سین بن راجہ
 امر دت سین بن راجہ پرتھوی پال سین بن راجہ اکھ سین بن راجہ پرتاب سین بن راجہ کرم سین بن راجہ پرتھو سین
 بن راجہ گراسین بن راجہ گرامل سین بن راجہ ارچن راو سین بن راجہ چکر دھن سین بن راجہ کھیہ سین بن راجہ
 ایسر دت سین بن راجہ اندوان سین بن راجہ پر سورام سین بن راجہ کرپاشند سین بن راجہ کل راو سین بن راجہ
 دھول راو سین بن راجہ سبرن سین بن راجہ سکرت سین بن راجہ بکرم سین بن راجہ ہیم سین بن راجہ راج سین
 بن راجہ کھرگل راو سین بن راجہ ہر چند سین بن راجہ راو سین بن راجہ نند سین بن راجہ دیال سین بن راجہ
 کرتا سین بن راجہ امر راو سین بن راجہ دھورندھ سین بن راجہ اننت سین بن راجہ چکر سین بن راجہ اودھی لکھی
 بن راجہ گپال سین بن راجہ کرتا سین بن راجہ کلیان سین بن راجہ جرمال سین بن راجہ مال سین بن راجہ
 من مال سین بن راجہ کنگ سین بن راجہ اندر پال سین بن راجہ دیب سین بن راجہ مٹان سین بن راجہ راو
 بن راجہ اتر سین بن راجہ جگمبھ سین بن راجہ گوپال سین بن راجہ گانگھو سین بن راجہ دیان سین بن راجہ
 گیان سین بن راجہ کپال سین بن راجہ پرتھوی پال سین بن راجہ جپال سین بن راجہ ہر پال سین بن راجہ
 دھرت سین بن راجہ ہر چند سین بن راجہ شکرت سین بن راجہ گوپال سین بن راجہ ہر دی سین بن راجہ
 جپال سین بن راجہ کنج سین بن راجہ پرتھو سین بن راجہ مان سین بن راجہ مان چین سین بن راجہ ترپ
 بن راجہ مندپ سین بن راجہ چندر سین بن راجہ من مال سین بن راجہ بیر سین بن راجہ بسوین رامی
 مولف اس شجرہ انساب میں ایسے پستین بدلائل عقلی کی طرح قرن قیاس نہیں ہو کہ تخلیق آدم علیہ السلام
 اس قدر پستین انکی گزری ہوں قاعدہ مستور تمام ہندو ان ہند کا یہ ہو کہ استاد زمانہ پر بہت کوشش کرتے ہیں اور
 شجرہ انساب اپنا اس قدر طویل لکھتے ہیں کہ جکا کوئی شمار نہیں کر سکتا اور اکثر ہندو کو حج کر کے بناولی فرضی
 بنا لیا کرتے ہیں چنانچہ توڑک جہانگیری میں یہ صوفیہ عبارت لکھی ہو کہ راجہ نھل ل زمیندا جھولی کو لکھنہ

میں مبلغ پانچ سو روپیہ بطور انعام کے بادشاہ نے دیا مگر شجرہ انساب مصدقہ راجہ جھولی میں نام راجہ تمل مل کا نہیں ہے
اس سے ظاہر ہے کہ یہ شجرہ انساب یقینی فرضی ہے کیونکہ بمقابلہ توڑک جہانگیری کی کہ تصنیف کردہ خاص بادشاہ جہانگیر
کا ہے کسی طرح تحریر راجہ صاحب پر اعتماد نہیں ہو سکتا لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ خاندان بہت قدیم اور پیش پا
دہلی ہمیشہ عز و ممتاز رہا جو الہ آباد والی تعلقداران بسین گونڈہ و پٹنا بگٹھ و جھولی پوریش راجگان کنت متذکرہ و فتح بالا
میں یہ دریافت ہوا کہ رامی ہوم مل مورث اعلیٰ راجہ ہنوت سنگھ تعلقدار پور ضلع پٹنا بگٹھ ورامی پٹنا بگٹھ مورث
راجہ دی بخش سنگھ آخر تعلقدار گونڈہ و بیہا ہنگ ساہ مورث بیہا ہر تن سنگھ تعلقدار جھکوان ضلع گونڈہ اپنی اپنی برادری
لیکر بغرض اعانت راجگان کنت کے شریک ہوئے جب راجہ کنت سلطان سکندر لودھی سے مخدول ہو کر سفر
ہوا یہ تینوں شخص وہاں سے مفرد ہو کر جھولی واپس گئے چونکہ راجہ جھولی قدیم سے بڑے منصب داران سلطانی منصب بہت
بیمال مواخذہ سلطانی و انحطاط منصب اپنے ان تینوں سے فہمائش کی کہ لہلہ قیام تم لوگوں کا اس راج و ریاست
میں باعث زوال ریاست ہے مقتضای مصلحت یہ ہے کہ چند بیرونیات میں رہ کر ایام گذاری کرو کیفیت رامی
ہوم مل پسرورپ مل بن راجہ رگھو نسل سندرجہ بنادولی راجہ جھولی یہ چندی سرگردوان رہ کر پہلے موضع جگناڈا
پر گئے تاکہ پور میں مقیم ہو احباب سادات گرویزی کو انکی جماعت کا حال سلام ہوا تو بنظر حاکمیت سرحد و سکون لازم کر کے
ارضی موضع دیر و امین کہ اس وقت جنگ تھا انکا ڈیرہ کرایا یہی اوکی وجہ تسمیہ ہو اور بارہ دیہات گرد و پیش انکی تخوا
میں لگا کر بطور نامکار کے دیے پور و ایام رامی ہوم مل نے بعض مواضع سرحد پٹنا بگٹھ پر جنگ تراشی کرانے لئے حسن و
سے آباد کیے اور جیسے سے زوال ریاست گرویزیان ہوتا گیا ویسا ہی تدریج اس قوم کی ترقی ہوتی گئی تفصیل
اس اجمال کی یہ ہے کہ رامی رگھو نیر رامی ہوم مل حاضر باش کچہری ناظمان انکیو رہتا تھا طرہ حالان شاہی کا
بائیں وصول تحصیل یہ تھا کہ شخص جمع موضع اور سال میں دو مرتبہ کرتے تھے اور اس شخص میں سا گزشتہ سے زیندا
و تعلقداران ضعیف پر زیادہ جمع کر دیتے تھے جب وہ لوگ ادا می جمع کر سکتے تھے تو استفادہ سے یا خام تحصیل کر دیتے
ایسے وقت میں رامی رگھو ادون مواضع کو اضافہ دیکر اپنی قبولیت میں شامل کر لیتا اس حسن خدمت سے ناظم
نے اسکو جو دھری تمام تحصیل گنڈہ کا مقرر کر دیا اس پر یہ میں بہت جلد یہ تعلقدار کلان ہو گیا جب دوسرا تو اس کے
پسران رامی کاشی ام ورامی لکرن ام ورامی کہیم کرن بتفریق علاقہ ایک ایک تعلقہ کے مالک ہو گئے بعد ایاالت نواب
شجاع الدولہ بہادر جب اکثر خاندان گرویزی تباہ و برباد ہوئے تو تمام تحصیل میں ان لوگوں نے قبضہ زمیندارانہ
کر لیا من ابتدا می فرمانروائی نواب نصیر الدین جدر تانا نزاع سلطنت چند دیہات گرد و پیش مانپ کے باقی رہ گئے
باقی تمام پر قبضہ اس قوم کا ہو گیا کیفیت تفصیلی معرکہ بعد ایاالت خاندان نواب ابراہیم نصیر خان تحریر ہوئی شجرہ
انساب راسے ہوم مل سے غایت تعلقداران قابض حال یہ ہے

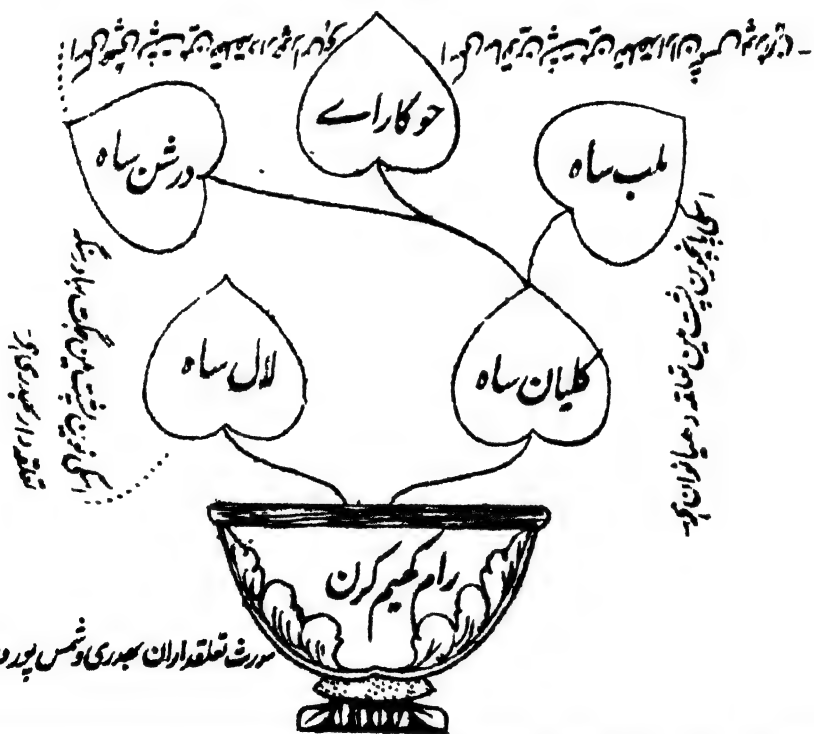
Handwritten text in the top margin, likely a preface or introductory note, written in a cursive script.



Handwritten text in the bottom left corner, likely a note or signature.

Handwritten text in the bottom right corner, likely a note or signature.

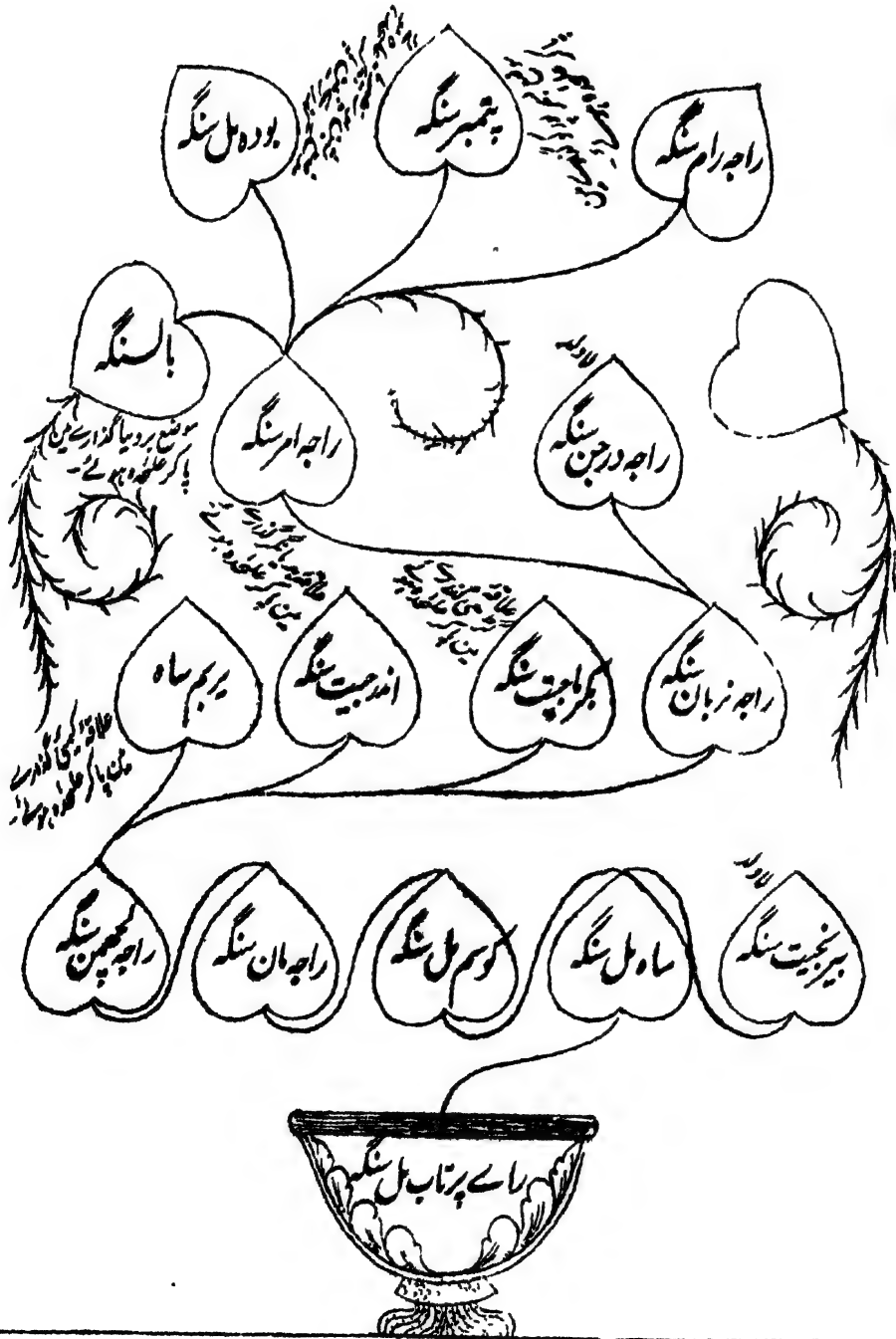
مضطرہ بقائد سماءہ جانگی خنزیر بھال سنگھ کے لائبریری وراثت مدعی تعلقہ کے جوئے اور مقدمہ اور سکاتاجوڈیشلی رٹا لیکن جانگی کچھ
لندری مبارک خانہ ستر کے مالک تعلقہ ہوئی اب مقدمہ اور سکازیر باپلی ولایت بھو اہل خاندان اس تعلقہ کے جو سیر و سائر
و موضع مسلم لندری میں پائی مواضعات ذیل میں امری کوتلہ پلانٹاٹڈ گیندہولی پڑیٹھی جو رنگ کیفیت
تعلقہ ڈھنگلہ رگھوناتھ سنگھ پدر تعلقہ اران حال نہایت سیدھا سا دھاسپاہی مزاج تعالبات کا بہت مضبوط تھاجوڈ
سکات اور سکے لایققلانہ تھے پہلی شادی سے جب اولاد نہ ہوئی تو دوسری شادی کی اسی سے شکر سنگھ پیدا
ہوا بعد اسکے زودج اولی سے بھی سیتلا بخش پیدا ہوا جب وہ مرا تو بلجا ط مراتب زوجہ اولی و ثانیہ کے نو آنے
وسات آنے کا حصہ ہو گیا اور اسی موافق دونوں بھائی تعلقہ میں یکجائی وصول تحصیل کرتے ہیں موضع دار
تقسیم نہیں ہو اگرچہ یہ تعلقہ بلجا ط موضع و تعداد جمع کم معلوم ہوتا ہے لیکن منافع اس تعلقہ میں لگنداری سرکار سے سہ چندہ



تب وہ ناخوش ہو کر سرکار راجہ نجیت سنگھ والی لاہور کے جا کر ملازم ہو گیا اور اپنے نصیب کی پادری سے ترقی ہانے پانے
صوبہ دار کثمر ہو، لیکن جب اسکی ان شیوراج کنور مطلع ہوئی لاہور جا کر اوسکی ملائی وہ وہاں سے بہت سے آلات
جنگ کے لایا بعد سلطنت نصیر الدین جمد ڈاکہ زنی کر کے اسقدر ترقی تعلقی کی کہ میں موضع سے ترانے موضع
ہو گئے آخر احسان حسین خان عاظم سے ادای ماگنداری میں سرزبانی کی اور نوبت جہاں کی آئی اریع اپنے بھائی
بشناہ سنگھ کی گدھی سے نکل کر پرائی علداری سرکار میں بھاگا ناظم نے تعاقب کر کے چار دوس پر ضلع آد آباد میں دو ٹوک
جان سے مار ڈالا تب شاہ اودھ نے اوسکو پاگل کر کے مواخذہ سرکار سے پیادیا بعد اوسکے ظالم سنگھ وگوال سنگھ دو
باپ بیٹے مرگے سماء شیوراج کنور زوہ ظالم سنگھ نے ناجات اپنے اپنے خوش سماں کی ناظمنوں سے کی کہ یہ کہتی تھیں
اوسکے نوبت جہاں کی نہ آئی جب وہ مرے تو اوسکا پوتا بشناہ سنگھ سرگوال سنگھ گدی نشین ہوا جب وہ بھی مر
تو اودراوکی سماء سناہ کنور مالک تعلقہ ہوئی بعد محمد علی شاہ فیاضین تعلقہ اربہری و دھنگوس بابت سرحداری گدھ
کے مناقشہ ہوا فوج بہدری نے بلا سرورہ لڑائی سے انکار کیا تب سماء سناہ کنور نے مجبورانہ جگت بہادر سنگھ اہل خاندان
ساکن رسولپور تعلقہ بہدری کو کہ فائر اہل تھا واسطے دلہ ہی فوج کے گدی نشین کیا چونکہ جگت بہادر سنگھ ازلی پوتوں
تھا باوجود تربیت و تعلیم کچھ اثر پذیر نہ ہوا سناہ عین زوہ جگت بہادر سنگھ و ٹھکران سناہ کنور سے کسی امر خاص میں
ترغ ہوئی وہ اپنے شوہر کو لیکر طلحہ ہو گئی اوسکے تعلقہ سے سناہ کنور کو بیدخل کر دیا سناہ عین اوسکی زوہ بھی
مر گئی پانچ چھ مہینے کے بعد علاقہ کورٹ ہو کر پانچو روپیہ ماہواری اوسکا مقرر ہو گیا اب اوسنے بھی ایک لڑکا رسولپور سے
لیکر لہوہ بھی مثل اوسکے ہو پانا بنشین کیا بر اہل خاندان اس تعلقہ کے مواضعات رسولپور و عرب پور و سراوی عیدین
و آمری بزرگ و آندہ ہاسون و کوترھی و بیتارہ و کسیرم کرن پور گنی و کوٹلہ و چکوند و ہا پورامی جہانپور میں آباد ہیں بعد اوس
مواضع حدیسی متعلقہ تعلقہ ترانے جمع ادای مال سرکار عین سہ یہ کیفیت تعلقہ کسیرم پور یہ تعلقہ تاریخ
علحدگی سے چار پشت تک اسلی حالت پر رہا کچھ ترقی و تنزل دیہات تعلقہ کا نہیں ہوا پانچوین پشت میں رای اور بھٹار
نہایت اٹوا العزم پیدا ہوا اسنے بزور تلوار اسے موضع اپنے قبضے میں کر لیے بعد اوسکے اوسکا بیٹا اوسکے بعد توجہ لکھنؤ
ہوا اوسکی مالک تعلقہ ہوئے اسکے وقت میں اسکا دیور رشتہ کا بابو ایسری بخش مدعی تعلقہ کسی سال میں بنام اجداد بخش
اور کسی سال میں بنام ٹھکرانین بھٹا کنور بھنور ناظمان قبولیت ہوتی جب قبولیت بنام بابو ایسری بخش ہوئی تو کاندھ
ٹھکرانین ڈاکہ زنی کر کے علاقہ ویران کرتے اور جب بنام ٹھکرانین بھٹا قبولیت ہو جاتی بابو ایسری بخش ڈاکہ زنی کرتا
غرض کہ اسی کشاکش میں علداری سرکار ہو گئی ہنوز تصفیہ عدالت کی نوبت نہ آئی تھی کہ بلوہ ہو گیا بعد رف بلوہ ٹھکرانین بھٹا کنور
نے بعد اوت بابو ایسری بخش اس تعلقہ کے جا بیکرٹے کر کے چار نام مفصلہ ذیل داخل کیے ٹھکرانین بھٹا کنور
بابو بھٹہ پال سنگھ پسر ایسری بخش چند پال سنگھ سو بھج پال سنگھ علداری سرکار میں بھی بابت راجت عاتق کی

مطابق سکہ سنہ ۱۱۵۵ء میں راجہ اہل سنگھ مع اپنے لوگوں کی طغیانی بادشہ سے بوجہ گرجانے مکان کے دیکر مر گیا
 اور کوئی مدعی ریاست باقی نہ رہا اور سوقت یہ دونوں براہ الواعزمی تمام راج کھورانسہ پر مالک بن گئے
 کیفیت اقتدار اولاد اسے پر تاب مل سنگھ جب سبجیت سنگھ لاؤ لہ مر گیا اور سکا بھائی گسمل سنگھ
 بترتی علاقہ دوڑدھوپ کرنے لگا تھوڑے عرصے میں اکثر مواضع راج کھورانسہ اور اسکے قبضے میں آ گئے اور سو
 قتیہ راج گدی کا قائم کر کے اہل کوٹ ہو گیا جب راجہ مان سنگھ اور سکا پسر قائم مقام ہوا اسکی الواعزمی سے راجہ
 کوٹری رونق ہوئی ایک ہاتھی نہایت قوی ہیکل و خوبصورت اسکو نہ معلوم کس طرح ہاتھ لگا تھا گیا رھوین سا
 جلوس میں جبکہ محمد نور الدین جہانگیر بادشاہ دہلی مقام اجیر میں تھا پرچہ نویس نے اسکی تعریف کا پرچہ بحضور بادشاہ
 گذرانا حکم شاہی بنام مرزا علی بیگ جاگیردار کھورانسہ صادر ہوا کہ مان سنگھ زمیندار اور اسکے ہاتھی کو لیکر
 میں حاضر ہو جاگیردار مذکور ہاتھی وزیندار کو لیکر مقام اجیر حاضر ہو کر باریاب ملازمت سلطانی ہوا عند الملاحظہ
 مزار سلطانی ہوا بادشاہ نے ہاتھی کو داخل خاصہ سلطانی فرما کر اسکے صلہ میں مان سنگھ کو خطاب راجگی متانہ
 فرمایا اور سند مستقل زمینداری تعلقہ گوبانی کی عطا کی جب وہ عنایات سلطانی سے مالا مال ہو کر اپنے گھر آیا تو
 اسکو یہ خیال ہوا کہ نسل راجاؤں کے مقام راج دہانی کا قائم کرنا چاہیے تاکہ پورا راجہ خیرا جاؤں۔ مقام
 راج دہانی گوبانی و کھورانسہ میں قائم کرنا مناسب نہ جانا اسلیے کہ گوبانی میں سویت اور اسکے بطور جاگیرداروں کے
 ٹھرنے گئے تھے اور بہت اسکی قوم اوسیں آباد تھی اور کھورانسہ جاے حکام نشین تھا لہذا بدلات بخویسان
 مقام راج گدی گندی میں قائم کیا اور سوقت گونڈہ میں کثرت جنگل اور درندوں کے تھے کہیں نہ تھا کہ ہر ایک
 آسانی گذر جائے اور درندوں سے اسکو ضرر نہ پہنچی کہیں تردد اسکے جب صورت آبادی گونڈہ کی ہوئی تب
 عالان شاہی نے اسکی محنت پر لٹا کر کے اسکو معاف کر دیا وجہ تسمیہ گونڈہ بعضوں کا قول ہے کہ
 بعد فرمانرواے راجہ رام چندر یہاں گائیں اونکی رہا کرتی تھیں اور شب کو مقام ہد امین اندر ایک احاطہ
 بانس کے جو بغرض حفاظت اون مویشیوں کے بنایا گیا تھا ٹھہرنے جاتے تھے اوس مقام کو جہان مویشی
 رہتے ہیں بزبان ہندی گونٹھ کہتے اسوجہ سے نام اس سواد جنگل کا گونٹھ تھا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ راجگان
 کھورانسہ کی مویشیوں کا گونٹھ تھا معلوم نہیں کہ قول اول صحیح ہو یا ثانی بہر کیف گونٹھ ہونے میں کچھ شک نہیں
 چونکہ یہ مقام باس گونٹھ قدیم سے موسوم تھا بروقت آبادی کے باس گونٹھ موسوم رہا بروایام کثرت استعمال و غلطی عام
 سے گونڈہ ہو گیا راجہ مان سنگھ اور اولاد اسکی وقتاً فوقتاً نا معلوم داری سرکار اہل اقتدار و پیش اقران و امثال حکام
 سے معزز و ممتاز رہے اور بہ نسبت اور تعلقہ اردن کے مابہ الامتیاز دیگر ہر ایک کے واجب التعمیم و لازم التعمیم
 رہے بلکہ سنہ ۱۱۵۵ء میں راجہ دیو بخش سنگھ آخر تعلقہ ارباخی سرکار قرار پایا اگرچہ اس سے جرم مندرجہ اشتہار

دوقع میں نہیں آیا تھا اور گوئیٹ انگلشیہ نے دوبارہ اودھ کی حاضری کے التفات بھی کیا مگر وہی بخش سنگھ اپنی جہت سے حاضر نہ آیا اور کہستان سوا لک میں ہجراہ باغیان کو تہ اندیش کے ٹکرا کر مر گیا تب علاقہ اوسکا ضبط سرکار ہو کر ہمارا جہان سنگھ پسر راجہ درشن سنگھ ناظم کو بجلد وی خیر خواہی سرکار سے عطا ہوا چونکہ اہل خاندان اس علاقہ کے اور بھی اس خلع میں چھوٹے چھوٹے تعلقہ اربین لہذا بنظر اظہار حالات اوسکے شجرہ انساب ذیل میں لکھا جاتا ہے



کیفیت اولاد بہیا منگ ساہ دلب ساہ نیس منگ ساہ جو دیہات متعلقہ گوراکا قابض تھا تمام برگنہ مہادیو
 پرت قابض ہو گیا مگر کوئی طریقہ راج گدی کا سننے قرار نہ دیا مگر ابام جیسی جیسی کثرت اولاد کی جوتی گئی ہر ایک موافق
 تخریج شاستر کے حصہ علاحدہ علاحدہ قرار پائے یہاں تک کہ مواضعات مفصلہ ذیل میں اوسکی اولاد پھیل گئی اور وہاں گھاٹھ
 چند ہی پور تو بہا نکلا رام پور گومبہ تنہا گچھوان کردہ کھ ہٹا بجھوان بنکیسا بندہ اسی بھسریا
 بیلیا اچل پور صجیا پور بہت بھنی کھائی پورہ برگنہ مہادیو تحصیل بیگم گنج ضلع گونڈہ آخر آخر اس قوم کے
 استدار کثرت ہوئی کہ بروز اپنی برادری کے مقابلہ تعلقداروں کا کرنے لگے اور انکی کثرت اور بہادری سے علان شاہی
 جی ہمیشہ طنز دیا کئے مگر ان لوگوں نے سوای برگنہ مہادیو کے جو حاصل کردہ امور تھا اپنی ذات سے ترقی علاقہ
 کی نہیں کی بلکہ بعد سلطنت امجد علی شاہ و واجد علی شاہ بہت لوگوں نے اپنے حصے کے مواضع مسلم جو بہت ٹانڈے ملت نام
 تھا علاقہ سنگھ پندہ ضلع گونڈہ و دیگر اشخاص کے فروخت کر ڈالے لیکن ایام غدر میں بہا ہر تن سنگھ ایک تفریق دار نے
 منجھلا اولاد مورث کے جسکا قیام اب بجھوان میں ہو پڑا یہ ملازمی مہاراجہ درگبھ سنگھ صاحب بہادر والی ریاست
 ملرام پور و تلمس پور ضلع گونڈہ جھنڈور جناب و گھٹ صاحب بہادر چیف کشرادہ خیر خواہ قرار پائے بکھڑوی خٹ خٹ
 کے گونڈہ نے تعلقہ انوادیہ برگنہ پورہ جاپار تحصیل ازولہ ضلع گونڈہ بھٹاے سند تعلقداروں اوسکی بہا ہر تن سنگھ
 گونڈہ مہادیو میں دیا اور چہ ریاست موروثی انکی جو بہت قلیل تھے شیت تعلقہ کی نہ کھتی تھی مگر بنایت کار سند تعلقداروں پر
 جو علاقہ کی بھی بنام تعلقہ منجھوان اسنے سکھن کی حاصل کی تاریخ علیحدگی مورثان تعلقداران ضلع پرتا بگڈھ و
 مورثان بھولی سے تانہ اشاعت سلطنت باہم برادرانہ بھڑ آمد و رفت نہیں ہوئی جب راجہ ہونت سنگھ تعلقدار رام پور ضلع
 پرتا بگڈھ نے بوساطت سلیم صاحب رزیدنٹ بعد واجد علی شاہ خطاب راجگی کا حاصل کیا تب سلسلہ جنانی راجگان
 بھولی سے واسطہ بھات کھانے کے کی اور مدت تک اسکی تحریک ہوتی رہی سلسلہ عین راجہ ہونت سنگھ بھولی گئے
 اور دس ہزار روپیہ بطور پیشکش کے راجہ بھولی کو نذر دیکر انکے ساتھ بھات کھایا اب عند الاستفسار منمؤلف کے راجہ
 بھولی کا یہ بیان ہو کہ تعلقداران بسین پرتا بگڈھ کے ساتھ ہم بھات کھا سکتے ہیں لیکن تعلقداران بسین گونڈہ کو اپنے ساتھ
 نہیں کھلا سکتے راجگان گونڈہ بھات تعلقداران پرتا بگڈھ بڑے صاحب اقتدار گذرے کہ کسی تعلقداران پرتا بگڈھ
 کی انکے مقابلے میں کوئی ہمتی تھی اگر یہ لوگ بھی سلسلہ جنانی مثل راجہ ہونت سنگھ کے کرتے تو انکی ساتھ راجہ بھولی
 کو بھات کھانے میں کوئی عذر نہوتا دفعہ ۱۲۲ ذکر اقتدار و زوال راجہ اچل نرائن سنگھ تعلقدار کھوراسہ
 سلسلہ ہجری مطابق سلسلہ عین جب بہادر الدین صوبہ دار ملک مالوہ و خاندیس برادر زادہ سلطان محمد شاہ
 تعلق بادشاہ دہلی حسب تصریح و ذوالا باغی ہو کر مارا گیا اور وقت جزئہ علاقہ کھوراسہ بجھوان اوس صوبہ کے ہمسرہ
 تھا اندازا جس ساسی کہس مالک راج بجھوانہ شریک بغاوت صوبہ مذکور ہو کر خوف مواخذہ سلطانی سمیت بکھڑا

مطابق سلسلہ پوری میں جبکہ عرصہ ۵۲ برس کا ہوا یا حصہ سے بناتو میں الدین حسین الملک صوبہ دار کر
 مانگپور وادوہند کر دہ بالا کے اپنے موطن اصلی سے جلاوطن ہو کر جانب اودھ کے مفرد ہوا جب کچھت کش
 اودھ میں پہونچا یاب ملازمت صوبہ دار اودھ کا ہوا تب بحالت بناوت اپنی صوبہ دار سے آنا اسکا اپنی سرکار
 میں باعث از دیوانہ قوت کا سمجھ کہ سہ سال و فرج کا کیا اور حاصل پر گزشتہ کورانسہ اسکی جاگیر میں مقرر کیا ہوا الہ آباد
 صفحہ ۱۹۶ و ۲۰۲ و قائل ۱۲ کتاب تو زک جمانگیری ولایت بنگالہ و میان ضلع خاندیس و تجارت و راج اودھ و
 کے واقع ہوا و وہاں دو قلعہ مستحکم موسومہ سائر و مالیر قلعہ مالیر اندر آبادی جو سکھ راجہ و اودھ قلعہ سالیر بہ دن آبادی
 اور راجہ وہاں کا بقیہ بھر جو بقیہ بھو بھد جلال الدین اکبر بادشاہ راجہ بھر جو پر تاب سنگھ منصب سہ ہزاری ذات
 و بیہ سلطنت نور الدین جمانگیر بادشاہ منصب چار ہزاری ذات سرفراز و ممتاز تھا ہوا الہ آباد کی تعلقات راجہ
 گراہج و بھمنی راجہ راجہ نرائین سنگھ مورث اعلیٰ راجہ سچ ساسی کھس مالک راج گھوسین راجہ بھر جو مالک راج بھگت
 ایک جدی ہیں اور سلسلہ انساب پوری ان دونوں کا راجہ جراسندہ تک سکی دار السلطنت راج گھٹھہ تھی پہونچتا
 بروایام وہ اور اسکی اولاد بانقلاب سلطنت شاہان دہلی کے اکثر واقع ہوا کرتا تھا تمام تحصیل گوڑہ و بھنس
 تحصیل بیکم گنج و اترواد پر قابض ہو گئی سلسلہ پوری میں جب فوت جانشینی راجہ اہل زامن میں ہو گئی
 تو یہ ایسا غافل اور بد اقبال ہوا کہ اسکے وقت میں آٹھ کی بے عنایتان ظلم و تعدی کی واقع ہوئیں جس سے
 اکثر رعایا سی علاقہ راج کھورانسہ تنگ ہو کر جلاوطن ہو گئے اور حاصل علاقہ کا کم ہو گیا۔ پنج ہزار سالہ سلسلہ
 سے وصول ہونے لگی یہاں تک کہ ایک رانی دہلی یعنی مادر مہراج سنگھ نے کہ اس وقت عمر انکی ایک نیم سال کی
 تھی اوس سے علیحدہ ہو کر موضع پر اس علاقہ پر گزشتہ گوالج میں ہو و بادشاہ اختیار کی سلسلہ پوری مطابق
 سبب سے بکرا دتہ میں برکت محالہ جمع شخصہ ناظران ہزار خان عدلی اپنے علاقے کا مال رتن پاتہ سے معاجن
 اگیا پر گزشتہ دھاپا تحصیل اترواد سے کھلایا اور اوس سے بھی بدھدی کر کے اداسے مالگداری بڑھایا تین پاتہ سے
 مالضامن کتاوان سرکار میں و باہر جب اس طرح کی بد احوالان واقع میں آئیں اسکی یہ بد وضعی ہو وضع شریف
 سنانے راج کھورانسہ کو نا پسند ہوئی اسوجہ خاص سے اسکی اولاد رانی بھی یعنی مادر مہراج ساہ موہت تعلقات بھمنی پاتہ
 ہنوز جم ماد میں تھا نا خوش ہو کر اپنے باپ کے گھر ضلع گورکھ پور میں چلے گئے لہذا اسے ترس از آہ و مظلومان
 کہ بنگام دعا کر دن بہ اجابت از دیون بہر استقبال می آید ہوا آخر اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایام برسات میں طغیانی
 بارش بارانی و سیلابی تالاب گرد کوٹ سے مکان اور سکا گرا و سین مع اپنے تعلقین موجودین کے دیکر مر گیا
 اب تک آثار عمارات کے تالاب موسومہ پتھری میں جو جانب دکن کھورانسہ کے ہر وقت خشکی ایام کے دیکھے جاتے
 ہیں اور عبرت از اسے مہرین ہوتے ہیں دفعہ ۲۳۱ چنگہ بزرگ ساہ و مہراج سنگھ باوران علاقہ بسرائر

راجہ اہل نرائین سنگھ اس ضلع میں ذی اقتدار ہوئے اور انکی اولاد کے اب کئی تعلقہ مندرجہ ذیل کی کیفیت اولیٰ و دونوں
 بدعات ذیل مرقوم ہو دفعہ ۲۴ جب مہراج سنگھ پسر زو جتانیہ موضع دھراس پر گئے گواچ میں انہی مان کی
 بدورش سے بلوغ ہوا تو بمقتضای جلی خاندانی موضع مذکور میں کوٹ بنا کر سروراج گدی قائم کی اور حصول علاقہ
 مویشی کے دژ و سوپ کرنے لگا برورایام تمام پر گئے گواچ اور کچھ دیہات پر گناٹ گونڈہ و مہادیو کے اپنے قبضہ میں
 کر لیے آخر کو جب اسکی اولاد کی کثرت ہوئی تو از رے تفریق باہمی اسکی اولاد کے چھ تعلقہ قرار پائے تعلقہ دیوولی ملکیت
 راجہ سیرہا در سنگھ تعلقہ پریور ملکیت راجہ رندھیر سنگھ تعلقہ ٹھکاناوان ملکیت ٹھاکر گوبیر سنگھ تعلقہ ٹھاکر گوبیر ملکیت بابو مہی بخش سنگھ
 تعلقہ ٹھاکر ملکیت بابو سکھراج سنگھ تعلقہ ٹھاکر ملکیت ٹھکاناوان ملکیت علاوہ ان تعلقہ راجا کے دیگر اولاد
 مہراج سنگھ کی اس پر گئے میں کثرت ہو دفعہ ۲۵ بعد وقوع اس سانحہ کے جب بھنگ ساہ اپنے نانہال میں
 بدورش ہو کر بالغ ہوا تو اپنی خوش تدبیری اور استدانتانہ سے پر گئے پریور غوث ضلع بستی و پر گئے بھنی پریور ضلع مذکور
 قابض ہو کر محی ریاست آبائی کا ہوا مگر تعلقہ ران قوم بسین کا جو ریاست کھورانسہ و پر گئے مہادیو اپنا قابض ہوئے
 تھے استیصال نہ کر سکا و بدستور قابض رہے تب اسنے انھیں دو پر گئے پر قناعت کر کے خاص بھنی پریور میں
 ایک کوٹ بنا کر مقام راجگی کا قرار دیا بھنگ ساہ کی پانچویں پشت میں باہم مدعو کر سنگھ و گھر گراج سنگھ پسران
 راجہ سالباہن سنگھ بابت تقیم راجگی کے نزاع واقع ہوئی آخر کو بعد دو قح بسیار کے مدعو کر سنگھ بدستور راجگی بھنی
 پریور پر قائم رہا اور سہی گھر گراج سنگھ نے بطور بیوانہ علاقہ چنگھڑ پر گئے پریور غوث ضلع بستی حصے میں پایا اباجہ مدعو کر سنگھ
 کی آٹھویں پشت میں راجہ ادوی نرائین سنگھ تعلقہ بھنی پریور تحصیل اترولہ ضلع گونڈہ موجود ہو دفعہ ۱۲۶ ذکر
 سید راجی نور رحمۃ اللہ علیہ پسر خلیفہ و سجادہ نشین سید راجی حامد شاہ متذکرہ دفعہ بالا کے بن حالات آ
 خرق عادات کے لاتعد و لائحہ میں نقل ہے کہ جس روز مخدوم شاہ حسام الدین صاحب ولایت مانیکپور نے
 اپنے خلف الرشید شاہ فضل اللہ صاحب کو اپنا سجادہ نشین کیا ارشاد و فرمان ہوا کہ جو کوئی آج شاہ فضل اللہ صاحب سے
 بیعت کرے گا وہ برتہ تعلیت فائز ہو گا پھر راجی سید حامد شاہ کہ خلفائے اجل مخدوم صاحب سے تھے بمال عقیدت
 اپنے پسر سید راجی نور کو کہ اسوقت میں ہر چار ماہ قہی لا کر گودی میں شاہ فضل اللہ صاحب کے ڈال دیا اور بیعت کرائی
 شاہ صاحب نے فرمایا کہ۔ بابی باپ لوٹس۔ پوتی پوت لوٹس۔ یعنی میری باپ کی نعمت اس لڑکے کے باپ نے
 حاصل کی اور میری نعمت اس لڑکے نے لی۔ حضرت مخدوم بندی نظام الدین اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاؤں میں تھے
 نشوونما و انتقال آپکا بعد سلطنت سکندر لودی کے واقع ہوا اور تعمیر و وضع کی بعد سلطان جلال الدین محمد گیلانی
 کے واقع ہوئی پگنبد اور ستون سنگ سرخ و مزار و فرش سنگ مرمر کا پتھر یہ درگاہ سرحد خانقاہ مانیک پریور واقع ہو
 انکے پسر راجی سید احمد انکے سید مبارک انکے راجی سید بندی انکے راجی سید بسین انکے راجی سید عبدالحق

اوسکے راجی سید ابراہیم یہ سب لوگ کامل و قابل و عامل و صاحب باطن گذرے کہ ہزار ہا اوسکے نور باطن سے
 فیضیاب ہوئے نقل ہو کہ خادم مدام راجی سید ابراہیم کی قوم خاتھی جب آپ وضو کرتے تو اسعلق کھلائی کرتا
 کہ خود بخود پانی گر رہا ہی خلف الرشید اوسکے سید میران جی اوسکے سید ابراہیم ثانی دو پشت تک وہ کمال جہنی جیسا
 چاہیے حاصل ہوتا تھا ہم بقولہ اب وجدی کو شش کرتے رہے جب اوسکے پسر سید احمد ثانی ہوئے تو بخون ضبطی
 سانی بہ تبدیل مذہب آمیز ہو گئے مگر حجاز پہونکہ بدستور سابق اوسکے بیان جاری رہی پید غلام شاد نبیرہ سید احمد
 کے تین پسر میر حسن علی موضع ہمن پور مین و میر نیر علی موضع تنی پر گئے کو تک تحصیل کھا گا ضلع فتح پور مین و میر مد علی
 موضع میران پور پر گئے کو لکھنؤ علی راہی بریلی انہی سسرال و سمد جیانے مین بیت اذاخت ہوئے میر حسن علی ثانی
 سنی ہمن باقی و دونوں بھائی شیعہ ہن اسنے براد عزاد میر خادم حسین کہ شیعہ ہن ملکیت موروثی کو فروخت کر کے شیعہ
 مکان سکونہ کو بھی چٹا لاپ دوسرے علاقہ مانکپوری میں آباد ہن خادم حسین بن علی بخش بن میر گانی ہن میر سید احمد
 ثانی متذکرہ بالا اور کچھ اولاد انکی پور نظام پر گئے کر مین ہو پاد میر فضل حسین بن شبان علی بن عبدالغنی کہ اولاد
 دیوانجی سے تھے اسنے نجایت و شرافت تمام کروزیرون مین ضرب لٹل برٹھتہ مصاہرت خاندان اوس میان شیدا
 مین جا کر ساکن ہوئے اور میر فضل حسین متوفی ہونکے پسر میر دھڑی بیان ہن وہ بھی وہیں ساکن ہن دفعہ ۱۲
 ذکر حضرت مخدوم ہندکی نظام الدین چونکہ یہ بزرگ مرید حضرت راجی سید نور الحق مانک پوری کی تھی لہذا
 لازم و ختم ہوا کہ انکا بھی مختصر ذکر بقید شجرہ انساب تحریر کیا جائے جو الذمیع الانساب شیخ نظام الدین عرف ہندکی
 میان مہدی راجی سید نور الحق مانک پوری کے تھے اور تربیت و خلافت حضرت شیخ معروف اپنے پدر بزرگوار سے حاصل
 کی اور یہ تالیف حضرت راجی سید حامد شہ مانکپوری کے تھے سلسلہ انساب پدری اذنگایہ ہو شیخ معروف بن قاضی
 شمس الدین بن قاضی صلاح الدین بن شیخ محمد زین بن شیخ ابو بکر بن شیخ اسماعیل بن حضرت سری سقلی بن
 شیخ مفلس بن شیخ مسعود بن شیخ ابو ابراہیم بن شیخ عبدالرحمن بن شیخ زید بن حضرت ابان بن حضرت عثمان فی النور
 رضی اب تعالی عنہ شیخ معروف و شیخ عارف برادران سیسی شیخ عارف موضع ستر کہ پر گئے و ضلع لکھنؤ شیخ معروف
 قصبہ بایٹسی ضلع لکھنؤ مین ساکن ہو کر دین مدفون ہوئے اولاد امجاد و نون کی ابتک بیان موجود ہی طہارت
 نسب ان دونوں مین باطن و صلوت و مصاہرت خاندان اما جد شیخ و سادات اوس جوار و دیار کے قابل اعتماد
 بہرہ بعض بعض اشخاص اس خاندان کے سلسلہ بیعت حضرت شاہ عبدالحق دہلوی کے دفعہ ۱۲ ذکر اور شاہ فرحت
 سمحلات المہ آبادیہ و لاہور شیخ عارف کے شاہ عبدالرسول بعد مجاہدات نفسی حسب الارشاد اپنے پیر کے آگاہ
 مین ساکن ہوئے اپنے پسر شاہ عبدالرزاق متوکل انکے و خلف الرشید مولوی شاہ فرحت دہلوی شاہ برکت شاہ
 اپنے اب وجد کے پیر کے اپنے نور باطن سے اکثر نون کو فیضیاب کیا پاد مولوی شاہ برکت بڑے مقول تھے اوس

ہونی تلافی فی فضل حسین خان علامہ بن جو بعد نیابت ذاب اصحت الدولہ بہادر مامور ہوئے بہ عالی گہ شاہ عالم
 باجواد بے ہنگام قیام آکر آباد کے دریافت فضل و کمال مولوی شاہ برکت کی چند دیہات حوالی آباد بنرض طبعان
 مکر ساش او نگہ ساف مصلح کیے اوسوقت دونوں بھائیوں نے خانقاہ و مسجد مکان مسکنہ تیار کر کے ایک احاطہ
 اور داروں کے طیار کر آیا اوسوقت سے وہ مقام بلقب داروہ لوی برکت و مولوی فرحت موصوم ہوا مولوی شاہ برکت
 کے پسر مولوی رضی الدین احمد بیٹے عالم تہو ہوئے شاہزادہ جہانگیر ایک مسند پر کہ خدمتہ حاضر خانقاہ ہوا مگر مولوی صاحب
 لا وہ مرے مولوی شاہ فرحت کے پسر مولوی ظہیر الدین احمد ان کے اب مولوی دہاج الدین احمد کمال خیر مستدار
 رشد و ارشاد ہیں اور جو صغر منی بہت جدی حاصل کر سکے اگر آباد میں جا کر حضرت شاہ حکیم نور الدین صاحب سے کہ
 وہ قادری تھے بہت حاصل کی اور جو دیہات مسانی کے تھے وہ بطوری سرکار سنہ ۱۰۰۰ میں ضبط ہوا کر حاصل ہوگا
 بقدر اسلئے سالانہ نسل بعد نسل و بطناً بعد بطن خزانہ گورنمنٹ سے مقرر ہو گیا مگر مولوی صاحب ایسے عالی خیر ہیں
 کہ عینہ سرکاری او نگہ کانی و دانی نہیں ہو اس زمانہ پر شوب میں زہد و تقویٰ و علم و اخلاق میں سبہ نظیر ہیں اور
 بعد سفر بیت اللہ کے باجاء کتاب اللہ و کتاب رسول کو شش بیٹھ کیتے ہیں ان کے نال تسبیح سفات جامعہ الالہات
 لودھی اسی مولوی غلام امام صاحب تخلص بہ شہید شرف و نظیر میں ایسے نامور ہوئے کہ اگر او نگہ دینی ہندوستانی کیسے تو جاکر
 علاوہ ان کمالات کے اقتدار ظاہری بہ نوکری پیشکاری صدر دیوانی ایسا حاصل ہوا کہ انھوں نے ہر وہ پیداکر کے صرف
 کیا بغل امامت ماہواری سرکار نظام ستہ اوسنے لیے عین ہیں بہ جناب مغز الیہ کو اپنے ہمیشہ وزراء و مولوی
 دہاج الدین سے ایسی تماشی ہو کہ بقایا اپنے نام و نشان کا انھیں کو جانتے ہیں ایسویہ خاص سے اپنے تئیں
 کہیں متاہل نہیں کیا اور اپنے حسن سلی ایسی سے نظر ہو کر اپنی اپنی و بھائی کے ساتھ آکر آباد میں بور و پاش اختیار
 کی چونکہ مغزی الیہ نسل بندگی شاہ نظام الدین عین ہذا ذی سلسلہ میں بہت لیتے ہیں اور بہت سے رمال
 ہر فن میں تصنیف فرمائے علی انھیں قسیرہ بقیہ او کاتبین راقہ صلی علیہ وسلم ضرب انشیل ہر منجی
 خاص میں بہت سی اولاد حضرت بندگی نظام الدین کی اہل شہادت ہے اور سبہ مجاہدہ شہیدی کا او نگہ خانہ ان یز
 اب تک چلا آتا ہو چونکہ وقت اول کی بہت ہو لہذا فیصلہ ہر ایک کی قصہ انعام از کی ہے اس انجمن میں تو تفریقین بہت
 ایک تفریق میں اولاد بندگی شاہ نظام الدین کی دوسری میں اولاد خدم شاہ خاص کی بہ خدم شاہ خاص اولاد
 شیخ صلاح الدین دہلوی سے ہیں جنکا سلسلہ انساب پوری پختہ واسطہ حضرت شاہ عبدالعزیز کی سے منشی
 ہونا ہو بہ اور یہ پختہ علم پر داری حضور اقدس صلی علیہ وسلم کے ممتاز تھے حضرت خدم شاہ خاص دہلی تھے نظر
 ہو کر تمسبہ انجمن میں بہت اداخت ہوئے اولی اولاد میں دو برابر حقیقی ملاوہ ہیں ملاوہ میں ہیں نظر ہو کر ایک رت
 ان کے باپ نے یہ خواب دیکھا کہ میں دونوں بیٹوں کی انگلی پکڑے ہوئے چلا جاتا ہوں ایک سو ایک طرف سے

دوڑا اور قریب کیا میں نے ملاوٹ میں کچھ تو گود میں اٹھایا اور ملا جو بن کا دامن وہ چھو کر چلا گیا جب بیدار ہوئے بہت متاسف
 ہو کر فرمایا کہ بودھ میں کو میں نے بچا لیا مگر جو بن کو سوچ چھ گیا اور سو مراد تو دینا سے ہو گیا جب ملا جو بن بعد کتساب علم
 عالم بھر ہوئے تو شہاب الدین شاہ جہان بادشاہ نے بغرض تعلیم اور نگ زیب عالمگیر کے مقرر کیا لیکن تاجپات
 سولے کھانے اور کپڑے کے اور کیسے چربا و شاہ سے متع نہیں ہوئے اور کوئی معافی و عفو نہ اپنے واسطے مقرر کیا یا بادشاہ
 کچھ ہمیشہ اسکی تنہا رہی با اینہما احتیاطا انکے باپ نے اس قدر طوٹ جو جانے کو انکے نسبت پہلے ہی فرمادیا کہ اسکو
 دینا نے چھو لیا اب اولاد ان دونوں کے نسبتہ اتنی ہی میں مثل اولاد بند کی مخدوم نظام الدین کی ہر طرح پر صاحب
 اعتبار ہو گئی اور بعد کی جو اولاد دہلی سے منتقل ہوئے وہ پھولپور و شیخ پور جو گیا پر گئے سکندر دھرم پور پر گئے سبندیل
 آباد میں قیام پذیر ہوئے اب تک اولاد امجاد انکی وہاں موجود ہیں اور انکی بھی وصلت و مصاہرت اوس ج
 کے سادات سے برابر ہوتی ہو دفعہ ۱۲۹ ذکر سلطنت سلطان ابراہیم لودھی بعد وفات سلطان سکندر
 لودھی اپنے باپ کے سلطان ابراہیم سلطنت ہجری مطابق ۸۱۵ھ میں تخت سلطنت پر بیٹھا کہ انتظام ملکی مصروف
 ہوا اگرچہ بادشاہ ظاہر میں اخلاق حمید و اوصاف پسندیدہ رکھتا تھا لیکن برخلاف اپنے اب وجہ کے اسکا یہ قول
 تھا کہ بادشاہوں کے خویش و قریب نہیں ہوتے اور قوانین آداب و سلوک براہ راست کو تبدیل ایک حکم دیا کہ کوئی قریب
 کیا بید مثل چاکرون کے دست بستہ کمرے ہوا کرین چونکہ کل امرائے افغانہ خود کردہ لطف و احسان مساوات برادر
 اوکے باپ ادا کے تھے یہ امر انکو ناگوار گئے اور اتفاق اوکے ساتھ اتفاق کے بدل ہو اور پردہ خیر خواہی میں
 شاہزادہ جلال خان اوکے بھائی کو جو حاکم کاپی حاشی خواجہ جہان سلطان الشرق کے بادشاہ جو پور کا بنایا گیا
 گویا نائنیاں لوبانی نے امرائے منافق سے مخالفت کر کے بادشاہ سے عرض کی کہ سلطنت میں دوسرے کو شریک
 کرنا خلاف عقل ہو جلال خان سے ملک منزع کر کے داخل خالصہ سلطنت دہلی فرمائیے بادشاہ نے حسب صوابدید
 رامی اوکی بہت خان گزاردہ ازو شیخ زادہ محمد پیر شیخ محمد سعید و قاضی مجدد الدین ایک کو بعد دوسرے کے مطلب
 شاہزادہ جلال خان روانہ فرمایا مگر وہ اس قریب سے مطلع ہو گیا اور ان لوگوں کی فمائش سے حاضر نہ آیا
 تب بادشاہ نے بنام حکام مثل دریا خان مالک بہار و نصیر خان حاکم غازی پور و شیخ زادہ محمد فرلی حاکم او دھ و جہانپور
 فرمان بھیجا کہ شاہزادہ جلال خان کو مدعی سلطنت سمجھاؤ اسکی اطاعت سے روگردانی کرو باصفاء اس خبر کے
 جلال خان نے علانیہ بغاوت اختیار کی براہ کرم نامک پور جو پور سے کاپی آیا اور خطبہ و سکے اپنے نام کا جاری کیا قبل
 بغاوت شاہزادہ جلال خان کے اعظم ہا یون شروانی حاکم کرناٹک جو حسب حکم سلطانی واسطے تسخیر قلعہ لگوایا اس کے
 مامور ہو کر راجہ کالیجہر سے مصروف جنگ تھا کہ شاہزادہ جلال خان اپنے میں قوت برابری سلطان ابراہیم شاہ کی
 نہ سمجھ کر اعظم ہا یون شروانی کو محبت و مساجت محاصرہ قلعہ کالیجہر سے طلب کر کے بعد قول و قرار باعطای مراتب صاحب

شریک اپنا کیا اور بادشاہ اتفاق اوسکے ولایت کالپی دیکر دوا کپور و جوبپور پر قبضہ مخالفانہ کر کے واسطے ضبط ولایت
اودھ کے چڑھ گیا۔ سید خان پسر مبارک خان حاکم اودھ اوسکے مقابلے کی تاب نہ لا کر ہجرت لکھنؤ بھاگ گیا اور تبریز
عرضداشت حقیقت جیل سے بادشاہ کو اطلاع دی بادشاہ بغور ملاحظہ فرماداشت سید خان کے بالشکر جزا بفرض رنج فتنہ
باغیان دہلی سے کوچ کر کے عازم لکھنؤ ہوا اتنا سے راہ میں زروی و قلع بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اعظم ہایون حاکم کوڑا کپور
کسی حرف خاص پر شہزادہ جلال خان سے ناخوش ہو کر مع اپنے پسر فتح خان کے بفرض عفو و نصیر آتا ہوا پسر خیر
امرایان کو واسطے استقبال اعظم ہایون کے روانہ فرمایا اعظم ہایون برسات اونیکی بابا ب ملازمت سلطانی ہو کر مور
نوازشات شاہانہ کا ہوا بعد ازاں اعظم ہایون و نصیر خان لوہانی حاکم غازی پور واسطے گرفتاری شہزادہ جلال خان
متعین ہوئے شہزادہ جلال خان دریافت اس خبر کے کالپی آیا اور قطب خان لودھی و اعتماد الملک و ملک رالینز
کو بھلاقت قلعہ کالپی چھوڑ کر مع بیس ہزار سوار و چند پیادہ قیل کے آگرہ چلا گیا اور ہر اعظم ہایون و نصیر خان لوہانی نے
قلعہ کالپی کو گھیرا بعد کشت و خون بسیار کے سرداران شہزادہ جلال خان ہر کوئی خود ہوا اور تمام ولایت کالپی داخل خالصہ
دہلی ہو گئی بانجام اس خدمت کے اعظم ہایون شروانی منصب امیر الامرا پر متنازع و سرفروز ہوا شاہزادہ جلال خان
کو بقتام آگرہ معلوم ہوا کہ بادشاہ خود بفرض گرفتاری میری دہلی سے آگرہ آتا ہے و ہاں سے بھاگ کر بہ حمایت راج
مان سنگھ والی گوالیار کے پناہ گزین ہوا بادشاہ نے بقتام آگرہ پہونچ کر تمام اعظم ہایون حاکم کوڑا کپور پر حکم صادر کیا
کہ بجز پناہ دہی شاہزادہ جلال خان راجمان سنگھ کو سزا دی جائے بغیر قیل حکم سلطانی اعظم ہایون بجمیعت تیس ہزار
سوار و تین سو پیادہ قیل روانہ گوالیار ہوا ہنگام پہونچنے اسکے شہزادہ جلال خان بجنور سلطان محمود بادشاہ ماکوہ
چلا گیا اور راجمان سنگھ بہ تیر اندازی و گولہ اندازی مصروف ہو چکا ہوا اور یہ خبر بادشاہ کو دیکھی اس پر بادشاہ نے بہتر
امداد اعظم ہایون آٹھ امرا می نامی کو بانسری لشکر عظیم و فیلان کلان روانہ گوالیار کیا عین محاصرہ میں راجمان سنگھ
والی گوالیار اقتضای اتنی سے مر گیا مگر راجہ بکراجیت بیٹا اوسکا جانشین ہو کر باستحکام و حفاظت قلعہ کو شش بلخ کر کے
بب ایام محاصرہ میں زیادہ تادی ہوئی تو اعظم ہایون نے ایک عمارت عمدہ کو جو میر حصار قلعہ کے واقع تھی سرنگ
وڑا کر بارود سے اڑا دیا اوسین ایک بیل اڑواتی ہاتھ آیا جسکو وہاں کے ہندو و مسیحکرت سے پریشاں کی
کے تھے جب بیل بجنور بادشاہ بھیجا گیا تو حسب حکم بادشاہ بندادی دروازہ دہلی پر نصب کیا گیا اور تازمان محمود سلطان
اکبر بادشاہ و داسی مقام پر ہوا یہ بادشاہ ایسا شکی و دہی تھا کہ جس امیر و سردار سے کوئی کام بہادری و مردانگی
کا وقوع میں آتا، سکو فوراً یہ خدشہ گذرتا کہ یہ ضرور مدعی سلطنت ہوگا اس خیال خام سے اکثر دن کو جبکہ مردانہ و فرزندانہ
جاننا تھا کسی حیلہ سے اپنے پاس بلا کر مغرور و محبوب کرنا جب اعظم ہایون و فتح خان اوسکے پسر نے بہ تسمیہ قلعہ
گوالیار ایسے کار و دایان عمدہ کین جس سے یقین تھا کہ عنقریب قلعہ مفتوح ہو جائیگا موافق اوسی اپنی عادت کے

بادشاہ نے کسی چلے سے آگے طلب کر کے دونوں کو قید کیا یہ قلعہ گویا عرصہ سو برس سے علی الاطلاق تھیں
 مودنان راجہ بکراجیت سنگھ چلا آتا تھا کبھی کسی سلاطین باہق نے بزورِ شمشیر فتح نہیں پایا چونکہ اسباب تسخیر ملک کے
 اچھے جمع ہو گئے تھے لہذا بعد تھوڑے عرصے کے دیگر سرداران لشکر نے فتح کر لیا جب اعظم ہمایون شروانی فتح خان
 حسب الحکم بادشاہ کے ہم گویا راجہ گئے تھے تو یہاں اپنے بیٹا اسلام خان ہمیں پور کو چھوڑ گئے اسلام خان بدین
 محبوبی اپنے باپ دہجانی کے بادشاہ سے ملانیہ باغی ہو کر احمد خان شہدار کرلو مانگیوڑ کو جو منجانب بادشاہ مہتمم خزانہ
 تھا بدخل کرنا چاہا تو وہ بمقابلہ پیش آیا بعد محاربہ و مقاتلہ بہار احمد خان منہزم و مغرور و اسلام خان منظر و منصور ہوا
 باصناد اس خبر کے بادشاہ کا ارادہ تھا کہ تبریل فوج سلطانی تدارک باغی کا کرے ہنوز وہ انکی فوج کی علی میں نہ آئی
 تھی کہ اعظم ہمایون و سعید خان لودیوں کہ امراے کبار سلطان سے تھے اور دونوں ہم گویا راجہ ہوا تھے بادشاہ
 بنگان ہو کر اپنی اپنی جاگیروں پر بقیام آدوہ و لکنؤ چلے آئے اور تبریل مواصلات شریک فتنہ بغاوت اسلام خان
 ہوئی تب بادشاہ نے تردد ہو کر لشکر عظیم الشان باقری احمد خان برادر اعظم ہمایون لودی کے واسطے سزا دہی فرود
 باغیہ کے روانہ فرمایا جب وہ لشکر بقیام باکر موضع ادناؤ جو مانگیوڑ سے تھینا ۱۰ میل جو پہنچا بوت شب اقبال خان
 غلام اعظم ہمایون محبوب منجمیت پانچہزار سوار فوج سلطانی پر بخون پڑا اور بہت ساقط و غارت کر کے سالماؤ غلاماؤ
 اندھیری رات کو نکل گیا بادشاہ نے اس حال سے اطلاع پا کر چالیس ہزار سوار اور پانسو ہاتھی اور بہت سے امرا
 خزانین کو بہ ملک احمد خان مسوق الذکر کے متعین کیا اور نہایت غصے سے تمام افسران فوج کو یہ حکم بھیجا کہ اگر
 اسلام خان کا استیصال کلی اس مرتبہ نہ ہوا تو تم لوگ بھی مثل اسلام خان کے باغی متصور ہو کر غضب سلطانی میں
 پڑو گے اور یہاں سے اسلام خان نے بھی چالیس ہزار سوار پانسو فیلان جنگی سے بغرض مقابلہ استقبال فوج سلطانی
 کا کیا جب دونوں لشکر مقابلے پر آئے قریب تھا کہ لڑائی شروع ہو ا سو قے بعد محمد راجہ بخانی کہ فرزندان مخدوم جہان
 جہان گشت سے تھے صلح فریقین کے ہوئے یہ بزرگ اس عصر میں نہایت کامل و قابل و واجب التحظیم ہر خاص
 عام تھے انکے درمیان پڑنے سے لڑائی موقوف ہو کر گفتگو صلح کی ہوئے لگی اسلام خان نے یہ کہا کہ اگر بادشاہ میرے
 باپ دہجانی کو جنگو بلا و جبر قید کیا ہو چھوڑ دے تو مجھی بھی حکومت کرلو مانگیوڑ سے کچھ غرض نہیں ہو گا بادشاہ نے اسکی فرمائش
 کو نا منظور کر کے حکم لڑائی کا دیا آخر فیما بین دونوں فوجوں کے محاربہ عظیم واقع ہوا کہ ہزار آدمی دونوں طرف کی قتل
 و مہجرت ہوئے اور اسلام خان بھی اس لڑائی میں مارا گیا اور سعید خان لودی و سنگیر و ماخان لودی کا ہوا اور بیفتہ
 فرد ہو گیا اسی عرصے میں دریا خان لودی بھی بادشاہ سے باغی ہو کر حاکم خود سر ہو گیا اور وہ ملک بادشاہ کے قبضے سے
 بالکل نکل گیا اور یہ بغاوت اسکی ایسی پوری ہوئے کہ تاجیات حاکم خود سر ہوا اور جب وہ مرا تو اسکا بیٹا محمد شاہ لودہانی آکر
 ملک کا بادشاہ بنکر تخت سلطنت پر بیٹھا اور ولایت سنبھل کو بادشاہ سے چھین لیا اور بعد اسے جانے اسلام خان بھی

اعظم ہایون کی حکومت کو نہ مانگو کے متعلق دولت خان و محمد خان جو حکم تھا موئے کہ چنگا س ادا شدہ کو قتل سے
بہرہ نہ تھا اور ستراداد سپر خصلہ و نگہ لفظ ایک قریب و بیحد جو ہندوہ موہ داری ماسو تھے ناراض ہو گیا تھی ہوسے
از بخود دولت خان لودی حاکم عمان نے مرزا بابر امیر تیرہو کے پرستے پر ہستے کو اپنی اداو کے لیے کابل سے بھیجا یہ دو ہتھیار
لودی لودی دولت خان کی اولاد میں تھا جو عموماً اتفاق کی وفات کے بعد کچھ روزہ علی بن بادشاہ رہا تھا انھیں بابر
کابل سے براہ لاہور و دیوبال پور فتح کرنا ہوا سر ہند کے قریب آپہنچا پھر کھ اس عرصے میں دولت خان حاکم بانی ہو کر
پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا تھا اس لیے بابر بھی کابل کو اس مرتبہ پھر گیا لیکن وہاں سے بہت جلد ہندوستان کی طرف پھراؤ
لاہور سے ہو کر پہاڑوں میں دولت خان کو شکست دیا ہوا بالابا پانی پت پونچھا یہ سلطان ابراہیم بحیثیت ایک لاکھ
سوار اور ایک ہزار پانچویں جنگی بمقابلہ پیش آیا آخر بابر کے ہاتھ سے سلطان ابراہیم مارا گیا جسکی تفصیل آگے سلطنت ابراہیم مشروحاً
نویسوں کی سلسلہ ہجری مطابق سلسلہ نم سے سلطنت لودیوں کی منقطع ہو کر متلو کی سلطنت قائم ہوئی مدت سلطنت ابراہیم نو برس تک

خاتمہ کتاب تاریخ آئینہ اودہ

جو کہ اہتمام ترتیب ایہ تاریخ منجی ضلع پرتاب گدھ کا جناب میجر ڈیوئی فارلس صاحب ہا و متمم بندہ دست پرتاب گدھ نے میر سپر
کیا تھا جب متمم بندہ دست ضلع گونڈہ کے ہی تو مجھ کو طلب کر کے کل امور تاریخی اور فعل واجب العرض تمام دیات
ضلع گونڈہ کے میرے متعلق فرمایا تھا اور ایک عہد ضروری میری ماتحتی میں لغرض انھوں اس کام کے سپرد کیا تھا
اور اسی حصر میں یہ کتاب آئینہ اودہ بھی مجھے تالیف کراتے جاتے تھے جب صاحب موصوف مستقل و بطی کھنڈہ گونڈہ
ہوئے اور جناب مسٹرنٹ صاحب بلادر قائم مقام متمم بندہ دست ہوئے تو ایک سال یہ تالیف آئینہ اودہ کی اولی ماتحتی میں
کرنا ہوا لیکن جب ضروری شدہ اھمیسوی میں فتنہ پورٹ اختتام بندوبست کی صاحب مختتم الیہ فرما کر وادوہ ولایت ہوئے
تو کل عہد بندہ دست کا تخفیف میں آگیا اور میرا مشقت گزشتہ بھی اس کے ساتھ تخفیف میں آگیا اس پر میرے فطری فطرس
صاحب کو بہت افسوس ہوا کہ یہ کتاب ناتمام رہی جاتی ہو اور ارشاد فرمایا کہ تھوڑا وقف کرو تو میں مشرکین صاحب سکرٹری
اودہ کے ذریعہ سے منظوری اسکے مصارف کی کرادو گا لیکن اسی زمانے میں جب میرے مردم خانہ کی ضرورت طالت پونچھی تو میں
اپنے گھر چلا آیا اور آخر وہ طالت باعث ہلاکت ہوئی نہ تو کوئی تعزیت سے فراغت نہ ہوئی تھی کہ ایک مقدمہ منجانب
اہل خانہ ان میرا لیا وادوہا جسکے بار جانے میں میری بنیاد کی سی طرح قائم نہ رہتی لہذا کل کام چھوڑ کر پورے جلد برس
اوسکی پیروی میں رہا آخر مظہر و منصور ہو احب ان کاموں سے فراغت ہوئی تو اوسوقت جناب مشر فزلس صاحب
بہادر کشتہ گھنٹہ تھے یا دہانی پر نہ پایا کہ اب وہ وقت زیادہ وسعت کا باقی نہیں رہا جس قدر کھچے ہو وہاں سیکم
چھپو ادو چنانچہ تصدیق اوسکی اپنے قلم سے کچھ دسی جسکی یہ نعتیں ذیل میں مندرج ہے

HISTORY OF OUDH

FROM THE EARLIEST TIMES

COMPILED BY

SHAN ABUL HASSAN

PIRZADA OF MANIKPORE

At the request and under the Superintendence of

W E FORBES

FORMERLY

Settlement Officer of Pertabgurrh, Oudh

Sole copy right in this work has been granted by the Author to

ABDOOR RAHMAN KHAN SAHIB

Master of Nazame Press,

CAWNPORE

LUCKNOW,
23rd October, 1880. }

اب بخدمت ناظرین اس کتاب کے یہ التماس ہے کہ جہاں تک میں نے اس میں حالات لکھے ہیں وہ پورے طور پر ہیں اگرچہ بعض امور ضروری حالات تاریخ کے سبب نہ ملنے مدد مصارف سرکاری کے لکھنے سے سبک کر چکی تھیں اس سبب اس وقت تک یہ پاس بیا تھا اور انھیں حالات موجودہ کے بھر سے پر میں نے دعویٰ اس تاریخ کی تالیف کا کیا تھا چنانچہ دو کتابیں بہت عمدہ آخر زمانہ کی میرے ہاتھ ایسی آگئی تھیں کہ غالباً وہ دوسرے دن کے پاس نہو گئی کیونکہ ان وقائع نگاروں کے خاص ہاتھ سے وہ بطریق چٹہ و مسودہ کے لکھی ہوئی تھیں اور بڑی متناسخاتی کہ بقیہ قصبات مثل سندیلو بلگرام وضعی پور موہان و سیدن پور وغیرہ کے ضیوع و سادات کا حال تحریر کرتا چنانچہ بعد تحریر اس حصے کے عرصے تک میرا ارادہ رہا کہ اگر ان قصبات کے حالات صحیح طور پر منجانب میں تو بطور تہیہ کے شامل کتاب کروں مگر صحیح طور پر نہ ملے اور بہت سے قصبات اور وہ کے حالات لکھنے سے رو گئے خصوصاً شیخ زادگان قدوائی کا حال جنکی کثرت ضلع بارہ بنکی میں ہو جو مذکورہ بالا باتیں ان تمام صحیح صحیح نہ رہا تھا جیسا کہ تحقیق و تفحص حالات تاریخی کی منصب قلیع نگاری کے واسطے ضروریات سے ہر وزیر جنھیں تمام ان امور کا انظر امداد سرکاری پر موقوف ہو لیکن تاہم بقدر تلخیص حالات اور نسبی کیفیات اس کتاب میں درج ہو چکے ہیں وہ علی وجہ تکمیل پورے طور پر نہایت تحقیق اور راست بیانی کے ساتھ ہیں اور ب جو مجملہ کیفیت سسرالی خاندان سید ہدایت علی رئیس قصبہ کاکوری کی جنکا ذکر دفعہ کتاب ہذا میں ہو دریافت ہوئی وہ ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

کیفیت ریاست سلیم پور تحصیل موہن لالہ نج ضلع لکھنؤ

شیخ ابوالحسن معلوم نہیں کہ کس سلطنت میں عرب سے منتقل ہو کر ہندوستان میں آئے باہری فوج سلطانی یا بحیثیت مجاہدانہ مگر اکثر ثقافت دیرنیہ کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ ڈینگر قوم بھر کو جو اس وقت ملک راج ریاست ایٹھی و ابراہیم آباد تھانیر کر کے اس کے علاقہ و حکومت پر قابض و خیل ہوئے اور شیخ سلیم اپنے پسر گلان کے نام سے سلیم پور آباد کر کے کہ ٹ قائم کیا پورا یام اس علاقہ پر پانگڈاری قائم ہو گئی وہ اور ان کی اولاد و تثنانوتنا بافسرونی جمع و آبادی رعایا متوجہ رہے اور بہت سے فرعہ و دیہات آباد کیے جنکی تعداد ۱۵۰۰۰ فصلی تک بکتر تھی اس وقت سے ہمیشہ دارالریاست اس کا مقام سلیم پور چلا آتا ہوا یام

عذر میں اس علاقے پر شیخ مصاحب علی ساکن دھورھرہ کا قبضہ ہو گیا تھا مگر سید

نواب علی خان بامداد فوج انگریزی بھیج کر اپنے علاقہ موروثی پر قابض ہوئے

اور بہت سے کارہائے عمدہ اونسے ظاہر ہوئے اور بجلد وے خیر خواہی

و حسن خدمت کے بے طائے سند تعلقہ داری و خطاب راجلی

سرکار انگریزی سے سرفراز و ممتاز ہوئے بالفعل و نئے خلف

الو شید حاجی سید شعبان علی خان مالک ریاست

قابض و خیل موجود ہیں شعبہ و انساب شیخ

ابوالحسن سے تا حاجی سید شعبان علی خان

واسطے ناظرین اضافہ کریں

ماہرین باریک بین کے

حسب تفصیل ذیل

مرقوم ہے

نقطہ

۱

۲

۳

یہ تاریخ متعلق مختص مقامات کی ہوا وہیں رہی سب باتیں اس مورخ کی کتاب میں بھی ہیں جو اوشیا کے مورخوں میں
ہوتی ہیں مگر چونکہ ابھی تک ہمارے اس ملک کے اکثر لوگوں کا دماغ وہی ہے اسیلے میں یقین کرتا ہوں کہ وہ حصہ بھی اس
ملک کے آدمیوں کو پسند ہو گا ہاں مجھ کو اس بات کا افسوس ہے کہ جیسا قدیم عیسائیوں اور مسلمانوں کی کتابوں میں واقعات
تاریخی میں اثر نہ سب کا پڑتا ہے وہ اس مورخ کی کتاب میں بھی قصبات و قریات کے شرفا کے حالات کے بیان میں پایا
جاتا ہے اور کہیں کہیں اس سے جدا ہو کر حکیمانہ خیال بھی اس مورخ کے ہیں اور اگر ان سب باتوں پر نظر کر کے میں کہوں
کہ چاروں غصہ مذہب و آزادی و ایشیائی و یورپ کے خیالات کا یہ مجموعہ ہی تو شاید تازیب نامہ سب چھائی و برائی اس
کتاب پر نظر کرنے کے بعد اس کہنے میں بھی جرأت کرتا ہوں کہ یہ تاریخ یقیناً اس ملک کے لیے بہت فائدہ مند ہوگی
اور اس میں بہت ایسے حالات ملیں گے کہ جو عام تاریخوں میں نہیں ہیں

قطعه تاریخ طبع تاریخ آئینه اوده طبع گرامی مولوی محمد عبدالحی صاحب آسٹی راسی صحیح مطبع نظام

قوتش شد در نظامی مطیع این خوش نسجه
 بلج جنب آب تلبش آب آینه شد
 هر کسی از ناظرین چون کاغذ زرین بر
 کز تصنیفش بعد تصحیح و تصحیح بلیغ
 شاه ملک خضر یعنی شاه سید بو الحسن
 آمد از بهر زرع و شرف شش محم
 ناخدا می کشتی اخلاب عالی فطرته
 چونکه هست او سید عالی نسب و الاحساب
 از زبان خامه اش جز راستی حرفی نداشت
 کلام جمهر سلک آسی زده قسم تاج و خا

پُر صفا شد طبع چون آئینه اسکندری
 هم نخل آب مه و هم تاب مسر خاوری
 هر که از ما سرین بافت دل شد مشتری
 آن یلغی کنز بلاغت بُرد گوے بر ترے
 صدر ایوان سیادت بدر بُرج سرورے
 گوهر حسب و نسب اصلش آمد جوهرے
 آشنای تسلیم انساب والا گوهرے
 کرد جمع تین نسبها از پئے یاو آورے
 پاکی صدق دلش از لوث کذب آمد برے
 جام جمشیدی است یا آئینه اسکندری

وجه مهر و دستخط خاتمه

چونکه کتاب ہذا مطبوع مطبع نظامی کانیورست لندبرخائے او
مہر و دستخط مہتمم مطبع ثبت گردید تا کسی شبہہ نقیضہ

Handwritten signature in Arabic script, likely belonging to a member of the family, possibly a descendant of the Sultan.

محرم الحرام سنة ١٢٨٥
محمد عبد الرحمن بن

۱۵۶ تصحیح ۲۱۰ طایفه

فہرست مضامین تاریخ آئینہ اودھ

صفحہ	ردیف	خلاصہ مضمون	صفحہ	ردیف	خلاصہ مضمون	صفحہ	ردیف	خلاصہ مضمون
۲	۱	دیباچہ کتاب	۱۳	۵	چندر بنسی	۴۲	۱۸	ذکر دربار و سلطان کا ہندوستان
۳	۲	سبب تالیف کتاب	۱۳	۶	وجہ تسمیہ قنوج	۴۳	۱۹	چتر چھ آٹا اور پوری مستحق باجا
۳	۳	آغاز کتاب	۱۳	۷	کیفیت سکندر جی چند و مانک چند	۴۳	۲۰	ذکر توجہ عین الدین چشتی قدس سرہ
۴	۴	ذکر اولاد حام بن حضرت نوح علیہ السلام	۱۳	۸	کیفیت تخلیق عالم کو لاکھ ہندو	۴۴	۲۱	ولی اللہ کا
۴	۵	ذکر حکومت کشن کی کیفیت آبادی ہند	۱۴	۹	تقسیم چار قوم ہندو	۴۵	۲۲	ذکر عقاب امی پتورا و عہد ابراہیم
۴	۶	ذکر حکومت مہراج و لکشن	۱۵	۱۰	کیفیت آمد سکندر ذوالقنبر	۴۵	۲۳	جسکی نس سے راجہ بنشی پوتھا
۴	۷	وجہ تسمیہ بہار	۱۶	۱۱	ذکر آمد نوح بعد حفاظت آئین	۴۶	۲۴	ذکر زمانہ ہمارا جب سیکڑا الی بایست
۴	۸	تشریح کشن زیدون جانب ہندو گویا لکھن	۱۶	۱۲	ذکر آمد نوح بعد سلطنت لکھن فی امیر	۴۶	۲۵	بازم پور کا
۵	۹	ذکر حکومت کیشو راج بن مہراج	۱۶	۱۳	ذکر آمد نوح بعد سلطنت مامون شہید	۴۸	۲۶	ذکر محاربہ سلطان شہاب الدین بایا
۵	۱۰	ذکر فیروز دہلی بن کیشو راج	۱۶	۱۴	بن ہارون رشید خلفا عباسیہ	۴۸	۲۷	جی چند رائی پور
۶	۱۱	شرح تفویض مملکت ہماچہ سورج	۱۶	۱۵	ذکر امیر ناصر الدین سبکتگین با شاہ غزنوی	۴۹	۲۸	ذکر محاربہ مجاہد میر کبیر سید قطب الدین
۶	۱۲	ذکر حکومت اہم سورج مع ذکر بہت پرستی قنوج	۱۶	۱۶	ذکر عہد سلطان محمود غزنوی	۵۰	۲۹	طووی باز میر جی چند الی قنوج
۶	۱۳	ذکر راجگی ہراج	۱۶	۱۷	کیفیت بریلو راج او حیرت پانی پتر	۵۰	۳۰	ذکر فتح و کلا
۶	۱۴	ذکر حکومت کید و بہرین	۱۶	۱۸	ذکر آمد سلطان محمود غزنوی بارنم	۵۵	۳۱	ذکر مغروری راجہ جی چند و مانک چند کا
۸	۱۵	ذکر سلطنت شنگل	۱۶	۱۹	فیاضت ابد قنوج و کلا نجر	۵۵	۳۲	دھن رن رانا خزانہ کا اندر قتل مانک پور کے
۹	۱۶	ذکر حکومت برہت پتر شنگل	۱۶	۲۰	کیفیت ولادت وفات سلطان محمود غزنوی	۵۵	۳۳	ذکر بعد غروری مانک پور کے راجہ جی چند کا
۹	۱۷	ذکر اولی اقام سورج جس چند بنس	۱۶	۲۱	شہادت سالاران سید مسعود سید ہار	۵۵	۳۴	مسکین گزین ہوتا راج نشت مین
۹	۱۸	ذکر دارانی اجد و سرتہ	۱۶	۲۲	کیفیت سلطان انساب پری حضرت سید	۵۵	۳۵	ذکر عقاب راجہ مانک چند
۹	۱۹	ذکر بن دباس راجہ راج چند	۱۶	۲۳	مسعود سلا غازی مع کیفیت کاہن راج	۵۶	۳۶	ذکر ملک سلطان قطب الدین ایبک
۱۰	۲۰	ذکر راون کا سینا کو پور ہماچہ نامانی راجہ	۱۶	۲۴	ذکر اسود جگ بقریب سیر مساد سنجو	۵۶	۳۷	بقام کر ا کے اور بن سے جی جانا
۱۰	۲۱	کیفیت غائب ہونے راجہ راج چند سیکڑا	۱۶	۲۵	ذکر راجہ جی چند و تھیں لیجانا راج	۵۶	۳۸	سلطان کا جاب ملکا و نجر راج مقام
۱۱	۲۲	اس جہان سے	۱۶	۲۶	پتورا کا مساد سنجو کا کدھ عمارت عظیم کے	۵۶	۳۹	ہمارے لکھنؤ کا
۱۱	۲۳	حقیقت استمان دینی ہاش	۱۶	۲۷	وجہ تسمیہ کلا و مانک پور	۵۶	۴۰	ذکر وفات سلطان شہاب الدین سام کا
۱۵	۲۴	وجہ تسمیہ استمان ہماچہ	۱۶	۲۸	ذکر راجہ جی چند و مانک چند و ملکہ گلی راج	۵۶	۴۱	ذکر عقاب سلطان شہاب الدین کا
۱۶	۲۵	تطبیق مضمون ہماچہ بارہ لایا	۱۶	۲۹	مانک پور سے	۵۶	۴۲	ذکر سلطنت سلطان قطب الدین ایبک کا
۱۶	۲۶	ذکر ولایت اولاد راجہ راج چند	۱۶	۳۰	ذکر غزیت اول سلطان شہاب الدین کا	۵۸	۴۳	تتمہ احوال خزانہ میر کبیر سید قطب الدین کا
۱۶	۲۷	ذکر شیوع غصب بدہ	۱۶	۳۱	ہندوستان پر راجہ پتورا سے شکست	۶۰	۴۴	ذکر عقاب ہماچہ سامان میر کبیر سید قطب الدین
۲۲	۲۸	ذکر دارانی اولاد و غری کشن کو معنی	۱۶	۳۲	کھا کر ا پس جانا	۶۱	۴۵	ذکر سید جسکی اول شکر جگمل اولاد و لکھنؤ

صفحہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ	صفحہ	خلاصہ مضمون	صفحہ	صفحہ
۲۸	۹۱	ذکر سادات اور مہن کا	۳۹	۶۲	ذکر قتل بہرنگہ ذکر او مانگ پور کا	۴۵	۱۰۴
۲۹	۹۲	ذکر سادات موٹی کا	۴۰	۶۳	ذکر شیخ فرید الدین شکر گنج حضرت	۴۶	۱۰۵
۳۰	۹۳	ذکر شیخ زادگان کشتیا کا	۴۱	۶۴	تغلب الدین بختیار خشی کا	۴۷	۱۰۶
۳۱	۹۴	ذکر سادات کساری کا	۴۲	۶۵	ذکر سلطنت عین الدین بلین کا	۴۸	۱۰۷
۳۲	۹۵	ذکر شیخ زادگان دولت پور کا	۴۳	۶۶	ذکر شیخ سعدی شیرازی کا	۴۹	۱۰۸
۳۳	۹۶	ذکر شیخ چند چیلہ کا غزالی کا	۴۴	۶۷	ذکر شہادت شہزادہ محمد خان پسر	۵۰	۱۰۹
۳۴	۹۷	ذکر موضع ہاشم پور کنگار کا	۴۵	۶۸	خیات الدین طبرین وفات بادشاہ کا	۵۱	۱۱۰
۳۵	۹۸	ذکر سید احمد دلاویز خانواری کا	۴۶	۶۹	ذکر سلطنت محمد الدین کی قیاد کا	۵۲	۱۱۱
۳۶	۹۹	ذکر محمد دوم شیخ ضیاء الدین کا	۴۷	۷۰	ذکر سلطنت جلال الدین غوری شاہ خلی کا	۵۳	۱۱۲
۳۷	۱۰۰	ذکر محمد دوم شیخ حسام الدین غوری کا	۴۸	۷۱	ذکر قلعہ بنگلہ کراد مانگ پور کا	۵۴	۱۱۳
۳۸	۱۰۱	ذکر محمد دوم شیخ بڑا کا	۴۹	۷۲	ذکر حکومت بنگلہ علا الدین شاہ واپس کا	۵۵	۱۱۴
۳۹	۱۰۲	ذکر شیخ زادگان سید ملوک خلی کا	۵۰	۷۳	ذکر خواجہ کرک الدینی کا	۵۶	۱۱۵
۴۰	۱۰۳	ذکر قاضی احمد قصبہ کا	۵۱	۷۴	ذکر مولانا اسماعیل ساکن سبے خلی آلودہ کا	۵۷	۱۱۶
۴۱	۱۰۴	ذکر قوم دام ضیانہ مانگ پور کا	۵۲	۷۵	ذکر شیخ تہرمتی گل تہی چلی نسل سے	۵۸	۱۱۷
۴۲	۱۰۵	ذکر سلطنت آرام شاہ کا	۵۳	۷۶	شیخ زادگان کن پور خلی تہجدین	۵۹	۱۱۸
۴۳	۱۰۶	ذکر سلطنت سلطان شمس الدین شمس کا	۵۴	۷۷	ذکر سلطنت سلطان علا الدین غلی کا	۶۰	۱۱۹
۴۴	۱۰۷	ذکر مولانا اسماعیل پور خلی مانگ پور کا	۵۵	۷۸	مغلوں کا حملہ	۶۱	۱۲۰
۴۵	۱۰۸	ذکر سید شمس الدین سید شمس الدین	۵۶	۷۹	فتح گجرات و بجات سپاہ	۶۲	۱۲۱
۴۶	۱۰۹	ذکر دینی مانگ پور کا	۵۷	۸۰	ہجودہ خیالات علا الدین	۶۳	۱۲۲
۴۷	۱۱۰	ذکر سید محمد بن سید حامد دہلی کا	۵۸	۸۱	سبب محاصرہ قلعہ رنتھور	۶۴	۱۲۳
۴۸	۱۱۱	ذکر عقب سلطان شہاب الدین شمس	۵۹	۸۲	تدابیر انسداد و بجات ہمیشہ زادگان	۶۵	۱۲۴
۴۹	۱۱۲	سادہ گاہی سونہی عرفہ خلی کا وزن	۶۰	۸۳	سبب لڑائی چتور گڑھ	۶۶	۱۲۵
۵۰	۱۱۳	خلی فتح پور کا	۶۱	۸۴	مہم دکن	۶۷	۱۲۶
۵۱	۱۱۴	ذکر سلطنت سلطان کن الدین کا	۶۲	۸۵	فتح تلنگانہ	۶۸	۱۲۷
۵۲	۱۱۵	ذکر سلطنت سلطان ضیہ بیگ کا	۶۳	۸۶	فتح ملایک کرناٹک	۶۹	۱۲۸
۵۳	۱۱۶	ذکر ملک قرا الدین قیران ترخان کا	۶۴	۸۷	باعث قتل نسل	۷۰	۱۲۹
۵۴	۱۱۷	ذکر سلطنت بہرام شاہ بن شمس الدین	۶۵	۸۸	غازی کا فورہ تباہی خاندان علا الدین	۷۱	۱۳۰
۵۵	۱۱۸	التمش کا	۶۶	۸۹	ذکر سلطان المشایخ سلطان نظام الدین	۷۲	۱۳۱
۵۶	۱۱۹	ذکر سلطنت علا الدین محمد بن کن الدین کا	۶۷	۹۰	ادبیا قدس سرور کا	۷۳	۱۳۲
۵۷	۱۲۰	ذکر سلطنت علا الدین محمود کا	۶۸	۹۱	ذکر شیخ بوعلی مستند قدس سرور کا	۷۴	۱۳۳

ردیف	صفحه	خلاصه مضمون	ردیف	صفحه	خلاصه مضمون	ردیف	صفحه	خلاصه مضمون
۸۵	۱۰۳	صاحبانیت پاکپور	۲۸۸	۱۰۳	ذکر سلطنت امیر معاویہ بن سفیان	۳۸۸	۱۱۹	اصحیت قوم سوم بنسب
۸۶	۱۰۴	موند و سنگی تاریخ و جادات مخدوم	۲۰۹	۷	ذکر خالد بن عبدالہ	۳۷۹	۱۲۰	اصحیت قوم سوم بنسب
۹۰	۱۰۱	حضرت شاہ حسام الدین	۲۱۰	۷	وجہ تسمیہ قوم افغان	۲۵۰	۷	ویر تانگہ و آوارا و گوگڑ و قچور
۹۱	۱۰۲	ذکر عزیز الدین حضرت مخدوم شاہ	۲۱۰	۱۱	وجہ تسمیہ پٹھان	۲۵۰	۷	ذکر انساب راجہ لکھن
۹۲	۱۰۳	حسام الدین	۲۱۹	۱۳۳	بخت قتلہ و تناسل قوم افغان	۲۵۱	۷	کیفیت رامی ہوم مل
۹۳	۱۰۴	ذکر راجہ حادشہ خاں خانان گورنر	۲۲۱	۱۰۴	وجہ تسمیہ لودی	۲۵۲	۱۱	کیفیت تعلقہ بونسی
۹۴	۱۰۵	ذکر شیخ محمد بن امین بن محمد بن کالو	۲۲۱	۱۰۵	نسب سلطان اہلوول حلقہ سلطنت	۲۵۳	۱۱	کیفیت تعلقہ دھنگڑو
۹۵	۱۰۶	ذکر سادات مشہور طبع قچور	۲۲۸	۱۰۶	ذکر سلطنت سلطان سکندر لودی	۲۵۳	۱۱	کیفیت تعلقہ بہدری
۹۶	۱۰۷	ذکر شیخ میرالدین علیہ و مر حضرت	۲۲۸	۱۰۷	کیفیت ملکبار دگا حضرت فیث و شہر	۲۵۵	۱۱	کیفیت تعلقہ شمس پور
۹۷	۱۰۸	مخدوم شاہ حسام الدین قدس سرہ	۲۲۸	۱۰۸	ابو یوسف بن محمد بن علیہما اسلام مقارود	۲۵۶	۱۱	کیفیت تعلقہ چورس
۹۸	۱۰۹	جناب نسبت شیخ زادگان کنگرہ بن	۲۲۸	۱۰۹	ذکر سادات موضع کونہ و سادات موضع قچور	۲۵۷	۱۱	کیفیت تعلقہ بیانون
۹۹	۱۱۰	ذکر سلطنت محمد شاہ بن سلطان	۲۵۸	۱۱۰	ذکر سید صالح قچوری	۲۵۷	۱۱۱	ذکر قوم بسین
۱۰۰	۱۱۱	ابنیم شرقی	۲۵۷	۱۱۱	ذکر سادات قطبہ بارہ در محلہ صوہ	۲۵۷	۱۱	کیفیت اقتدار و زول و پادشاه چل سنگہ
۱۰۱	۱۱۲	ذکر حضرت عاشق علی خان کنگرہ	۲۵۷	۱۱۲	بہار جواب ضلع ہر	۲۵۸	۱۱۲	ذکر اقتدار و زول و پادشاه چل سنگہ
۱۰۲	۱۱۳	شیخ زادگان چورہ و کنگرہ و ضلع کنگرہ	۲۵۷	۱۱۳	ذکر سادات مالتی پور واقع ضلع بنگال	۲۵۸	۱۱۲	تعلقہ کونہ و سادات موضع گوگڑ
۱۰۳	۱۱۴	ذکر سلطنت محمد شاہ	۲۵۷	۱۱۴	ذکر سادات اہوا پور کنگرہ ضلع آہ آباد	۲۵۸	۱۱۳	ذکر بزرگ سادہ و مہراج سنگہ
۱۰۴	۱۱۵	ذکر سادات حسد پتا خرقہ	۲۵۷	۱۱۵	ذکر سادات رسول پور کنگرہ کونہ ضلع قچور	۲۵۸	۱۱۳	ذکر اعتقاد حدیث سنگہ پریل و جیل
۱۰۵	۱۱۶	شیخ زادگان عقب مخدوم شاہ حسام الدین	۲۵۷	۱۱۶	ذکر سادات قطبہ جالبی نصیر آباد کنگرہ	۲۵۸	۱۱۳	ذکر عاقبہ بزرگ سادہ پسر خور و رام
۱۰۶	۱۱۷	صاحبانیت مانگ پور	۲۵۷	۱۱۷	درائے بریلے	۲۵۸	۱۱۳	اجل سنگہ
۱۰۷	۱۱۸	مقالہ سوم بحالات سلطین	۲۵۷	۱۱۸	ذکر سادات قطبہ موضع جی تہا ضلع قچور	۲۵۸	۱۱۳	ذکر سید راجہ نورالحق مورث محلہ میر سید
۱۰۸	۱۱۹	وہلی بعد واپسی تیمور	۲۵۷	۱۱۹	ذکر سادات موضع زول ضلع مرزا پور	۲۵۸	۱۱۳	مانگ پور ضلع پرتاب گڑھ کا
۱۰۹	۱۲۰	ذکر مولانا قبال خان محمد شاہ بادشاہ	۲۵۷	۱۲۰	ذکر سادات موضع منعم آباد خور و جوبو ضلع	۲۵۸	۱۱۳	ذکر حضرت مخدوم بندگی نظام الدین
۱۱۰	۱۲۱	ذکر سلطنت سید مبارک خان	۲۵۷	۱۲۱	راے بریلے	۲۵۸	۱۱۳	ساکن ایشی ضلع لکھنؤ
۱۱۱	۱۲۲	بن خضر خان	۲۵۷	۱۲۲	ذکر سادات کورالی بزرگہ سوم ضلع آہ آباد	۲۵۸	۱۱۳	ذکر دائرہ شاہ فرحت منعم آباد آباد
۱۱۲	۱۲۳	ذکر سلطنت محمد شاہ بن فرید خان	۲۵۷	۱۲۳	ذکر سادات قطبہ منیمہ ضلع قچور کا	۲۵۸	۱۱۳	مورث موکو وراج الدین و کورکو
۱۱۳	۱۲۴	بن خضر خان	۲۵۷	۱۲۴	ذکر سادات قطبہ ساکن کورکو مانگ پور	۲۵۸	۱۱۳	غلام امام شہید و ذکر اولاد ملا جیون
۱۱۴	۱۲۵	ذکر سلطنت سلطان ملا الدین	۲۵۷	۱۲۵	کیفیت خانانی شاہ بابا	۲۵۸	۱۱۳	و ملا پور دہلی ایشی ضلع لکھنؤ
۱۱۵	۱۲۶	بن محمد شاہ	۲۵۷	۱۲۶	ذکر اولاد سید شاہ قاسم	۲۵۸	۱۱۳	ذکر سلطنت سلطان ابراہیم لودھی
۱۱۶	۱۲۷	ذکر سلطنت قوم لودی بن	۲۵۷	۱۲۷	ذکر خانان سید محمد خان	۲۵۸	۱۱۳	ذکر سلطنت سلطان ابراہیم لودھی
۱۱۷	۱۲۸	اقوام افغان	۲۵۷	۱۲۸	ذکر خانان سید محمد خان	۲۵۸	۱۱۳	ذکر سلطنت سلطان ابراہیم لودھی

